گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالب]

(جلد سوم)

مرتب:
رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد سوم)

گولڈن جبلی تقریبات
۱۹۶۹_۲۰۱۹

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد سوم)

مرتب:

رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

Ganjeena-e-Maani Ka Tilism
Vol-III
Edited BY :
Rasheed Hasan Khan

ISBN: 81-8172-096-2

بہ اہتمام : سید رضا حیدر
اشاعت : ۲۰۱۹ء
قیمت : ۵۰۰ / روپے
کمپوزنگ : عبدالرشید
مطبوعہ : اصیلا آفسیٹ پرنٹرس، نئی دہلی

غالب انسٹی ٹیوٹ،
ایوانِ غالب مارگ، نئی دہلی ۔۲
www.ghalibinstitute.org-- email: ghalibinstitue@gmail.com

فہرست

پیش لفظ

غالب انسٹی ٹیوٹ سے رشید حسن خاں کا بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ انہیں جب بھی کسی علمی محفل میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی اپنی تمام مصروفیتوں کے باوجود وہ شریک ہوئے۔ ان کی زندگی کا اہم ترین حصہ کلاسیکی متون کی تصحیح، ترتیب اور تدوین میں صرف ہوا اور یہ بات اردو دنیا کے لئے بہت اطمینان کی ہے۔ یوں تو کئی اہم محققین سامنے آئے جنہوں نے اپنی تحقیقی کاوشوں سے تحقیق کو ثروت مند بنایا اور اسے ایک سمت عطا کی۔ مگر متن کی تصحیح اور ترتیب کا معاملہ بڑی حد تک رشید حسن خاں سے وابستہ رہا۔ انہوں نے اپنی مرتبہ کتابوں کے اخیر میں فرہنگ کا بھی اہتمام کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں متن کے ساتھ مشکل الفاظ بھی گردش کرتے رہے ہیں۔ یہ الفاظ رشید حسن خاں کے لئے مشکل نہیں تھے مگر انہیں اپنے وقت اور آنے والے وقت کے قارئین کا ہمیشہ خیال رہا۔ ان کی ایک کتاب کلاسیکی ادب کی فرہنگ ہے جسے 2003 میں انجمن ترقی اردو، ہند نے شائع کیا۔ اس کتاب پر بطور مرتب ان کا نام شامل ہے لیکن یہ وہ مرتب ہے۔ جس نے الفاظ اور تراکیب کے معنی اور مفاہیم کو یکجا کرنے اور ان پر غور کرنے اور انہیں مرتب کرنے میں ایک طویل مدت گزاری ہے ورنہ تو ادھر ادھر سے چیزوں کو جمع کر کے بہت آسانی کے ساتھ مرتب ہوا جا سکتا ہے۔ رشید حسن خاں نے ایک مرتب کی حیثیت سے ترتیب اور تدوین کے کام کو جو وقار بخشا ہے اس کی اہمیت وقت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔

''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کو شائع کرتے ہوئے مجھے فخر کا احساس ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں غالب کی شاعری کے الفاظ و تراکیب کی ایک دنیا ہے جسے دیوان غالب سے الگ کر کے پڑھنا ایک نئے تجربے سے گزرنا ہے اور ان تراکیب کے ساتھ اشعار بھی درج کئے گئے ہیں جن میں یہ ترکیبیں آئی ہیں۔ رشید حسن خاں نے اس کتاب کی تیاری میں عمر کا عزیز ترین حصہ صرف کیا ہے اور انہیں آج کی طرح وہ سہولتیں بھی حاصل نہیں تھیں۔ اپنے وسائل کو استعمال کر کے انہوں نے جو یہ کارنامہ انجام دیا ہے وہ عملی ادبی کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اس کتاب سے واضح ہے کہ رشید حسن خاں نے دیوان غالب کی ایک خاص انداز سے قرأت کی ہے اور قرأت کا یہ انداز عام تنقیدی مطالعے سے بہت مختلف ہے۔ اسے تنقیدی مطالعہ کے بجائے تحقیقی مطالعہ کہنا چاہئے۔ اندازہ کیجئے کہ تحقیقی مطالعہ تنقیدی مطالعے سے کبھی کس قدر اہم ہو جاتا ہے رشید حسن خاں نے دیوان غالب کا جتنی بار مطالعہ کیا ہے وہ ایک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت سے مطالعہ غالب ایک نئی منزل میں داخل ہو جاتی ہے جو غالب کے قارئین کو نئی سمتوں کی طرف لے جائے گی۔ رشید حسن خاں آج ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی یہ کاوش ان کی موجودگی کا ہمیشہ احساس دلاتی رہے گی۔ مجھے اپنے قارئین کو اطلاع دیتے ہوئے بے انتہا خوشی ہو رہی ہے کہ ''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کی تیسری اور آخری جلد بھی اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

صدیق الرحمٰن قدوائی

۲۰ر مئی ۲۰۱۹ء

حرفِ آغاز

رشید حسن خاں صاحب مرحوم کی یہ کتاب نہ جانے کتنے حادثات سے گزری، بالآخر شائع ہو رہی ہے۔ یہ کتاب تقریباً 13 برس تک کیوں شائع نہ ہوئی اس کی کہانی نہایت پُر اسرار ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ کتاب اس عبرت ناک انجام کو نہ پہنچی جو حشر میکش اکبر آبادی کی انجمن ترقی اردو (ہند) کی دعوت پر تیار کردہ فرہنگِ نظیر اکبر آبادی کا ہوا تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب انجمن علی گڑھ میں پناہ گزیں تھی۔ اس کی اشاعت کسی نہ کسی بہانے سے موخر ہوتی رہی اور آخر میں کہا گیا کہ کتاب کا مسودہ ہی ضائع ہو گیا۔

رشید حسن خاں صاحب کے مزاج کی سخت گیری اور لوگوں کو ناراض کرنے کے ان کے شوق کے باوجود ان کے نیاز مندوں کا ایک ایسا حلقہ بھی تھا جسے ان کے جاں نثاروں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ انجمن میں بھی ایسے لوگ تھے جو رشید صاحب سے بے لوث اور بے پناہ محبت کرتے تھے۔ انھوں نے ہی اس کتاب کو ضائع ہونے سے بچایا۔

میں اپنا شمار بھی رشید صاحب کے نیاز مندوں میں کرتا ہوں۔ رشید صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے پاس آنے والے خطوط فوراً ہی ضائع کر دیا کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ وہ جن لوگوں کے ساتھ بے تکلف تھے ان سے وہ کسی قسم کی رازداری نہیں رکھتے تھے۔ میں نے بھی اس طریقے کو اختیار مگر جانے کیسے ان کے میرے نام لکھے ہوئے خطوط کی ایک بڑی تعداد جو نہایت ذاتی نوعیت کے تھے اور جن میں خود میری زندگی کے کئی برہنہ باب بھی تھے، محفوظ رہ گئے اور یہ تمام خطوط جنات ٹی. آر. رینا کی کتاب "رشید حسن خاں کے خطوط" میں شامل ہیں۔ ان خطوط کو پڑھ کر یہ احساسِ تفاخر ضرور ہوتا ہے کہ اردو کے ایک عہد ساز محقق کی مجھ پر کیسی بے پایاں نوازشات تھیں۔

بہر کیف یہ کتاب رشید حسن خاں صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح اردو ادب میں بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔

کتاب کے بار بار پروف پڑھنے کی ذمے داری ڈاکٹر ارجمند آرا صاحبہ نے اپنے ذمے لی۔ یہ ایک نہایت مشکل کام تھا جو اُن کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کتاب کا آخری پروف جس میں خصوصاً اشعار کی قرأت پر توجہ دی گئی تھی، ڈاکٹر سرور الہدیٰ صاحب نے نہایت دیدہ ریزی کے ساتھ پڑھا۔ انجمن ترقی اردو (ہند) اور میں ذاتی طور پر ڈاکٹر ارجمن آرا صاحبہ اور ڈاکٹر سرور الہدیٰ صاحب کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جب اس کتاب کی اشاعت کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی تو میں نے غالب انسٹی ٹیوٹ سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی طرح اس کتاب کو شائع کر دیں جسے انسٹی ٹیوٹ نے قبول فرمالیا تھا۔ اب یہ کتاب غالب انسٹی ٹیوٹ اور انجمن ترقی اردو (ہند) کی مشترکہ اشاعت (تین جلدوں میں) ہے جس کے لیے میں خصوصاً انسٹی ٹیوٹ کے جواں سال ڈائرکٹر ڈاکٹر رضا حیدر صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی صاحب تو انجمن کے صدر بھی ہیں اور رشید صاحب کے بے تکلف دوست بھی، اس لیے، ان کی فراخ دلی کا شکریہ ادا کرنا کس حد تک صحیح ہے، یہ بات تو رشید صاحب ہی بتا سکتے تھے۔ یہ کتاب تین میں شائع ہو گی۔

ڈاکٹر اطہر فاروقی
جنرل سکریٹری
انجمن ترقی اردو (ہند)

مئی 2017

ع

عاجز[1]: (۱) بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا صفحۂ نامہ، غلافِ بالشِ پر ہوگیا ص۲۹
(۲) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام ص۳۵
(۳) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو ص۱۹۵
(۴) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ تنگِ پیری ہے جوانی میری ص۲۳۱
(۵) لکھ سکا مَیں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی لاجرم توڑ کے، عاجز، قلم چند رہا ص۴۴۶
دیکھیے ـــــ: (۶) حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔ (۷) غالبِؔ عاجزِ نیاز آگیں۔

عاجزاں: دیکھیے: نگاہِ عاجزاں۔

عاجزی[2]: (۱) کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج ص۳۵
(۲) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں ص۶۶

عادت[3]: (۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ! کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے ص۱۲۵
(۲) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے بے نیازی تری عادت ہی سہی ص۲۲۱

عادل[4]: دیکھیے: حاکمِ عادل۔

عار[5]: (۱) کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہائے عزیزاں خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے ص۷۴

---

[1] عاجز : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دوبار]۔
عاجزاں : ایک بار [مرکّب]۔
[2] عاجزی : دوبار۔
[3] عادت : دوبار۔
[4] عادل : ایک بار [مرکّب]۔
[5] عار : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔

(۲) کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی — جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار — ص۱۲۵

(۳) کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں — عُشاق کی پُرسش سے اُسے عار نہیں — ص۲۵۴

عارِ بستر: ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی — ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے — ص۲۳

عارِ دل: ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو — ہے عارِ دل، نَفَس اگر آذر فشاں نہیں — ص۱۸۸

عارض[۱]: (۱) صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال — ص۵۱

(۲) بلا گردانِ تمکینِ بتاں، صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو — ص۶۸

دیکھیے ــــ:(۳)خطِ عارض۔(۴)نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض۔

عارضِ رنگیں: دیکھیے:شرمِ عارضِ رنگیں۔

عارضِ گُل: عارضِ گُل دیکھ، روئے یار یاد آیا اسدؔ — جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے — ص۲۱۴

عارضِ یار: دیکھیے:خیالِ عارضِ یار۔

عارضاں: دیکھیے:گوشِ نسریں عارضاں۔

عارفؔ[۲]: ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ — کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اور — ص۱۷۱

عارف[۳]: (۱) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات — عارف ہمیشہ مستِ مَئےِ ذات چاہیے — ص۲۲۰

(۲) دیکھیے:رفعتِ ہمّتِ صد عارف۔

عارفانہ کلام: چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ — لَوحَش اللہ! عارفانہ کلام — ص۱۳۷

عاریت[۴]: مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید — یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی — ص۷۷

عاشق[۵]: (۱) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری — بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر — ص۳۹

(۲) اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ — مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال — ص۵۴

---

۱ عارض : سات بار[مفرد:دوبار، مرکّب:پانچ بار]۔
عارضاں : ایک بار[مرکّب]۔
۲ عارفؔ : ایک بار۔
۳ عارف[۲] : دوبار[مفرد:ایک بار، مرکّب:ایک بار]۔
عارفانہ : ایک بار۔

۴ عاریت : ایک بار۔
۵ عاشق : چھیالیس بار[مفرد:چودہ بار، مرکّب:بتّیس بار]۔
عاشقاں : ایک بار[مرکّب]۔
عاشقوں : دوبار۔
عاشقی : ایک بار۔

(۳) آئینہ نَفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش | عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے | ص ۸۰

(۴) عاشق، نقابِ جلوۂ جاناں نہ چاہیے | فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے | ص ۸۲

(۵) جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے، مگر عاشق | نَفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے | ص ۱۱۵

(۶) حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت! غالبؔ | جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا | ص ۱۵۰

(۷) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں | تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر | ص ۱۶۸

(۸) غم آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو | چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے | ص ۲۱۰

(۹) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر | آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے | ص ۲۱۹

(۱۰) ہو کے عاشق، وہ پری رُخ اور نازک بن گیا | رنگ کھلتا جائے ہے، جتنا کہ اُڑتا جائے ہے | ص ۲۲۲

(۱۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام | مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے | ص ۲۴۹

(۱۲) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو | ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے | ص ۲۵۰

(۱۳) ٹُزگانویں کی ہے جتنی رعیّت، وہ یکقلم | عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی | ص ۲۶۳

(۱۴) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلہ خاشاک | کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا | ص ۳۳۵

دیکھیے——: (۱۵) آئینۂ جُراتِ عاشق۔ (۱۶) برشگالِ گریۂ عاشق۔ (۱۷) بے سامانیِ عاشق۔ (۱۸) تنِ مجروحِ عاشق۔ (۱۹) جانِ عاشق۔ (۲۰) جراحت دوزیِ عاشق۔ (۲۱) حلِ مشکلِ عاشق۔ (۲۲) خاکِ عاشق۔ (۲۳) خاموشیِ عاشق۔ (۲۴) خانۂ عاشق۔ (۲۵) دشمنِ حسرتِ عاشق۔ (۲۶) دعویِ عاشق۔ (۲۷) دلِ عاشق۔ (۲۸) رنگِ عاشق۔ (۲۹) سعیِ عاشق۔ (۳۰) سینۂ عاشق۔ (۳۱) شکیبِ خاطرِ عاشق۔ (۳۲) صورتِ مژگانِ عاشق۔ (۳۳) قتلِ عاشق۔ (۳۴) قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔ (۳۵) گدائے عاشق۔ (۳۶) لب ہائے عاشق۔ (۳۷) مشہدِ عاشق۔ (۳۸) ہر ایک ذرّۂ عاشق۔

عاشقِ اہلِ کرم: چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی | سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے | ص ۲۲۷

عاشقِ بیمار: مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے! | خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس | ص ۱۷۳

عاشقِ دل دادہ: دیکھیے: قتلِ عاشقِ دل دادہ۔

عاشقِ دیوانہ: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں | معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے | ص ۲۱۱

عاشقِ شیدا: دیکھیے: داغ طرف جگرِ عاشقِ شیدا۔

عاشق کُش: لکھ دیا شاہدوں کو: عاشق کُش — لکھ دیا عاشقوں کو: دُشمن کام — ص۱۳۸

عاشق نوازی: دیکھیے: مانعِ عاشق نوازی۔

عاشقِ ہشت وچار: دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک مُحبّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص۲۹۷

عاشقاں: دیکھیے: خانمانِ عاشقاں۔

عاشقوں: (۱) جوں اعتقاد نامہ و خط کا ہو مُہر سے — یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ — ص۴۸

(۲) لکھ دیا عاشقوں کو: دُشمن کام — [دیکھیے: عاشق کُش]۔

عاشقی: عاشقی صبر طلب اور تمنّا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک — ص۱۷۵

عاصی[1]: (۱) نام عاصی کا ہے غلام نجف — ص۲۶۸

(۲) دیکھیے: غالبِ عاصی۔

عاصیوں: اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زمرے میں برگزیدہ ہوں — ص۳۰۰

عافیت[2]: (۱) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش — عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے — ص۱۰۳

(۲) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی، کہ ہے — عافیت کا دُشمن اور آوارگی کا آشنا — ص۱۳۹

(۳) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج — ص۱۶۵

دیکھیے ———: (۴) برگِ عافیت۔ (۵) سراغِ عافیت۔ (۶) سلکِ عافیت۔

عافیت بیزار: بسمل اس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ — عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں — ص۶۵

عاقبت[3]: کثرتِ جور و ستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ — خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے — ص۷۸

عالَم[4] [۱]: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہَوا میں عالَم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص۹

(۲) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم — مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے — ص۸۹

(۳) جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم — میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

(۴) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا — ص۱۵۶

---

[1] عاصی : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
عاصیوں : ایک بار۔

[2] عافیت : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

[3] عاقبت : ایک بار۔

[4] عالَم [۱] : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: پانچ بار]۔

(۵) مُنہ نہ کھُلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں   زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھُلا   ص۱۶۱
(۶) جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال   دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے   ص۲۱۱
(۷) ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم   آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے   ص۲۳۸
(۸) کچھ اَور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا   کچھ اَور ہی نقشہ نظر آتا ہے جہاں کا   ص۲۸۳
(۹) شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا   کیا شرح کروں، کہ طرفہ تر عالم تھا   ص۲۵۲
(۱۰) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ   آج عالم اَور ہے بازار کا   [قادرنامہ]

عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ: کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے کہ ہیں   عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم   ص۵۴

عالمِ پیری: سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ   قامتِ خَم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے   ص۷۸

عالمِ بے سروسامانیِ فرصت: عالمِ بے سروسامانیِ فرصت مت پوچھ   لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے بیاباں میرا   ص۲۱

عالمِ تقریر: آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے   مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا   ص۱۳۲

عالمِ تمکین وضبط: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں   معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے   ۲۱۱

عالَم[۱] [۲]: (۱) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم   روئے شش جہت آفاق، پُشتِ چشمِ زنداں ہے   ص۸۹
(۲) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا   جوں صبح چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا   ص۱۲
(۳) عالم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر   یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا   ص۱۳
(۴) گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں   رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں   ص۱۱۸
(۵) تجھ سے عالم پہ کھُلا رابطۂ قربِ کلیم   تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل   ص۱۲۴
(۶) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ   کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا   ص۱۵۷
(۷) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم   لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں   ص۱۸۵
(۸) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ   عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے   ص۲۰۵
(۹) رہا آباد عالم اہلِ ہمّت کے نہ ہونے سے   بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے   ص۲۰۹
(۱۰) عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر   کب تک خیالِ طُرّۂ لیلا کرے کوئی   ص۲۱۵

---

[۱] عالَم[۲] : اُنہتر بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: چوَّن بار]۔

(۱۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۱۲) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے — ص۲۲۰

(۱۳) یا خدا! غالبؔ عاصی کے خداوند کو دے — دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم — ص۲۶۵

(۱۴)،(۱۵) نہیں اِس کا جواب عالم میں — نہیں ایسی کتاب عالم میں — ص۲۶۷

دیکھیے ـــــ: (۱۶) اجزائے دو عالم دشت۔ (۱۷) اجزائے عالم۔ (۱۸) ایک عالم۔ (۱۹) تشنۂ خونِ دوعالم۔ (۲۰) حشرِ دوعالم فتنہ۔ (۲۱) خونِ دوعالم۔ (۲۲) دردِ دوعالم۔ (۲۳)۔(۲۹) دوعالم [سات بار]۔ (۳۰) دوعالم اوہام۔ (۳۱) دوعالم شکار۔ (۳۲) دوعالم صفہاں۔ (۳۳) دوعالم فریاد۔ (۳۴) دوعالم ہستی۔ (۳۵) رزقِ دو عالم احتمال۔ (۳۶) سازِ دو عالم۔ (۳۷) سجۂ عرضِ دوعالم۔ (۳۸) سراغ آوارۂ عرضِ دوعالم۔ (۳۹) سرمایۂ یک عالم۔ (۴۰) شیرازۂ دوعالم۔ (۴۱) صورتِ عالم۔ (۴۲) غمِ دو عالم۔ (۴۳) کشتیِ دوعالم۔ (۴۴) گردابِ دوعالم آداب۔ (۴۵) مبدعِ عالم۔ (۴۶) ناموسِ دوعالم۔ (۴۷) نسیہ ونقدِ دو عالم۔ (۴۸) ہر عالم۔ (۴۹) ہیولائے دوعالم۔ (۵۰) یک عالم۔ (۵۱) یک عالم۔ (۵۲) یک عالم افسردگاں۔ (۵۳) یک عالم چراغاں۔ (۵۴) یک عالم گلستاں۔ (۵۵) یک عالم گریباں چاکیِ گُل۔ (۵۶) یک نیستاں عالم۔

عالم آرائی: دیکھو اے ساکنانِ خطۂ خاک! — اِس کو کہتے ہیں عالم آرائی — ص۲۵۱

عالم آشنا: بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے؟ — ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا — ص۱۲

عالم آگہی: دیکھیے: دوعالم آگہی۔

عالمِ امکاں: دیکھیے: عرؔ ۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں۔

عالمِ ایجاد: دیکھیے: سراسر رویِ عالمِ ایجاد۔

عالم تاب: دیکھیے ـــــ: (۱) دیکھیے: روکشِ خرشیدِ عالم تاب۔ (۲) مہرِ عالم تاب۔

عالمِ تسلیم: اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث — ص۴۴

عالمِ نثر: دیکھیے: نظمِ عالمِ نثر۔

عالمِ نقصان وسود: دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔

عالمِ نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ۔

عالمِ نیرنگِ نشاط: وحشتِ دل ہے اسدؔ عالمِ نیرنگِ نشاط   خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے   ص ۱۱۰

عالمِ ہستی: سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے   تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے   ص ۲۰۴

عالی[1]: (۱) رتبۂ تسلیمِ خلت مشرباں عالی سمجھ   چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے   ص ۱۰۴

(۲) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے   اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے   ص ۲۰۹

دیکھیے ——: (۳) بالیدنِ مضمونِ عالی۔ (۴) جنابِ عالی۔ (۵) سافل و عالی۔ (۶) مرتبۂ عالی۔ (۷) ہمتِ عالی۔

عالی گہر: دیکھیے: علی بہادر عالی گہر۔

عالی مقام: دیکھیے: صاحبِ عالی مقام۔

عالی نسبوں: کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہائے عزیزاں   خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے   ص ۷۴

عام[2]: (۱) کیا آبروے عشق، جہاں عام ہو جفا!   رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر   ص ۱۶۸

(۲) جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار   رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی   ص ۹۶

دیکھیے ——: (۳) اُمیدِ رحمتِ عام۔ (۴) پابستگیِ رسم و رہِ عام۔ (۵) صلاے عام۔ (۶) لطفِ عام۔

عامِ عوام: دیکھیے: نشاطِ عامِ عوام۔

عاملی[3]: خراجِ دیہِ ویراں: یک کفِ خاک   بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے   ص ۹۱

عبا[4]: دیکھیے: خامسِ آلِ عبا۔

عبادت[5]: (۱) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم، مُہرِ نماز   ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار   ص ۱۳۳

(۲) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی   عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا   ص ۱۴۸

دیکھیے ——: (۳) صرفِ عبادت۔ (۴) نفعِ عبادت۔

---

[1] عالی : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔
عالی نسبوں : ایک بار۔

[2] عام : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
عامِ عوام : ایک بار۔

[3] عاملی : ایک بار۔

[4] عبا : ایک بار [مرکب]۔

[5] عبادت : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔

عبادتِ ہزار اندیشہ: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ — ص۱۱۸

عبارت:[1] (۱) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ؟ — اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟ — ص۸

(۲) روانی موجِ مے کی، گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسّم کی عبارت کی — ص۹۷

(۳) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر — قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت — ص۱۲۷

(۴) بلائے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص۱۵۸

(۵) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

عبارت آرائی: سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم — بے شمولِ عبارت آرائی — ص۲۶۲

عباراتِ قلیل: دیکھیے: رقم آموزِ عباراتِ قلیل۔

عباراتِ نیاز: ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز — جوں مہِ نَو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں — ص۸

عبث:[2] (۱) اگر آرزو ہے راحت، تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی — ص۱۰

(۲) رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے — عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم — ص۵۵

(۳) آئنہ، دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص۵۶

(۴) میں چشمِ وا کُشادہ و گلشن نظر فریب — لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں — ص۶۱

(۵) میں بے ہُنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث — پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں — ص۶۲

(۶) ولا! عبث ہے تمنّائے خاطر افروزی — کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی — ص۱۰۰

(۷) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے — اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی — ص۱۱۶

(۸) گھِستے گھِستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا — ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا — ص۱۵۹

(۹) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۱۰) خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی — گلِ از شاخ دور اُفتادہ، ہے نزدیکِ پژمُردن — ص۴۴۹

(۱۱) عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری — مَے الفت سے ہے مینائے سرو بوستاں خالی — ص۴۵۵

---

[1] عبارت : چھے بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: ایک بار]۔
عبارات : دوبار [مرکّب]۔

[2] عبث : اٹھائیس بار [مفرد: ستائیس بار، مرکّب: ایک بار]۔

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص ۳۳]:

(۱۲)،(۱۳) دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث — یک شبہ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث

(۱۴) ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست — نشۂ مے کے تصوّر میں نگہبانی عبث

(۱۵) بازماندن ہاے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع — عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث

(۱۶) جُز غبارِ کردہ سیر، آہنگیِ پرواز کو؟ — بلبلِ تصویر و دعواے پرافشانی عبث

(۱۷) سرنوشتِ خلق، ہے طغراے عجزِ اختیار — آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث

(۱۸) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب — وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث

(۱۹) دستِ برہم سودہ ہے، مژگانِ خوابیدہ اسدؔ — اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص ۳۴]:

(۲۰)،(۲۱) نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث — رنگ ہے سنگِ محک، دعواے مینائی عبث

(۲۲) ناخنِ دخلِ عزیزاں یک قلم ہے نقب زن — پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث

(۲۳) محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویِ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث

(۲۴) جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو، اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث

(۲۵) یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتا پا گداز — بہر از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث

(۲۶) قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہوکر، سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث

(۲۷) اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز — عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث

عبث حاصل: دعواے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی ص۱۰۹

عبرت[1]: (۱) تپشِ دلِ شکستہ پَے عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی ص۹

(۲) عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ — یہ گردِ وہم جُز بہ سرِ امتحاں نہیں ص۵۷

(۳) بس کہ ہے عبرت ادبِ یاوگی ہاے ہوس — میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری ص۹۳

(۴) بے دلی ہاے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسی ہاے تمنّا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں ص۳۴

---

[1] عبرت : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۵) ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال حاصل نہ کیجے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

دیکھیے ——: (۶) پردہ ہاے چشمِ عبرت۔ (۷) صفحۂ عبرت۔ (۸) فرازگاہِ عبرت۔ (۹) لطفِ چشمکِ عبرت۔ (۱۰) نقشِ عبرت۔

عبرت افسوں: دیکھیے: نگاہِ عبرت افسو۔

عبرتِ انجامِ گل: دیکھیے: محوِ عبرت انجامِ گل۔

عبرتِ بینش: تمثال گداز آئنہ، ہے عبرتِ بینش نظارہ تحیر، چمنستانِ بقا ہیچ ص۳۶

عبرت طلب: عبرت طلب ہے حلِ معماے آگہی شبنم، گدازِ آئینۂ اعتبار ہے ص۹۰

عبرت نگاہ: دیکھیے: دیدۂ عبرت نگاہ۔

عبیر[1]: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال باغ میں سو بہ سو گل و نسریں ص۲۸۰

عتاب[2]: (۱) مدعی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر ص۴۰

(۲) لاکھوں لگاؤ، ایک چرانا نگاہ کا لاکھوں بناؤ، ایک بگڑنا عتاب میں ص۱۸۹

دیکھیے ——: (۳) اندازِ عتاب۔ (۴) جاں گدازیِ قہر و عتاب۔

عتبۂ عالی[3]: تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! غالب کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت! ص۱۲۷

عجب[4]: (۱) عجب نہیں پَئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم بروے آب، جوہر موج نقش مسطر ہو ص۶۷

(۲) ہے عجب مُردوں کو غفلت ہاے اہلِ دہر سے سبزہ، جوں انگشتِ حیرت دو دہانِ گور ہے ص۹۳

(۳) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہَوا ہے ص۹۴

(۴) عذارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریاں ہے عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبنمستاں ہے ص۱۰۲

(۵) کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے ص۱۰۲

(۶) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہَوا، موجِ شراب ص۱۲۳

(۷) میری تنخواہ جو مقرر ہے اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار ص۱۲۶

(۸) یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا! ص۱۵۵

---

[1] عبیر : ایک بار [مرکّب]۔

[2] عتاب : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

[3] عتبہ : ایک بار [مرکّب]۔

[4] عجب : تیرہ بار۔

(۹) ہوسِ گل کا تصوّر میں بھی کھٹکا نہ رہا	عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے	ص ۲۲۲
(۱۰) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے	کہ اپنے سایے سے سر، پانو سے ہے دو قدم آگے	ص ۲۲۷
(۱۱) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں	علی سے آکے لڑے اور خطا کہیں اُس کو	ص ۲۸۵
(۱۲) عجب اے آبلہ پایانِ صحراے نظر بازی!	کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ گوہر نہیں ہوتا	ص ۳۳۵
(۱۳) اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی	سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے	ص ۲۱۹

عجز[1]:

(۱) اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد!	سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار	ص ۴
(۲) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے	جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا	ص ۱۶
(۳) تیز تر ہوتا ہے خشمِ تُند خویاں عجز سے	ہے رگِ سنگ فسانِ تیغِ شعلہ، خار و خس	ص ۴۵
(۴) جُز عجز کیا کروں بہ تمنّاے بے خودی؟	طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں	ص ۵۷
(۵) عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا	نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا	ص ۱۴۷
(۶) ماہِ نو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے	عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے	ص ۳۰۵

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۴]:

(۷)،(۸) گو بیابانِ تمنّا و کجا جولانِ عجز؟	آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز	
(۹) ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز	اے دل وائے جانِ ناز! اے دین وائے ایمانِ عجز!	
(۱۰) بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہاے حُسن	یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز	
(۱۱) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہاے ناز	عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز	ص ۴۴
(۱۲) اضطرابِ نارسائی، مایۂ شرمندگی	ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز	
(۱۳) وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو	قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز	
(۱۴) بس کہ بے پایا ہے صحراے محبّت اے اسدؔ!	گرد بادِ اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز	

دیکھیے ——: (۱۵) بساطِ عجز۔ (۱۶)-(۱۸) پُشتِ دستِ عجز [تین بار]۔ (۱۹) تب و تابِ عجز۔ (۲۰)

---

[1] عجز : سینتالیس بار
[مفرد: پانچ بار، مرکّب: بیالیس بار]۔
عجزے : ایک بار۔
عجز نالی : ایک بار [مرکّب]۔

جراتِ عجز۔(۲۱) حکمِ عجز۔(۲۲) خطِ عجز۔(۲۳) دام گاہِ عجز۔(۲۴) دماغِ عجز۔(۲۵) دستِ عجز۔(۲۶) سامانِ ترازِ نازشِ اربابِ عجز۔(۲۷) سراسر عجز۔(۲۸) شرحِ نگاہِ عجز۔(۲۹) غمِ عجز۔(۳۰) گرہِ عجز۔(۳۱) نگاہِ عجز۔(۳۲) نیاز و عجز۔(۳۳) ہجومِ عجز۔

عجزے: خوشا عجزے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلہ خامش — ص ۴۳۵

عجز آبادِ وہمِ مدعا: بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم خوشی ہے — تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا — ص ۱۶

عجزِ اختیار: دیکھیے: طغرائے عجزِ اختیار۔

عجزِ اعجازِ ستایش گر: فکر اچھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کھلا — ص ۱۳۱

عجزِ بندگی: غالبؔ! ہے رتبہ فہمِ تصور سے کچھ پرے — ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص ۵۶

عجزِ تمنا: کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا؟ — سامانِ دُعا وحشت و تاثیرِ دُعا ہیچ — ص ۳۶

عجزِ تن آسانی: دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل — پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی — ص ۱۰۹

عجزِ تنگ حوصلہ: توڑے ہے عجزِ تنگ حوصلہ بر روے زمیں — سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیں جس کو جبیں — ص ۷

عجزِ حوصلہ: بے مَے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی؟ — کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا — ص ۱۴۹

عجزِ دیدن ہا: عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم — جادۂ صحرائے آگاہی، شعاعِ جلوہ ہے — ص ۸۷

عجزِ عرق شرمے: تمثال تماشاہا، اقبال تمناہا — عجزِ عرقِ شرمے اے آئنہ حیرانی — ص ۱۰۸

عجزِ ماوتو: دیکھیے: خطِ عجزِ ماوتو۔

عجزِ نالی: دیکھیے: ساغرِ عجزِ نالی۔

عجزِ وفا: وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا — اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! — ص ۱۱۰

عجزِ ونیاز: عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

عجزِ ہمت: یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا — عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا — ص ۱۴۵

عجیب[1]: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک، اُس نے — کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام — ص ۲۶۳

عدالتِ[2] ناز: دیکھیے: درِ عدالتِ ناز۔

---

۱ عجیب : ایک بار۔ ۲ عدالت : ایک بار [مرتّب]۔

عداوت[1]: (۱) آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صلحِ کُل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۲) وارستہ اِس سے ہیں کہ محبّت ہی کیوں نہ ہو — کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۳

(۳) قطع کیجے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — ص ۲۲۰

(۴) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں وہ مجھ کو رافضی اور دہری — ص ۳۱۳

عداوتِ اغیار: دیکھیے: گنجایشِ عداوتِ اغیار۔

عددِ[2] حرفِ علی: دیکھیے: بقدرِ عددِ حرفِ علی۔

عدل[3]: (۱) فرش اس دشتِ تمنّا میں نہ ہوتا گر عدل — گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار — ص ۵

(۲) وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد — عدل سے اُس کے، ہے حمایتِ عہد — ص ۱۳۱

(۳) وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش، انیسِ پرِ کاہ — ص ۲۷۷

(۴) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟ — ص ۳۱۳

[یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟]

(۵) دیکھیے: غفلت متاعِ کفّۂ میزانِ عدل۔

عدم[4]: (۱) تنگی رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا — میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا — ص ۱۲

(۲) عدم، ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ ناز، برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا — ص ۱۲

(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص ۱۷

(۴) نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز — تب سے ہے یاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز — ص ۴۵

(۵) تمثالِ ناز جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو برو نہ ہو — ص ۶۸

(۶) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سروِ مُشتِ خاک باقی ہے — ص ۱۰۷

(۷) عدم وحشت سراغ و ہستی آئیں بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پُر سُنبل و گل یک شیخوں ہے — ص ۱۱۱

(۸) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو، زنجیرِ رُسوائی — عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا — ص ۱۳۶

(۹) میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل! بارہا — میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا — ص ۱۵۱

---

[1] عداوت : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔

[2] عدد : ایک بار [مرکّب]۔

[3] عدل : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

[4] عدم : اُنتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: سترہ بار]۔

(۱۰) ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے — ص۲۱۵

(۱۱) نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے — جو وہاں نہ کھنچ سکے، سو وہ یہاں آ کے دم ہوئے — ص۲۲۷

(۱۲) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ — آخر تو کیا ہے؟ اے نہیں ! — ص۲۲۹

(۱۳) چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں — تہی آغوشیِ دستِ تمنّا کا ہوں فریادی — ص۴۵۱

دیکھیے ——: (۱۴) آں سوئے صحرائے عدم۔ (۱۵) آہنگِ عدم۔ (۱۶) بُحرانِ عدم۔ (۱۷) پروازِ عدم۔ (۱۸) چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ۔ (۱۹) خمستانِ عدم۔ (۲۰) راہِ عدم۔ (۲۱) رہِ اقلیمِ عدم۔ (۲۲) سوادِ اقلیمِ عدم۔ (۲۳) سیرِ عدم۔ (۲۴) صحرائے عدم۔ (۲۵) نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم۔ (۲۶) نغمۂ وجود و عدم۔ (۲۷) وجود و عدم۔ (۲۸) وحشتِ خوابِ عدم۔

عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا: سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا — ناکسی، آئنۂ نازِ توکّل تاچند — ص۳۹

عدو[۱]: (۱) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے — ص۹۸

(۲) نَفَس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے — ص۹۹

(۳) سَو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا — ص۱۵۰

(۴) یہی ہے آزمانا، تو ستانا کس کو کہتے ہیں؟ — عدو کے ہو لیے جب تم، تو میرا امتحاں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۵) یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی — ص۲۰۷

(۶) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص۲۲۸

(۷) کس روز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے — ص۲۴۳

(۸) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات — کہ جنّ و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۹) دیکھیے: خوفِ بدآموزیِ عدو۔

عدوئے مصلحت: اے عدوئے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ — کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست — ص۳۳

عدیل[۲]: دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شِبہ و عدیل۔

عذاب[۳]: (۱) ملتی ہے خوئے یار سے نار، التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں — ص۱۸۸

---

۱ عدو : دس بار
[مفرد: آٹھ بار، مرکّب: دو بار]۔

۲ عدیل : ایک بار [مرکّب]۔

۳ عذاب : دو بار۔

(۲) جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس ص۲۶۴

عذار[1]: دیکھیے: صفحۂ عذار۔

عذارِ سادہ: ہوا جب حُسن کم، خط برعذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعدازصافیِ مے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے ص۹۸

عذارِ یار: عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبستاں ہے ص۱۰۲

عذاراں: دیکھیے: وصالِ لالہ عذاراں۔

عُذر[2]: (۱) عُذر میں تین دن نہ آنے کے — لے کے آیا ہے عید کا پیغام ص۳۳۶ [ماہِ نَو سے]

(۲) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا ص۱۳۹

(۳) آج وھاں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں — عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۴) اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے — روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا ص۲۹۳

عذرِ بارش: وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یھاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا ص۱۳۵

عذرِ ترکِ صُحبت: کروں عذرِ ترکِ صحبت، سُو کہاں وہ بے دماغی — نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی ص۱۰

عذرخواہ: ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے ص۲۱۲

عذرخواہِ لبِ بےسوال: کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! — رحمت، کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے ص۲۰۵

عذرِ شناسائی: شکستِ قیمتِ دل، آں سوے عُذرِ شناسائی — طلسمِ نااُمیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی ص۹۲

عذرِ لنگ: عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پاے چوبیں ص۸

عذرِ مستی: ہم سے کُھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن — ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن ص۱۷۹

عذرِ واماندگی: عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا ص۱۵۲

عربدہ[3]: دیکھیے ـــــ: (۱) عشقِ پُرعربدہ۔ (۲) یک عربدہ میداں۔

عربدہ جُو: دیکھیے: بُتِ عربدہ جو۔

عرش[4]: (۱) ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے — عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں ص۹

---

[1] عذار : تین بار [مرکّب]۔
عذاراں : ایک بار۔

[2] عُذر : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔

[3] عربدہ : تین بار [مرکّب]۔

[4] عرش : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔

	(۲) عرش پر، تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ	آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہ جبریل کی	ص۹۱
	(۳) فرش سے تا عرش وهاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا	یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا	ص۱۴۵
	(۴) منظر اک بلندی پر اَور ہم بنا سکتے	عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا!	ص۱۵۹
	(۵) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب	لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے	ص۲۴۰
	دیکھیے ـــــ: (۶) فلک العرش۔ (۷) ناصیۂ عرش۔		
عرصہ[1]:	(۱) کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو	عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے	ص۲۲۵
	(۲) در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا!	جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا	ص۱۹۱
عرصۂ آفاق:	وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا	دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے	ص۲۰۵
عرصۂ تپیدنِ بسمل:	جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے	یھاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا	ص۲۰
عرصۂ جولاں:	دیکھیے: یک عرصۂ جولاں۔		
عرصۂ قیل وقال:	مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور	عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نام دار ایک	ص۲۹۶
عرض[2]:	(۱) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم، یارب!	موجۂ سبزۂ نوخیز، ہے لبریزِ بہار	ص۳
	(۲) جُز دل، سراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ	آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ	ص۷۰
	(۳) تمثالِ جلوہ عرض کر اے حُسن! کب تلک	آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی	ص۸۷
	(۴) بہزاد! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر	گر زلفِ یار کھچ نہ سکے، شانہ کھینچیے	ص۱۰۵
	(۵) نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر!	یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں!	ص۱۳۴
	(۶) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں	کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا	ص۱۵۱
	(۷) غالبؔ! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض	ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر	ص۱۶۹
	(۸) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت!	کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہ پر کی	ص۲۰۷
	دیکھیے ـــــ: (۹) پردازِ عرض۔ (۱۰) درخورِ عرض۔		
عرضِ آتشیں پائی:	شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے	ہنوز اے تیشۂ فرہاد عرضِ آتشیں پائی!	ص۹۲

---

[1] عرصہ : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔

[2] عرض : تراسی بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: پچھتر بار]۔

عرضِ اظہار:	دیکھیے: اوجِ عرضِ اظہار۔		
عرضِ اعجاز:	حُسنِ آشفتگیِ جلوہ، ہے عرضِ اعجاز	دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا	ص۱۴
عرضِ افسونِ گدازِ دل:	نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں	شمع سے جُو عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ	ص۴۲
عرضِ بال افشانیِ اُمید:	چشمِ گریاں، بسملِ شوقِ بہار دید ہے	اشک ریزی، عرضِ بال افشانیِ اُمید ہے	ص۱۰۴
عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی:	اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ	جوں پرِ طاؤس، یکسر داغ مشک اندودہ ہے	ص۱۰۳
عرضِ بہار:	آغوشِ گل ہے آئینۂ ذرّہ ذرّہ خاک	عرضِ بہار، جوہرِ پرواز ہے مجھے	ص۹۷
عرضِ بساطِ وجود:	عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا	جوں صبح، چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا	ص۱۳
عرضِ بہارِ صد نگارستاں:	خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ	حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل	ص۵۲
عرضِ بےدماغی:	دیکھیے: تکلیفِ عرضِ بے دماغی۔		
عرضِ پریشانیِ بزم:	دیکھیے: دمِ عرضِ پریشانیِ بزم۔		
عرضِ تپاکِ نَفَسِ سوختہ:	یہ مطلع اسدؔ جوہرِ افسونِ سخن ہو	گر عرضِ تپاکِ نَفَسِ سوختہ چاہیں	ص۵۹
عرضِ تجمل:	لذّتِ تقریرِ عشق، پردگیِ گوشِ دل	جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز	ص۴۴
عرضِ تسخیرِ تماشا:	ذوقِ تسلیمِ تمنّا سے بہ گلزارِ حضور	عرضِ تسخیرِ تماشا ہے بہ دامِ اظہار	ص۵
عرضِ تشنگی:	دیکھیے: تابِ عرضِ تشنگی۔		
عرضِ تکرار:	رشکِ نظّارہ تھی یک برقِ تجلی، کہ ہنوز	تختۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار	ص۶
عرضِ تکلیفِ شرارت:	نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی	دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت	ص۹۷
عرضِ تمنّا: (۱)، (۲)	دیکھیے: حسرتِ عرضِ تمنّا [دوبار]۔		
عرضِ تمنّائے خامُشی:	زباں سے عرضِ تمنّائے خامشی معلوم!	مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے	ص۹۹
عرضِ تمنّائے رفتگاں:	ہر ذرّہ خاک: عرضِ تمنّائے رفتگاں	آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو	ص۶۹
عرضِ جراحت خانہ:	شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟	صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے	ص۸۰
عرضِ جنونِ فنا:	خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں	جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں	ص۵۵
عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس:	ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس	لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے	ص۱۱۰

عرضِ حال: (۱) مجھے انفعالِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی — ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی — ص ۱۰

(۲) بہرِ عرضِ حالِ شبنم ہے رقم ایجادِ گل — ظاہرا ہے اِس چمن میں لالِ مادرزادِ گل — ص ۵۲

(۳) دیکھیے: صلائے عرضِ حال۔

عرضِ حسرت: جوہرِ آئنہ، فکرِ سخن موے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تا چند — ص ۳۹

عرضِ حیا: حَیف اے ننگِ تمنّا! کہ پئے عرضِ حیا — یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا — ص ۱۴

عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبّت: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبّت معلوم! — عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے — ص ۱۱۳

عرضِ خمارِ صحرا: دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا — ص ۲۶

عرضِ خمیازۂ ایجاد: آفرینش کو ہے وہاں سے طلبِ مستیِ ناز — عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار — ص ۱۳۳

عرضِ خمیازۂ سیلاب: دشمنِ آلِ نبی کو بہ طرب خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار — ص ۱۳۳

عرضِ خمیازۂ مجنوں: حسرتِ نشۂ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے — عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا — ص ۲۱

عرضِ دردِ بے وفائی: عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! — ص ۵۲

عرضِ دوا: دیکھیے: نسخۂ عرضِ دوا۔

عرضِ دوجہاں تیر: دیکھیے: زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر۔

عرضِ دوعالم: دیکھیے: سُبحۂ عرضِ دوعالم۔

عرضِ دوعالم شورِ محشر: دیکھیے: سراغِ آوارۂ عرضِ دوعالم شورِ محشر۔

عرضِ دوعالم فریاد: بے دماغِ تپش و عرضِ دوعالم فریاد — ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

عرضِ دوعالم نیرنگ: دیکھیے: آفت زدۂ عرضِ دوعالم نیرنگ۔

عرضِ ذوقِ قتل: دیکھیے: افسونِ عرضِ ذوقِ قتل۔

عرضِ رسومِ نیاز: دیکھیے: دورگردِ عرضِ رسومِ نیاز۔

عرضِ سبزہ: مستیِ بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ — ریزۂ شیشۂ مے، جوہرِ تیغِ کہسار — ص ۱۳۲

عرضِ ستم ہائے جدائی: نہ دے نامے کو اتنا طول غالبؔ، مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا — ص ۱۲۶

عرضِ سرشک: عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی — ص ۸۸

عرضِ سوزِدل: دیکھیے: حریفِ عرضِ سوزِ دل۔

عرضِ سنگینیِ کہسار: کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ص۳۱

عرضِ شانہ: دیکھیے: صرفِ عرضِ شانہ۔

عرضِ شبنم: دید حیرت کش و خرشید چراغانِ خیال عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص۲۷

عرضِ شکست: ہے عرضِ شکست، آئنۂ جراتِ عاشق جُز آہ کہ سر لشکرِ وحشت علمی ہے ص۱۰۶

عرضِ صحرادادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ۔

عرضِ صورت: دیکھیے: خمیازۂ عرضِ صورت۔

عرضِ عقدہ‌ہائے متصل: دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل۔

عرضِ فسونِ ہوسِ گل: چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تاچند؟ ص۳۹

عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں: ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغ انتظار ہے عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں نہ پوچھ ص۷۰

عرضِ فنِ شعر: بندہ پرور! ثنا طرازی سے مدعا عرضِ فنِ شعر نہیں ص۲۸۱

عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل: دیکھیے: لذتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

عرضِ گراں جانی: ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک آبگینہ، کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص۲۱۱

عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں: پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے ص۲۲۶

عرضِ مطالب: دیکھیے: شوخیِ عرضِ مطالب۔

عرضِ مطلب: دیکھیے: گزارِ عرضِ مطلب۔

عرضِ ناز: جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے روزِ بازارِ جاں سپاری ہے ص۲۲۳

عرضِ نازِ شوخیِ دنداں: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں برائے خندہ ہے دعویِ جمعیتِ احباب، جائے خندہ ہے ص۲۱۴

عرضِ ناشکیبی: چہ اُمید و نااُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی ص۱۰

عرضِ نشاطِ دید: عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو ص۶۸

عرضِ نیاز: دیکھیے——:(۱) حسرتِ عرضِ نیاز۔(۲) نازِ سجدۂ نیاز۔

عرضِ نیازِ عشق: عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا ص۱۵۳

عرضِ ہنر: ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے، اسدؔ — کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں ص ۱۸۴

عرضِ یک افغاں: دیکھیے: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔

عَرَض[1]: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یہاں عَرَض سے رُتبۂ جوہر کھُلا ص ۱۴۰

عُرَفا[2]: دیکھیے: جوہرِ سیرِ عرفا۔

عرفی[3]: دیکھیے: ظہوری و عرفی و طالبؔ۔

عرق[4]: (۱) بلا گردانِ تمکینِ بتاں، صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو ص ۶۸

(۲) گجائے، گو عرق، سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص ۸۱

(۳) نہیں ریزش عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے — تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی ص ۹۷

دیکھیے ——: (۴) جملہ تن عرق۔ (۵) جوشِ عرق۔ (۶) جوشِ چکیدنِ عرق۔ (۷) طلسمِ عرق۔ (۸) ہر قطرہ عرق۔ (۹) یک عرق آئنہ۔

عرق آگہیں: دیکھیے: حاصلِ روے عرق آگہیں۔

عرق از خط چکیدہ: شیشۂ آتشیں رُخ پُرنور — عرق از خط چکیدہ، روغنِ مور ص ۴۱

عرق افشاں: ہے عرق افشاں مِسّی سے ادہمِ مُشکینِ یار — وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب ص ۳۱

عرق افشانِ بے پرواخرامی: اگر وحشت عرق افشانِ بے پرواخرامی ہو — بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہوجاوے ص ۱۰۵

عرقِ انفعال: وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے ص ۲۰۵

عرقِ بید: مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل — بادہ، غالبؔ عرقِ بید نہیں ص ۳۱۹

عرقِ ریزِ تپش: ہوئی ہیں آب شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں ص ۶۳

عرقِ ریزیِ خجلت: اضطرابِ نارسائی، مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت، جوششِ طوفانِ عجز ص ۴۴

عرقِ شرم: دیکھیے: کسوتِ عرقِ شرم۔

عرقِ شرمے: دیکھیے: عجزِ عرقِ شرمے۔

---

[1] عَرَض : ایک بار۔
[2] عُرَفا : ایک بار [مرکّب]۔
[3] عرفی : ایک بار [مرکّب]۔
[4] عرق : اکیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

عرقِ فتنہ:	نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں	اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرّر کھینچ	ص۳۵
عرق فشاں:	دیکھیے: زُلف و رُخِ عرق فشاں۔		
عروجِ[1] اضطرابِ دل:	دیکھیے: طرزِ عروجِ اضطرابِ دل۔		
عروجِ تغافل:	دیکھیے: کسوتِ عروجِ تغافل۔		
عروجِ نااُمیدی:	عروجِ نااُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے	بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا	ص۳۰
عروجِ نشہ:	(۱) عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں	بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے	ص۷۹
	(۲) دیکھیے: سعیِ عروجِ نشہ۔		
عروجِ نشۂ واماندگی:	عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر	بہ رنگِ ریشۂ تاک، آبلے جادے میں پنہاں ہیں	ص۶۲
عروسی[2]:	دیکھیے: روزِ عروسی۔		
عریاں[3]:	(۱) جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر	شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیراہنِ خار	ص۳
	(۲) کارخانے سے جُنوں کے بھی میں عریاں نکلا	میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا	ص۱۳
	(۳) شورِ رُسوائیِ دل دیکھ، کہ یک نالۂ شوق	لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا	ص۱۳
	(۴) بقدرِ لفظ و معنی، فکرت احرامِ گریباں ہیں	وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں	ص۶۲
	(۵) تکلّف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی	دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے	ص۸۱
	(۶) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا	قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا	ص۱۴۴
	(۷) عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنّا مت پوچھ	عیدِ نظّارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا	ص۱۵۰
	(۸) تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں	شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں	ص۱۹۱
	دیکھیے——: (۹) پردۂ تصویرِ عریاں۔ (۱۰) تصویرِ عریاں۔ (۱۱) تیغِ تیزِ عریاں۔		
عریانی[4]:	(۱) جنوں کی دست گیری کس سے ہو، گر ہو نہ عریانی	گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر	ص۱۲۸
	(۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے	صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے	ص۲۱۱

---

۱ عروج : چھے بار [مرکّب]۔

۲ عروسی : ایک بار [مرکّب]۔

۳ عریاں : گیارہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: تین بار]۔

۴ عریانی : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۳) دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے کرگئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے ص ۳۳۲

دیکھیے ــــــ: (۴) پردۂ عریانی۔ (۵) ذوقِ عریانی۔ (۶) لباسِ عریانی۔

عریانیِ زخمِ جگر: تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے ص ۱۱۴

عریانیِ کیفیّتِ دل: دیکھیے: سازِ عریانیِ کیفیّتِ دل۔

عریضہ نگار:[1] خانہ زاد اور مرید اور مدّاح تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار ص ۱۲۶

عزِّ[2] شان: فخرِ دیں، عزِّ شان و جاہِ جلال زینتِ طینت و جمالِ کمال ص ۱۳۱

عزّ وجاہ: (۱) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام ص ۲۸۲

(۲) یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں عزّ و جاہ کے ساتھ تمھیں اور اِس کو سلامت رکھے سدا اللہ ص ۲۷۸

(۳) دیکھیے: دولت وعزّ وجاہ۔

عزّ وناز: دیکھیے: غرورِ عزّ وناز۔

عزا[3]: دیکھیے: پریشاں موئیِ اہلِ عزا۔

عزاخانۂ اقبالِ نگاہ: مردمک سے، ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ خاکِ در کی ترے، جو چشم نہ ہو آئنہ دار ص ۳۳

عزادارانِ لیلیٰ: غمِ مجنوں، عزا دارانِ لیلیٰ کا پرستش گر خُمِ رنگِ سیہ، پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا ص ۲۲

عزادارِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ: جو عزا دارانِ شہیدانِ نفَس دُزدیدہ ہو نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے ص ۱۰۱

عزائے زندگانی: بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کُو تماشا؟ کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی ص ۹

عزّت[5]: (۱) بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں ص ۲۸۱

(۲)، (۳) عزّت پہ، اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام ص ۲۸۲

(۴) وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خواں ہو شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزّت اُس سے وام ص ۲۸۲

دیکھیے ــــــ: (۵) اعادۂ عزّت۔ (۶) ذریعۂ عزّت

عزّتِ تختِ کے: جس دل میں کہ "تا بہ کے" سما جائے وھاں عزّتِ تختِ کے نہیں ہے ص ۳۲۰

---

۱ عریضہ : ایک بار۔
۲ عزّ : پانچ بار [مرکّب]۔
۳ عزا : دو بار [مرکّب]۔
عزاخانہ : ایک بار [مرکّب]۔
عزادار : ایک بار [مرکّب]۔ عزادار : ایک بار [مرکّب]۔
۵ عزّت : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔

عزلت[1] آبادِ صدف: ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص ۶۶

عزلت گزیں: اسد کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے — حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا — ص ۲۲

عزلت گزینِ بزم: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید — مینائے مے ہے آبلہ پائے نگاہ کا — ص ۱۹

عزمِ[2] سفر: ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ — رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے — ص ۱۰۵

عزمِ سیرِ نجف: مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر — عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا: کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا؟ — آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں — ص ۵۹

عزمِ ناز: قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر — ص ۴۰

عزیز[3]: (۱) کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟ — لعل و زمرّد و زر و گوہر نہیں ہوں میں — ص ۱۹۱

(۲) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی — جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں؟ — ص ۱۹۳

(۳) وہ چیز، جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز — سوائے بادۂ گلفامِ مشک بو کیا ہے؟ — ص ۲۳۲

[چار بار بہ طورِ ردیف، ص ۱۷۳]:

(۴)،(۵) کیوں کر اُس بت سے رکھوں جان عزیز — کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز؟

(۶) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے — ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

(۷) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ — واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

(۸)،(۹) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز — نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں — ص ۱۸۸

دیکھیے ——:(۱۰) عُمرِ عزیز۔(۱۱) ناصحانِ عزیز۔

عزیزاں: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے — ص ۱۱۳

(۲) نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی — ص ۴۵۵

دیکھیے ——:(۳) برخود غلطی ہائے عزیزاں۔(۴)،(۵) ناخنِ دخلِ عزیزاں [دو بار]۔

عزیزانِ بدزباں: بہ رنگِ سبزہ عزیزانِ بدزباں یک دست — ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں — ص ۶۰

---

[1] عزلت : تین بار [مرکّب]۔

[2] عزم : چار بار [مرکّب]۔

[3] عزیز : گیارہ بار [مفرد: نو بار، مرکّب: دو بار]۔

عزیزاں : سات بار
[مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

عزیزو : دو بار۔

عزیزانِ گرامی: دیکھیے: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی۔

عزیزو: (۱) عزیزو ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یہاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۴

(۲) دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے — عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے! — ص۳۱۲

عَسَس[۱]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲) جوہرِ تیغِ عسس [دوبار]۔ (۳) جوہرِ شمشیرِ عسس۔

عسل[۲]: دیکھیے: عیشِ زنبورِ عسل۔

عشاق[۳]: (۱) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اور، جوں گل و شبنم، بہار داغ — ص۴۸

(۲) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۳) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے؟ — یہاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی — ص۲۲۸

(۴) دیکھیے، پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض! — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے — ص۲۳۹

(۵) کہتے ہیں کہ اب وہ مردمِ آزار نہیں — عشاق کی پرسش سے اُسے عار نہیں — ص۲۵۴

دیکھیے ـــــ: (۶) پیکرِ عشاق۔ (۷) غمِ عشاق۔ (۸) قتلِ عشاق۔

عشرت[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) غم و عشرت۔ (۲) محفلِ عشرت۔ (۳) مَے عشرت۔ (۴) نقدِ عشرت۔ (۵) ہجومِ نغمہ ہائے عشرت۔

عشرتِ پارۂ دل: عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنا کھانا — لذتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا — ص۱۵۰

عشرتِ صحبتِ خوباں: عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو — نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی — ص۲۰۹

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ — عیدِ نظّارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا — ص۱۵۰

عشرتِ قطرہ: عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہوجانا — درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا — ص۱۵۶

عشرت کوشیِ ہستی: جائے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی، اسدؔ — صبح و شبنم، فرصتِ نشو و نمائے خندہ ہے — ص۸۷

عشرت گہِ خسروؔ: دیکھیے: مزدوریِ عشرت گہِ خسروؔ۔

عشق[۵] (ہے): (۱) فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا — ص۲۳

---

[۱] عسس : تین بار [مرکّب]۔

[۲] عسل : ایک بار [مرکّب]۔

[۳] عشاق : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔

[۴] عشرت : دس بار [مرکّب]۔
عشرت گہ : ایک بار [مرکّب]۔

[۵] عشق (ہے) : دوبار۔

(۲) رنجِ رہ کیوں کھینچیے؟ واماندگی کو عشق ہے! اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص ۲۳۱

عشق؎:

(۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ نااُمید تر، اُمید وار تر ص ۴۱

(۲) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنّا، سب تھا ص ۴۴

(۳) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّنظر مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب ص ۴۲

(۴) عشق کہیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص ۴۳

(۵) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص ۴۴

(۶) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم روئے شش جہت آفاق، پُشتِ چشمِ زنداں ہے ص ۸۹

(۷) عشق، بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس وصل، زنگارِ رُخِ آئینۂ حُسنِ یقیں ص ۱۳۲

(۸) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص ۱۴۳

(۹) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا ص ۱۴۹

(۱۰) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا ص ۱۶۴

(۱۱) عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے کُشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست ص ۱۶۴

(۱۲) عشق، تاثیر سے نومید نہیں جاں سپاری، شجرِ بید نہیں ص ۱۸۳

(۱۳) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص ۱۸۳

(۱۴) ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ سوائے حسرتِ تعمیر، گھر میں خاک نہیں ص ۱۸۴

(۱۵) بے عشق عُمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں طاقت بہ قدرِ لذّتِ آزار بھی نہیں ص ۱۸۴

(۱۶) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسروؔ، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکو نامیِ فرہاد نہیں ص ۱۸۶

(۱۷) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟ ص ۲۰۰

(۱۸) عشق نے پکڑا نہ تھا، غالبؔ، ابھی وحشت کا رنگ رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! ص ۲۰۴

(۱۹) دل لگا کر، آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہوگئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے! ص ۲۱۴

(۲۰) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی میری وحشت، تری شہرت ہی سہی ص ۲۲۰

؎ عشق : ایک سو ایک بار [مفرد: چھبیس بار، مرکّب: پچھتّر بار]۔

(۲۱) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں | نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی | ص۲۲۱

(۲۲) پھر پُرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق | سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے | ص۲۲۵

(۲۳) رُونے سے، اُور عشق میں بیباک ہوگئے | دُھوئے گئے ہم اِتنے کہ بس پاک ہوگئے | ص۲۲۹

(۲۴) عشق کی راہ میں، ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال | سُست رَو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے | ص۲۴۰

(۲۵) عشق پر زُور نہیں، ہے یہ وہ آتش، غالبؔ | کہ لگائے نہ لگے اور بُجھائے نہ بنے | ص۲۴۶

(۲۶) عشق نے غالبؔ نکما کردیا | ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے | ص۲۵۰

(۲۷) اک گرم آہ کی، تو ہزاروں کے گھر جلے | رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے | ص۳۰۴

(۲۸) ہوکر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم | ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے | ص۳۲۰

دیکھیے ـــــ: (۲۹) آبروے عشق۔(۳۰) اعتبارِ عشق۔(۳۱) اندوہِ عشق۔(۳۲) براتِ معاشِ جنونِ عشق۔(۳۳) بقدرِ حوصلۂ عشق۔(۳۴) بندِ عشق۔(۳۵) بہارِ تعزیت آبادِ عشق۔(۳۶) بیکسیِ عشق۔(۳۷) بیدارِ عشق۔(۳۸) پردہ دارِ رازِ عشق۔(۳۹)، (۴۰) تپِ عشق [دوبار]۔(۴۱) ترکِ نبردِ عشق۔(۴۲) جنونِ عشق۔(۴۳) جوشِ عشق۔(۴۴) جوشِ جنونِ عشق۔(۴۵) جَیبِ نیازِ عشق۔(۴۶)، (۴۷) چارسوے عشق [دوبار]۔(۴۸) حاملِ رازِ نہانِ عشق۔(۴۹) حریفِ مےِ مردافگنِ عشق۔(۵۰) حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔(۵۱) حسرت کدۂ عشق۔(۵۲) خاک اوفتادگیِ کُشتگانِ عشق۔(۵۳) خضرِ راہِ عشق۔(۵۴) داغِ عشق۔(۵۵) دعواے عشق۔(۵۶) دعویِ آزادیِ عشق۔(۵۷) دیارِ عشق۔(۵۸) ذوقِ عشق۔(۵۹) راہِ عشق۔(۶۰) سختی کشانِ عشق۔(۶۱) سخنِ عشق۔(۶۲) سراپا رہنِ عشق۔(۶۳) سرنوشتِ عشق۔(۶۴) سفرِ عشق۔(۶۵) سوداے عشق۔(۶۶) سُوزِ عشق۔(۶۷)، (۶۸) شعلۂ عشق [دوبار]۔(۶۹) شوخیِ حُسن و عشق۔(۷۰) طرزِ آفرینِ شیوۂ عشق۔(۷۱) عرضِ نیازِ عشق۔(۷۲)، (۷۳) غمِ عشق [دوبار]۔(۷۴) فیضِ عشق۔(۷۵) قہرمانِ عشق۔(۷۶) قمارخانۂ عشق۔(۷۷) کمالِ عشق۔(۷۸) کوچہ گردیِ بازارِ عشق۔(۷۹) گواہِ عشق۔(۸۰) لذتِ تقریرِ عشق۔(۸۱) مجنونِ دشتِ عشق۔(۸۲) مریضِ عشق۔(۸۳) مشکلِ عشق۔(۸۴) معاشِ جگر تفتگانِ عشق۔(۸۵) موجدِ عشق۔(۸۶) نازِ لطفِ عشق۔(۸۷) نبردِ عشق۔(۸۸) نشاطِ عشق۔(۸۹) نشاطِ داغِ غمِ عشق۔(۹۰) نیازِ عشق۔

عشقِ آتش رخسار: دیکھیے: سوزِ عشقِ آتشِ رخسار۔

عشقِ بتاں: (۱) دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ — غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی ص ۴۵۴
(۲) دعویِٔ عشقِ بتاں۔

عشقِ پُرعربدہ: حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُرعربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں ص ۱۸۵

عشقِ ترسابچہ: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ — کہ کلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص ۲۸

عشقِ خانہ ویراں ساز: رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے، گر برق خرمن میں نہیں ص ۱۸۵

عشقِ خونابہ مشرب: جگر کو مرے، عشقِ خونابہ مشرب — لکھے ہے: خداوندِ نعمت سلامت ص ۱۶۴

عشقِ داغ بیروں دادہ: خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب — جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے ص ۸۹

عشقِ ساقیِ کوثر: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ وقتِ قدح نوشی — بہ عشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ پیمائی ص ۹۲

عشقِ نبرد پیشہ: دھمکی میں مرگیا، جو نہ بابِ نبرد تھا — عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا ص ۱۵۴

عشقِ ہریک: دیکھیے: لطفِ عشقِ ہر یک۔

عشوہ[۱]: یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ ص ۲۳۸

عصا[۲]: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ، قد سے عصا بلند! ص ۳۸

عصائے خضرِ صحرائے سخن: مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ — عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا ص ۱۸۰

عصائے سبز: شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی — عصائے سبز دے، نرگس کو دی خدمت نظارت کی ص ۹۷

عصائے کور: بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یکقلم شاخِ گلِ نرگس، عصائے کور ہے ص ۹۳

عصر[۳]: دیکھیے: شاہانِ عصر۔

عصفورہ[۴]: اے منشیِ خیر سر! سخن ساز نہ ہو — عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص ۳۱۳

عصیاں[۵]: دیکھیے ــــــ: (۱) دامنِ آلودۂ عصیاں۔ (۲) تمِ دامانِ عصیاں۔

---

۱ عشوہ : ایک بار [مرکب]۔
۲ عصا : چار بار
[مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۳ عصر : ایک بار [مرکب]۔
۴ عصفور : ایک بار۔
۵ عصیاں : دو بار [مرکب]۔

عضو[1]: دیکھیے: ہر عضو۔

عضوِ تن: ہے تماشا گاہِ سوز تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں — ص۶۳

عضو عضو: فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تا پا — عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا — ص۱۳

عطا[2]: (۱) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی — درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس — ص۲۶۴

(۲) عطا کرے گا خداوندِ کارساز اِسے — روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ — ص۲۷۸

(۳) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو — کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زِنہار گرہ — ص۲۷۹

(۴) وہاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم — کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں — ص۲۸۰

عطر آگیں[3]: (۱) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا — بوے گل سے نَفَسِ بادِ صبا عطر آگیں — ص۱۳۴

(۲) فوج کی گردِ راہ: مشک فشاں — رہ رووں کے مشام: عطر آگیں — ص۲۸۱

عطرِ پیراہن: دیکھیے: دماغِ عطرِ پیراہن۔

عطر سائے گل: دیکھیے: نَفَسِ عطر سائے گل۔

عطرِ شبِ دیجور: اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشک اندود ہے یارب! — لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور مَلتے ہیں — ص۶۴

عطرِ شررِ سنگ: افسردۂ تمکیں ہے نفس گرمیِ احباب — پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں — ص۶۱

عطرِ گل: بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور مَلتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور مَلتے ہیں — ص۶۴

عظیم[4]: دیکھیے: رابطۂ خوفِ عظیم۔

عَقد[5]: دیکھیے: کُشادِ عقد۔

عَقدِ وصلِ دُختِ رز: موسمِ گل میں ہے گل گوں حلالِ مے کشاں — عقدِ وصلِ دختِ رز، انگور کا ہر دانہ تھا — ص۲۵

عِقدِ[6] گردنِ خوباں: گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا! — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے — ص۲۳۰

عِقدِ گُہر: افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر، انگشت — ص۱۶۳

عُقدہ[7]: (۱) رشتۂ فہمیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کوتہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ رز پر خیالِ تنگ دل — ص۵۳

---

[1] عضو : دوبار [مرکّب]۔
عضو عضو : ایک بار

[2] عطا : چار بار

[3] عطر : سات بار [مرکّب]۔

[4] عظیم : ایک بار [مرکّب]۔

[5] عَقد : دوبار [مرکّب]۔

[6] عِقد : دوبار [مرکّب]۔

[7] عُقدہ : اُنیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سولہ بار]۔
عُقدے : ایک بار
عُقدہا : دوبار [مرکّب]۔

(۲) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا   تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت   ص۱۲۷

(۳) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام   مٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہو جانا   ص۱۵۶

عقدۂ پیرائی: دیکھیے: ناگزیرِ عقدہ پیرائی۔

عقدہ کشائی: قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر!   کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل   ص۱۲۴

عقدہ ہائے کار: جنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا   کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں   ص۵۷

عقدہ ہائے مشکل: دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہائے مشکل۔

عقدۂ احکامِ پیغمبر: وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے   عقدۂ احکامِ پیغمبر کھلا   ص۳۹

عقدۂ پیماں: بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا   چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے   ص۸۳

عقدۂ پیمانِ عجز: بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ   گردباد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز   ص۴۴

عقدۂ تارِ نفس: دیکھیے: وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔

عقدۂ خاطر: برائے حلِّ مشکل، ہوں زِ پا اُفتادۂ حسرت   بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا   ص۱۸

عقدۂ دشوار: دیکھیے: عقدہ[۲]۔

عقدۂ دل: رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے   آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی   ص۲۱۵

عقدۂ غم: دیکھیے: واشدنِ عقدۂ غم۔

عقدۂ مشکل: (۱) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا   دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا   ص۲۱

(۲) محتسب سے تنگ ہے ازبس کہ کارِ مے کشاں   رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا   ص۲۹

(۳) بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے   کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا   ص۱۳۳

دیکھیے ——: (۴) جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔ (۵) لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

عقدے: لاکھ عقدے دل میں تھے، لیکن ہر ایک   میری حدِّ وسع سے باہر کھلا   ص۱۳۹

عقرب ہا[1]:   دیکھیے: نوکِ نیشِ عقربِ ہا۔

عقل[2]:   (۱) چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے   عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع   ص۴۸

(۲) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف!   عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا   ص۱۳۹

---

[1] عقرب ہا: ایک بار [مرکب]۔

[2] عقل: چار بار [مفرد: دو بار]۔

عقلِ نہفتہ داں: ملے گی اِس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اِسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ ص۲۷۷

عقل ودل وجاں: دیکھیے: عرضِ متاعِ عقل ودل وجاں۔

عقوبت[1]: حد چاہیے ساز میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

عقیدہ[2]: غالب، اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخ — ''آپ بے بہرہ ہے، جو معتقدِ میر نہیں'' ص۱۸۲

عکس[3]: (۱) اسدؔ، تاثیرِ صفائی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا ص۲۶

(۲) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ ص۴۳

(۳) رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص۹۳

(۴) حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے ص۱۰۱

(۵) کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینے میں مرے — طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر ص۱۶۹

(۶) سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں — عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے ص۳۱۲

(۷) دیکھیے: عرضِ جوہرِ خط وخالِ ہزار عکس۔

عکسِ آئنہ: تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں ص۶۰

عکس پزیر: جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پزیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں ص۹

عکسِ جسم: ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم — مفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر ص۴۴۷

عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ: بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب — عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص۳۱

عکسِ خالِ روے لیلا: تصرّف وحشیوں میں ہے تصوّرہاے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روے لیلا ہے ص۸۴

عکسِ خط: (۱) کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بتاں وقتِ خود آرائی — دلِ آئینہ زیرِ پاے خیلِ مور ملتے ہیں ص۶۳

(۲) عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز — آئنہ بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے ص۱۰۷

عکسِ خطِ جامِ آفتاب: یک نگاہِ صاف، صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت، عکسِ خطِ جامِ آفتاب ص۳۱

عکسِ خیالِ قدِ یار: بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار ص۴

عکسِ داغِ مہ: صافیِ رُخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال ص۵۱

عکسِ رُخ: (۱) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے ص۱۱۲

---

[1] عقوبت: ایک بار۔ [2] عقیدہ: ایک بار۔ [3] عکس: اٹھائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: بائیس بار]۔

(۲) دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں ص ۱۹۳

عکسِ رُخ افروختہ: عکسِ رُخ افروختہ تھا تصویر بہ پُشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا ص ۲۶

عکسِ روئے گل گوں: ہوا آئینہ، جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے — نشانِ خالِ رُخ، داغِ شرابِ آرام کیا ص ۲۶

عکسِ سوادِ صفحہ: تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ص ۳۱

عکسِ شفق: عیاں کیفیت مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں — کہ مے، عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا ص ۲۲۷

عکس فروش: فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز ص ۲۳

عکسِ گل: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن ص ۵۹

عکسِ گل ہائے سمن: عکسِ گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی، آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے ص ۹۳

عکسِ گیسوئے مشکیں: دیکھیے: جوشِ عکسِ گیسوئے مشکیں۔

عکسِ موجِ گل: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب — نگہِ آئنہ، کیفیتِ دل سے ہے دوچار ص ۴

علاج[۱]: (۱) جُنبشِ ہر برگ سے، ہے گل کے لب کو اختلاج — خندۂ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ص ۳۵

(۲) لو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں — اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج ص ۱۶۵

(۳) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جُز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک ص ۱۷۵

علاجِ بے دماغی ہائے دل: تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل! — سویدا مردمِ چشمِ پری، نظّارہ افسوں ہے ص ۱۱۲

علاقہ[۲]: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ — میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں ص ۲۹۹

علامت[۳]: دیکھیے: جنوں علامت۔

علاوہ[۴]: علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں ص ۱۹۲

علائق[۵]: دیکھیے ـــــ: (۱) بارِ علائق۔ (۲) رشتۂ ربطِ علائق۔

علائی[۶]: مجھ سے غالبؔ یہ علائی نے غزل لکھوائی — ایک بیداد گرِ رنج فزا اَور سہی ص ۳۱۱

عِلم[۷]: (۱) علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں [قادرنامہ]

---

[۱] علاج : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
[۲] علاقہ : ایک بار۔
[۳] علامت : ایک بار [مرکّب]۔
[۴] علاوہ : ایک بار۔
[۵] علائق : دو بار [مرکّب]۔
[۶] علائی : ایک بار۔
[۷] عِلم : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

(۲) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری — دوست جو ساتھ مرے تالبِ ساحل آئے — ص۳۱۲

(۳) وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم — بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟ — ص۴۳۰ [طبعِ ثانی]

عِلم وہُنر: دیکھیے: فضائلِ علم وہُنر۔

عَلَم[۱]: (۱) اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے — ص۲۲۷

دیکھیے ـــــ: (۲) شہنشاہِ کواکب سپہ مہر عَلَم۔ (۳) کوس وعَلَم۔

علوِّ[۲] پایۂ منبر: بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِّ پایۂ منبر کھُلا — ص۱۳۰

علی[۳]: (۱) غالبؔ، ہے رُتبہ فہمِ تصوّر سے کچھ پرے — ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں — ص۵۶

(۲) لغزشِ پا کو ہے بَلَد نغمۂ یا علی مدد! — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ، سبحہ کو خونبہا سمجھ — ص۷۳

(۳) امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علی، ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے — ص۷۵

(۴) کیا غم ہے اُس کو، جس کا علی سا امام ہو — اِتنا بھی اے فلک زدہ، کیوں بے حواس ہے؟ — ص۷۵

(۵) کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ — یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے — ص۱۰۴

(۶) نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں — ص۱۳۴

(۷) مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان — نافِ زمین ہے، نہ کہ نافِ غزال ہے — ص۲۰۵

(۸) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حُسین — کرے جو اُن سے برائی، بھلا کہیں اُس کو؟ — ص۲۸۶

(۹) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں — علی سے آکے لڑے اور خطا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۱۰) میں قائلِ خدا و نبیؐ و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں — ص۲۹۸

دیکھیے ـــــ: (۱۱) بقدرِ عددِ حرفِ علی۔ (۱۲) حُسین علی۔ (۱۳) حُسین ابنِ علی۔ (۱۴) نامِ والائے علی۔
(۱۵) نبیؐ وعلی۔

علی الدّوام[۴]: دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا — حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّ وام — ص۲۸۲

علی الرّغمِ[۵] دشمن: علی الرّغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک، مبارک! سلامت، سلامت! — ص۱۶۴

علی بہادرِ[۶] عالی گہر: غالبؔ خدا کرے! کہ سوارِ سمندِ ناز — دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں — ص۱۹۰

---

۱ عَلَم : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۲ عُلوّ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ علی : پندرہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۴ علی الدّ وام : ایک بار۔
۵ علی الرّغم : ایک بار [مرکّب]۔
۶ علی بہادر : ایک بار [مرکّب]۔

عماری[1]: دیکھیے: پردۂ عماری۔

عمدۃ الحکما[2]: وہ بہارِ ریاضِ مہر و وفا جس کو کہتے ہیں عمدۃ الحکما ص ۲۶۸ [حکیم احسن اللہ خاں]

عُمر[3]: (۱) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عُمر سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک ص ۵۰

(۲) عُمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب ص ۳۲

(۳) کی متصل ستارہ شماری میں عُمر صرف تسبیحِ اشک ہائے زِ مژگاں چکیدہ ہوں ص ۶۱

(۴) ہرچند عُمر گزری آزردگی میں، لیکن ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی ص ۷۵

(۵) تیری فرصت کے مقابل اے عُمر! برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص ۱۸۱

(۶) بے عشق عُمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں طاقت بقدرِ لذتِ آزار بھی نہیں ص ۱۸۴

(۷) عُمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا، تو کیا! عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری، ہائے ہائے! ص ۲۰۳

(۸) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عُمر فرصت کہاں کہ تیری تمنّا کرے کوئی ص ۲۱۵

(۹) عُمر ہرچند کہ ہے برق خرام دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی ص ۲۲۱

(۱۰) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہو جاویں دراز اِس کی ہو عُمر اِس قدر، سخن کوتاہ ص ۲۷۸

(۱۱) ستّر برس کی عُمر میں یہ داغ جاں گداز جس نے جلا کے، راکھ مجھے کر دیا تمام ص ۲۸۲

(۱۲) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عُمر نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی ص ۳۱۱

دیکھیے ——: (۱۳) اضطرابِ عُمر۔ (۱۴)، (۱۵) اک عمر [دو بار]۔ (۱۶) ایک عُمر۔ (۱۷) بہ بعدِ یک عُمر ورع۔ (۱۸) پیمایشِ زمینِ رہِ عُمر۔ (۱۹) جلوۂ عمر۔ (۲۰) رَخشِ عمر۔ (۲۱) رشتۂ عُمر۔ (۲۲) رفتارِ عمر۔ (۲۳) سنینِ عُمر۔ (۲۴) قسطِ عُمر۔ (۲۵) کفیلِ عُمر۔ (۲۶)-(۲۹) یک عُمر [چار بار]۔ (۳۰) یک عمر خودداری۔

عُمرِ ابد: دیکھیے: سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد۔

عمر بھر: (۱) عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ مر گئے پر، دیکھیے دکھلائیں کیا! ص ۱۶۱

(۲) یہ عُمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے تمھارے آئیو اے طرّہ ہائے خم بہ خم! آگے ص ۲۲۸

(۳) ڈرے کیوں مرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر وہ خوں، جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے ص ۲۴۹

---

[1] عماری : ایک بار [مرکّب]۔

[2] عمدۃ الحکما : ایک بار۔

[3] عُمر : چوّن بار۔ [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: تینتالیس بار]۔

	(۴) عُمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے، کہ اسدؔ	میں پرستندۂ روئے صنم چند رہا	ص ۴۴۶
	(۵) ماہِ نَو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے	عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے	ص ۳۰۴
	(۶) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عُمر بھر	آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں	ص ۱۸۸
	(۷) عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا، تو کیا	عُمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہائے ہائے!	ص ۲۰۴
عُمرِ تیز رَو:	دیکھیے: رفتارِ عمرِ تیز رَو۔		
عُمرِ جاوداں:	وہ زندہ ہم ہیں، کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر!	نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے	ص ۲۳۶
عُمرِ خضر:	(۱) حریفِ مطلب مشکل نہیں فسونِ نیاز	دُعا قبول ہو یارب! کہ عمرِ خضر دراز!	ص ۱۷۱
	(۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر	حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کِیا کیے!	ص ۲۴۳
	(۳) مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں	جادۂ دشتِ نجف: عُمرِ خضر کا طومار	ص ۴
	(۴) دیکھیے: رشتۂ عُمرِ خضر۔		
عُمرِ خمار:	دیکھیے: یک درازیِ عُمرِ خمار۔		
عُمرِ دِگر:	ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ	اثر موقوف بہ عُمرِ دگر ہے	ص ۴۵۵
عُمرِ رفتہ:	دیکھیے: تماشائیِ عمرِ رفتہ۔		
عُمرِ طبیعی:	(۱) اوّلاً، عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال	ثانیاً، دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم	ص ۲۶۵
	(۲) عشرتِ صُحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو	نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی	ص ۲۰۹
عُمرِ عزیز:	مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی	عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو	ص ۱۹۳
عُمرِ فرصت جُو:	باعثِ واماندگی ہے عُمرِ فرصت جُو مجھے	کر دیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے	ص ۷۸
عُمرِ کوتہ:	حاصلِ دل بستگی ہے عُمرِ کوتہ اور بس	وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل تارِ نَفَس	ص ۴۵
عُمرِ گزشتہ:	آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم	اے عمرِ گزشتہ، یک قدم استقبال!	ص ۲۵۲
عُمر و دولت:	عمر و دولت سے شادماں رہیں	اور غالبؔ پہ مہرباں رہیں	ص ۲۷۶
عَمر[1]:	دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی	غمِ گیتی سے مرا سینہ: عَمر کی زنبیل	ص ۱۲۴
عَمَل[2]:	(۱) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ	زورِ نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک	ص ۹۴

---

۱ عَمر : ایک بار۔ ۲ عَمل : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

دیکھیے ــــــ: (۲) پاداشِ عمل۔ (۳) حُسنِ عمل۔ (۴) صد حشر پاداشِ عمل۔

عناد[1]: دیکھیے: اہلِ عناد۔

عناصر[2]: مضمحل ہو گئے قویٰ، غالبؔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص ۱۸۳

عناں[3]: (۱) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں! یہ دُعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے ص ۱۴۸

دیکھیے ــــــ: (۲) رخشِ سبک عناں۔ (۳) نالۂ محشر عناں۔

عنانِ فرصت: تپشِ دلِ شکستہ پَےِ عبرت، آگہی ہے کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی ص ۹

عناں گُسل: دیکھیے: شوقِ عناں گسل۔

عناں گسیختہ: (۱) آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہوا کہوں؟ ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! ص ۵۶

(۲) دیکھیے: شوقِ عناں گسیختہ۔

عناں گیر: (۱) حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! نقشِ پائے خضر یھاں سدِّ سکندر ہو گیا ص ۳۰

(۲) بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے ص ۱۱۳

(۳) ہوئی تاخیر، تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا آپ آتے تھے، مگر کوئی عناں گیر بھی تھا ص ۱۵۸

عناں گیرِ تغافل: بہ اُمّیدِ نگاہِ خاص، ہوں محمل کشِ حسرت مَبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص ۲۲

عناں گیرِ خرام: وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام گریے سے یھاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا ص ۱۲۵

عنایاب: دیکھیے ــــــ: (۱) اُمیدوارِ عنایات۔ (۲) وقتِ عنایات۔

عنایاتِ الٰہی: ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! ص ۲۹۷

عنایاتِ شہنشاہ: دیکھیے: لطف و عنایاتِ شہنشاہ۔

عنایت[4]: پرتوِ خُور سے، ہے شبنم کو فنا کی تعلیم میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص ۱۷۵

عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا، ہرزہ عنواں ہیں ص ۶۲

عنبر[5]: دیکھیے: طبلۂ عنبر۔

---

[1] عناد : ایک بار [مرکّب]۔

[2] عناصر : ایک بار۔

[3] عناں : بارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

[4] عنایت : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

عنایات : چار بار [مرکّب]۔

[5] عنبر : ایک بار [مرکّب]۔

عنبریں : ایک بار [مرکّب]۔

[5] عنبر بار : ایک بار [مرکّب]۔

عنبریں: دیکھیے: شکنِ زلفِ عنبریں۔

عنبر بار: دیکھیے: حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست۔

عندلیب[1]: (۱) رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے — ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص۴۱

(۲) کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو، عندلیب! — زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے ص۹۱

(۳) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب! چل، کہ چلے دن بہار کے ص۲۱۰

(۴) چھڑکے ہے شبنم، آئینۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے ص۲۱۷

(۵) اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں — طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے ص۲۱۸

[سات بار بہ طورِ ردیف، ص۳۲]:

(۶)،(۷) ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب

(۸) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر — مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب

(۹) حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے، رنگِ گل — بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب

(۱۰) عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار — گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب

(۱۱) منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے، کہ ہے — بادۂ نظّارۂ گلشن حلالِ عندلیب

(۱۲) ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب!

عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ: ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج — میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں ص۶۲

عنقا[2]: (۱) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا ص۱۴۲

(۲) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے ص۲۲۰

دیکھیے ـــــ: (۳) آوازۂ عنقا۔ (۴) بالِ عنقا۔ (۵) پرِ عنقا۔ (۶) لفظِ معنیِ عنقا۔ (۷) مردمکِ دیدۂ عنقا۔

عنقا ارمی: وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے ص۱۰۶

عنقائے ناز: دیکھیے: پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز۔

عنواں[3]: (۱) نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا — کہ پُشتِ چشم سے، جس کے نہ ہووے مُہرِ عنواں پر ص۱۶۷

---

[1] عندلیب : تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: آٹھ بار]۔

[2] عنقا : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔

[3] عنوان : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

دیکھیے ——:(۲) بے ربطیِ عنواں۔(۳) نازِ شوخیِ عنواں۔(۴) نذرِ دل فریبیِ عنواں۔(۵) ہرزہ عنواں۔

عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ: کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر — نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں — ص۸

عنوانِ تماشا: دیکھیے: درسِ عنوانِ تماشا۔

عوام[۱]: دیکھیے ——:(۱) چشمکِ عوام۔(۲) نشاطِ عامِ عوام۔

عہد[۱][۲]: (۱) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر — تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل — ص۱۲۴

(۲) اے ترا لطف، زندگی افزا — اے ترا عہد، فرخی فرجام — ص۱۳۷

(۳) زمانہ، عہد میں اُس کے ہے محوِ آرائش — بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے — ص۲۳۶

دیکھیے ——:(۴) والیِ ولایتِ عہد۔(۵) حمایتِ عہد۔

عہدِ وصالِ بتاں: دیکھیے: جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

عہدِ طفلی: خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں — بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ — ص۲۷۷

عہد[۲][۳]: (۱) تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بُودا — کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا — ص۱۶۰

(۲) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر — آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں — ص۱۸۸

(۳)،(۴) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے — وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۵) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے — ص۲۱۱

عہدِ اُستوار: دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے — طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا — ص۱۵

عہدِ تجدیدِ تمنا: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی — کفِ افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنا ہے — ص۲۲۰

عہد شکن: شوخیِ رنگِ حنا، خونِ وفا سے کب تک؟ — آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا — ص۱۳

عہدِ محبت: دیکھیے: بستنِ عہدِ محبت۔

عہدِ وفا: (۱) جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص۹۹

(۲) اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا استوار تر — ص۴۱

(۳) دیکھیے: صورتِ عہدِ وفا۔

---

۱ عوام : دوبار [مرکب]۔

۲ عہد[۱] : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔

۳ عہد[۲] : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سات بار]۔

عُہدہ:[1] عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا | گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں | ص۱۷۸

عیادت:[2] (۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں | سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا | ص۲۶

(۲) عیادت سے زِبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا | نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا | ص۲۸

(۳) خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو | فروغِ شمعِ بالیں، طالعِ بیدارِ بستر ہے | ص۲۱۲

(۴) دیکھیے: اندازِ عیادت۔

عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں: عیادت ہاے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے | رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب کا | ص۲۳

عِیاذاً باللہ:[3] کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عِیاذاً باللہ! | یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں | ص۱۳۴

عِیارِ[4] آبروے زر: سکّۂ شہ کا ہوا ہے روشناس | اب عیارِ آبروے زر کھلا | ص۱۴۰

عیارِ آگہی: نقدِ سخن کے واسطے ایک: عیارِ آگہی | شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار: ایک | ص۲۹۶

عیارِ طبعِ خریدار: بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ | لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر | ص۱۶۹

عیاں:[5] (۱) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل | سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار | ص۴

(۲) عیاں ہے پاے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خور | رکاب، روزنِ دیوار خانۂ زیں ہے | ص۱۰۳

(۳) ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں | کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے | ص۱۰۳

(۴) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی | جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار | ص۱۳۳

(۵) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں | کہ مے، عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا | ص۴۷۷

عیب:[6] (۱) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ | نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا | ص۲۹

(۲) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام | ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا | ص۱۵۹

عید:[7] (۱) بازماندن ہاے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع | عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث | ص۳۴

(۲) عذر میں تین دن نہ آنے کے | لے کے آیا ہے عید کا پیغام | ص۱۳۶

(۳) علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب | گداے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں | ص۱۹۲

---

[1] عہدہ : ایک بار۔

[2] عیادت : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

[3] عیاذاً باللہ : ایک بار۔

[4] عِیار : تین بار [مرکّب]۔

[5] عیاں : پانچ بار۔

[6] عیب : پانچ بار۔

[7] عید : بارہ بار۔ [مفرد: چار بار، مرکّب: آٹھ بار]

(۴) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز — لیک بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں — ص ۲۸۰

دیکھیے ——:(۵) صبحِ عید۔ (۶) گلِ شاخِ ہلالِ عید۔

عیدِ اطفال: دیکھیے: اہتمامِ بزمِ عیدِ اطفال۔

عیدِ حریفاں: دیکھیے: عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں۔

عیدِ خلق: نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی — ص ۹۶

عیدِ شوّال: مرحبا! سالِ فرخی آئیں — عیدِ شوّال و ماہِ فروردیں — ص ۲۸۰

عیدِ ماہِ صیام: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

عیدِ نظّارہ: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنّا مت پوچھ — عیدِ نظّارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا — ص ۱۵۰

عیسیٰ[۱]: (۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفَس — استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں — ص ۷

(۲) عیسیٰ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار — جُز پُشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ — ص ۵۰

(۳) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! — عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے — ص ۱۱۳

(۴) مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا — ص ۱۴۴

(۵) وہ محضِ رحمت و رافت، کہ بہرِ اہلِ جہاں — نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ — ص ۲۷۷

(۶) خیالِ شربتِ عیسیٰ، گدازِ ترجبینی ہے — اسدؔ، ہوں مستِ دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا — ص ۳۴۴

(۷) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی — قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے — ص ۲۱۷

(۸) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ! پہ فغاں ہو — اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ — ص ۲۸۴

عیسیِٔ مہرباں: عیسیِٔ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف — درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف — ص ۳۹

عیسوی[۲]: دیکھیے ——:(۱) سنینِ عیسوی۔ (۲) مادۂ سالِ عیسوی۔

عیش[۳]: (۱) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ — زورِ نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک — ص ۴۹

(۲) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ — ص ۷۲

(۳) عیش گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر — دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے — ص ۱۰۷

---

[۱] عیسیٰ : نو بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔

[۲] عیسوی : دو بار [مرکّب]۔

[۳] عیش : اٹھائیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اکیس بار]۔

(۴) بزمِ قدح سے عیش تمنا نہ رکھ، کہ رنگ — صیدِ زِ دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا — ص۱۳۹

(۵) حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی — دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا — ص۱۴۷

(۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں — ص۱۸۶

(۷) دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے — بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے — ص۲۳۶

دیکھیے ـــــ: (۸) آشیاں بندِ بہارِ عیش۔ (۹) ذوقِ عیش۔ (۱۰) شگفتنِ گل ہائے عیش۔ (۱۱) قدحِ عیش۔ (۱۲) لنگرِ عیش۔ (۱۳) متاعِ عیش۔ (۱۴) مسندِ عیش۔

عیشِ ابد: رامش گرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر — عیشِ ابد از خویش بروں تاختنی ہے — ص۱۱۱

عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید: عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا — خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا — ص۲۱

عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں: عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم! — خوں ہو آئینہ، کہ ہو جلوۂ طفلاں رنگیں — ص۷

عیشِ بیتابی: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن، بنائے خندہ ہے — ص۲۱۵

عیشِ بےدلی: دیکھیے: سازِ عیشِ بےدلی۔

عیشِ دوست: دیکھیے: بزمِ عیشِ دوست۔

عیشِ رفتہ: فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر — ص۱۶۸

عیش گستر: دیکھیے: بزمِ عیش گستر۔

عیشِ مقدمِ سیلاب: دیکھیے: بےخودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔

عیش وجاہ: دیکھیے: سامانِ عیش وجاہ۔

عیش وطرب: (۱) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش وطرب کا ہے نشاں — دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے — ص۱۱۶

(۲) تا ترے وقت میں ہو عیش وطرب کی توفیر — تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل — ص۱۲۴

دیکھیے ـــــ: (۳) فرازِ مسندِ عیش وطرب۔ (۴) فرصتِ عیش وطرب۔

عَین[1]: دیکھیے: نورالعینِ دامن۔

---

[1] عین : تین بار [مرتّب]۔

عینِ تاپاکِ وصال: گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ تا پاکِ وصال — غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو — ص۶۹

عینِ عدل: وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی — بنے ہے شعلۂ آتش، امیں پرِ کاہ — ص۲۷۷

عینکِ[1] چشم: گنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے — ص۸۳

عینکِ چشمِ جنوں: کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں — عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تا چند — ص۳۹

عیوبِ[2] برہنگی: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص۱۴۳

---

[1] عینک : دوبار [مرتب]۔

[2] عیوب : ایک بار [مرتب]۔

غ

غار[1]:	دیکھیے: یارِ غار۔		
غارت[2]:	گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا	وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے	ص۲۳۲
غارت دادہ:	دیکھیے: متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ۔		
غارتگرِ[3] جنسِ وفا:	سُن اے غارتگرِ جنسِ وفا! سُن	شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا!	ص۱۵۷
غارتگرِ ناموس:	غارتگرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر	کیوں شاہدِ گُل باغ سے بازار میں آوے	ص۲۳۴
غارتگری:	ہوا ہوں عشق کی غارتگری سے شرمندہ	سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں	ص۱۸۴
غازہ[4]:	دیکھیے: رہنِ غازہ۔		
غافل[5]:	(۱) نہیں شاہراہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن	تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی	ص۱۰
	(۲) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط	کاشانہ بس کہ تنگ ہے غافل! ہَوا نہ مانگ	ص۵۰
	(۳) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے	عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ	ص۷۲
	(۴) تکلف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی	دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ، عریاں	ص۸۱

---

۱ غار : ایک بار [مرکّب]۔

۲ غارت : دوبار [مفرد ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

۳ غارتگر : دوبار [مرکّب]۔

غارتگری : ایک بار۔

۴ غازہ : ایک بار [مرکّب]۔

۵ غافل : اکتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: سات بار]۔

غافلاں : پانچ بار۔

(۵) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل | بے گہر صدف گویا پُشتِ چشمِ نیساں ہے ص۸۹

(۶) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ | اِس موجِ مَے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے ص۹۴

(۷) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نَفَس ہے بسمل | جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے! ص۹۴

(۸) طلسمِ آئنہ، زانوے فکر ہے غافل! | ہنوز حُسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی ص۱۰۰

(۹) کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! | صبا خرامیِ خوباں، بہار ساماں ہے ص۱۰۲

(۱۰) زِبس طوفانِ آب وگل ہے، غافل! کیا تعجب ہے | کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں گرداب ہو جاوے ص۱۰۵

(۱۱) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہاے دل غافل! | سویدا مردمِ چشمِ پری، نظارہ افسوں ہے ص۱۱۲

(۱۲) بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلّی ہے | غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلی ہے ص۱۱۴

(۱۳) نہ مارا جان کر بے جُرم، غافل! تیری گردن پر | رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا ص۱۴۶

(۱۴) غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں | بے شانۂ صبا نہیں طُرّہ گیاہ کا ص۱۴۹

(۱۵) میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا | میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا ص۱۵۱

(۱۶) گو میں رہا رہینِ ستم ہاے روزگار | لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا ص۱۵۴

(۱۷) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! | گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک ص۱۷۵

(۱۸) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت | غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص۲۰۶

(۱۹) رفوے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی | سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے ص۲۰۸

(۲۰) حال آنکہ یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ | غافل کو میرے شیشے پہ مَے کا گمان ہے ص۲۰۳

(۲۱) غافل! اِن مہ طلعتوں کے واسطے | چاہنے والا بھی اچھا چاہیے ص۲۲۳

(۲۲) وہ آیا بزم میں! دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے | شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

(۲۳) کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند، غافل! | تہِ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں ص۴۴۸

(۲۴) دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل | رہا پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن ص۴۴۹

دیکھیے ـــــــ: (۲۵) آگہی غافل۔ (۲۶) انجام غافل۔ (۲۷) مدعا غافل۔ (۲۸) نگرانی غافل۔

غافل ازمعنی: خانمانِ جبریانِ غافل از معنی خراب! | جب ہوئے ہم بے گنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے ص۹۵

غافل ازحقیقت:	بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں	دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی	ص۹
غافل وہشیارتر:	سادہ و پُرکار تر، غافل و ہشیار تر	مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز	ص۴۳
غافلاں:	(۱) تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں	غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب	ص۳۱
	(۲) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں!	غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر	ص۳۹
	(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال	غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال	ص۵۱
	(۴) گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ تا پاکِ وصال	غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو	ص۶۹
	(۵) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے	غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے	ص۱۰۱
غالبؔ[۱]:	(۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ!	کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی	ص۱۰
	(۲) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ	ساز پر رشتہ پےِ نغمۂ بیدلؔ باندھا	ص۱۴
	(۳) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں غالبؔ	عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا	ص۱۸
	(۴) شوقِ سامان فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ	ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا	ص۲۳
	(۵) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا	غالبؔ ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا	ص۲۵
	(۶) نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالبؔ	خیالِ زلف و رُخِ دوست صبح و شام رہا	ص۳۰
	(۷) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا!	رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر	ص۴۰
	(۸) آشنا، غالبؔ نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا	ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع	ص۴۸
	(۹) غالبؔ! ہے رُتبہ فہم تصور سے کچھ پرے	ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں	ص۵۶
	(۱۰) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ	جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں	ص۵۷
	(۱۱) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح	بےمحل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں	ص۹۳
	(۱۲) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ	بسانِ دشت دلِ پُرغبار رکھتے ہیں	ص۹۴
	(۱۳) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ	یعنی ہیں ماندہ ازاں سو و ازیں سو راندہ	ص۷۱
	(۱۴) واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالبؔ	چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ	ص۷۲

---

۱ غالبؔ : ایک سو اٹھتر بار [مفرد: ایک سو ستاون بار، مرکب: اکیس بار]۔

(۱۵) انگور سعی بے سروپائی سے سبز ہے	غالبؔ بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے	ص ۷۴
(۱۶) بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے	چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغِ نمایاں کی	ص ۷۷
(۱۷) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ	صد جلوۂ آئینہ، یک صبحِ جُدائی ہے	ص ۸۰
(۱۸) بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ	پسینا توسنِ ہمّت کا، سیلِ خانۂ زیں ہے	ص ۸۹
(۱۹) غالبؔ زِبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک	آنسو کی بوند، گوہرِ نایاب ہوگئی	ص ۹۶
(۲۰) بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر	کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے	ص ۱۰۱
(۲۱) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دورِ ساغر کی	مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے	ص ۱۰۷
(۲۲) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ	یہاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے	ص ۱۱۵
(۲۳) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ!	کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے	ص ۱۲۵
(۲۴) تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک!	غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت	ص ۱۲۷
(۲۵) غالبؔ یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ	بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند	ص ۱۲۸
(۲۶) ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ	نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی ''محظوظ'' ۱۸۵۴ء	ص ۱۲۹
(۲۷) کہا غالبؔ سے: تاریخ اِس کی کیا ہے؟	تو بولا: ''انشراحِ جشنِ جمشید'' ۱۲۷۰ھ	ص ۱۲۹
(۲۸) شاد و دل شاد و شادماں رکھیو	اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو	ص ۱۳۱
(۲۹) میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش	غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟	ص ۱۳۶
(۳۰) چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصّہ آئے	کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام	ص ۱۳۷
(۳۱) دیکھیو! غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی	ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھُلا	ص ۱۴۰
(۳۲) بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا	موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا	ص ۱۴۲
(۳۳) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ	آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا!	ص ۱۴۴
(۳۴) مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ	ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا	ص ۱۴۴
(۳۵) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ	گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا	ص ۱۴۵
(۳۶) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے	اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا	ص ۱۴۶

(۳۷) نہ دے نامے کو اِتنا طول، غالبؔ مختصر لکھ دے — کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا — ص۱۴۶

(۳۸) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۳۹) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ، کہ دل — دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا، جل گیا — ص۱۵۱

(۴۰) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ — چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا — ص۱۵۶

(۴۱) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۴۲) بلاے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص۱۵۸

(۴۳) درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں! — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا — ص۱۵۸

(۴۴) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ — کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا — ص۱۵۹

(۴۵) ہم کہاں کے دانا تھے، کس ہُنر میں یکتا تھے — بے سبب ہوا دُشمن غالبؔ آسماں اپنا — ص۱۵۹

(۴۶) یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ — تجھے ہم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ہوتا — ص۱۶۰

(۴۷) ہوئی مدّت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے — وہ ہر یک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا؟ — ص۱۶۰

(۴۸) اُس کی اُمّت میں ہوں مَیں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھُلا — ص۱۶۱

(۴۹) پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے؟ — کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا! — ص۱۶۱

(۵۰) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں — آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵۱) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵۲) یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ زِبس تکرارِ دوست — ص۱۶۵

(۵۳) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، غالبؔ — یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! — ص۱۶۵

(۵۴) آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رُونا غالبؔ — کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد؟ — ص۱۶۶

(۵۵) نہ کہہ کسی سے کہ غالبؔ، نہیں زمانے میں — حریفِ رازِ محبّت، مگر در و دیوار — ص۱۶۷

(۵۶) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ، کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

(۵۷) غالبؔ نہ کر حضور میں تو بار بار عرض — ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر — ص۱۷۰

(۵۸) ہیں اور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھّے — کہتے ہیں کہ: غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور — ص۱۷۰

(۵۹) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟	قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اَور	ص۱۷۱
(۶۰) نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ	جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز	ص۱۷۲
(۶۱) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ	واقعہ سخت ہے اور جان عزیز	ص۱۷۳
(۶۲) یاد ہیں غالبؔ تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں	زخم سے گرتا، تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک	ص۱۷۵
(۶۳) غالبؔ مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو	جس کا خیال، ہے گلِ جَیبِ قبائے گل	ص۱۷۶
(۶۴) لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے	غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں	ص۱۷۷
(۶۵) دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں	ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن	ص۱۷۹
(۶۶) بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ	تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
(۶۷) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ	نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں	ص۱۸۰
(۶۸) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ	ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
(۶۹) غالبؔ اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخؔ	''آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں''	ص۱۸۲
(۷۰) مضمحل ہوگئے قُویٰ غالبؔ	وہ عناصر میں اعتدال کہاں!	ص۱۸۳
(۷۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر!	بے تکلف ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں	ص۱۸۵
(۷۲) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خَفائی غالبؔ	میرے دعوے پہ یہ حُجّت ہے کہ مشہور نہیں	ص۱۸۶
(۷۳) کرتے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ	تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟	ص۱۸۶
(۷۴) جاں ہے بہائے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی	غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں	ص۱۸۸
(۷۵) غالبؔ چھُٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی	پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں	ص۱۸۹
(۷۶) غالبؔ ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست	مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں	ص۱۹۰
(۷۷) غالبؔ خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز	دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں	ص۱۹۰
(۷۸) غالبؔ وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دعا	وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں	ص۱۹۱
(۷۹) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ، تو اے اہلِ جہاں!	دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہوگئیں	ص۱۹۲
(۸۰) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ	یہ کیا کہ تم کہو، اور وہ کہیں کہ: یاد نہیں	ص۱۹۲

(۸۱) لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ — جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۸۲) غالبؔ مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں، دُھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو — ص۱۹۶

(۸۳) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں — دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو — ص۱۹۷

(۸۴) غالبؔ کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو — ص۱۹۷

(۸۵) مجھے جنوں نہیں غالبؔ، ولے بہ قولِ حضور — ''فراقِ یار میں تسکین ہو تو کیوں کر ہو'' — ص۱۹۸

(۸۶) مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو — ص۱۹۹

(۸۷) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ؟ — ترے بے مہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

(۸۸) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ اَبنائے زماں غالبؔ — بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی — ص۲۰۳

(۸۹) مرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں — خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی — ص۲۰۲

(۹۰) ہے بارے، اعتمادِ وفاداری اِس قدر — غالبؔ ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہرباں ہے — ص۲۰۳

(۹۱) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ — رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

(۹۲) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ — تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۹۳) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ — چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے — ص۲۰۸

(۹۴) عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو — نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی — ص۲۰۹

(۹۵) کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ — کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے — ص۲۱۳

(۹۶) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ — اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے — ص۲۱۳

(۹۷) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہو گئے — عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے — ص۲۱۴

(۹۸) غالبؔ بُرا نہ مان، جو واعظ بُرا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۹۹) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ — کوئی نہیں تیرا، تو مری جان! خدا ہے — ص۲۱۹

(۱۰۰) نشوونما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو — خاموشی ہی سے نکلے ہے، جو بات چاہیے — ص۲۱۹

(۱۰۱) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ — کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے — ص۲۲۴

(۱۰۲) قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر غالبؔ — وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

(۱۰۳) غالبؔ ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے   بیٹھے ہیں ہم تہیّۂ طوفاں کیے ہوئے   ص۲۲۶

(۱۰۴) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ   ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے   ص۲۲۸

(۱۰۵) صد حیف وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ   حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی   ص۲۲۸

(۱۰۶) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ   آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے؟   ص۲۲۹

(۱۰۷) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں   غالبؔ صریرِ خامہ، نوائے سروش ہے   ص۲۳۰

(۱۰۸) دی مرے بھائی کو حق نے ازسرِ نو زندگی   میرزا یوسف ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے   ص۲۳۲

(۱۰۹) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ   ننگِ پیری ہے، جوانی میری   ص۲۳۱

(۱۱۰) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ   ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے   ص۲۳۳

(۱۱۱) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے   جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے   ص۲۳۴

(۱۱۲) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ   ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے!   ص۲۳۴

(۱۱۳) غالبؔ ترا احوال سنا دیں گے ہم اُن کو   وہ سُن کے بُلا لیں، یہ اجارا نہیں کرتے   ص۲۳۵

(۱۱۴) یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے   غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے   ص۲۳۵

(۱۱۵) ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا   صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے   ص۲۳۶

(۱۱۶) ہوچکیں غالبؔ بلائیں سب تمام   ایک مرگِ ناگہانی اَور ہے   ص۲۳۷

(۱۱۷) کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ   شرم تم کو مگر نہیں آتی!   ص۲۳۸

(۱۱۸) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ   مُفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے   ص۲۳۸

(۱۱۹) اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ   ہم بھی گئے وھاں اور تری تقدیر کو رُو آئے   ص۲۳۹

(۱۲۰) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت، لیکن   دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے   ص۲۴۰

(۱۲۱) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف   آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے   ص۲۴۱

(۱۲۲) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا   وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے!   ص۲۴۲

(۱۲۳) جب توقّع ہی اُٹھ گئی غالبؔ   کیوں کسی کا گِلا کرے کوئی!   ص۲۴۲

(۱۲۴) غالبؔ تمھیں کہو کہ ملے گا جواب کیا؟   مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سُنا کیے   ص۲۴۳

(۱۲۵) آہی جاتا وہ راہ پر غالبؔ	کوئی دن اور بھی جیے ہوتے!	ص ۲۴۳
(۱۲۶) غالبؔ گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں	حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی	ص ۲۴۴
(۱۲۷) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ	نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے	ص ۲۴۵
(۱۲۸) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالبؔ کو نہ جانے؟	شاعر تو وہ اچھا ہے، پہ بدنام بہت ہے	ص ۲۴۵
(۱۲۹) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ	کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے	ص ۲۴۶
(۱۳۰) کہا ہے کس نے کہ غالبؔ بُرا نہیں، لیکن	سوائے اِس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے	ص ۲۴۷
(۱۳۱) سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالبؔ	خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے	ص ۲۴۸
(۱۳۲) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا	غالبؔ کو بُرا کیوں کہو، اچھا مرے آگے	ص ۲۴۹
(۱۳۳) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ!	پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے	ص ۲۵۰
(۱۳۴) عشق نے غالبؔ نکما کر دیا	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	ص ۲۵۰
(۱۳۵) کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی غالبؔ	شاہِ دیں دار نے شفا پائی	ص ۲۵۱
(۱۳۶) پر یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں	غالبؔ منہ بند ہوگیا ہے گویا	ص ۲۵۳
(۱۳۷)-(۱۳۹) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ	دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ	
واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں!	سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ	ص ۲۵۳
(۱۴۰) روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ، لیکن	خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں!	ص ۲۵۴
(۱۴۱) اُن کو غالبؔ یہ سال اچھا ہے	جو ائمہ کے ہیں تولاّئی	ص ۲۶۳
(۱۴۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات	خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس	ص ۲۶۴
(۱۴۳) عمر و دولت سے شادمان رہیں	اور غالبؔ پہ مہربان رہیں	ص ۲۶۷
(۱۴۴) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن	کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار گرہ	ص ۲۷۹
(۱۴۵) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور	بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام	ص ۲۸۳
(۱۴۶) ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرفدار نہیں	دیکھیں، اِس سہرے سے کہہ دے کوئی بڑھ کر سہرا!	ص ۲۸۸
(۱۴۷) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب	نظام الدین کو خسروؔ، سراج الدین کو غالبؔ	ص ۲۹۳

(۱۴۸) خوشنودیِ احباب کا طالب غالبؔ		ص ۲۹۴
(۱۴۹) کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالبؔ	شہرۂ تیزیِ شمشیر قضا ہے تو سہی	ص ۳۱۱
(۱۵۰) مجھ سے غالبؔ یہ علائی نے غزل لکھوائی	ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی	ص ۳۱۱
(۱۵۱) اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ	آج ہم حضرتِ نوابؔ سے بھی مل آئے	ص ۳۱۲
(۱۵۲) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار	ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں چار	
اِن چار میں، ایک سے ہو جس کو انکار	غالبؔ وہ مسلمان نہیں ہے زنہار	ص ۳۱۳
(۱۵۳) حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب	غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے	ص ۳۱۳
(۱۵۴) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل	بادہ غالبؔ عرقِ بید نہیں	ص ۳۱۹
(۱۵۵) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ	میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم	ص ۴۴۸
(۱۵۶) ہم آئے ہیں غالبؔ رہِ اقلیمِ عدم سے	یہ تیرگیِ حال، لباسِ سفری ہے	ص ۴۵۴
(۱۵۷) جلوۂ خُور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ	کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے	ص ۳۲۰
(۱۵۸) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف	مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالب! مژدہ باد!	ص ۳۸
(۱۵۹) نہ ظہوریؔ ہے اور نہ طالبؔ ہے	اسداللہ خانِ غالبؔ ہے	ص ۴۶۷
(۱۶۰) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی	یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے!	ص ۲۵۱
(۱۶۱) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب	رحم کر اپنی تمنّا پر کہ کس مشکل میں ہے	
(۱۶۲) ہوا نہ غلبہ مُیسّر کبھی کسی پہ مجھے	کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے	ص ۱۲۹
(۱۶۳) جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی	گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں!	ص ۱۷۸
(۱۶۴) کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو	کشتۂ تغافل کو خصمِ خوںبہا پایا	ص ۱۳
غالبؔ آشفتہ سر: (۱) اے ساکنانِ کوچۂ دلدار، دیکھنا!	تم کو کہیں جو غالبؔ آشفتہ سر ملے	ص ۲۳۷
(۲) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبؔ آشفتہ سر	ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے! گیا کیوں اُس کے گھر؟	ص ۲۹۲
غالبؔ آشفتہ نوا: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید	مرگیا غالبؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں	ص ۱۸۸
غالبؔ خاکسار: لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور	کرکے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار ایک	ص ۲۹۷

غالبِ خاک نشیں: اِس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! — غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے — ص ۱۲۸

غالبِ خستہ: (۱) رہے غالبِ خستہ مغلوبِ گردوں؟ — یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت! — ص ۳۳

(۲) غالبِ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں؟ — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں! — ص ۱۹۳

غالبِ دل خستہ: بھرا ہے غالبِ دل خستہ کے کلام میں درد — غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو — ص ۲۸۶

غالبِ شوریدہ حال: سر پھوڑنا وہ غالبِ شوریدہ حال کا — یاد آگیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر — ص ۱۶۹

غالبِ عاجزِ نیازگزیں: مدح گستر نہیں، دُعا گو ہے — غالبِ عاجزِ نیاز گزیں — ص ۲۸۱

غالبِ عاصی: یا خدا! غالبِ عاصی کے خداوند کو دے — دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا عالم — ص ۲۶۵

غالبِ مسکیں: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں — فقیرِ غالبِ مسکیں کا ہے کہن تکیہ — ص ۳۰۳

غالبِ وحشی: مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہے ہے! — بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس! — ص ۱۷۳

غالبِ یزداں پرست: تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی — تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی — ص ۳۱۲

غالب[۱]: تھے ظہوریؔ و عرفیؔ و طالبؔ — اپنے اپنے زمانے میں غالب — ص ۲۶۷

غالبِ (ہے): اسد مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا — ص ۳۱

غالیہ مو[۲]: دیکھیے: بُتِ غالیہ مو۔

غائب[۳]: (۱) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ — بندہ عاجز ہے، گردشِ ایّام — ص ۱۳۵

(۲) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب — اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ — ص ۳۰۳

غُبار[۴]: (۱) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا — ص ۱۵

(۲) سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں — پُرافشاں ہے غبار آں سوے صحراے عدم میرا! — ص ۱۶

(۳) ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبارِ صحرا کا — ص ۱۷

(۴) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا — یارب! نفَس غُبار ہے کس جلوہ گاہ کا — ص ۱۹

(۵) بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غُبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا — ص ۳۰

(۶) خیالِ دود، تھا سر جوشِ سوداے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار آتش — ص ۴۷

(۷) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں — پائی جگہ بھی دل میں، تو ہو کر غبار، حیف! — ص ۴۹

---

۱ غالب : دوبار۔

۲ غالیہ : ایک بار [مرکب]۔

۳ غائب : دوبار۔

۴ غبار : ستاون بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: تینتالیس بار]۔

(۸) بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا غُبار — ہے نہالِ شکوۂ ریحان، سفال — ص۵۱

(۹) کو نفَس و چہ غبار، جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے — ص۹۹

(۱۰) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش و طرب کا ہے نشاں — دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے — ص۱۱۶

(۱۱) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار — یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سُراغ کا — ص۱۵۰

(۱۲) مگر غبار ہوئے پر، ہَوا اُڑا لے جائے — وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

(۱۳) ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۱۴) زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے، بجائے غبار — جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ — ص۲۷۷

(۱۵) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا — غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا — ص۴۴۷

دیکھیے ــــــ: (۱۶) بے غبار۔ (۱۷)، (۱۸) خطِ غبار [دوبار]۔ (۱۹) دلِ پُرغبار۔ (۲۰) سرِ ہم فتنہ غبار۔
(۲۱) مُشتِ غُبار۔ (۲۲) موجِ غبار۔ (۲۳) وادیِ جوہر غبار۔ (۲۴) ہر موجِ غبار۔ (۲۵) یک سطرِ غبار۔

غبار آلودہ: سپند آہنگیِ ہستیِ و سعیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ، تقریریں — ص۶۴

غبارِ خاطرِ آزردگاں: رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! — دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں — ص۶۶

غبارِ خاطرِ احباب: اسدؔ باوصفِ مشق بے تکلّف خاک گردیدن — غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے — ص۱۰۵

غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی: زِ خود گزشتنِ دل، کاروانِ حیرت ہے — نگہ، غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی — ص۱۱۰

غبارِ چشم: حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم — پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

غبارِ خط: کرے ہے حُسن ویراں کارِ روئے سادہ رویاں پر — غبارِ خط سے تعمیرِ بنائے خانہ بربادی — ص۴۵۱

غبارِ دامنِ دیوانہ: ساتھ جُنبش کے بہ یک برخاستن طے ہو گیا — تو کہے صحرا، غبارِ دامنِ دیوانہ تھا — ص۲۵

غبارِ دشتِ وحشت: غبارِ دشتِ وحشت سُرمہ سازِ انتظار آیا — کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے — ص۸۱

غبارِ دل: (۱) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا — غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا — ص۲۵

(۲) آئینہ، نفَس سے بھی ہوتا ہے کُدورت کش — عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے — ص۸۰

(۳) زِ بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے — اسدؔ! کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں میں بسارتیں کی — ص۹۷

(۴) ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں — مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سرِ گیتی ہے — ص۱۱۵

غبارِ راہ:	نہ ہو وحشت کشِ درسِ سراب ِ سطرِ آگاہی	غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا	ص۱۶
غبارِ راہِ ویرانی:	اسدؔ از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے	غبارِ راہِ ویرانی ہے مُلکِ دل کی آبادی	ص۴۵۱
غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں:	ہوا نشانِ سوادِ دیار حُسن عیاں	کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے	ص۱۰۳
غبارِ سحاب:	جوں نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے	رنگِ سیاہِ نیل، غبارِ سحاب ہے	ص۴۵۲
غبارِ سُرمہ:	(۱) وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز	افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں	ص۵۶
	(۲) خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے	غُبارِ سرمہ، یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے	ص۸۱
	(۳) دیکھیے: موجِ غُبارِ سرمہ۔		
غبارِ سفر:	تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی	دودِ چراغِ خانہ، غبارِ سفر ہے آج	ص۳۵
غبارِ شرر:	کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام	پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج	ص۳۵
غبارِ شررِطور:	صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غُربت	پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز	ص۳۵
غبارِ شوق:	ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق	گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے	ص۲۱۷
غبارِ شیشۂ ساعت:	خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا، اے انتظار!	ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے	ص۷۸
غبارِ صحرا:	(۱) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے	سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا	ص۲۶
	(۲) دیکھیے: مُشتِ غبارِ صحرا۔		
غبارِ صدا:	ویرانے جُز آمد و رفتِ نَفَس نہیں	ہے کوچہ ہائے نَے میں غبارِ صدا بلند	ص۳۸
غبارِ کردہ سَیر:	جُز غبارِ کردہ سَیر، آہنگیِ پرواز گو؟	بلبلِ تصویر و دعوائے پر افشانی عبث	ص۳۲
غبارِ کُلفتِ خاطر:	بہا ہے یہاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر	کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پائے در گل ہے	ص۷۷
غبارِ کوچہ ہائے موج:	بسانِ جوہرِ آئینہ، از ویرانیِ دل ہا	غبارِ کوچہ ہائے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا	ص۲۳
غبارِ نالہ:	اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم	غبارِ نالہ، کمیں گاہِ مدعا معلوم	ص۵۳
غبارِ وحشتِ مجنوں:	عالم، غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر	کب تک خیالِ طُرّۂ لیلا کرے کوئی	ص۲۱۵
غَرب[1]:	خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں	بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ	ص۲۷۷

[1] غَرب : ایک بار [مرتّب]۔

غربال[1]: (۱) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے! — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال، دیواریں گلستاں کی — ص ۷۶

(۲) دیکھیے: یک غربال حسرت پیز۔

غُربت[2]: (۱) گر مصیبت تھی، تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ — میری دِلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے! — ص ۸۰ [ثانی]

(۲) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھُلا — ص ۱۶۱

(۳) تھی وطن میں شان کیا غالب کہ ہو غربت میں قدر! — بے تکلف، ہوں وہ مشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۴) کرتے کس مُنہ سے ہو غُربت کی شکایت غالبؔ — تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟ — ص ۱۸۶

دیکھیے ——— :(۵) خراب آبادِ غربت۔ (۶) صرفِ جبینِ غربت۔

غرض[3]: (۱) اسد کو بُت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یا رب ہا — ص ۲۳

(۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے — اے نامہ رساں! نامہ رساں چاہیے جاسوس — ص ۴۶

(۳) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے، سو اشکِ کباب ہے — ص ۷۵

(۴) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو — اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے — ص ۲۱۹

(۵) رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴

(۶) غرض اِس سے ہیں چارہ معصوم — جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی — ص ۲۶۳

غرقِ[4] خوں: صورتِ دیبا، تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج — خارِ پیراہن، رگِ بستر کو نشتر ہو گیا — ص ۲۹

غرقِ دریا: ہوئے مر کے ہم جو رُسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا — نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا — ص ۱۶۰

غرقِ نمک داں: عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنا کھانا — لذّتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا — ص ۱۵۰

غرقۂ[5] مَے: جو ہوا غرقۂ مَے، بختِ رسا رکھتا ہے — سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما، موجِ شراب — ص ۱۶۳

غرقۂ دریاے رنگ: گل، غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے — اے آگہی، فریبِ تماشا کہاں نہیں! — ص ۵۷

غرور[6]: (۱) مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غُرور — چیونٹی کے پر، سرو برگِ خود آرائی نہیں — ص ۶۵

(۲) آئینہ دیکھ، اپنا سا مُنہ لے کے رہ گئے — صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا! — ص ۱۴۸

---

[1] غربال : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

[2] غربت : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دو بار]۔

[3] غرض : چھے بار۔

[4] غرق : تین بار [مرکّب]۔

[5] غرقہ : دو بار [مرکّب]۔

[6] غرور : چودہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: بارہ بار]۔

غرورِ بے گناہی:	خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشتِ اعمالی	دماغِ زُہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے	ص۲۵۴
غرورِ حُسن:	ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا	ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے	ص۲۰۵
غرورِ دانائی:	دیکھیے: گمانِ غرورِ دانائی۔		
غرورِ دستِ رَد:	غرورِ دستِ رَد نے شانہ توڑا فرقِ ہُدہُد پر	سلیمانی، ہے تنگِ بے دماغانِ خود آرائی	ص۹۲
غرورِ دل ستانی:	نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے	چہ حسابِ جاں فشانی، چہ غرورِ دل ستانی	ص۹
غرورِ دوستی:	خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہو جاوے	غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہو جاوے	ص۲۳
غرورِ ضبط:	غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے	نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر	ص۴۱
غرورِ طرَحِ قامت:	بہ غرورِ طرَحِ قامت و رعنائیِ سرو	طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ	ص۱۷
غرورِ عزّ و ناز:	وھاں وہ غرورِ عزّ و ناز، یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع	راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں	ص۱۹۳
غرورِ لطفِ ساقی:	غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں	نمِ دامانِ عصیاں ہے، طراوت موجِ کوثر کی	ص۷۷
غرورِ میرزائی:	کروں عذرِ ترکِ صحبت، سُو کہاں وہ بے دماغی	نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی	ص۱۰
غرورِ نشۂ صہبا:	دیکھیے: نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔		
غُرّۂ[1] اوجِ بنائے عالمِ امکاں:	غُرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو	اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن	ص۱۷۹
غریب[2]:	(۱) سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا	یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں!	ص۶۲
	(۲) مجھ کو پوچھا، تو کچھ غضب نہ ہوا	میں غریب اور تو غریب نواز	ص۱۷۲
غریبِ تسلی گہِ وطن:	ہے بوئے گل، غریبِ تسلی گہِ وطن	ہر جُزوِ آشیاں، پرِ پرواز ہے مجھے	ص۹۷
غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن:	غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن	سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا	ص۱۸
غریبِ کشورِ گفت و شنود:	عالَم، طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سر بسر	یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا	ص۱۲
غریب نواز:	دیکھیے: غریب[۲]۔		
غریبِ وحشت آبادِ تسلی:	وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں جسے	کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں	ص۶۳

۱۔ غُرّہ : ایک بار[مرکب]۔
۲۔ غریب : سات بار[مفرد: دو بار، مرکب: پانچ بار]۔
غریباں : ایک بار[مرکب]۔
غریبی : ایک بار[مرکب]۔

غریباں: دیکھیے: گورِ غریباں۔

غریبی: دیکھیے: ہجومِ دردِ غریبی۔

غریقِ[1] بحر: بہ سیلِ اشک، لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے ص۷۷

غریقِ بحرِ خوں: اسدؔ گر نامِ والائے علی تعویذِ بازو ہو غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے ص۸۴

غزل[2]: (۱) پھر غزل کی روش پہ چل نکلا توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ص۱۳۶

(۲) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ زِبس تکرارِ دوست ص۱۶۵

(۳)،(۴) کس کو کہتے ہیں غزل، ارشاد ہو ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو [قادرنامہ]

(۵) واہ بے لڑکے! پڑھی اچّھی غزل شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا [قادرنامہ]

(۶) پایا قادرنامے نے آج اختتام اک غزل تم اور پڑھ لو، وَالسّلام [قادرنامہ]

(۷) لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور کرکے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار، ایک ص۲۹۷

(۸) مجھ سے غالبؔ یہ علائیؔ نے غزل لکھوائی ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی ص۳۱۱

(۹) دیکھیے: ظرفِ تنگنائے غزل۔

غزل خواں: میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا بلبلیں، سُن کر مرے نالے، غزل خواں ہوگئیں ص۱۹۲

غزل خوانی: دیکھیے ــــــ: (۱) آئینِ غزل خوانی۔ (۲) سودائے غزل خوانی۔ (۳) گرمِ غزل خوانی۔

غزل سرا: کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا ص۱۲۲

غزل سرائی: دیکھیے: ہوسِ غزل سرائی۔

غزال[3]: دیکھیے ــــــ: (۱) چشمِ غزال۔ (۲) نافِ غزال۔

غزالانِ حرم: حبّذا باغِ ہمایونِ تقدّس آثار! کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم ص۲۶۵

غزالی[4]: جنوں کرا اے چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی! نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ص۷۹

غُسلِ[5] صحت: شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر دیکھیے کب دن پھریں حمام کے ص۲۵۱

غسلِ صحت تواب: دیکھیے: محفلِ غسلِ صحتِ تواب۔

---

۱ غریق : دوبار [مرتّب]۔
۲ غزل : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرتّب: سات بار]۔
۳ غزال : دوبار [مرتّب]۔
غزالاں : ایک بار [مرتّب]۔
۴ غزالی : ایک بار [مرتّب]۔
۵ غسل : دوبار [مرتّب]۔

غَش[1]: (۱) باز گشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت کہاں — غافلاں غش جان کر چھوڑ کے ہیں آب آئینے پر — ص ۳۹

(۲) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے — اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ — ص ۱۸۷

(۳) وھاں پہنچ کر جو غش آتا پَےِ ہم ہے ہم کو — صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۴) غَش آ گیا جو پس از قتل میرے قاتل کو — ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ — ص ۳۰۳

غشِ ہستی: دیکھیے: فرصت آرامِ غشِ ہستی۔

غُصّہ[2]: چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصّہ آئے — کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام — ص ۱۳۷

غصّہٗ کم فرصتیِ زیست: مت پوچھ اسدؔ غصّہٗ کم فرصتیِ زیست — دو دن بھی جو کاٹے، تو قیامت تعبوں سے۔ — ص ۴۷

غضب[3]: (۱) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہاے خود بینی — سفیدی آئنے کی، پنبہٗ روزن نہ ہو جاوے — ص ۸۵

(۲) اسدؔ با وصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن — غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے — ص ۱۰۵

(۳) وہ سبزہ زار ہاے مطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہاے ہاے! — ص ۱۲۳

(۴) مجھ کو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا — میں غریب اور تو غریب نواز — ص ۱۴۷

(۵) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں تجھے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب — ص ۲۹۱

(۶) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا — نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے — ص ۳۲۰

دیکھیے ——:(۱) درخورِ قہر و غضب۔ (۲) موجِ طوفانِ غضب۔

غفلت[4]: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادہٗ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا — ص ۲۲

(۲) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی — راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس، افسانہ تھا — ص ۲۵

(۳) بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں — ص ۶۳

(۴) غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یھاں پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ — ص ۷۰

(۵) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ — گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے — ص ۸۶

(۶) شورشِ باطن سے یھاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانہ ہمسایہ ہے — ص ۱۰۳

---

[1] غش : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔

[2] غصّہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

[3] غضب : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: دو بار]۔

[4] غفلت : اڑتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اکتیس بار]۔

غفلت ہا : ایک بار۔

(۷) غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ — ص۲۱۸

(۸) اپنی ہستی ہی سے ہو، جو کچھ ہو — آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی — ص۲۲۰

(۹) ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو تاسّف ہی سہی — شوقِ مُفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! — ص۶۶

دیکھیے ——: (۱۰) آسایشِ اربابِ غفلت۔ (۱۱) اہلِ غفلت۔ (۱۲) بازارِ غفلت۔ (۱۳) خوابِ غفلت۔
(۱۴) دُردِ یک ساغرِ غفلت۔ (۱۵) دل از کف دادۂ غفلت۔ (۱۶) سرخوشِ غفلت۔ (۱۷) وہمِ غفلت۔

غفلت آرامی: سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی — اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری — ص۹۳

غفلت آرامیِ یاراں: زندگانی نہیں بیش از نفَسِ چند اسدؔ — غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح — ص۳۷

غفلت آگاہاں: فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا اے غفلت آگاہاں! نفَس دُزدیدن و مُردن — ص۴۴۹

غفلت استعداد: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ — پنبۂ گوشِ حریفاں بود و تارِ نغمہ ہے — ص۸۷

غفلتِ افسردگی: غفلتِ افسردگی تُہمتِ تمکیں نہ ہو — اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے — ص۹۹

غفلت اندیشاں: صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پئے سنجیدنِ یاراں، ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا — ص۲۸

غفلتِ اہلِ جہاں: نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی — ص۹۶

غفلتِ دیوانہ: غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں — ص۹۳

غفلتِ رُسوائیِ دل: فریاد اسدؔ غفلتِ رُسوائیِ دل سے! — کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں — ص۶۰

غفلتِ ساقی: دیکھیے ——: (۱) دماغِ غفلتِ ساقی۔ (۲) ذوقِ غفلتِ ساقی۔

غفلت شعاری: درد سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہاے ہاے! — کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری، ہاے ہاے! — ص۲۰۴

غفلت کشِ تدبیر: قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے — یارب! آئینہ بہ طاقِ خَمِ شمشیر آوے — ص۱۱۳

غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل: غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں — یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ — ص۷۰

غفلتِ مدعا: کلفتِ ربطِ این و آں، غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ — ص۷۳

غفلت نسب: تجھ کو اے غفلت نسب! پرواے مشتاقاں کہاں — یہاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری — ص۴۵۲

غفلت نظر: دیکھیے: چشمِ غفلت۔ نظر

غفلت نقد اندیشہ:	خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ	بہ دستِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے	ص۱۰۸
غفلت نگاہی:	نقابِ یار، ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی	مژہ پوشیدنی ہا، پردۂ تصویرِ عریاں ہے	ص۸۱
غفلتِ نگہِ شوق:	اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یاں	ہر پارہ سنگ، لختِ دلِ کوہِ طور تھا	ص۱۸
غفلت ہائے اہلِ دہر:	ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے	سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے	ص۹۳
غفلتِ ہستی:	تا چند نَفَس غفلتِ ہستی سے بر آوے	قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے	ص۱۱۳
غلافِ[۱] بالش پر:	بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا	صفحۂ نامہ، غلافِ بالش پر ہوگیا	ص۲۹
غلافِ دلچۂ خرشید:	بس کہ وہ پا کو بیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد	ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گرد باد	ص۳۸
غلام[۲]:	(۱) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں	مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	(۲) میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش	غالبؔ اُس کا مگر نہیں ہے غلام؟	ص۱۳۶
	(۳) ملک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں	سلطانِ بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام	ص۲۸۳
	(۴) میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں	بندہ خدا کا اور علی کا غلام ہوں	ص۲۹۸
غلامِ ساقیِ کوثر:	بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے؟	غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے	ص۲۵۱
غلامِ کارگزار:	شاد ہوں لیکن اپنے جی میں، کہ ہوں	بادشہ کا غلامِ کارگزار	ص۱۲۵
غلام نجف[۳]:	میں جو ہوں دَر پئے حصولِ شرف	نام عاصی کا ہے غلام نجف	ص۲۶۸
غلامی[۴]:	(۱) اور داغ آپ کی غلامی کا	خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں	ص۲۸۱
	(۲) دیکھیے: داغ غلامی۔		
غلام بابا[۵]:	(۱) ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے	فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی	ص۲۶۲
	(۲) جب کہ سیّد غلام بابا نے	مسندِ عیش پر جگہ پائی	ص۲۶۲
غلبہ[۶]:	ہوا نہ غلبہ مُیسّر کبھی کسی پہ مجھے	کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے	ص۱۲۹
غلبۂ تاثیر:	دیکھیے: صد غلبۂ تاثیر۔		

---

۱ غلاف : دوبار [مرکب]۔

۲ غلام : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دوبار]۔

۳ غلام نجف : ایک بار۔

۴ غلامی : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

۵ غلام بابا : دوبار۔

۶ غلبہ : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

غلتاں: دیکھیے: گوہرِ غلتاں۔

غلتانیِ تپش: دیکھیے: لذّتِ غلتانیِ تپش۔

غلتیدنِ[۱] بسمل: دیکھیے: اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل۔

غلتیدۂ صدرنگ: پئے نذرِ کرم، تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

غلط[۲]: (۱) زندگانی [illegible] پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟ — ص۴۲

(۲) ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر — آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال! — ص۵۲

(۳) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! — دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دُنیا و چہ دیں — ص۱۳۴

(۴) درخورِ قہر و غضب جب کوئی ہم ساز ہوا — پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵) الفتِ گل سے غلط ہے دعویٔ وارستگی — سرو ہے باوصفِ آزادی، گرفتارِ چمن — ص۱۸۱

(۶) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا — نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیوں کر ہو؟ — ص۱۹۷

(۷) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

(۸) روک لو، گر غلط چلے کوئی — بخش دو، گر خطا کرے کوئی — ص۲۴۲

(۹) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام — ص۲۸۲

(۱۰) بھرا ہے غالبؔ دل خستہ کے کلام میں درد — غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو — ص۲۸۶

[دو بار بہ طورِ ردیف، ص۲۹۴]:

(۱۱)،(۱۲) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ، غلط — کی تصوّر نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط

غلط انداز[۳]: دیکھیے: نگاہِ غلط انداز۔

غلط بردار[۴]: ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا — ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے — ص۲۱۲

غلط فہمی[۵]: دیکھیے: سرجوشِ سودائے غلط فہمی۔

---

۱ غلتیدن : ایک بار [مرکّب]۔
غلتاں : ایک بار [مرکّب]۔
غلتانی : ایک بار [مرکّب]۔
غلتیدہ : ایک بار [مرکّب]۔

۲ غلط : ایک بار [مرکّب]۔
۳ غلط انداز : ایک بار [مرکّب]۔
۴ غلط بردار : ایک بار۔
۵ غلط فہمی : ایک بار [مرکّب]۔

غلطی[1]: دل دیا، جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص۱۴۷

[نیز دیکھیے: برخودغلطِ شوخیِ تاثیر، برخود غلطی ہائے تحمل، برخود غلطی ہائے عزیزاں]۔

غلطی ہائے مضامیں: غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ — لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

غُلو[2]: ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غُلو کے قائل — دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تواب کو ہم — ص۲۶۵

غم[3]: (۱) ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے — دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا — ص۱۶

(۲) ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل — ص۵۱

(۳) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص۷۴

(۴) کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو — اِتنا بھی اے فلک زدہ! کیوں بے حواس ہے؟ — ص۷۵

(۵) تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نَو، مژۂ گوہر بار — ص۱۴۴

(۶) ئے ہی پھر کیوں نہ مَیں پیے جاؤں — غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام — ص۱۴۷

(۷) غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے — غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا — ص۱۶۰

(۸) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا — ص۱۶۰

(۹)،(۱۰) ہوا جب غم سے یوں بے حس،تو غم کیا سر کے کٹنے کا — نہ ہوتا گر جُدا تن سے، تو زانو پر دھرا ہوتا — ص۱۶۰

(۱۱) غم سے مرتا ہوں، کہ اِتنا نہیں دُنیا میں کوئی — کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد — ص۱۶۶

(۱۲) تم شہر میں ہو،تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے — لے آئیں گے بازار سے،جا کر، دل وجاں اَور — ص۱۷۱

(۱۳) غم اِس کو حسرتِ پروانہ کا ہے اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص۱۷۵

(۱۴) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم — ص۱۷۷

(۱۵) کیا شمع کے نہیں ہیں ہَوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! — ص۱۹۱

(۱۶) قیدِ حیات وبندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدی غم سے نجات پائے کیوں؟ — ص۱۹۴

(۱۷) مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی — عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

---

[1] غلطی : ایک بار۔
غلطی ہا : ایک بار [مرکّب]۔

[2] غلو : ایک بار۔

[3] غم : ایک سو آٹھ بار
[مفرد: پینتیس بار، مرکّب: تہتّر بار]۔
غم ہا : دو بار [مرکّب]۔

(۱۸) کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبّت کو!　　نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو!　　ص۱۹۹
(۱۹) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا　　کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے!　　ص۲۰۳
(۲۰) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے　　غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے　　ص۲۰۹
(۲۱) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے　　جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے　　ص۲۱۰
(۲۲) غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو　　چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے　　ص۲۱۰
(۲۳) شادی سے گزر کہ غم نہ رہوے　　اُردی جو نہ ہو تو دَے نہیں ہے　　ص۲۲۹
(۲۴) گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا　　وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے　　ص۲۳۲
(۲۵) میری قسمت میں غم گر اِتنا تھا　　دل بھی یارب کئی دیے ہوتے!　　ص۲۴۳
(۲۶) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے　　یہ رنج کہ کم ہے مَے گُل فام، بہت ہے　　ص۲۴۵
(۲۷) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے　　غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے!　　ص۲۵۱
(۲۸) شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا　　کیا شرح کروں کہ طُرفہ تر عالم تھا　　ص۲۵۲
(۲۹) کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا　　پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ　　ص۲۷۹
(۳۰) بیٹھ رہتا لے کے چشمِ پُرنم اُس کے روبرو　　کیوں کہا تو نے کہ: کہہ دل کا غم اُس کے روبرو　　ص۲۸۹
(۳۱) غم نے جب گھیرا، تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز!　　مستیِ چشمِ سیہ سے چل کے ہوویں چارہ ساز　　ص۲۹۰
(۳۲) خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا!　　ہماری زندگی کیا اور ہم کیا!　　ص۲۹۳
(۳۳) پروانے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے اسدؔ　　ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے　　ص۳۰۲
(۳۴) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ!　　ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اَور سہی　　ص۳۱۱
(۳۵) نشّۂ مَے کے اُتر جانے کے غم سے انگور　　صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا　　ص۴۴۵

دیکھیے——: (۳۶) آتشِ غم۔ (۳۷) آں سوے گریۂ غم۔ (۳۸) آشوبِ غم۔ (۳۹) انتعاشِ غم۔ (۴۰) انجامِ شمارِ غم۔ (۴۱)، (۴۲) بندِ غم [دوبار]۔ (۴۳) بیماریِ غم۔ (۴۴) تاریکیِ زندانِ غم۔ (۴۵) دُرشتیِ غم۔ (۴۶) دشتِ غم۔ (۴۷)، (۴۸) زہرِ غم [دوبار]۔ (۴۹) سُرورِ تپِ غم۔ (۵۰) سوزِ غم۔ (۵۱)، (۵۲)، (۵۳) شامِ غم [تین بار]۔ (۵۴)، (۵۵)، (۵۶) شبِ غم [تین بار]۔ (۵۷) فوجِ دردوغم۔ (۵۸) کثرتِ

غم۔(۵۹) مریضِ غم۔(۶۰) ناخنِ غم۔(۶۱) نغمہ ہائے غم۔(۶۲) نوحۂ غم۔(۶۳) واشدنِ عقدۂ غم۔(۶۴) ہجومِ غم۔

غم آرائی — دیکھیے: مشاطگی ہائے غم آرائی۔

غم آفریں: حسرت آبادِ جہاں میں، ہے الم غم آفریں — نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

غمِ آوارگی ہائے صبا: دماغ عطرِ پیراہن نہیں ہے — غمِ آوارگی ہائے صبا کیا! — ص۱۵۷

غمِ اُلفت: دیکھیے——:(۱) چارۂ غمِ اُلفت۔(۲) حظِ غمِ اُلفت۔

غمِ بےدلی: شر و شُورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر — نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی — ص۱۰

غمِ تسخیرِ نالہ: دیکھیے: یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ۔

غمِ پنہاں: (۱) وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا — رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا — ص۱۴۷

(۲) رُخصتِ نالہ مجھے دے کہ مَبادا ظالم! — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳

(۳) دیکھیے: کشاکشِ غمِ پنہاں۔

غمِ چند: دیکھیے: گرفتارِ غمِ چند۔

غمِ خار: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار — ص۱۳۳

غمِ دام و درمِ چند: دیکھیے: زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند۔

غمِ دل: (۱) نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سُنائے نہ بنے — کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے — ص۲۳۶

(۲) دیکھیے: مکتبِ غمِ دل۔

غمِ دُنیا: غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی — ص۲۰۲

غمِ دوعالم: اسدؔ بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف! — کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دوعالم ہے — ص۱۰۲

غمِ روزگار: (۱) ہم مشرقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے — ص۸۰

(۲) کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب — دیکھا تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا — ص۱۵۴

(۳) غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے — غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا — ص۱۶۰

غم زدہ: (۱) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں — ص۲۹۸

(۲) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! اے غم زدہ! قصہ مختصر کر ص۳۴۸

غمِ زمانہ: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے ص۲۲۷

غمِ شبیر: غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں ص۱۳۵

غمِ عجز: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے مگر ایک شہ پرِ مور کرے سازِ بادبانی ص۱۰

غمِ عُشّاق: غمِ عشّاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے! ص۲۱۱

غمِ عشق: دیکھیے ـــــ: (۱) غمِ روزگار [۲]۔ (۲) غمِ روزگار [۳]۔ (۳) نشاطِ داغِ غمِ عشق۔

غمِ فراق: غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا ص۱۴۷

غمِ فرقت: ہے مجھے، ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہوجانا ص۱۵۶

غمِ گیتی: (۱) دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی غمِ گیتی سے مرا سینہ: عَمر کی زنبیل ص۱۲۴

(۲) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے ص۲۵۱

غمِ مجنوں: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر خُمِ رنگِ سیہ، پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا ص۲۲

غمِ محرومیِ جاوید: گردشِ رنگِ طرب سے ڈریے غمِ محرومیِ جاوید نہیں ص۱۸۳

غمِ واندوہ: پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے ص۷۵

غمِ ورنج والم: ہاں فراوانی اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں جز غم ورنج والم، گھاٹا ہے ہر یک بات میں ص۲۹۰

غمِ وشادی: (۱) جہاں میں ہو غم وشادی بہم، ہمیں کیا کام! دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں ص۱۹۲

(۲) دیکھیے: فرقِ غم وشادی۔

غمِ وعشرت: غم وعشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے دعائے مدّعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے ص۸۹

غم ہائے پنہاں: کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر وقرار دُزد گر ہو خانگی، تو پاسباں معذور ہے ص۹۳

غم ہائے نہانی: دیکھیے: سوزِ غم ہائے نہانی۔

غمِ ہجر: ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے ص۸۰

غمِ ہجراں: دیکھیے: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔

غمِ ہجراں چشیدہ: دیکھیے: تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ۔

غمِ ہستی: غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک — ص ۱۷۵

غم خانہ[1]: (۱) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی — لکھ دیا من جملۂ اسبابِ ویرانی مجھے — ص ۲۳۲

(۲) دیکھیے: گوشۂ غم خانہ۔

غمخوار[2]: (۱) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا، جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس — ص ۱۷۳

(۲) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! — ص ۱۹۱

(۳) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اِس محبّت کو! — نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو؟ — ص ۱۹۹

(۴) اپنے دل ہی سے، میں احوالِ گرفتاریِ دل — جب نہ پاؤں کوئی غم خوار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص ۲۹۸

غمخوارِ جانِ دردمند: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص ۱۳۲

غمخوارِ دوست: غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلّف دوست ہو جیسے کوئی غمخوارِ دوست — ص ۱۹۴

غمخواری: کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟ — دشمنی اپنی تھی، میری دوست داری، ہائے ہائے! — ص ۲۰۴

غمواری: دوست غم خواری میں میری، سعی فرماویں گے کیا؟ — زخم کے بھرتے تلک ناخون نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

غم کدہ[3]: دیکھیے: ہر در و دیوارِ غم کدہ۔

غمگسار[4]: یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح — کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا! — ص ۱۶۰

غمگساری: تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری، ہائے ہائے! — ص ۲۰۴

غمگیں[5]: دیکھیے ——— : (۱) خاطرِ غمگیں۔ (۲) یارانِ غمگیں۔

غمگینی: دیکھیے: باوجودِ غمگینی۔

غمناک[6]: اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے — ص ۲۲۹

غمّاز[7]: (۱) شرم، ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ، غمّاز ہے — ص ۸۲

۱۔ غم خانہ : دوبار۔

۲۔ غمخوار : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔
غمخوارگی : ایک بار۔
غمخواری : ایک بار۔

۳۔ غم کدہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ غمگسار : ایک بار۔
غمگساری : ایک بار۔

۵۔ غمگین : دوبار [مرکّب]۔
غمگینی : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ غمناک : ایک بار۔

۷۔ غمّاز : دوبار۔
غمّازی : ایک بار۔

(۲) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز — گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

غمّازی: تا کرے نہ غمّازی، کرلیا ہے دشمن کو — دوست کی شکایت میں، ہم نے ہم زباں اپنا — ص۱۵۹

غمزہ[۱]: (۱) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمرے غمزے کی خنجر کھلا؟ — ص۱۴۰

(۲) حُسن، غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد — ص۱۶۶

(۳) اے ترا غمزہ: یکقلم انگیز — اے ترا ظلم: سر بسر انداز — ص۱۷۲

دیکھیے——:(۴) دشنۂ غمزہ۔(۵) ناز و غمزہ۔(۶) نیم غمزہ۔

غمزہ وعشوہ وادا: یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ — ص۲۳۸

غمزۂ چشمِ کبود: دیکھیے: پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود۔

غمزۂ خوں ریز: دیکھیے: خلشِ غمزۂ خوں ریز۔

غمزہ ہاے ناز: دیکھیے: خلشِ غمزہ ہاے ناز۔

غنا[۲]: دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا۔

غنچگی[۳]: (۱) گُل، غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں — ص۵۷

(۲) غنچگی ہے، بر نَفَس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! — واشگفتن ہاے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے — ص۱۰۰

غنچوں: (۱) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہاے ناز — عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز — ص۴۴

(۲) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار، گرہ — ص۲۷۹

غنچہ[۴]: (۱) ہر کفِ خاک، جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار — ص۳

(۲) ناز پروردۂ صد رنگ تمنّا ہوں، ولے — پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار — ص۶

(۳) چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز — غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز — ص۴۴

(۴) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گُل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد، گُل — ص۵۲

---

۱ غمزہ : نوبار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔
غمزہا : ایک بار۔
۲ غنا : ایک بار [مرکّب۔
۳ غنچگی : دوبار۔

۴ غنچہ : تینتالیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: تیس بار]۔
غنچوں : دوبار۔
غنچے : ایک بار [بہ طورِ جمع]۔

(۵) اسدؔ بندِ قبائے یار، ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو تو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص۸۱

(۶) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب — غنچہ، صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گُم کیا ہوا پایا — ص۱۳۳

(۸) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے — ہر غنچے کا گُل ہونا، آغوش کشائی ہے — ص۲۱۰

(۹) ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گُل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے — ص۲۱۵

(۱۰) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دل جمعی، خوابِ گل پریشاں ہے — ص۲۱۷

(۱۱) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے — ص۲۱۸

(۱۲) بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں ہے — نکہتِ گل کو ہے غنچے میں تَنَفُّس دُزدیدن — ص۳۵۰

(۱۳) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا — ص۳۲۵

دیکھیے ـــــ: (۱۴) بزمِ غنچہ۔ (۱۵) بوئے غنچہ۔ (۱۶) جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ۔ (۱۷) دیدِ یک غنچہ۔ (۱۸) زبانِ غنچہ۔ (۱۹) گردِ غنچہ۔ (۲۰) گرہِ غنچہ۔ (۲۱) گل و غنچہ (۲۲) مثلِ غنچہ۔ (۲۳) ہر غنچہ۔ (۲۴) یک غنچہ۔

غنچہ و گل: (۱) جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ — پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا — ص۱۷

(۲) بجائے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس یہاں تک — کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا — ص۲۸

غنچۂ باغ: دیکھیے: خلوت کدۂ غنچۂ باغ۔

غنچۂ پیکاں نگار: زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز — ص۳۵

غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد: گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہوجائے ہے — غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گُل — ص۵۲

غنچۂ تمنا: اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں! — دل دے، تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے — ص۹۵

غنچۂ خاطر: (۱) یک جہاں گل، تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ — غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس — ص۴۶

(۲) دیکھیے: کشودِ غنچۂ خاطر۔

غنچۂ گل: (۱) شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر — غنچۂ گل، پرفشاں پروانہ آسا جل گیا — ص۲۰

(۲) ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت — ص۳۲

(۳) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ — چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے — ص۲۰۸

دیکھیے ـــــ: (۴) روے غنچۂ گل۔ (۵) طفلِ شوخِ غنچۂ گل۔

غنچۂ گلگیر:	وقتِ حُسن افروزیِ زینت طرازاں، جاے گل	ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے	ص۹۵
غنچۂ لالہ:	غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز	شبنمِ صبح، ہوئی رعشۂ اعضاے بہار	ص۳
غنچۂ لبریزِ بہار:	مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل	جامِ سرشار ہے و غنچۂ لبریزِ بہار	ص۵
غنچۂ منقارِ طوطی:	زِبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے	کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں	ص۶۴
غنچۂ منقارِ گل:	ہو جو بلبل پیروِ فکرِ اسدؔ	غنچۂ منقارِ گل ہو زیرِ بال	ص۵۱
غنچۂ ناشگفتہ:	غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں	بوسے کو پوچھتا ہوں میں، منہ سے مجھے بتا کہ یوں	ص۱۷۵
غنچے:	گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی	سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز	ص۴۵
غنی[1]:	فریاد اسدؔ بے نگہی ہاے بتاں سے!	سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے	ص۱۱۱
غنیمت[2]:	(۱) بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے	کہ نہ سمجھیں وہ لذّتِ دشنام	ص۱۳۷
	(۲) نغمہ ہاے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے	بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن	ص۱۷۹
	(۳) عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو	نہ ہوئی غالبؔ اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی	ص۲۰۹
	(۴) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عمر	نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی	ص۳۱۱
غوّاص[3]:	نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں	کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے	ص۸۳
غور[4]:	اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں	غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے	ص۱۲۸
غوغا[5]:	(۱) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند	حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا	ص۴۸
	(۲) دیکھیے: طاقتِ غوغا۔		
غوغاے جرس:	حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی	راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس، افسانہ تھا	ص۲۵
غوطہ[6]:	(۱) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو	جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو	ص۶۷
	(۲) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ التماسِ رنگ	خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے	ص۷۶

۱۔ غنی : ایک بار۔
۲۔ غنیمت : چار بار۔
۳۔ غوّاص : ایک بار۔
۴۔ غور : ایک بار۔
۵۔ غوغا : تین بار [مرکب]۔
۶۔ غوطہ : تین بار۔

(۳) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب — غوطے میں جاکر، دیا کٹ کر جواب ص۲۶۶

غیب[۱]: (۱) اے شاہِ جہاں گیر جہاں بخشِ جہاں دار! — ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت ص۱۲۷

(۲) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں — غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے ص۲۳۰

(۳) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نو بہار گرہ ص۲۷۹

(۴) دیکھیے: ہاتفِ غیب۔

غَیبِ غَیب[۲]: ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود — ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں ص۱۸۹

غیر[۳] [۱]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے، ولیکن بہ تضاد — وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۹

(۲) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز! — گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! ص۴۹

(۳) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں — غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص۱۲۸

(۴) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا؟ ص۱۲۹

(۵) اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ، لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا ص۱۵۱

(۶) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا، خواب میں آکر تبسم ہائے پنہاں کا ص۱۵۷

(۷) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا؟ — نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا ص۱۵۹

(۸) غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست ص۱۶۴

(۹) غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد — زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک ص۱۷۵

(۱۰) غیر سے رات کیا بنی؟ یہ جو کہا، تو دیکھیے — سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں ص۱۷۸

(۱۱) میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی — سُن کے، ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں؟ ص۱۷۸

(۱۲) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص۱۸۳

(۱۳) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذتِ زخمِ سوزن میں نہیں ص۱۸۵

(۱۴) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں ص۱۸۵

(۱۵) کی وفا ہم سے، تو غیر اُس کو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں ص۱۸۷

---

۱ غیب : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

۲ غَیبِ غَیب : ایک بار۔

۳ غیر : بیالیس بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکب: تیرہ بار]۔

غیروں : دو بار۔

(۱۶) دَیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں — ص۱۹۳

(۱۷) وارستگی، بہانۂ بیگانگی نہیں — اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(۱۸) تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو — مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو — ص۱۹۶

(۱۹) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی؟ — بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

(۲۰) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ — بس چُپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زباں ہے — ص۲۰۳

(۲۱) ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے — غیر کو تجھ سے محبّت ہی سہی — ص۲۲۰

(۲۲) غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے؟ — گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے — ص۲۲۱

(۲۳) دشمنی نے میری کھویا غیر کو — کس قدر دشمن ہے، دیکھا چاہیے — ص۲۲۳

(۲۴) در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے — ص۲۳۵

(۲۵) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے — ص۲۴۳

(۲۶) غیر پھرتا ہے لیے یوں ترے خط کو کہ اگر — کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے؟ تو چھپائے نہ بنے — ص۲۴۶

(۲۷) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے — ص۲۵۰

(۲۸) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! — ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اَور سہی — ص۳۱۱

(۲۹) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے — نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی — ص۳۱۱

دیکھیے ــــــ: (۳۰) بزمِ غیر۔ (۳۱) بیدادِ رشکِ غیر۔ (۳۲) تذکرۂ غیر۔ (۳۳) تیرِ غیر۔ (۳۴) دیارِ غیر۔ (۳۵) ذکرِ وصلِ غیر۔ (۳۶) سپندِ بزمِ وصلِ غیر۔ (۳۷) سعیِ غیر۔ (۳۸) سوئے غیر۔ (۳۹) مثلِ نقشِ مدعائے غیر۔ (۴۰) منعِ دخلِ غیر۔ (۴۱) وہمِ غیر۔

غیروں: (۱) گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے — ص۱۲۳

(۲) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم — ص۴۴۸

غیر[۱] از اسطکاک در: دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتح الباب ہے — یہاں صریرِ خامہ، غیر از اسطکاکِ در نہیں — ص۶۲

غیر از بے دماغی ہا: نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت، خطِ چیں ہے — ص۸۹

---

[۱] غیر[۲] : اکیس بار [مرتب]۔

غیر از بیضۂ قمری:	چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری	عدم میں بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے	ص۱۰۷
غیر از پنبۂ مینا:	ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر	اشک بعدِ ضبط، غیر از پنبۂ مینا نہیں	ص۹۵
غیر از جانبِ دریا:	نہیں ہے بازگشتِ سیل غیر از جانبِ دریا	ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا	ص۴۲
غیر از جُنبشِ دامانِ باد:	دیا داغِ جگر کو آہ نے سامان شگفتن کا	نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش	ص۴۷
غیر از شمعِ کافوری:	نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری	خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو	ص۶۷
غیر از شکستہ حالی:	دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ	غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی	ص۴۵۴
غیر از گردباد:	اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی	نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گردباد، آتش	ص۴۷
غیر از گوشہ گیری ہا:	صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا	صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا	ص۴۴۵
غیر از نقشِ خودبینی:	چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں	آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست	ص۳۳
غیر از نگاہ:	وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن	غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا	ص۱۵۳
غیر از نگہ:	تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی	نہیں غیر از نگہ، جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا	ص۲۳
غیر از نگہِ دیدۂ تصویر:	شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں	جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں	ص۱۸۲
غیر از وحشتِ مجنوں:	شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں	لیلیِ معنی اسدؔ محمل نشینِ راز ہے	ص۸۲
غیرِ اطاعت:	سہرا لکھا گیا زِ رہِ امتثالِ امر	دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں مجھے	ص۱۲۵
غیرِ پامالی:	نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی	نظر دانہ، سرشکِ برزمیں اُفتادہ، آتا ہے	ص۹۸
غیرِ جلوۂ گل:	یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے!	کہ غیرِ جلوۂ گل، رہگزر میں خاک نہیں	ص۱۸۴
غیرِ شیشہ:	نظرے سوے گُلستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں	جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی	ص۹
غیرِ گُل:	دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہاے معانی	غیرِ گُل، آئینۂ بہار نہیں ہے	ص۲۰۸
غیرِ یار:	ہے تصوّر، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار	لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گُل	ص۵۲
غیرتِ[1] اُلفت:	ہے غیرتِ اُلفت کہ اسدؔ اُس کی ادا پر	گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں	ص۶۱
غیرتِ صد آفتاب:	دیکھ اے اسدؔ بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا	ہر ایک ذرہ، غیرتِ صد آفتاب ہے	ص۴۵۲

[1] غیرت : چار بار [مرتّب]۔

غیرتِ صرصر: توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب — تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا! ص۱۳۹

غیرتِ ماہ: غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! — ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اور سہی ص۳۱۱

غیور[1]: دیکھیے: جلوۂ حسنِ غیور۔

---

[1] غیور : ایک بار [مرکّب]۔

ف

فارسی[1]: دیکھیے: رشکِ فارسی

فارغ[2]: فارغ مجھے نہ جان کہ مانندِ صبح و مہر — ہے داغِ عشق زینتِ جَیبِ کفن ہنوز — ص۱۷۱

(۲) قطرہ قطرہ، اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں — ص۱۸۵

(۳) آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز — پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں — ص۱۸۹

فاقہ مستی[3]: قرض کی پیتے تھے مَے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں — رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن — ص۱۷۹

فالِ[4] دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ: بے تماشا نہیں جمعیّتِ چشمِ بسمل — مژہ، فالِ دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے — ص۱۰۹

فالِ رُسوائی: دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے — فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ ہے — ص۸۹

فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ: ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! — شعلہ، آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

فالِ نظر: دیکھیے: آفتِ فالِ نظر۔

فالِ ہستی: فالِ ہستی خارِ خارِ وحشتِ اندیشہ ہے — شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں — ص۶۳

فام[5]: دیکھیے ـــ: (۱) فلکِ آبگینہ فام۔ (۲) نیلی فام۔

فانوس[6]: حیرت سے ترے جلوے کی ازبس کہ ہیں بیکار — خُور قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص۳۶

(۲) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۳۵۳

---

۱ فارسی : ایک بار [مرکّب]۔
۲ فارغ : تین بار۔
۳ فاقہ مستی : ایک بار۔
۴ فال : پانچ بار [مرکّب]۔
۵ فام : دوبار [مرکّب]۔
۶ فانوس : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

دیکھیے_____:(۳) خارِ کسوتِ فانوس۔ (۴) صرفِ چاکِ پردۂ فانوس۔

فانوسِ شمع:	فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق	در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز	ص۴۲
	(۲) عاشق، نقابِ جلوۂ جانا نہ چاہیے	فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے	ص۸۲
فائدہ[1]:	(۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ	جتنا کہ نااُمید تر، اُمیدوار تر	ص۴۱
	(۲) کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیا	کیا فائدہ کہ منتِ بیگانہ کھینچیے	ص۱۰۵
	(۳) زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ اُستخواں	تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے	ص۱۱۴
	(۴) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ!	دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
	(۵) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ!	کھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں	ص۱۸۴
	(۶) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے	خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے	ص۲۰۵
	(۷) چاکِ جگر سے جب رہِ پُرسش نہ وا ہوئی	کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی	ص۲۱۵
فائزالمرام[2]:	جو وھاں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ہے حضور کو	دیں آپ میری داد کہ ہوں فائزالمرام	ص۲۸۳
فتادگی[3]:	فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں	بہ رنگِ جادہ سرِ کوئے یار رکھتے ہیں	ص۶۳
فتادہ[4]:	دیکھیے: دانۂ فتادہ۔		
فتادہ خاطر:	ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ!	صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل	ص۵۱
فتح[5]:	اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق	جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علَم ہوئے	ص۲۲۷
فتح الباب[6]:	(۱) کھول کر دروازۂ مے خانہ بولا مے فروش	اب شکستِ توبہ مے خواروں کو فتح الباب ہے	ص۳۰۴
	(۲) دیکھیے: اندازِ فتح الباب۔		
فتح و ظفر:	سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	ص۱۳۸
فتراک[7]:	(۱) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں	کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟	ص۱۵۸
	(۲)، (۳) دیکھیے: حلقۂ فتراک [دو بار]۔		

---

۱ فائدہ : سات بار۔
۲ فائزالمرام : ایک بار۔
۳ فتادگی : ایک بار۔
۴ فتادہ : دو بار [مرکب]۔
۵ فتح : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۶ فتح الباب : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۷ فتراک : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

فتراکِ بیتابی: ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابی اسدؔ! رنگ، یہاں بوے سوارِ توسنِ چالاک ہے ص۱۰۷

فتراکِ بےخودی: دیکھیے: حلقۂ فتراکِ بےخودی۔

فتراکِ دماغِ دل ہا: دیکھیے: آئنۂ فتراکِ دماغِ دل ہا۔

فتنوں: وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے ص۲۲۵

فتنہ[1]: (۱) وصل میں دل انتظارِ طُرفہ رکھتا ہے، مگر فتنہ تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے ص۸۳

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ص۹۷

(۳) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا ص۱۶۲

(۴) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو ص۲۰۰

(۵) ترے سروِ قامت سے یک قدِّ آدم قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں ص۱۶۹

دیکھیے ــــــ: (۶) چمنِ فتنہ۔ (۷) حشرِ دوعالم فتنہ۔ (۸) عرقِ فتنہ۔

فتنہ انتظار: دیکھیے: اسدِ فتنہ انتظار۔

فتنہ پرور: دل سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج ص۱۱۸

فتنہ خرام: ہنوز اے اثرِ دیدہ ننگِ رُسوائی! نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص۴۳

فتنہ خو: (۱) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

(۲) نشّے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو آج رنگِ رفتہ، دَورِ گردشِ ساغر ہوا ص۲۰

فتنہ سرانجام: گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں بے سروساماں اسدؔ فتنہ سرانجام ہے ص۹۹

فتنہ قامت: شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال ص۵۱

فتنہ وفساد: کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں، تو کہتے ہیں کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں ۱۹۲

فتنۂ ایام: شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایام ہے قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے ص۹۹

فتنۂ بیدار: بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رسوائی ہے ص۱۰۴

---

[1] فتنہ : بائیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سترہ بار]۔ فتنوں : ایک بار۔

فتنۂ خوابیدہ:	جوشِ تکلیفِ تماشا محشرستانِ نگاہ	فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا	ص۱۵
فتنۂ شورِقیامت:	جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی	فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب وگِل میں ہے	ص۲۳۲
فتنۂ طاقت رُبا:	یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟	یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا!	ص۱۵۸
فتنۂ محشر:	دیکھیے: معتقدِ فتنۂ محشر		
فتوائے یقیں[1]:	جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا!	وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں	ص۳۳
فتیلہ[2]:	یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا	یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا	ص۱۴۹
فخر[3]:	تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا	گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے	ص۱۲۸
فخرِ دیں:	فخرِ دیں عزِّ شان و جاہِ جلال	زینتِ طینت و جمالِ کمال	ص۱۳۱
فخرِ سلیماں:	آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا	ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت	ص۱۲۷
فدا[4]:	(۱) وہ آرہا مرے ہمسایے میں، تو سایے سے	ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار	ص۱۶۷
	(۲) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا	ایک محبّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک	ص۲۹۷
فَر[5]:	دیکھیے: سرورِ مہر فر۔		
فَرِّ فروغ:	جو کہ بخشے گا تجھ کو فرِّ فروغ	کیا نہ دے گا مجھے مَیِ گل فام؟	ص۱۳۶
فراز[6]:	دیکھیے: نشیب وفراز۔		
فرازگاہِ عبرت:	بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کُو تماشا؟	کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی	ص۹
فرازِ مسندِ عیش و طرب:	ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے	فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی	ص۲۶۲
فراغ[7]:	(۱) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے	پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا	ص۱۵۰
	(۲) دیکھیے: لذّتِ فراغ۔		

۱۔ فتوا : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ فتیلہ : ایک بار۔
۳۔ فخر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۴۔ فدا : دو بار۔
۵۔ فَر : دو بار [مرکّب]۔
۶۔ فراز : دو بار [مرکّب]۔
فرازگاہ : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ فراغ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

فراغت[1]: (۱) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت | دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی | ص۷۵

(۲) کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں | جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا | ص۱۵۴

(۳) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے! | بہم گر صلح کرتے پارہ ہاے دل نمک داں پر | ص۱۶۷

(۴) دیکھیے: بسترِ تمہیدِ فراغت۔

فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل: فضاے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا | فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا | ص۱۲

فراق[2]: وہ فراق اور وہ وصال کہاں! | وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! | ص۱۸۲

دیکھیے ـــــ: (۲) زخمِ فراق۔ (۳) شامِ فراق۔ (۴)، (۵) شبِ فراق [دو بار]۔ (۶) غمِ فراق۔

فراقِ رفتہ یاراں: بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف، مو پریشاں | دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی | ص۹

فراقِ شعلہ رویاں: دیکھیے: شب ہاے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں۔

فراقِ صحبتِ شب: دیکھیے: داغِ فراقِ صحبتِ شب۔

فراقِ یار: دیکھیے: شامِ فراقِ یار۔

فرامش[3]: (۱) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی | جوں گوہر، اشک کو ہے فرامش چکیدگی | ص۴۵۴

(۲) دیکھیے: خوابِ فرامش۔

فراموشیِ[4] سوداے دو عالم: دیکھیے: طاقِ فراموشیِ سوداے دو عالم۔

فراوانی[5]: تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں | ہاں فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں | ص۲۹۰

فراہم[6]: (۱) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں | جوں دُود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں | ص۵۹

(۲) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر | متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! | ص۱۷۷

(۳) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر | کرے قفس میں فراہم خس، آشیاں کے لیے | ص۲۳۶

---

[1] فراغت : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔
فراغت گاہ : ایک بار [مرکب]۔
[2] فراق : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: نو بار]۔
[3] فرامش : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[4] فراموشی : ایک بار [مرکب]۔
[5] فراوانی : ایک بار۔
[6] فراہم : پانچ بار۔

(۴) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے ص۲۴۱

(۵) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا ص۲۸۷

فرجام[1]: دیکھیے: فرخی فرجام۔

فرخندہ[2]: ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادّہ سالِ عیسوی 'محظوظ' ص۱۲۹

فرخی[3] آئین: دیکھیے: سالِ فرخی آئین۔

فرخی فرجام: اے ترا لطف: زندگی افزا — اے ترا عہد: فرخی فرجام ص۱۳۷

فرد[4] (۱): کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ ص۷۱

فرد[5] (۲): وہ فرد جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص۲۸۲

فردِ آئینہ: فردِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ پسند آئنہ رُخساروں کا ص۲۸

فردِ سادہ: تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں ص۶۰

فردِ جمع وخرجِ زباں ہاے لال: کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟ — دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہاے لال ہے ص۵۶

فردِ صدا: وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں ص۵۶

فردِ نسب نامۂ نیرنگ: دیکھیے: یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

فُرد فُرد[6]: تالیفِ نسخہ ہاے وفا کررہا تھا میں — مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا ص۱۵۴

فردا[7]: ہے طلسمِ دہر میں صد حشر پاداشِ عمل — آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں ص۶۵

فرداودی: فرداودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزرگئی ص۲۳۳

فردوس[8]: (۱) اسدؔ! بندِ قباے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہوتو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے ص۸۱

(۲) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملالیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اَور سہی ص۳۱۱

---

[1] فرجام : ایک بار[مرکّب]۔
[2] فرخندہ : ایک بار۔
[3] فرخی : دوبار[مرکّب]۔
[4] فرد(۱) : ایک بار[مرکّب]۔
[5] فرد(۲) : چھے بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[6] فردفرد : ایک بار۔
[7] فردا : دوبار۔
[8] فردوس : پانچ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔

فردوسِ بریں: دیکھیے ـــــ: (۱) آرائشِ فردوسِ بریں۔ (۲) گل وسُنبلِ فردوسِ بریں۔

فردوسِ گوش: لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ — یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے — ص۲۳۰

فرزند[1]: خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ — ص۲۷۷

فرزیں[2]: بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت — فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں — ص۲۸۱

فرسنگ[3]: گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں — ص۶۰

فرسود: دیکھیے ـــــ: (۱) داغِ شعلہ فرسود۔ (۲) دستِ فرسودِ ہوس۔

فرسودنِ[4] پاے طلب: پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں — فرسودنِ پاے طلب و دستِ ہوس کو — ص۴۵۰

فرسودہ[5]: دیکھیے: نوکِ خامۂ فرسودہ۔

فرسودۂ پروازِ شوق: خاکِ عاشق بس کہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق — جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا — ص۴۳۵

فرش[6]: فرش اِس دشتِ تمنّا میں نہ ہوتا گر عدل — گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار — ص۵

(۲) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ، فوّارۂ سیماب تھا — ص۱۵

(۳) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص۱۳۵

(۴) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص۳۰۳

(۵) فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا — ص۴۴۴

(۶) دیکھیے: گوہر آگیں فرش۔

فرشِ بزم: دیکھیے: پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن۔

فرشِ پا انداز: دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں دیکھنا! — یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے — ص۲۲۷

فرشِ خواب: ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم — مُفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر — ص۴۴۷

---

۱ فرزند : ایک بار۔
۲ فرزیں : ایک بار۔
۳ فرسنگ : ایک بار۔
۴ فرسودن : ایک بار [مرکّب]۔
فرسود : دوبار [مرکّب]۔
۵ فرسودہ : دوبار [مرکّب]۔
۶ فرش : سترہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

فرشِ راہ: حضرتِ ناصح گر آویں، دیدہ و دل فرشِ راہ — کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

فرشِ رہ: مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے ص۸۵

فرشِ رہِ ناز: ہر غنچہ اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گُل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے بیدلؔ اگر آوے ص۱۱۴

فرشِ شش جہتِ انتظار: کس کا سُراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا! — آئینہ، فرشِ شش جہتِ انتظار ہے ص۲۱۷

فرشِ طرب: بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ ص۳۶

فرشِ کتاں: ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص۵۴

فرشِ محفل: دیکھیے: تار و پودِ فرشِ محفل۔

فرشِ محفل ہا: تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی — نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص۲۳

فرشتوں: پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق — آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ ص۱۵۹

فرشتہ[۱]: دیکھیے: گستاخیِ فرشتہ۔

فرصت[۲]: (۱) گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن — فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ ص۳۶

(۲) فرصت، آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے — روز و شب، یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے ص۱۰۴

(۳) فرصت آئینۂ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے ص۱۰۹

(۴) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو ص۷۰

(۵) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا ص۱۵۶

(۶) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! — برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۷) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے — اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ ص۱۸۷

(۸) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی ص۲۰۲

(۹) کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

---

۱ فرشتہ : ایک بار [مرکّب]۔
فرشتوں : ایک بار۔

۲ فرصت : تینتالیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔
فرصتے : ایک بار۔

(۱۰) سربر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عُمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی — ص ۲۱۵

(۱۱) عُمر ہر چند کہ ہے برق خرام — دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی — ص ۲۲۱

(۱۲) جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

(۱۳) تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے — ص ۲۲۷

(۱۴) نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے — طراوتِ چمن و خوبیِ ہَوا کہیے — ص ۲۲۸

(۱۵) ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک؟ — سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں؟ — ص ۳۱۳

دیکھیے ـــــ: (۱۶) تنگیِ فرصت۔ (۱۷) حسرتِ فرصت۔ (۱۸) خاکِ فرصت۔ (۱۹) شررِ فرصت۔ (۲۰) عالمِ بے سروسامانیِ فرصت۔ (۲۱) عنانِ فرصت۔ (۲۲) کفِ افسوسِ فرصت۔ (۲۳) گریباں گیرِ فرصت۔ (۲۴) محملِ پیمانۂ فرصت۔

فرصتِ آرامِ غشِ ہستی: فرصتِ آرامِ غشِ ہستی ہے بحرانِ عدم — ہے شکستِ رنگِ امکاں، گردشِ پہلو مجھے — ص ۷۹

فرصتِ آرایشِ وصل: دیکھیے: تحیّر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل۔

فرصتِ ادراک: دیکھیے: حوصلۂ فرصتِ ادراک۔

فرصت جُو: دیکھیے: عُمرِ فرصت جُو۔

فرصتِ ربطِ سروزانو: دیکھیے: جستجوے فرصتِ ربطِ سروزانو۔

فرصتِ رقصِ شرر: بزمِ وداعِ نظر، یاسِ طرب نامہ بر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے — ص ۹۹

فرصتِ رنج ونشاطِ دہر: دیکھیے: وفاے فرصتِ رنج ونشاطِ دہر۔

فرصتِ رنگِ دمیدہ: دیکھیے: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔

فرصتِ عیش وطرب: ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب — ہاں چھُٹے گھُٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش وطرب — ص ۲۹۱

فرصتِ کاروبارِ شوق: فرصتِ کاروبارِ شوق کسے! — ذوقِ نظّارۂ جمال کہاں! — ص ۱۸۲

فرصت گداز: جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یہاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا — ص ۲۰

فرصتِ نشوونما: چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار — فرصتِ نشوونما، سازِ شکیبائی نہیں — ص ۶۵

فرصتِ نشوونماے خندہ:	جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ!	صبح و شبنم، فرصتِ نشوونماے خندہ ہے	ص۸۷
فرصتِ وصال:	کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب!	زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے	ص۹۱
فرصتِ ہستی:	(۱) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل!	گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہونے تک	ص۱۷۵
	(۲) دیکھیے: بہارِ فرصتِ ہستی۔ (۳) فوتِ فرصتِ ہستی۔		
فرصتِ یک چشمِ حیرت:	فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے	ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں	ص۶۲
فرصتِ یک شبستاں:	نہ بخشی فرصتِ یک شبستاں جلوۂ خور نے	تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا	ص۲۶
فرصتے:	اے شعلہ! فرصتے، کہ سویداے دل سے ہوں	کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز	ص۴۲
فرض[1]:	(۱) نہ ہووے کیونکے اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا	لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے	ص۹۹
	(۲) حجرالاسودِ دیوارِ حرم کیجے فرض	نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے	ص۱۲۲ [چکنی ڈلی]
	(۳) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض	اور اِس چکنی سپاری کو سویدا کہیے	ص۱۲۲
	(۴) کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟	آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی	ص۲۴۴
	(۵) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا	ص۲۵۴ [سالگرہ کا ڈورا]
فرطِ[2] بےخوابی:	فرطِ بےخوابی سے ہیں شب ہاے ہجرِ یار میں	جوں زبانِ شمع داغِ گرمیِ افسانہ ہم	ص۵۴
فرطِ رافت:	یا یہ ہوگا کہ فرطِ رافت سے	باغبانوں نے باغِ جنّت سے	
	انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ النّاس	بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس	ص۱۳۱ [آم کے لیے]
فرطِ کشش:	ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے	مانندِ نبضِ دستِ بُریدہ	ص۴۵۹
فرطِ ناتوانی:	دریغا وہ مریضِ غم! کہ فرطِ ناتوانی سے	بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے	ص۹۸
فرطِ نشّۂ مے:	نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ فرطِ نشّۂ مے سے	لطافت ہاے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا	ص۳۰
فرعون[3]:	اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے	جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا	ص۱۶

---

۱ فرض : پانچ بار۔
۲ فرط : پانچ بار [مرتّب]۔
۳ فرعون : ایک بار [مرتّب]۔

فرق[1] (۱):	(۱) سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا	ہوا واماندگی سے رہ رواں کی فرق منزل کا	ص ۱۸
	(۲) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق	سرو کے قامت پہ گل، یک دامنِ کوتاہ ہے	ص ۹۳
	(۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا	اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے	ص ۲۵۰
	(۴) ہجومِ غم سے یھاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے	کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے	ص ۲۰۸
	(۵) اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے	گرتا نہیں، اِس رو سے کہو، برق نہیں ہے	ص ۲۸۴

فرقِ جنون وتمکین: دیکھیے: آئینۂ فرقِ جنون وتمکیں۔

فرقِ غم وشادی:	زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں	بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے	ص ۱۱۵
فرق[2] (۲):	پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادات اورنگ	فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل	ص ۱۲۳
فرقِ ارادت:	پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادات اورنگ		ص ۱۲۳
فرقِ تمکیں:	مثلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم	صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں	ص ۱۳۴
فرقِ ستیزہ مست:	جانِ وفا پرست کو، ایک شمیمِ نو بہار	فرقِ ستیزہ مست کو، ابرِ تگرگ بار ایک	ص ۲۹۷
فرقِ سرو:	چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے، غیر از بیضۂ قمری	عدم میں بہرِ فرقِ سرو، مشتِ خاک باقی ہے	ص ۱۰۷
فرقِ ناز:	یھاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جُو	وھاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا	ص ۱۳۵
فرقِ ہُدہُد:	غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر	سلیمانی، ہے ننگِ بے دماغانِ خود آرائی	ص ۹۴
فرقت[3]:	مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا	کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر	ص ۱۶۷

دیکھیے: (۲) اندوہِ شبِ فرقت۔ (۳) تفِ فرقت۔ (۴)، (۵) شبِ فرقت [دو بار]۔ (۶) غمِ فرقت۔ (۷) جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔

فرمانِ[4] الٰہی:	ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی	ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت	ص ۱۲۷
فرمانِ خطِ تقدیر:	گرفتاری میں، فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا	کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا	ص ۳۰
فرماں روائے[5] حیرت آبادِ جنوں:	بے خودی، فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں	زخم دوزی جُرم و پیراہن دریدن منع ہے	ص ۱۱۲

---

۱ فرق (۱) : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دو بار]۔

۲ فرق (۲) : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

۳ فرقت : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

۴ فرمان (۲) : دو بار [مرکّب]۔

۵ فرماں روا : تین بار [مرکّب]۔

فرماں روائے کشورِ پنجاب: کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ احترام | فرماں روائے کشورِ پنجاب کو سلام ص ۲۸۲

فرماں روائے کشورِ ہندوستان: بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں | فرماں روائے کشورِ ہندوستان ہے ص ۲۰۳

فرمایش[1]: مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل! | سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمایش | 'گویم مشکل وگر نگویم مشکل' ص ۲۵۲

فرنگی زادہ[2]: مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ | وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص ۹۱

فرو[3]: (۱) یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا | مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص ۵
(۲) بے درد، سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہ ہو | جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص ۶۷
(۳) مژگاں، خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے | نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص ۶۸
(۴) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغ شوخیِ مطلب | فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دُعا! گم ہو ص ۶۸
(۵) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار | یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو ص ۱۹۸

فرو پیچیدنی: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا | دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا ص ۴۴۴

فروختن ہا[4]: دیکھیے: ہوسِ فروختن ہا۔

فرَوَردیں[5]: دیکھیے: ماہِ فروردیں۔

فروزاں[6]: (۱) کہوں کیا گرم جوشی سے کشی میں شعلہ رویاں کی | کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مَے سے فروزاں کی ص ۷۶
(۲) جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق | میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں ص ۱۹۱
(۳) دیکھیے: شوقِ رُخسارِ فروزاں۔

فُروع[7]: نشو و نما ہے اصل سے غالبؔ! فروع کو | خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے ص ۲۱۹

فروغ[8]: (۱) آتش رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ | ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ ص ۴۸

---

[1] فرمایش : ایک بار۔
[2] فرنگی زادہ : ایک بار۔
[3] فرو : چھے بار [مرکّب: ایک بار]۔
[4] فروختن ہا : ایک بار [مرکّب]۔
[5] فروَردیں : ایک بار [مرکّب]۔
[6] فروزاں : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
[7] فروع : ایک بار۔
[8] فروغ : اُنّیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سترہ بار]۔

	(۲) سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے	دریائے نور ہے فلکِ آبگینہ فام	ص۲۸۲
	دیکھیے ـــــ:(۳) بزمِ پُرفروغ۔(۴) فرِّ فروغ۔(۵) کسبِ رنگِ فروغ۔		
فروغ افزائے آبِ روئے کار:	سعیِ عاشق ہے فروغ افزائے آبِ روئے کار	ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گُل	ص۵۲
فروغِ بہار:	دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے	ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گُل	ص۵۳
فروغ پذیر:	تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر	کوئے و مشکوئے و صحن و منظر و بام	ص۱۳۶
فروغِ جوہرِ ایماں:	فروغِ جوہرِ ایماں حُسین ابنِ علی	کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
فروغِ حُسن:	فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِّ مشکلِ عاشق	نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار، آتش	ص۱۷۳
	(۲) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام	جو رختِ خواب ہے پرویں، تو ہے پرن تکیہ	ص۳۰۳
فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں:	ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے	شعلۂ شمع پر افشانِ بہ خود لرزیدن	ص۳۵۰
فروغِ شعلۂ خس:	فروغِ شعلۂ خس یک نفَس ہے	ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا!	ص۱۵۷
فروغِ شمعِ بالیں:	خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو	فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے	ص۲۱۲
فروغِ شمعِ سخن:	دیکھیے: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن۔		
فروغِ طالعِ خاشاک:	فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا	فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر	ص۱۶۸
فروغِ ماہ:	ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک	سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم	ص۵۳
فروغِ مہ و اختر:	رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلتاں کی چمک	کیوں نہ دکھلائے فروغِ مہ و اختر سہرا	ص۲۸۷
فروغِ مے:	اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ	چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے	ص۲۲۶
فرہاد[1]:	(۱) جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا	کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں	ص۵۷
	(۲) تکلف برطرف فرہاد اور اتنی سبک دستی!	خیال آساں تھا، لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی	ص۷۷
	(۳) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام	ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا	ص۱۵۹

---

[1] فرہاد : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

(۴) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا | جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے | ص۲۳۹

دیکھیے ـــــ: (۵) نکونامیِ فرہاد۔ (۶) دست و بازوے فرہاد۔ (۷) ہمیشۂ فرہاد۔ (۸) تربتِ فرہاد۔

فریاد[1]: (۱) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گُل | غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد گل | ص۵۲

(۲)، (۳) فریاد اسدؔ! غفلتِ رسوائیِ دل سے | کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟ | ص۶۰

(۴) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ گرمیِ وحشت | تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا | ص۲۹

(۵) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! | مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے | ص۷۹

(۶) سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز | پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے | ص۹۱

(۷) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہاے بتاں سے | سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے | ص۱۱۱

(۸) فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے | نالہ پابندِ نَے نہیں ہے | ص۲۲۸

(۹) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے | یھاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی | ص۲۲۸

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۳۷]:

(۱۰)، (۱۱) بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد | ہوئی ہے لغزشِ پا، لکنتِ زباں، فریاد!

(۱۲) کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی | زِ دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد!

(۱۳) نوازشِ نَفَسِ آشنا کہاں؟ ورنہ | بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد!

(۱۴) تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے | ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد!

(۱۵) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم | جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد!

(۱۶) جوابِ سنگ دلی ہاے دشمناں، ہمّت | زِ دستِ شیشۂ دل ہاے دوستاں فریاد!

(۱۷) ہزار آفت و یک جانِ بے نواے اسدؔ | خدا کے واسطے اے شاہِ بے کساں، فریاد!

دیکھیے ـــــ: (۱۸) آہ و فریاد۔ (۱۹) جُراتِ فریاد۔ (۲۰) جگر تشنۂ فریاد۔ (۲۱) جوشِ فریاد۔ (۲۲) جہاں جہاں فریاد۔ (۲۳) شوخیِ فریاد۔ (۲۴) طاقتِ فریاد۔ (۲۵) عرضِ دو عالم فریاد۔ (۲۶) گرمِ فریاد۔

---

[1] فریاد : اکتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: چودہ بار]۔

فریادِ بے دلاں:	فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے	چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے	ص۱۱۲
فریادِ جرس:	نالاں ہو اسدؔ! تو بھی سرِ راہ گزر پر	کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو	ص۳۵۰
فریادِ دل ہاے حزیں:	وفاے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم!	اثر فریادِ دل ہاے حزیں کا کس نے دیکھا ہے!	ص۲۲۰
فریادِ نارسا:	دیکھیے: اثر کمندیِ فریادِ نارسا۔		
فریاد وآہ وزاری:	پھر دیا پارۂ جگر نے سوال	ایک فریاد و آہ و زاری ہے	ص۲۲۳
فریادی[1]:	(۱) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی	وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں	ص۵۸
	(۲) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟	کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا	ص۱۳۲
	(۳) چنار آسا عدم سے بادلِ پُرآتش آیا ہوں	تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی	ص۳۵۱
فریادیِ بیدادِ دلبر:	نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی	مَبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی	ص۲۰۷
فریادیِ جوشِ ایثار:	پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں	یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار	ص۴
فریب[2]:	(۱) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب	دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
	(۲) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر	ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر	ص۱۰۶
	(۳) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب	آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا	ص۱۲۰
	(۴) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے	کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں	ص۱۸۸
	(۵) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ!	عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے	ص۲۰۵
	(۶) زہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب	کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے	ص۲۴۷
	(۷) دیکھیے: بازی خورِ فریب۔		
فریبِ آرزو:	اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا	فغاں! بے اختیاریؔ و فریبِ آرزو خوردن	ص۳۳۹
فریبِ آشنائی:	بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی	نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی	ص۹
فریبِ افسوں:	اے تسلی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے	ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے	ص۸۳

---

۱ فریادی : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔ — فریبی : ایک بار۔

۲ فریب : بیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چودہ بار]۔ — فریب نامہ : ایک بار۔

فریبِ تماشا:	گل، غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے	اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں	ص۵۷
فریبِ خاطرِ آسودہ:	دام گاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں	پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے	ص۱۰۳
فریبِ سادہ دلی:	لافِ تمکیں: فریبِ سادہ دلی	ہم ہیں اور رازہاے سینہ گداز	ص۱۷۲
فریبِ شادمانی:	بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگوہا	تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی	ص۹
فریبِ صنعتِ ایجاد:	فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ	نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز	ص۴۳
فریبِ طغرل و سنجر:	ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے	اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا	ص۱۴۰
فریبِ ناتوانی:	کروں عذرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ بے دماغی	نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی	ص۱۰
فریب نامۂ موجِ سراب:	ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے	یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے	ص۴۷
فریبِ وفاخوردگاں:	ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی	میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا	ص۱۳۸
فریبِ وفاے گل:	دیکھیے ہلاکِ فریبِ وفاے گل۔		
فریبِ ہستی:	ہاں کھائیو مت فریبِ ہستی	ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے	ص۲۲۸
فریبے	بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ	بہ وہمِ زرگرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا	ص۲۳
فریدوں[1]:	مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ	فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو	ص۱۹۹
فریفتۂ[2] انتخابِ طرزِ جفا:	اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا	وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!	ص۵۴
فزوں[3]:	فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں	ہوئے ہیں بخیہ ہاے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں	ص۵۸
	(۲) فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خوں باری، تماشا ہے	نفس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا	ص۴۴۴
فساد[4]:	دیکھیے: فتنہ وفساد۔		
فساں[5]:	دیکھیے: (۱) رگِ سنگِ فساں۔ (۲) سنگِ فساں۔		
فسانِ تیغِ شعلہ:	دیکھیے: رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ۔		

---

۱ فریدوں : ایک بار [مرتّب]۔
۲ فریفتہ : ایک بار [مرتّب]۔
۳ فزوں : دوبار۔
۴ فساد : ایک بار [مرتّب]۔
۵ فساں : چار بار [مرتّب]۔

فسانِ تیغِ نازک: فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے — دلِ گرمِ تپش: قاصد ہے پیغامِ تسلی کا — ص ۲۶

فسانگی: دیکھیے: سازِ فسانگی۔

فسانہ[۱]: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی، فسانہ ہے — ہے شمع جادہ داغِ غزالِ ختن ہنوز — ص ۴۲

فسانہ خوانی: دیکھیے: تپشِ فسانہ خوانی۔

فسانہ خوانیِ شمع: کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص ۱۷۳

فسانہ گویاں: دیکھیے: جبینِ صبحِ اُمیدِ فسانہ گویاں۔

فسانۂ باد: طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص ۴۷

فسردگی: (۱) اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی؟ — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ص ۵۵

(۲) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص ۲۰۷

(۳) فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص ۱۱۲

فسردگیِ انتظار: دیکھیے: خلوتِ فسردگیِ انتظار۔

فسردن[۲]: (۱) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی — ص ۲۵۲

دیکھیے ___: (۲) مجمرِ بزمِ فسردن۔ (۳) احرامِ فسردن۔

فسردہ: دیکھیے ___: (۲) دلِ فسردہ۔ (۳) قطرۂ خونِ فسردہ۔

فسردہ دل: شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — عذر کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص ۱۱۶

فسردۂ تمکیں: جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص ۹۹

فسوں[۳]: (۱) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی — ص ۴۷

(۲) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یھاں جز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے — ص ۸۲

---

۱ فسانہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
فسانہ خوانی : دوبار [مرکّب]۔
فسانہ گویاں : ایک بار [مرکّب]۔
فسانگی : ایک بار [مرکّب]۔
۲ فسردن : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
فسردگی : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
فسردہ : چار بار [مرکّب]۔
۳ فسوں : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔
فسونگر : ایک بار [مرکّب]۔

فسونِ خواب: شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا — ص۱۵

فسونِ دانائی: دیکھیے: حرزِ فسونِ دانائی۔

فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا: نزاکت، ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ، اندازِ چراغ از چشم جُستن ہا — ص۲۲

فسونِ شعلہ خرامی: مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے — ہے شمعِ جادہ داغِ نغمہ و خفتن ہنوز — ص۴۲

فسونگر: دیکھیے: چشمِ فسونگر۔

فسونِ نگہِ ناز: میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے — ص۸۸

فسونِ نیاز: حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز! — ص۱۷۱

فسونِ وعدہ: شب کو باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے حِناح — وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا — ص۲۵

فسونِ ہوسِ گل: دیکھیے: عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔

فسونِ یک دلی: فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیداد دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص۴۱

فشار[۱]: (۱) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشار پئے امتحانِ اشک — ص۵۰

(۲) مستیِ ابر سے گل چینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار — ص۱۳۲

فشارِ تنگیِ خلوت: فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جانکلتی ہے — ص۲۱۸

فشارِ دلِ خونیں: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچے سے صد خُم مَیِ گل رنگ نکالوں — ص۶۰

فشارِ صحرا: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا — آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا — ص۲۶

فشارِ ضعف: ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں — ص۱۸۵

فصاد[۲]: دیکھیے: نشترِ فصاد۔

فصل[۳]: (۱) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ! — اگر گُل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہوجاوے — ص۲۱۳

دیکھیے ـــــ: (۲) بے تکلف فصل۔ (۳) طوفانیِ کیفیتِ فصل۔

---

۱ فشار : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔

۲ فصاد : ایک بار [مرکّب]۔

۳ فصل : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چودہ بار]۔

فصلِ بہار: دیکھیے: طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار۔

فصلِ بہاری: دیکھیے ___: (۱) جوششِ فصلِ بہاری۔ (۲) نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری۔

فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن: بس کہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن — رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے — ص۳۲۰

فصلِ رنگ: زبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمعِ خار اپنا — ص۱۵

فصلِ گل: (۱) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی — کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانہ چیں کا — ص۲۸

(۲) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن — ص۵۹

(۳) فصلِ گل میں دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں — دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے — ص۱۰۳

(۴) خزاں کیا، فصلِ گل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پَر کا ہے — ص۲۲۰

(۵) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد — جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے! — ص۲۱۴

(۶) دیکھیے: موقوفِ فصلِ گل۔

فصلِ لالہ کاری: دیکھیے: آمدِ فصلِ لالہ کاری۔

فضا[1]: (۱) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم! — ص۵۳

(۲) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا، یک بام و صد ہوا ہے — ص۹۴

(۳) کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملالیں یارب! — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی — ص۳۱۱

(۴) دیکھیے: سینۂ توحید فضا۔

فضائے حیرت آبادِ تمنا: مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے — جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اسی عالم کا عنقا ہے — ص۲۲۱

فضائے خندہ: دیکھیے: یک فضائے خندہ۔

فضائے خندۂ گل: فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا — ص۱۲

فضائے زمانہ: عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی — ص۸۸

فضائے سینۂ دردِ امتحاں: ہر داغِ تازہ یک دلِ داغ انتظار ہے — عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں نہ پوچھ — ص۷۰

---

[1] فضا : نوبار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

فضائلِ علم و ہنر[۱]: اُسے فضائلِ علم و ہنر کی افزائش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اِس قدر انعام — ص۲۶۳

فضل[۲]: دیکھیے: حوصلۂ فضل۔

فضول[۳]: دیکھیے: شوقِ فضول۔

فضولی: شوقِ سامان فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ — ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنّا کب تھا — ص۲۴

فطرت[۴]: دیکھیے ـــــ: (۱) اربابِ فطرت۔ (۲) پست فطرت۔

فطرتِ بیدلؔ: دیکھیے: حُسنِ فطرتِ بیدلؔ۔

فطرتِ وسواس قریں: نقشِ 'لاحول' لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — 'یاعلیؑ' عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں! — ص۱۳۴

فعّالِ مایُرید[۵]: بس کہ فعّالِ مایُرید ہے آج — ہر سلحشور انگلستاں کا — ص۲۶۰

فعل[۶]: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز — جس کا ہر قول: معنیِ الہام — ص۱۳۷

فغاں[۷]: (۱) فغاں! کہ بہرِ شفاے حصولِ ناشدنی — دماغ، نازکشِ منتِ طبیباں ہے — ص۱۰۲

(۲) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۳) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰؑ پہ فغاں ہو — اے ماتمیانِ شہِ مظلوم کہاں ہو! — ص۲۸۴

(۴) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنّا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاریؔ و فریبِ آرزو خوردن — ص۳۳۹

دیکھیے ـــــ: (۵) آہ و فغاں۔ (۶) رنگینیِ فغاں۔ (۷) طاقتِ ضبطِ فغاں۔ (۸) نواسازِ فغاں۔ (۹) نواسنجِ فغاں۔ (۱۰) ہجومِ ضبطِ فغاں۔ (۱۱) ہر فغاں۔

فغانِ دل: اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے! — فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے — ص۹۸

فغان وآہ: فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سر یاراں — خوشا اے غفلت آگاہاں! نَفَس دُزدیدن و مُردن — ص۳۴۹

فغفور[۸]: زندگانی پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟ — ص۳۲

---

۱ فضائل : ایک بار [مرکّب]۔
۲ فضل : ایک بار [مرکّب]۔
۳ فضول : ایک بار [مرکّب]۔
فضولی : ایک بار۔
۴ فطرت : چار بار [مرکّب]۔
۵ فعّال : ایک بار [مرکّب]۔
۶ فعل : ایک بار [مرکّب]۔
۷ فغاں : تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: نو بار]۔
۸ فغفور : ایک بار۔

فقر[1]: دیکھیے: دستگاہِ فقر۔

فقروں[2]: اُس کے فقروں میں کون آتا ہے؟ — کیا کہیں کیا وہ راگ گاتا ہے! ص ۲۹۷

فقط[3]: (۱) اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے ص ۳۰۵

(۲) فقط گوشت، سُو بھیڑ کا، ریشے دار — کہو، اُس کو کیا کھا کے ہم حظ اُٹھائیں ص ۲۶۴

(۳) فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس ص ۲۶۴

(۴) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت — فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے ص ۲۲۷

(۵) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ — یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے ص ۳۱۲

فقیرِ[4] آفت رسیدہ: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا؟ — بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص ۳۵۱

فقیرِ غالبِؔ مسکیں: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں — فقیرِ غالبِؔ مسکیں کا ہے کُہن تکیہ ص ۳۰۳

فقیرِ مسکیں: نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبارِ اسدؔ — جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے ص ۳۵۴

فقیروں: (۱) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس — تُونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس ص ۴۶

(۲) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ! — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے ص ۷۵

(۳) بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ! — تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں ص ۱۷۹

فقیری: اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ص ۷۷

فکر[5]: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم، موے دماغ — کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص ۸

(۲) اُس کی شوخی سے، بہ حیرت کدۂ نقشِ خیال — فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں ص ۹ [گھوڑے کے لیے]

[آٹھ بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص ۶۲]:

(۳)، (۴) مرگ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں

---

[1] فقر : ایک بار [مرکّب]۔

[2] فقروں : ایک بار۔

[3] فقط : پانچ بار۔

[4] فقیر : تین بار [مرکّب]۔

فقیروں : تین بار۔

فقیری : ایک بار۔

[5] فکر : تینتالیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔

(۵) فرصتِ یک چشمِ حیرت، شش جہت آغوش ہے — ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں

(۶) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں، جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں

(۷) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دوُد — رنگ کی گرمی، ہے تاراجِ چمن کی فکر میں

(۸) فالِ ہستی، خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے — شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں

(۹) غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں — مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں

(۱۰) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ! — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں

(۱۱) ہوں ہیولائے دوعالم صورتِ تقریر اسدؔ! — فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے — ص۸۶

(۱۲) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بےدل و بےدماغ ہے — ص۱۱۶

(۱۳) فکر اچھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کھلا — ص۱۳۱

(۱۴) فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر — کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل — ص۱۲۴

(۱۵) ہمارے ذہن میں اِس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

دیکھیے ــــ: (۱۶) جوہرِ فکر۔ (۱۷) دور اُفتادۂ چمنِ فکر۔ (۱۸) زانوے فکر۔ (۱۹) سرتا سرِ فکر۔ (۲۰) کارگاہِ فکر۔ (۲۱) کمالِ فکر۔ (۲۲) نَفَس پیچیدنِ فکر۔ (۲۳) ہجومِ فکر۔

فکرِ اختراعِ جلوہ: دیکھیے: زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ۔

فکرِ اسدؔ: دیکھیے: پیروِ فکرِ اسدؔ۔

فکرِ پرواز: فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص۱۰۹

فکرِ تاریخِ سال: فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو — ایک صورت نئی نظر آئی — ص۲۶۲

فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا — ص۲۳

فکرِ حیرت رَم: بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پردازِ زانو ہے — کہ مشکِ نافہ، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے — ص۹۸

فکرِ دُنیا: فکرِ دُنیا میں سر کھپاتا ہوں — میں کہاں اور یہ وبال کہاں! — ص۱۸۳

فکرِ سخن: فکرِ سخن بہانۂ پردازِ خامشی — دودِ چراغ، سرمۂ آواز ہے مجھے — ص۹۷

(۲) فکرِ سخن: یک انشا زندانیِ خموشی — دودِ چراغ: گویا زنجیرِ بے صدا ہے — ص۹۳

(۳) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۷۸

(۴) رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ! — یہاں زورقِ خودداری طوفانیِ معنی ہے — ص۱۱۵

دیکھیے——:(۵) حیرتِ فکرِ سخن۔(۶) سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔(۷) نشۂ فکرِ سخن۔

فکرِ سخن موے دماغ: جوہرِ آئنہ فکرِ سخنِ موے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تا چند — ص۳۹

فکرِ سلامت: نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت — زِ خود رفتگی ہاے حیرت سلامت — ص۳۳

فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار — ماہتابِ ہالہ پیرا گردۂ تصویر ہے — ص۹۵

فکرِ مضامینِ متیں: واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے، غالبؔ! — چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ — ص۷۱

فکرِ نالہ: فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سرتاپا — عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا — ص۱۳

فکرِ وصل: دیکھیے:مشقِ فکرِ وصل۔

فکرت[۱] احرامِ گریباں: بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں — ص۶۲

فگار[۲]: (۱) دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلا دوں — انگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا — ص۱۵۹

(۲) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو — ص۱۹۶

فلاخن باز[۳]: یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ — جادہ تا کہسار موے چینیِ افلاک ہے — ص۱۰۶

فلاطوں[۴]: کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے — ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام — ص۲۶۳

فلسِ[۵] ماہی: (۱) عکسِ گل ہاے سمن سے چشمہ ہاے باغ میں — فلسِ ماہی آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے — ص۹۲

(۲) بہ دست آوردنِ دل، گوہرِ دریاے شاہی ہے — وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے — ص۲۵۴

فلک[۶]: (۱) گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک — میں پائمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا — ص۱۲

---

۱ فکرت : ایک بار[مرکب]۔
۲ فگار : دوبار۔
۳ فلاخن باز : ایک بار۔
۴ فلاطوں : ایک بار۔
۵ فلس : دوبار[مرکب]۔
۶ فلک : بتّیس بار[مفرد: پندرہ بار، مرکب: سترہ بار]۔
فلکی : ایک بار۔

(۲) ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی   ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب   ص۳۱

(۳) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خَم گردیدنی   عاجزی سے ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں   ص۲۶

(۴) رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک!   دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں   ص۲۶

(۵) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ!   جفا میں اُس کی، ہے انداز کار فرما کا   ص۱۳۸

(۶) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے   جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت   ص۱۶۳

(۷) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے!   متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہ زن پر   ص۱۶۸

(۸) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اٹھانے کی   فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی   ص۲۰۲

(۹) دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی   ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے   ص۲۱۹

(۱۰) فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں   دراز دستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے   ص۲۳۶

(۱۱) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر   اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام   ص۲۸۲

(۱۲) کیسا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا   ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا   ص۲۸۴

(۱۳) ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدیں خاں   بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا   ص۲۸۸

(۱۴) ماہِ نَو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے   عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے   ص۳۰۵

(۱۵) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش   صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا   ص۳۴۳

دیکھیے ___: (۱۶) پُشتِ فلک۔ (۱۷)، (۱۸) پیرِ فلک [دوبار]۔ (۱۹) تُرکِ فلک۔ (۲۰) جلّادِ فلک۔
(۲۱) خرشیدِ فلک۔ (۲۲) گردش آموزِ فلک۔ (۲۳) نُہ فلک۔

فلکِ آبگینہ فام: سچ ہے تم آفتاب ہو، جس کے فروغ سے   دریائے نور ہے فلکِ آبگینہ فام   ص۲۸۲

فلکُ العرش: فلکُ العرش ہجومِ خَمِ دوشِ مزدور   رشتۂ فیضِ ازل، سازِ طنابِ معمار   ص۱۳۳

فلکِ پیر: (۱) ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ   کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اَور   ص۱۷۱

(۲) ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں   فقیرِ غالبؔ مسکیں کا ہے کُہن تکیہ   ص۳۰۳

فلکِ رُتبہ: وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا   ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا   ص۴۳۵

فلک زدہ: کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو — اِتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے! ص۷۵

فلکِ سفلہ: فکرِ سُفلہ بے محابا ہے — اِس ستمگر کو انفعال کہاں! ص۲۶

فلک منظر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! — اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل! ص۱۲۳

فلکِ ناانصاف: کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف! — آہ و فریاد کی فرصت ہی سہی ص۲۲۱

فلکی: دیکھیے: منازلِ فلکی۔

فن[1]: (۱) نقدِ سخن کے واسطے ایک عیارِ آگہی — شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک ص۲۹۶

(۲) دیکھیے: بُتِ بیدادفن۔

فنِ شعر: دیکھیے ـــــ: (۱) دستورِ فنِ شعر۔ (۲) عرضِ فنِ شعر۔

فنِّ صورت گری: فنِ صورت گری میں تیرا گرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام

اُس کے مضروب کے سروتن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ ص۱۳۸

فنا[2]: کوعشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عُمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا ص۲۳

(۲) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۹۸

(۳) ہے خطِ عجزِ ما و تو اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ ص۷۳

(۴) فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی — سحر، از بہرِ شست وشوے داغِ ماہ صابوں ہے ص۱۱۳

(۵) عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہوجانا — درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہوجانا ص۱۵۶

(۶) ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھُلنا — روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہوجانا ص۱۵۶

(۷) پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک ص۱۷۵

(۸) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے — یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے ص۲۲۶

(۹) جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ! — کھودیا سطوتِ اسماے جلالی نے مجھے ص۳۲۰

دیکھیے ـــــ: (۱۰) آرامِ فنا۔ (۱۱) اربابِ فنا۔ (۱۲) بیابانِ فنا۔ (۱۳) پروازِ فنا۔ (۱۴) تکیۂ آسایش

---

[1] فن : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔ [2] فنا : اُنتیس بار [مفرد: نوبار، مرکّب: بیس بار]۔

فنا۔ (۱۵) جادۂ راہِ فنا۔ (۱۶) جلوۂ برقِ فنا۔ (۱۷) خطِ فنا۔ (۱۸) دورِ اُفتادۂ ذوقِ فنا۔ (۱۹)، (۲۰) ذوقِ فنا [دوبار]۔ (۲۱) رامشگرِ اربابِ فنا۔ (۲۲) سازِ ایمائے فنا۔ (۲۳) سرِ ذوقِ فنا۔ (۲۴) سررشتۂ فنا۔ (۲۵) شعلۂ شمشیرِ فنا۔ (۲۶) طرزِ اہلِ فنا۔ (۲۷) عرضِ جنونِ فنا۔ (۲۸) نوآموزِ فنا۔

فنا تعلیم درسِ بےخودی: فنا تعلیم درسِ بےخودی ہوں اُس زمانے سے — کہ مجنوں 'لام الف' لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر — ص۱۶۷

فوارہ[1]: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط — سیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے — ص۱۱۳

فوارۂ سیماب: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا — ص۱۵

(۲) دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے — دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے — ص۳۰۳

فوتِ[2] فرصتِ ہستی: مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی — عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

فوج[3]: (۱) بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت — فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں — ص۲۸۱

(۲) فوج کی گردِ راہ مشک فشاں — رہ رووں کے مشام عطر آگیں — ص۲۸۱

فوجِ دردوغم: اسدؔ از بس کہ فوجِ دردوغم سرگرمِ جولاں ہے — غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی — ص۴۵۱

فوجداری[4]: پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز — گرم بازارِ فوجداری ہے — ص۲۲۴

فولاد[5]: دیکھیے ____: (۱) جوہرِ فولاد۔ (۲) رنگِ خلعۂ فولاد۔

فولادی: دیکھیے: شمشیرِ فولادی۔

فہرست[6]: روشناسوں کی جہاں فہرست ہے — وہاں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا — ص۱۳۹

فہم[7]: فہم زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! — کس زباں میں ہے لقب 'خوابِ پریشاں' میرا — ص۲۱

(۲) دیکھیے: بقدرِ فہم۔

فہمِ بےشمار اندیشہ: دیکھیے: کثرتِ فہمِ بےشمار اندیشہ۔

---

[1] فوارہ : تین بار [مرکّب]۔
[2] فوت : ایک بار [مرکّب]۔
[3] فوج : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
[4] فوجداری : ایک بار [مرکّب]۔
[5] فولاد : دوبار [مرکّب]۔
فولادی : ایک بار۔
[6] فہرست : ایک بار۔
[7] فہم : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

فہمِ تصوّر: غالبؔ! ہے رتبۂ فہمِ تصوّر سے کچھ پرے ہے عجز بندگی جو علیؑ کو خدا کہوں ص۵۶

فہمِ مستاں: دیکھیے: ننگِ فہمِ مستاں۔

فہمیدِ مسک: دیکھیے: رشتۂ فہمیدِ مسک۔

فہمیدن[1]: سازشِ صُلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۳۵۰

فی الفور[2]: وہ راؤ راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ ص۲۷۹

فیروزہ[3]: اِن سَیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے
گن کر دیویں گے ہم دُعائیں سَو بار فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے ص۱۳۳

فیض[4]: (۱) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص۱۳۳
(۲) جانتا ہوں کہ اُس کے فیض سے تو پھر بنا چاہتا ہے ماہِ تمام ص۱۳۶
(۳) دیکھیے پاتے ہیں عُشاق بُتوں سے کیا فیض اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ص۲۳۹

فیضِ ازل: دیکھیے: رشتۂ فیضِ ازل۔

فیضِ بے دلی: بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے کُشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۱۴۳

فیضِ بیعتِ بیدلؔ: ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف، اسدؔ یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے ص۹۷

فیضِ تربیت: مجھ پہ فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھُلا ص۱۳۹

فیضِ جاں بخشی: مسیحؑ جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی ستم ہے، کُشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص۲۸۵

فیضِ چمن: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار سایۂ لالۂ بے داغ، سویداے بہار ص۱۳۲

فیضِ خدا: دیکھیے: مظہرِ فیضِ خدا۔

فیضِ خُلق: فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا بوے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۱۳۴

فیضِ خَم گردیدنی: دیکھیے: بالانشینِ فیضِ خَم گردیدنی۔

---

[1] فہمیدن : ایک بار۔
فہمید : ایک بار [مرکّب]۔
[2] فی الفور : ایک بار۔
[3] فیروزہ : ایک بار۔
[4] فیض : اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
فیض مآب : ایک بار۔

فیض رسانا: جاں پناہا! دل وجاں فیض رسانا! شاہا! — وصیِ ختمِ رُسل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۱۳۴

فیضِ عشق: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر ص۴۰

فیض مآب: دیکھیے: دُعائے بقائے جنابِ فیض مآب۔

فیضِ معنی: دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار ص۱۳۳

فیضِ ہَوا: (۱) سونپے ہے فیضِ ہَوا، صورتِ مژگانِ یتیم — سرنوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار ص۱۳۲

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہَوا، موجِ شراب ص۱۶۳

فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما: اے خوشا! فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما — بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار ص۳

فیلِ[1] گراں جسد: رعد کا کررہی ہے کیا دم بند! — برق کو دے رہا ہے کیا الزام!

تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام ص۱۳۸

---

[1] فیل : ایک بار [مرتّب]۔

ق

قابل[1]: (۱) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا — ص۱۵۳

(۲) منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا — ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد — ص۱۲۶

قابلِ تسخیر: آئنہ دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص۵۶

قابلِ خدمت: بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ — خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں — ص۲۹۸

قاتل[2]: (۱) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرح — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! — ص۳۸

(۲) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہِ آبدار تر — ص۴۰

(۳) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفَس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے — ص۹۴

(۴) طلسمِ منتِ یک خلق سے رہائی دی — جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے — ص۱۰۲

(۵) یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟ — یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا؟ — ص۱۵۸

(۶) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا! قاتل سے کہتا تھا — کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر — ص۱۶۸

(۷) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے — قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو — ص۱۹۶

(۸) شرع و آئین پر مدار سہی — ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی؟ — ص۲۴۲

(۹) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا؟ — گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی — ص۲۴۳

(۱۰) رہے نہ جان تو قاتل کو خوںبہا دیجے — کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے — ص۲۴۸

---

[1] قابل : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] قاتل : بتّیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: بیس بار]۔

قاتلاں : ایک بار۔

(۱۱) ڈرے کیوں میرا قاتل؟ کیا رہے گا اُس کی گردن پر — وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے — ص ۲۴۹

(۱۲) غش آ گیا جو پس از قتل میرے قاتل کو — ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن تکیہ — ص ۳۰۳

دیکھیے ____: (۱۳) آئینۂ بے مہریِ قاتل۔ (۱۴) الفتِ قاتل۔ (۱۵) پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل۔ (۱۶) تارِ دامنِ قاتل۔ (۱۷) تیغِ قاتل۔ (۱۸) جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل۔ (۱۹) حرصِ قاتل۔ (۲۰) خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل۔ (۲۱) خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل۔ (۲۲) درازدستیِ قاتل۔ (۲۳) دست و بازوے قاتل۔ (۲۴) زخمِ تیغِ قاتل۔ (۲۵) زہرِ قاتل۔ (۲۶) سطوتِ قاتل۔ (۲۷) شایانِ دست و خنجرِ قاتل۔ (۲۸) کفِ قاتل۔ (۲۹) لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل۔ (۳۰) لطفِ نظارۂ قاتل۔ (۳۱) مثلِ خندۂ قاتل۔

قاتلِ تمکیں سنج:	مُہر بجاے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں		قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا	ص ۲۷

قاتلاں : فسانِ تیغِ نازک، قاتلاں! سنگِ جراحت ہے — دلِ گرمِ تپش، قاصد ہے پیغامِ تسلی کا — ص ۲۶

قادرنامہ[1] : پایا قادرنامے نے آج اختتام — اک غزل تم اور پڑھ لو وَالسلام! — ص ۲۷۵

جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا — اُس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں — ص ۲۷۵

قارورہ[2] : ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار — قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج — ص ۴۵۷

قاروں[3] : اُلفتِ زر ہمہ نقصاں ہے، کہ آخر قاروں — زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا — ص ۴۴۶

قاسم[4] : دیکھیے: حضرتِ قاسم وطپاں۔

قاصد[5] : (۱) دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلی کا ص ۲۶ [دیکھیے: قاتلاں]۔

(۲) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں — ص ۵۸

(۳) تا چند نَفَس غفلتِ ہستی سے برآوے — قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے — ص ۱۱۳

(۴) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص ۱۳۸

(۵) قاصد کے آتے آتے خط ایک اَور لکھ رکھوں — میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں — ص ۱۸۸

---

[1] قادرنامہ : دوبار۔
[2] قارورہ : ایک بار۔
[3] قاروں : ایک بار۔
[4] قاسم : ایک بار [مرکّب]۔
[5] قاصد : سات بار۔

(۶) گزرا اسدؔ مسرتِ پیغامِ یار سے — قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے — ص۲۰۶

(۷) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

قاصر[۱]: کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دعا پر — قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت — ص۱۲۷

قاضیِ حاجات[۲]: ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عنان! — یہ، دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے — ص۱۲۸

قاطعِ[۳] اعمار: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم — وہ بلائے آسمانی اَور ہے — ص۲۳۷

قاعدہ[۴]: امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال — بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام — ص۲۸۳

قافِ[۵] تریاق: وضع میں اِس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق — رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے — ص۱۲۲

قافلہ[۶]: (۱) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ — ص۲۷۹

(۲) دیکھیے: جرسِ قافلہ۔

قافلۂ آبلہ منزل: دیکھیے: بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل۔

قافلۂ آرزو: دیکھیے: ہزار قافلۂ آرزو۔

قالب[۷]: خشت، پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ — ص۱۱

قالبِ خشتِ دیوار: (۱) خانۂ تنگ، ہجومِ دوجہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یہاں قالبِ خشتِ دیوار — ص۲

(۲) وہ شہنشاہ کہ جس کی پےِ تعمیرِ سرا — چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار — ص۱۳۲

قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست — ص۳۳

قالبِ خشتِ لحد: جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے، مگر عاشق — نَفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے — ص۱۱۵

قالبِ گل: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن — ص۵۹

قالب ہا: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا — ص۲۳

---

۱ قاصر : ایک بار۔
۲ قاضیِ حاجات : ایک بار۔
۳ قاطع : ایک بار [مرکب]۔
۴ قاعدہ : ایک بار۔
۵ قاف : ایک بار [مرکب]۔
۶ قافلہ : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۷ قالب : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔
قالب ہا : ایک بار [مرکب]۔

قالی : دیکھیے ـــــ: (۱) ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی۔ (۲) شیر افگنِ میدانِ قالی۔

قالیں[1]: دیکھیے: خطوطِ روے قالیں۔

قامت[2]: (۱) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سروگردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے — ص ۹۲

(۲) بھرم کھُل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا — اگر اِس طُرّۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے — ص ۲۴۹

(۳) سجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ — اگر گل، سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہوجاوے — ص ۲۱۳

دیکھیے ـــــ: (۴) سروِ قامت۔ (۵) غرورِ طرحِ قامت۔ (۶) فتنۂ قامت۔ (۷) وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت۔ (۸) وصفِ قامت۔ (۹) یادِ قامت۔

قامت آرائی: دیکھیے: سراپا قامت آرائی۔

قامتِ خَم: سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ — قامتِ خَم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص ۷۸

قامتِ خوباں: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو — قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز — ص ۴۴

قامتِ رعنا: اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے — تسلیم فروشی، روشِ کبکِ دری ہے — ص ۴۵۳

قامتِ نوخیز: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے — آفتابِ صبحِ محشر ہے گُلِ دستارِ دوست — ص ۳۳

قامتِ ہستی: پا مردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی — طاقت اگر اعجاز کرے، تُہمتِ خَم باندھ — ص ۷۱

قائل[3]: (۱) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملّت کا — خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟ — ص ۳۱۴

(۲) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟ — ص ۳۴۲

(۳) ہم نہ تبلیغ کے مائل نہ غلو کے قائل — دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تو اب کو ہم — ص ۲۶۵

(۴) کس طرح پڑھتے ہو رک رک کر سبق — ایسے پڑھنے کا تو میں قائل نہیں — [قادرنامہ]

قائلِ خدا و نبیؑ و امام: میں قائلِ خدا و نبیؑ و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علیؑ کا غلام ہوں — ص ۲۹۹ [طبعِ ثانی]

قائم[4]: اسدؔ، پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر — ص ۴۰

---

۱ قالین : ایک بار [مرکّب]۔
قالی : دو بار [مرکّب]۔
۲ قامت : پندرہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بارہ بار]۔
۳ قائل : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
۴ قائم : ایک بار۔

قبا[1]:	(۱)	بالیدگی نیازِ قدِ جاں فزا، اسدؔ		در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند	ص۳۹
	(۲)	یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے		رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا	ص۲۸۷

دیکھیے ــــــ: (۳)، (۴) بندِ قبا [دوبار]۔ (۵) پیچیدگیِ بندِ قبا۔ (۶) تنگیِ قبا۔ (۷) گریبانِ قبا۔ (۸) موجۂ گلبندِ قبا۔ (۹) ہر قبا۔

قبائے جلوہ فزا: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی — بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے — ص۱۰۲

قبائے گل: دیکھیے: گلِ جَیبِ قبائے گل۔

قبائے یار: دیکھیے: بندِ قبائے یار۔

قبا[2] (کروں): خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں — ص۵۵

قبر[3]: گھستے گھستے پانْو میں زنجیر آدھی رہ گئی — مرگئے، پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی — ص۲۸۹

قبرِ کُشتگاں: دیکھیے: شمعِ قبرِ کُشتگاں۔

قبضۂ[4] تیغِ خمِ محراب: اثر میں یہاں تک اے دستِ دُعا عاِل تصرّف کر — کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے — ص۱۰۵

قبضۂ شمشیر: ریزشِ خونِ وفا ہے، جرعہ نوشی ہائے یار — یہاں گلوئے شیشۂ مے، قبضۂ شمشیر ہے — ص۹۵

قبلہ[5]: (۱) پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۶

(۲) ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۳) دیکھیے: سوئے قبلہ۔ک

قبلہ و ابروئے بُت: قبلہ و ابروئے بُت یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بُت کدہ، یک محملِ خوابِ سنگیں — ص۷

قبلۂ آلِ نبی: مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رُسُل — قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں — ص۱۳۳

قبلۂ آئینہ: جوں پرِ طاؤس، جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع — ص۴۷

قبلۂ اہلِ نظر: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن — قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں — ص۸

قبلۂ چشم و دل: قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ — مظہرِ ذوالجلال وَ الاکرام — ص۱۳۷

---

[1] قبا : بارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دس بار)۔

[2] قبا(۲) : ایک بار۔

[3] قبر : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

[4] قبضہ : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

[5] قبلہ : چودہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: بارہ بار]۔

قبلۂ حاجات: (۱) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے — ص ۲۱۹

(۲) جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص ۲۶۴

قبلۂ کون ومکاں: قبلۂ کون و مکاں خستہ نوازی میں یہ دیر! — کعبۂ امن و اماں عقدہ کُشائی میں یہ ڈھیل! — ص ۱۲۴

قبلۂ ناز: دیکھیے: پرستش گریِ قبلۂ ناز۔

قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز — پھر وہی پردۂ عماری ہے — ص ۲۲۳

قبلۂ نورِ نظر: قبلۂ نورِ نظر کعبۂ اعجازِ مسیح — مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار — ص ۶

قبلہ نما[1]: (۱) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی — ص ۳۱۱

(۲) قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں [دیکھیے: قبلہ ۲]

قبول[2]: (۱) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص ۱۴۹

(۲) حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز — دُعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز! — ص ۱۷۱

دیکھیے ــــــ: (۳) حسرتِ قبول۔ (۴) مرتبۂ حُسنِ قبول۔

قبولِ کم نگاہی: ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز — اے دل واے جانِ ناز! اے دین واے ایمانِ عجز! — ص ۴۳

قتل[3]: (۱) صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی — ص ۴۷

(۲) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہاے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا! — ص ۱۵۰

(۳) آج وھاں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں — عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟ — ص ۱۵۵

(۴) آگاہ ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۵) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے — واے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے — ص ۲۰۸

(۶) کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رُو دینا — تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے — ص ۲۲۳

دیکھیے ــــــ: (۷) افسونِ عرضِ قتل۔ (۸) بعدِ قتل۔ (۹) بس از قتل۔ (۱۰) تمکینِ بعد از قتل۔ (۱۱) دمِ قتل۔
(۱۲) مژدۂ قتل۔ (۱۳) وقتِ قتل۔ ہنگامِ قتل۔

---

[1] قبلہ نما : دو بار۔
[2] قبول : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
[3] قتل : بیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چودہ بار]۔
قتل گہ : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

قتلِ اہلِ وفا: نہ ہووے کیوں کے اُسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے ص۹۹

قتلِ عاشق: اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو ص۶۸

قتلِ عاشقِ دل دادہ: اسدؔ کو زیست تھی مشکل، وگرنہ سُن لیتا — کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے ص۱۰۲

قتلِ رقیب: تمنائے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے ص۱۰۸

قتلِ عشاق: قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے — یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے ص۱۱۳

قتل گہ: ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں — نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو ص۱۹۸

قتل گہِ اہلِ تمنا: دیکھیے: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا۔

قتلِ یک عالم: دیکھیے: مستعدِ قتلِ یک عالم۔

قحطِ[1] غمِ اُلفت: ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ اُلفت اسدؔ — ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

قد[2]: (۱) تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند؟ ص۳۸

(۲) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو ص۱۹۴

قدِ آدم: ترے سروِ قامت سے یک قدِ آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

قدِ جاں فزا: بالیدگی نیازِ قدِ جاں فزا، اسدؔ — در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند ص۳۹

قدِ چمن رویاں: عروج نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں — بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے ص۷۹

قدِ دل کش: سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر — تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے ص۲۳۴

قد و رُخ: منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی — قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۴۳

قد و گیسو: قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے — جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

قدِ یار: (۱) جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم — میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

(۲) دیکھیے: عکسِ خیالِ قدِ یار۔

---

[1] قحط : ایک بار [مرکّب]۔

[2] قد : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔

قدح[1]: (۱) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام — ص۱۳۷

(۲) مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں — بروئے سُفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ — ص۱۶۶

(۳) پیوں شراب، اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے — ص۲۴۲

دیکھیے ــــــ: (۴) بزمِ قدح۔ (۵) جوشِ قدح۔ (۶) دَورِ قدح۔ (۷) ردِّ قدح۔ (۸) لبِ قدح۔ (۹) ہوسِ صد قدح شراب۔

قدحِ بادہ: مے کدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی — بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار — ص۱۳۲

قدح خوار: دیکھیے: ظرفِ قدح خوار۔

قدحِ عیش: شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا — بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا — ص۱۴

قدح نوشی: دیکھیے: وقتِ قدح نوشی۔

قدر[2]: (۱) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص۱۸۵

(۲) ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنھیں ہماری قدر — ہماری بات ہی پوچھیں نہ وہ، تو کیوں کر ہو؟ — ص۱۹۷

(۳) علم ہی سے قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان جو جاہل نہیں — [قادرنامہ]

(۴) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد — پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو! — ص۲۸۵

قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق: کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں — صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے — ص۹۷

قدرِ سنگِ سرِرہ: قدرِ سنگِ سرِ راہ رکھتا ہوں — سخت ارزاں ہے گرانی میری — ص۲۳۱

قدر ومنزلت: (۱) ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص۷۶

(۲) جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت — میں یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ ہوں — ص۲۹۹

قدردانِ لفظ و معنی: اسدؔ، اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص۲۹

قدرت[3]: (۱) اسدؔ، قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو — شرارِ سنگِ بُت، بہرِ بنائے اعتقاد، آتش — ص۴۷

(۲) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے! — کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

---

[1] قدح : تیرہ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: گیارہ بار]۔

قدرداں : دوبار[مرکّب]۔

[2] قدر : آٹھ بار[مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

[3] قدرت : نو بار[مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۳) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت!   کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہ پر کی   ص ۲۰۷

(۴) دیکھیے: مدِّ خامۂ قدرت۔

قدرتِ ایجادِ غنا: دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا۔

قدرتِ برچیدنِ داماں: اے اسدؔ، دسترسِ وصلِ تمنا معلوم   کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے   ص ۸۳

قدرتِ حق: (۱) اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام   قدرتِ حق سے یہی، حوریں اگر وہاں ہو گئیں   ص ۱۹۱

(۲) ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب   نظام الدّیں کو خسروؔ، سراج الدّیں کو غالبؔ   ص ۲۹۳

قدم[1]: (۱) فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں   بہ رنگِ جادہ سرِ کوئے یار رکھتے ہیں   ص ۶۳

(۲) عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ   آج تنخواہِ شکستن ہے کلہِ جبریل کی   ص ۹۱

(۳) طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمیِ شوق   کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں

(۴) دلِ اُلفت نسبت و سینۂ توحید فضا   نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں   ص ۱۳۵

(۵) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ   رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں   ص ۱۹۱

(۶) مُشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان   نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے   ص ۲۰۵

(۷) رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے!   اُٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے   ص ۲۳۱

(۸) گدا سمجھ کے وہ چُپ تھا، مری جو شامت آئے   اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے   ص ۲۳۶

(۹) مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس   خضرؔ بھی یہاں گر آ جائے تو لے اُن کے قدم   ص ۲۶۵

دیکھیے ــــــــ: (۱۰) آہنگِ زمیں بوسِ قدم۔ (۱۱) بساطِ دستگہِ یک قدم۔ (۱۲) تہِ قدم۔ (۱۳) جنّتِ نقشِ قدم۔ (۱۴) چشمِ نقشِ قدم۔ (۱۵) چند قدم۔ (۱۶) حیرت کدۂ نقشِ قدم۔ (۱۷) دو قدم۔ (۱۸) دوسرا قدم۔ (۱۹)ـــ(۲۱) سرتا قدم [تین بار]۔ (۲۲) شیرازۂ اجزائے قدم۔ (۲۳)، (۲۴) صورتِ نقشِ قدم [دو بار]۔ (۲۵) گلدستۂ صد نقشِ قدم۔ (۲۶) مشقِ نقشِ قدم۔ (۲۷)ـــ(۳۵) نقشِ قدم [نو بار]۔ (۳۶) نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔ (۳۷)، (۳۸) ہر قدم [دو بار]۔ (۳۹)، (۴۰) یک قدم [دو بار]۔ (۴۱) یک قدم وحشت۔

---

[1] قدم : اکتالیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: تینتیس بار]۔   قدم بوس : تین بار [مرکب]۔

قدم بوس: دیکھیے ــــــ: (۱) ادراکِ قدم بوس۔ (۲) منعِ قدم بوس۔

قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں: غم و عشرت، قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دُعاے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے ص۸۹

قدمِ چند: زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام — کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۳۳۶

قدومِ[1] بتاں: دیکھیے: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں۔

قدیم[2]: (۱) دستورِ فنِّ شعر یہی ہے قدیم سے — یعنی دُعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام ص۲۸۳

(۲) امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال — بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام ص۲۸۳

(۳) دیکھیے: تریاکِ قدیم۔

قرار[3]: (۱) خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار — کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیداگر کو میں؟ ص۱۹۰

(۲) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار — یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ ص۱۹۸

(۳) آ، کہ مری جان کو قرار نہیں ہے — طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے ص۲۰۸

دیکھیے ــــ: (۴) وداعِ قرار۔ (۵) صبر و قرار۔

قُربِ[4] ہر روزہ: مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! — قربِ ہر روزہ بر سبیلِ دوام ص۱۳۶

قُربِ بساطِ نگاہ: دیکھیے: دور گردِ قُربِ بساطِ نگاہ۔

قُربِ کلیم: دیکھیے: رابطۂ قُربِ کلیم۔

قربانِ[5] اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست: قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست — یک آسماں ہے مرتبۂ پُشتِ پا بلند ص۳۸

قربانِ سازِ یک درد: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد — مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے ص۹۴

قربانِ لطفِ جورِ بے دل: اسدؔ قربانِ لطفِ جورِ بے دل — خبر لیتے ہیں، لیکن بے دلی سے ص۹۱

قربانی[6]: دیکھیے ــــ: (۱)--(۴) چشمِ قربانی [چار بار]۔ (۵) حیرت سوادِ چشمِ قربانی۔ (۶) سوادِ چشمِ قربانی۔

---

۱ قدوم : ایک بار [مرکّب]۔
۲ قدیم : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔
۳ قرار : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
۴ قرب : تین بار [مرکّب]۔
۵ قربان : تین بار [مرکّب]۔
۶ قربانی : چھے بار [مرکّب]۔

قُرصِ[۱] کافوری: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ — قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں — ص ۶۶

قرض[۲]: (۱) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر — ص ۱۶۸

(۲) بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار — ص ۱۲۶

(۳) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص ۱۵۵

(۴) قرض کی پیتے تھے مَے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں — رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن — ص ۱۷۹

قریب[۳]: (۱) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے — ص ۲۲۶

(۲) آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب — تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام — ص ۲۸۳

قریں[۴]: دیکھیے ____: (۱) فطرت وسواس قریں۔ (۲) مجلسِ نشاط قریں۔

قسطِ[۵] عمر: یک نفَس، ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عُمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے — ص ۱۱۴

قَسَم[۶]: (۱) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی — ص ۹۱

(۲) زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر! ورنہ — کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں؟ — ص ۱۸۶

(۳) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا — ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

(۴) کھُلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی — ص ۲۰۳

(۵)، (۶) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ! — تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے — ص ۲۰۸

(۷) ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے — یہاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے — ص ۲۲۶

(۸)، (۹) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالبؔ — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے — ص ۲۲۸

(۱۰) نہ حشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملت کا — خدا کے واسطے، ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟ — ص ۳۱۲

قسمت[۷]: (۱) کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا — ص ۱۳

(۲) قسمت بُری سہی، پہ طبیعت بُری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

---

۱ قرص : ایک بار [مرتّب]۔
۲ قرض : چار بار۔
۳ قریب : دو بار۔
۴ قریں : دو بار [مرتّب]۔
۵ قسط : ایک بار [مرتّب]۔
۶ قسم : دس بار۔

(۳)، (۴) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۵) تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد — تھا لکھا، بات کے بنتے ہی جُدا ہو جانا — ص۱۵۶

(۶) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اَور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا — ص۱۵۹

(۷) ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں؟ — تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا — ص۱۶۲

(۸) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ — قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

(۹) شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو — ص۱۹۹

(۱۰) دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے — میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے — ص۱۲۱

(۱۱) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی — ص۲۲۸

(۱۲) میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی — لکھ دیا من جملۂ اسبابِ ویرانی، مجھے — ص۲۳۲

(۱۳) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی — ص۲۳۵

(۱۴) میری قسمت میں غم گر اِتنا تھا — دل بھی یارب! کئی دیے ہوتے — ص۲۴۳

(۱۵) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی — قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی — ص۲۴۳

(۱۶) دیکھنا قسمت، وہ آئے اور پھر یوں پھر گئے — [تضمین] — ص۲۹۱

دیکھیے ـــــ: (۱۷) خمار گاہِ قسمت۔ (۱۸) کوتاہیِ قسمت۔ (۱۹) محرومیِ قسمت۔

قسمتِ بختِ رقیب: شوخیِ چشمِ حبیب، فتنۂ ایام ہے — قسمتِ بختِ رقیب، گردشِ صد جام ہے — ص۹۹

قصر[۱]: دیکھیے: دیوارِ قصر۔

قصور[۲]: قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے — اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا — ص۱۴۸

قصہ[۳]: (۱) افسانۂ اسدؔ بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصہ مختصر کر — ص۴۴۸

(۲) ہر بُنِ مو سے، دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۳) کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص۱۷۴

---

۱ قصر : ایک بار [مرکب]۔
۲ قصور : ایک بار۔
۳ قصہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔

قصہ خوانی: دیکھیے: ذوقِ قصہ خوانی۔

قصۂ کہن: دیکھیے: ورزشِ قصۂ کہن۔

قضا[1]: (۱) یک جہاں بسملِ اندازِ پر افشانی ہے — دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دُشوار — ص ۵

(۲) عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں — ص ۱۷۸

(۳) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت — فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے — ص ۲۲۷

(۴) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے — قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے! — ص ۲۴۷

دیکھیے ـــــــ: (۵)، (۶) جوہرِ تیغِ قضا [دوبار]۔ (۷) دستِ قضا۔ (۸) دفعِ پیکانِ قضا۔ (۹) شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا۔ (۱۰)، (۱۱) کلکِ قضا [دوبار]۔ (۱۲) موجِ ابروے قضا۔

قَط[2]: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے — ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سر نوشت کو — ص ۱۹۷

قطِّ خامۂ بہزاد: گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو — شمع ساں ہوجائے قطِّ خامۂ بہزاد، گُل — ص ۵۲

قطار[3]: دیکھیے: شترقطار۔

قطرہ[4]: (۱) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سُونگہِ آلودہ ہے — ص ۱۰۳

(۲) دل میں پھر گریے نے اک شُور اُٹھایا غالبؔ — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا — ص ۱۳۴

(۳) شوق، ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز — ذرّہ، صحرا دستگاہ و قطرہ، دریا آشنا — ص ۱۳۹

(۴) توفیق بہ اندازۂ ہمّت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۲

(۵) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا — ص ۱۶۲

(۶) قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن — ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں — ص ۱۸۵

(۷) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہوجائے — کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے — ص ۲۳۹

---

[1] قضا : بارہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

[2] قَط : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

[3] قطار : ایک بار [مرکّب]۔

[4] قطرہ : اکتالیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔

قطرہا : ایک بار [مرکّب]۔

قطرہ زن : چار بار۔

قطرہ زنی : ایک بار۔

قطرہ سامانی : ایک بار۔

قطرہ قطرہ : ایک بار۔

قطرے : ایک بار۔

(۸) قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ — جُز حیا، پرکارِ سعیِ بے سروپائی نہیں — ص۶۵

(۹) جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ — قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ — ص۷۲

(۱۰) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جُزو میں کُل — کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۱۱) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۱۲) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبِ بروئے کار آوردن — ص۴۴۹

(۱۳) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب — خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا — ص۱۵۴

دیکھیے ـــــ:(۱) دلِ ہر قطرہ۔(۲) رہبرِ قطرہ بہ دریا۔(۳) عشرتِ قطرہ۔(۴)،(۵) ہر قطرہ خوں[دوبار]۔

(۶) ہر ایک قطرہ۔(۷) ہر قطرہ عرق۔(۸) یک قطرہ خوں۔

قطرہ زن: (۱) کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی — ص۱۰

(۲) ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب — جُز تارِ اشک، جادۂ منزل نہیں رہا — ص۲۰

(۳) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں — رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں — ص۵۸

(۴) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مَباد حوصلہ معذورِ جستجو جائے! — ص۹۹

قطرہ زنی: دیکھیے: صرفِ قطرہ زنی۔

قطرہ سامانی: دیکھیے: شرمِ قطرہ سامانی۔

قطرہ فشانی: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی — ص۳۵۵

قطرہ فشانی ہائے مَے: لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی — ہوئی قطرہ فشانی ہائے مَے، بارانِ سنگ آخر — ص۳۳

قطرہ قطرہ: قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں — ص۱۸۵

قطرہ و موج و حباب: ہے مشتمل نمودِ صوَر پر وجودِ بحر — یہاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں — ص۱۸۹

قطرہ ہائے خونِ بسمل: قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ — ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلّاد یہاں — ص۵۷

قطرۂ اشک: (۱) گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق — قطرۂ اشک دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۲) دیکھیے: ہر قطرۂ اشک۔

قطرۂ اشکِ کباب: ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب ص ۳۱

قطرۂ بے دست وپا: تھا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص ۴۵۲

قطرۂ خوں: (۱) ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے — دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت ص ۳۲

(۲) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں — جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گل باز ص ۱۷۴

دیکھیے ____: (۳) ہر یک قطرۂ خوں۔ (۴)، (۵)، (۶) یک قطرۂ خوں [تین بار]۔

قطرۂ خونِ جگر: گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے ص ۱۰۹

قطرۂ خونِ فسردہ: اسدؔ، طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ — شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص ۴۴۷

قطرۂ شبنم: (۱) لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر — میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر ص ۱۹۷

(۲) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — خور، قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس ص ۳۶

قطرۂ شربت: دیکھیے: ہر قطرۂ شربت۔

قطرۂ مے: قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نَفَس پرور ہوا — خطِّ جامِ مے، سراسر رشتۂ گوہر ہوا ص ۱۵۱

قطرۂ نیساں: صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا ص ۴۴۵

قطرے: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم ص ۲۶۵

قطع[1]: (۱) ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز — زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں ص ۶۵

(۲) بُرِشِ تیغ کا اُس کی، ہے جہاں میں چرچا — قطع ہو جائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں! ص ۱۳۴

(۳) جب کہ چودہ منازلِ فلکی — کر چکے قطع تیری تیزیِ گام ص ۱۳۶

(۴) قطع کیجیے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی ص ۲۲۰

قطعِ خصومت: ملے گی اِس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اِسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ ص ۲۷۸

قطعِ رہِ اضطراب: رفتارِ عمر، قطعِ رہِ اضطراب ہے — اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے ص ۲۰۶

قطعِ زحمت: دیکھیے: گمانِ قطعِ زحمت۔

---

[1] قطع : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: دس بار]۔

قطعِ سفرِ ہستی: قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ — رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا، ہیچ ص ۳۶

قطعِ شب: دیکھیے: دامنِ قطعِ شب۔

قطعِ کفن: مرگ، شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں ص ۶۲

قطعِ لباسِ خانہ ویرانی: بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی — کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ دامانِ صحرا ہے ص ۸۴

قطعِ محبت: مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اُس سے قطعِ محبت نہیں مجھے ص ۱۲۵

قطعِ نظر: (۱) اُنھیں سوال پہ زُعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے؟ — ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے! ص ۲۴۷

(۲) دیکھیے: صافیِ قطعِ نظر۔

قفا[1]: کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ — دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں ص ۵۸

قفائے گُل: تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گُل در قفائے گُل ص ۱۷۶

قفائے خندہ: ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گُل — یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے ص ۲۱۵

قفس[2]: (۱) کُنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کُھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کُھلا ص ۱۳۰

(۲) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا بُرا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو؟ ص ۱۹۸

(۳) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو؟ ص ۲۰۰

(۴) خزاں کیا؟ فصلِ گُل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو — وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے ص ۲۲۰

(۵) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مُرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس، آشیاں کے لیے ص ۲۳۶

(۶) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص ۲۴۵

(۷) نظر بندِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی — شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی ص ۴۵۱

دیکھیے ـــــــ: (۸) پرافشاندہ در کنجِ قفس۔ (۹)، (۱۰) چاکِ قفس [دوبار]۔ (۱۱) طلسمِ قفس۔ (۱۲) کارِ قفس۔ (۱۳) کُنجِ قفس۔

قفسِ دل: پروازِ تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی! ص ۱۰۹

---

[1] قفا : تین بار [مرکب]۔

[2] قفس : سترہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔

قفسِ رنگ:	قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ	اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟	ص۲۱۸
قفسِ رنگ و بو:	وھاں پر فشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ	صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو	ص۶۸
قفسِ مرغِ گرفتار:	مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے	دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس	ص۱۷۳
قُفلِ[۱] ابجد:	دیکھیے ـــــــــ: (۱) صورتِ قفلِ ابجد۔ (۲) طلسمِ قفلِ ابجد۔		
قُفلِ بے کلید:	تھا دلِ وابستہ، قفلِ بے کلید	کس نے کھولا؟ کب کھلا؟ کیوں کر کھلا؟	ص۱۳۹
قُفلِ درِ گنجِ محبت:	کیوں اِسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے	کیوں اِسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے	ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]
قُفلِ زر:	دیکھیے: شکلِ قفلِ زر۔		
قُفلِ زنگ آلودہ:	ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے	کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں	ص۵۸
قُل[۲]:	مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل	بچے ہے جُوگ مایا اور دیبی	ص۲۶۲
قُلزم[۳]:	بہ سخن اوج دہِ مرتبۂ معنی و لفظ	بہ کرم داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل	ص۱۲۴
قلزم آشامی:	لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری	موجِ مے کی آج رگ، مینا کی گردن میں نہیں	ص۱۸۵
قلزمِ اُلفت:	گردِ ساحل، ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا	گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو	ص۶۹
قلزمِ خوں:	ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش! یہی ہو	آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے	ص۲۴۹
قلزمِ ذوقِ نظر:	بے خبر مت کہ ہمیں، بیدردو! خود بینی سے پوچھ	قلزمِ ذوقِ نظر میں آئینہ پایاب تھا	ص۱۵
قلزمِ صرصر:	غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو	چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے	ص۲۱۰
قُلقُل[۴]:	دل کی صداے شکست، سازِ طرب ہے اسدؔ	شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز	ص۳۴
قَلَم[۵] (۱):	لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں	ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے	ص۲۲۶
قلم[۶] (۲):	(۱) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ اُلفت	فقط 'خراب' لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے	ص۲۲۷
	(۲) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط، تو ہم سے لکھوائے	ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے	ص۲۵۰

---

۱ قفل : چھے بار [مرکب]۔
۲ قُل : ایک بار۔
۳ قلزم : چھے بار [مرکب]۔
۴ قلقل : ایک بار۔
۵ قلم (۱) : ایک بار۔
۶ قلم (۲) : تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: آٹھ بار]۔

(۳) صرف اظہار ہے ارادت کا ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں ص۲۸۱
(۴) جاے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق اِس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار ص۳
(۵) بزم کا التزام گر کیجے ہے قلم میری، ابرِ گوہر بار ص۱۲۶
دیکھیے ــــــــ: (۶) جُنبشِ قلم۔ (۷) جُنبشِ نالِ قلم۔ (۸) رفتارِ قلم۔ (۹) لوح و قلم۔ (۱۰) نالِ قلم۔

قلمِ چند: لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی لاجرم، توڑ کے عاجز قلمِ چند رہا ص۴۴۶

قلمِ سرنوشت: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو ص۱۹۷

قلمِ مانی: دیکھیے: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی۔

قلم دان[۱]: دیکھیے: نظر فروز قلم دان۔

قلمروِ[۲] اعجاز: دیکھیے: یک نیستاں قلمروِ اعجاز۔

قلمی[۳]: زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد، قلمی ہے ہرچند خطِ سبز و زمرّد رقمی ہے ص۱۰۶

قلیل[۴]: دیکھیے: رقم آموزِ عباراتِ قلیل۔

قُم[۵]: دیکھیے: زمزمۂ قُم۔

قمار[۶] خانۂ عشق: ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص۱۸۲

قماش[۷]: (۱) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو ریختے کے قماش کو پُود ہے ایک، تار ایک ص۲۹۹
(۲) دیکھیے: خلقِ حسد قماش۔

قماشِ دام: دیکھیے: صرفِ قماشِ دام۔

قماشِ ہوس: دیکھیے: یک جہاں قماشِ ہوس۔

قمری[۸]: (۱) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص۱۶۵

---

۱ قلم دان : ایک بار [مرکّب]۔
۲ قلمرو : ایک بار [مرکّب]۔
۳ قلمی : ایک بار۔
۴ قلیل : ایک بار [مرکّب]۔
۵ قُم : ایک بار [مرکّب]۔
۶ قمار خانہ : ایک بار [مرکّب]۔
۷ قماش : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۸ قمری : چودہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: بارہ بار]۔
قمری پرواز : ایک بار۔

(۲) قمریِ کفِ خاکستر و بلبلِ قفسِ رنگ   اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟   ص۲۱۹

دیکھیے ____: (۳)۔(۵) بیضۂ قمری [تین بار]۔ (۶) پرِ قمری۔ (۷) خلوتِ بال و پرِ قمری۔ (۸) شکلِ قمری۔ (۹)، (۱۰) طوقِ قمری [دو بار]۔ (۱۲) طوقِ گردنِ قمری۔ گردنِ قمری۔ (۱۳) یک بیاباں بیضۂ قمری۔

قمریِ بسمل: تُو تیزیِ رفتار؟ کہ صحرا سے زمیں کو   جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں   ص۶۰

قمری پرواز: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ، قمری پرواز   دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ، طاؤس شکار   ص۱۳۲

قناعت[۱]: (۱) وقت اُس اُفتاد کا خوش جو قناعت سے اسدؔ   نقشِ پائے مُور کو تختِ سلیمانی کرے   ص۸۲

(۲) ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو   ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ ہم   ص۱۷۷

قند[۲]: آتشِ گُل پہ قند کا ہے قوام   شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام   ص۱۳۱ [آم کے لیے]

قندِ بوسۂ شیریں لباں: اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے   کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو   ص۶۷

قوام[۳]: دیکھیے: قند۔

قوّتِ[۴] نامیہ: کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال   قوّتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار   ص۱۳۲

قُویٰ[۵]: مضمحل ہوگئے قُویٰ غالبؔ   وہ عناصر میں اعتدال کہاں!   ص۱۸۲

قول[۶]: (۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ!   کہتا ہوں سچ، کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے   ص۱۲۵

(۲) قول حافظؔ کا ہے بجا اے دوست   "ہر کرا پنج روزہ نوبتِ اوست"   ص۲۶۷

(۳) دیکھیے: ہر قول۔

قولِ حضور: مجھے جنوں نہیں غالبؔ، ولے بہ قولِ حضور   "فراقِ یار میں تسکین ہو تو کیوں کر ہو"   ص۱۹۸ [حضور: بہادر شاہ ظفر]

قولِ ناسخ: غالبؔ! اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخؔ   "آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں"   ص۱۸۲

قہر[۷]: (۱) ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد   قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار   ص۱۳۶

(۲) قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو   کاشکے! تم مرے لیے ہوتے   ص۲۳۳

---

۱ قناعت : دو بار۔
۲ قند : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۳ قوام : ایک بار۔
۴ قوّت : ایک بار [مرکّب]۔
۵ قُویٰ : ایک بار۔
۶ قول : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
۷ قہر : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

	(۳) ہے قہر، گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو	انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے	ص۲۲۵
	(۴) سخت مشکل ہوگا سُلجھانا تجھے	قہر ہے دل اِن سے اُلجھانا تجھے	ص۲۶۶
قہر آشنا:	دیکھیے: سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا۔		
قہر وشفقت:	لڑاوے گر وہ بزمِ مے کشی میں قہر وشفقت کو	بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا	ص۲۴
قہر وعتاب:	دیکھیے: جاں گدازیِ قہر وعتاب۔		
قہر وغضب:	دیکھیے: درخورِ قہر وغضب۔		
قہرمانِ[1] عشق:	گریہ ہائے بے دلاں، گنجِ شرر در آستیں	قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج	ص۳۵
قہقہہ[2]:	دیکھیے: وقتِ قہقہہ۔		
قَے[3]:	کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد؟	مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے	ص۲۲۹
قیاس[4]:	(۱) اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا	سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں	ص۱۹۰
	(۲) اور دوڑائیے قیاس کہاں؟	جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں!	ص۱۳۰ [آم کے لیے]
قیام[5]:	امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال	بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام	ص۲۸۳
قیامت[6]:	(۱) تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر	سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک	ص۵۰
	(۲) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی	ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی	ص۹۱
	(۳) اسد طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے!	خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے	ص۱۱۲
	(۴) دَم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز	پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا	ص۱۵۲
	(۵) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا!	قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا	ص۱۵۷
	(۶) رہا گر کوئی تا قیامت سلامت	پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت!	ص۱۶۴

---

۱ قہرمان : ایک بار [مرکّب]۔
۲ قہقہہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳ قَے : ایک بار۔
۴ قیاس : دو بار۔
۵ قیام : ایک بار۔
۶ قیامت : تیس بار [مفرد: تئیس بار، مرکّب: سات بار]۔
قیامت قامتوں: ایک بار۔

(۷) بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہوگا!	قیامت اک، ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر	ص۱۶۷
(۸)،(۹) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے	کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اَور	ص۱۷۱
(۱۰) ترے سروِ قامت سے یک قدِ آدم	قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
(۱۱) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا	تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟	ص۱۸۰
(۱۲) میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں	کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں	ص۱۸۵
(۱۳) نہیں، کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں	شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں	ص۱۹۲
(۱۴) اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ	اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
(۱۵) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے؟ قیامت ہے!	مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی؟	ص۲۰۷
(۱۶) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بُنیاد	جنونِ ساختہ و فصلِ گل، قیامت ہے!	ص۲۱۳
(۱۷) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی	قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے	ص۲۱۷
(۱۸) قیامت ہے! کہ ہووے مدعی کا ہم سفر، غالبؔ	وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے	ص۲۲۵
(۱۹) سنبھلنے دے مجھے اے نااُمیدی، کیا قیامت ہے!	کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے	ص۲۲۵
(۲۰) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی	لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال!	ص۲۵۳
(۲۱) تم سلامت رہو قیامت تک	دولت و عزّ و جاہ روز افزوں	ص۲۹۸
(۲۲) فردا و دِی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا	کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی	ص۳۳۳
(۲۳) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا	اسداللہ خاں قیامت ہے!	ص۳۲۰
(۲۴) اثر سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے	کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے	ص۸۴
(۲۵) مت پوچھ اسدؔ غصۂ کم فرصتیِ زیست	دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے	ص۳۳۳

دیکھیے ______: (۲۶) خرشیدِ قیامت۔ (۲۷) دمِ صبحِ قیامت۔ (۲۸) صبحِ قیامت۔ (۲۹) فتنۂ شورِ قیامت۔

قیامت خاور: دیکھیے: یک قیامت خاور۔

قیمت قامتوں: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش	لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے	ص۷۹

قید[1]: قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں ص۵۸
(۲) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی — یہ، جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ ص۱۵۵
(۳) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا ص۱۵۸
(۴) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں ص۱۹۱
(۵) جب مے کدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید — مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص۱۹۷
(۶) دیکھیے: طرزِ قید۔

قیدِ حیات: قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں ص۱۹۳
(۲) مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دو بار ص۱۲۶

قیدِ زندگی: دیکھیے: سختی ہائے قیدِ زندگی۔

قیدِ ہستی: قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں ص۱۸۱

قیس[2]: (۱) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا ص۱۴۴
(۲) قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہوکر، سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ، سودائی عبث ص۳۴
(۳) قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس — یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا ص۲۹
(۴) جز قیس اور کوئی نہ آیا بروے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا ص۱۴۳
دیکھیے______: (۵) دشتِ قیس۔ (۶) روے قیس۔ (۷) جنونِ قیس۔ (۸) اخترِ سوختۂ قیس۔ (۹) نفسِ قیس۔

قیس و کوہکن: قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے — جہاں ہم ہیں وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

قیصر[3]: (۱) زندگانی پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہیں فغفور ص۴۲
(۲) بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام ص۱۳۷
(۳) دیکھیے: چہرۂ قیصر۔

---

[1] قید : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔
[2] قیس : دس بار [مفرد: چار بار، مرکب: چھے بار]۔
[3] قیصر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

قیصرِ روم: جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ روم — جرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام — ص ۱۳۷

قیل[1] وقال: دیکھیے: عرصۂ قیل وقال۔

قیمت[2]: سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے — کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا — ص ۱۵۳

(۲) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت — اِس سے لیویں گے کم نہ ہم قیمت — ص ۲۶۸

(۳) دیکھیے: زرِ قیمت۔

قیمتِ اوّل: دیکھیے: یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ۔

قیمتِ دل: دیکھیے ____: (۱)، (۲) شکستِ قیمتِ دل [دوبار]۔ (۳) ہر شکستِ قیمتِ دل۔

قیمتِ گوہر: ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص ۶۶

قیود[3]: دیکھیے: سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود۔

---

[1] قیل وقال : ایک بار [مرکب]۔ [3] قیود : ایک بار [مرکب]۔

[2] قیمت : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

ک

کاتب[1] : ٹکڑے ہوا ہے، دیکھ کے تحریر کو، جگر — کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام — ص۲۸۲

کاتبِ حکم: کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم — اُس رقم کو دیا ترازِ دوام — ص۳۸

کاٹ[2] : گر نہ ڈر جاؤ تو دکھلاؤں تمھیں — کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا — [قادرنامہ]

کاٹھ[3] : دیکھیے: کاٹ [دوسرا مصرع]۔

کار[4] : دیکھیے ـــــ : (۱) آغازِ کار۔ (۲) آئینہ کارتر۔ (۳)، (۴)، (۵) بروے کار [تین بار]۔ (۶) حُسنِ ویراں کار۔ (۷) عقدہ ہاے کار۔ (۸) نشاطِ کار۔

کارِ اسدؔ: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ — اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب! — ص۳۲

کارِ بادِ صبح : دریغ! آہِ سحر گہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی — ص۷۶

کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا: ہے دلبری کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ — کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند — ص۳۹

کارِ جہاں: دیکھیے: دل ز کارِ جہاں اُفتادہ۔

کارِ قفس : اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ص۵۵

کارِ ےکشاں : محتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارِ ےکشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا — ص۲۹

کارِ نگہ : حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سجھ — ص۴۳

کارخانہ[5] : کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا — ص۸۳

---

۱ کاتب : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۲ کاٹ : ایک بار۔
۳ کاٹھ : ایک بار۔
۴ کار : پندرہ بار [مرکب]۔
۵ کارخانہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دو بار]۔

کارخانۂ دیبا: دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار — صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے ص۱۰۶

کارخانۂ طفلی: خاک بازیِ اُمید کارخانۂ طفلی — یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۱۳

کارساز[1] : دیکھیے: خداوندِ کارساز۔

کارفرما[2] : (۱) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ — جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا ص۱۴۸

(۲) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار — اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا ص۱۵۱

کارفرمائے دین و دولت و بخت: کارفرمائے دین و دولت و بخت — چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت ص۱۳۱

کارفرمائی: مگر اب ذوقِ بذلہ سنجی کو — ہے جداگانہ کارفرمائی ص۲۶۲

کارگاہِ[3] برگ ونوا: دیکھیے: رونقِ کارگاہِ برگ ونوا۔

کارگاہِ فکر: دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بے نوائے دل — یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ ص۷۰

کارگاہِ ہستی: کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے ص۲۱۷

کارگہِ ربطِ نزاکت: سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے — خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار ص۲

کارگر[4] (۱) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں ص۱۸۳

(۲) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر — تاثیر جُستنِ اشک سے نقشِ برآب ہے ص۴۵۲

کارگزار[5] : دیکھیے: غلامِ کارگزار۔

کارنامۂ[6] راز: نثر اُس کی، ہے کارنامۂ راز — نظم اُس کی، نگارنامۂ راز ص۲۶۸

کارواں[7] : دیکھیے: گردِ کارواں۔

کاروانِ اشک : آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک — لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک ص۵۰

کاروانِ حیرت : زِ خود گزشتنِ دل کاروانِ حیرت ہے — نگہِ غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی ص۱۱۰

---

۱ کارساز : ایک بار[مرکّب]۔
۲ کارفرما : تین بار[مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔
کارفرمائی : ایک بار۔
۳ کارگاہ : تین بار[مرکّب]۔
کارگہ : ایک بار[مرکّب]۔
۴ کارگر : دوبار۔
۵ کارگزار : ایک بار[مرکّب]۔
۶ کارنامہ : ایک بار[مرکّب]۔
۷ کارواں : تین بار[مرکّب]۔

کاروبار[1]: (۱) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل — کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا ص۱۳۹

(۲) ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل — بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل ص۱۷۶

کاروبارِ اسدؔ: دیکھیے: سرو سامان و کاروبارِ اسدؔ۔

کاروبارِ شوق: دیکھیے: فرصتِ کاروبارِ شوق۔

کاری[2]: دیکھیے ـــــــ: (۱) زخمِ کاری۔ (۲) جویائے زخمِ کاری۔

کاسہ[3]: زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا ص۱۳۶

کاسۂ دریوزہ: خشکیِ مَے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص۶۸

کاسۂ زانو: (۱) ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس ص۴۶

(۲) ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے ص۸۰

کاسۂ سُم: دیکھیے: گردشِ کاسۂ سُم۔

کاسۂ گردوں: نہ پوچھ وسعتِ مَے خانۂ جنوں غالبؔ — جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز ص۱۷۲

کاشانہ[4]: (۱) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ ص۵۰

(۲) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا ص۸۵

(۳) وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار ص۱۶۷

کاشانۂ ہستی: کاشانۂ ہستی کہ برانداختنی ہے — یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے ص۱۱۱

کاغذ[5]: (۱) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی — وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں ص۵۸

(۲) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی — یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے ص۹۵

(۳) کھُلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

(۴) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا — ظاہرا، کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے ص۲۱۲

---

[1] کاروبار: : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔
[2] کاری : دو بار [مرکّب]۔
[3] کاسہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[4] کاشانہ : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
[5] کاغذ : تیرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
کاغذی : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۵) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر — مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی — ص۲۲۱

کاغذِ آتش زدہ: (۱) ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ — داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا — ص۱۹

(۲) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت — نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز — ص۱۷۲

(۳) بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی — ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر — ص۱۲۸

(۴) کفِ ہر خاکِ بہ گردوں شدہ: قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ: طاؤس شکار — ص۱۳۲

(۵) حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر — تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے — ص۱۰۸

کاغذِ ابری: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں — یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار — ص۴

کاغذِ باد: دیکھیے: صورتِ کاغذِ باد۔

کاغذِ سرمہ: داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی برلب — کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا — ص۲۸

کاغذی: (۱) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص۱۴۲

(۲) دیکھیے: مثلِ پتنگِ کاغذی۔

کاف[1]: دیکھیے: کششِ کافِ کرم۔

کافر[2] (۱): (۱) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

(۲) چھوڑوں گا میں نہ اُس بُتِ کافر کا پوجنا — چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر — ص۱۲۹

(۳) دیکھیو، غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی! — ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھُلا — ص۱۴۰

کافر (۲): (۱) وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے — مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا — ص۱۴

(۲) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص۱۴۷

(۳) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانْو کا بوسہ مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۴) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے — کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا — ص۱۵۸

(۵) یہ قاتل، وعدۂ صبر آزما کیوں؟ — یہ کافر، فتنۂ طاقت رُبا کیا! — ص۱۵۸

---

۱ کاف: : ایک بار [مرکّب]۔

۲ کافر (۱، ۲) : اٹھارہ بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۶) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ! — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص۱۸۰

(۷) ملتی ہے خوے یار سے نار التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں — ص۱۸۸

(۸) کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! — قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی — ص۲۰۳

(۹) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — وائے ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے — ص۲۱۳

(۱۰) کثرت آرائیِ وحدت، ہے پرستاریِ وہم — کر دیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے — ص۲۲۲

(۱۱) قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر، غالبؔ! — وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے مجھ سے — ص۲۲۵

(۱۲) بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا کاشکے! — اِس قدر ذوقِ نوائے مرغِ بُستانی مجھے — ص۲۳۲

(۱۳) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے — ص۲۵۰

(۱۴) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے — رکھے امام سے جو بُغض، کیا کہیں اُس کو؟ — ص۲۸۶

(۱۵) دیکھیے: بُتِ کافر۔

کافور[۱]: رہا کس جُرم سے میں بے قرارِ داغ ہم طرحی؟ — سمندر کو پر پروانہ سے کافور مَلتے ہیں — ص۶۴

کافوری: دیکھیے ____: (۱) شمعِ کافوری۔ (۲) قرصِ کافوری۔

کافی[۲]: کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت — ص۱۶۴

کاکل[۳]: (۱) ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں، کاکل — موئنہ بافتنِ ریشۂ سُنبل تاچند؟ — ص۳۹

(۲) کثرتِ جوشِ سویدا سے، نہیں تِل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے — ص۲۵۴

دیکھیے ____: (۳) آرائشِ خَمِ کاکل۔ (۴) انتظارِ جلوۂ کاکل۔ (۵)، (۶)، (۷) حلقۂ کاکل [تین بار]۔

کاکلِ سرکش: سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا — ص۱۳۳

کالبد[۴] **صورتِ دیوار**: جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص۲۳۳

کام[۵] (۱): (۱) اُس کی اُمت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبدِ بے در کھلا — ص۱۶۱

---

۱ کافور : ایک بار۔
کافوری : دوبار [مرکّب]۔
۲ کافی : ایک بار۔
۳ کاکل : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔
۴ کالبد : ایک بار۔
۵ کام (۱، ۲) : اُنتالیس بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکّب: دس بار]۔

(۲) یہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا	ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا	ص ۳۰
(۳) میرا اپنا جدا معاملہ ہے	اَور کے لین دِین سے کیا کام	ص ۱۳۶
(۴) زہرِ غم کرچکا تھا میرا کام	تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام	ص ۱۳۷
(۵) تھی نو آموزِ فنا ہمّتِ دشوار پسند	سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا	ص ۱۴۴
(۶) دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذّتِ درد	کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا	ص ۱۴۴
(۷) ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں	کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا	ص ۱۴۷
(۸) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما	کام گر رُک گیا، روا نہ ہوا	ص ۱۶۲
(۹) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا	کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا	ص ۱۶۲
(۱۰) کام اُس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں	لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر	ص ۱۶۹
(۱۱) مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام	چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر	ص ۱۶۹
(۱۲) وہ سحر مدّعا طلبی میں نہ کام آئے!	جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں	ص ۱۸۹
(۱۳) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام!	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	ص ۱۹۲
(۱۴) غالبِؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں	روییے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں	ص ۱۹۳
(۱۵) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ!	ترے بے مہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟	ص ۲۰۰
(۱۶) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا	دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے!	ص ۲۰۴
(۱۷) نظارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا	مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی	ص ۲۳۳
(۱۸) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے	کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے	ص ۱۳۹
(۱۹) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں، اے مرگ!	رہنے دے مجھے یھاں کہ ابھی کام بہت ہے	ص ۲۴۵
(۲۰) بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے	کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے	ص ۲۴۶
(۲۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام	مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے	ص ۲۴۹
(۲۲) عشق نے غالبؔ نکمّا کردیا	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	ص ۲۵۰

(۲۳) ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے　　کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے
کہتے ہیں، کہیں خدا سے، اللہ اللہ!　　وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے　ص۲۵۴

(۲۴) تین نشروں سے کام کیا نکلے　　اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے　ص۲۶۷

(۲۵) ہر بز بیخ سے لیتا ہے کام شانے کا　　کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ　ص۲۷۷

(۲۶) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو　　چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام　ص۲۸۳

(۲۷) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا　　کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا　ص۱۵

(۲۸) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے　　نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا　ص۴۴۴

(۲۹) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا　　آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا　ص۱۵۰

کام(۲):　دیکھیے____:(۱) تشنہ کام۔(۲) تلخ کام۔(۳) دشمن کام۔(۴) بیانِ طلبِ کام۔(۵) معدنِ جواہر کام۔[مزید دیکھیے: خمارِ تشنہ کامی۔تاثیرِ تلخ کامی]۔

کامِ دل:　بہ کامِ دل کریں کس طرح گُمرہاں فریاد　　ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد!　ص۳۷

کامِ دلِ خستہ:　نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ، گردوں　　جگر خائیِ جوشِ وحشت سلامت　ص۳۳

کامِ نہنگ:　دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

کام و دہن:　دیکھیے: تلخیِ کام و دہن۔

کام و زباں:　تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں　　تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں　ص۱۳۵

کامرانی[۱]:　دیکھیے: ہوائے کامرانی۔

کامیاب[۲]:　میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں!　　مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے　ص۲۰۶

کامل[۳]:　(۱) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہُنر مندی اسدؔ!　　نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا　ص۲۹

(۲) ہرچند کہ دوستی میں کامل ہونا　　ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا　ص۱۱۷

دیکھیے____:(۳) امتیازِ ناقص و کامل۔(۴) سخنورانِ کامل۔

---

۱ کامرانی: ایک بار[مرکّب]۔
۲ کامیاب: ایک بار۔
۳ کامل: چار بار[مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

کان[1] (۱):	(۱) پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں	مے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے	ص ۱۰۳
	(۲) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے	نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے	ص ۲۱۷
	(۳) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط تو ہم سے لکھوائے	ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے	ص ۲۵۰
کانوں:	(۱) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مُرغِ اسیر	رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے	ص ۸۲
	(۲) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام	اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں	ص ۱۲۹
کان:[2] (۲)	کان ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا	کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو	ص ۱۹۸
کانٹا[3]:	اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں	ورنہ کانٹے میں تُلے ہے سخنِ سنجیدہ	ص ۴۵۱
کانٹوں:	(۱) کانٹوں دردِ اظہارِ تپش کسوتِ گُل معلوم!	ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سِلایا ہے مجھے	ص ۱۰۸
	(۲) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب!	اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے	ص ۲۳۳
کانٹے:	نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی	کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے	ص ۷۹
کاوش[4]:	کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز	ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا	ص ۱۵۵
	(۲) دیکھیے: لذّتِ کاوش۔		
کاوشِ ایجادِ جلوہ:	سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے	جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کار تر	ص ۴۱
کاوشِ دُزدِ حنا:	کاوشِ دُزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے	ناخنِ انگشتِ خوباں نعلِ واژوں ہے مجھے	ص ۹۹
کاوشِ شوخی:	وا کر سکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی	جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم	ص ۴۲۸
کاوشِ غمِ ہجراں:	دیکھیے: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔		
کاوش فروشیِ مژۂ تیز:	مُفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز	کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف	ص ۴۹
کاوشِ فکرِ سخن:	دیکھیے: سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن۔		
کاوشِ ناخن:	دیکھیے: ذوقِ کاوشِ ناخن۔		

---

[1] کان(۱) : تین بار۔ کانوں : دو بار۔ کانٹوں : دو بار۔ کانٹے : ایک بار [بہ طورِ جمع]۔

[2] کان(۲) : ایک بار۔

[3] کانٹا : ایک بار۔

[4] کاوش : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دس بار]۔

کاوش ہاے مژگاں: (۱) دیکھیے: بیدادِ کاوش ہاے مژگاں۔

(۲) دیکھیے: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہاے مژگاں۔

کاو کاوِ سخت جانی ہاے تنہائی:[1] کاو کاوِ سخت جانی ہاے تنہائی نہ پوچھ | صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوے شیر کا | ص ۱۲۲

کاہ[2]: دیکھیے ــــــ: (۱) آبِ زیرِ کاہ۔ (۲) انیسِ پرِ کاہ۔ (۳) شہ پرِ کاہ۔ (۴) یک پرِ کاہ۔

کاہش[3]: (۱) دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقّی بھی، کہ اب | بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے | ص ۱۰۰

(۲) تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں | ہاں فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں | ص ۲۹۰

کاہکشاں[4]: ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدّیں خاں | بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا | ص ۲۸۸

کاہلی[5]: (۱) پر افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں | رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے | ص ۹۱

(۲) کیا ہے ترکِ دُنیا کاہلی سے | ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے | ص ۹۱

کائنات[6]: (۱) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے | پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے | ص ۲۰۳

(۲) دیکھیے: سرِ تعمیرِ کائنات۔

کائی[7]: سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی | بن گیا روے آب پر کائی | ص ۲۵۱

کباب[8]: دیکھیے ــــــ: (۱) اشکِ کباب۔ (۲) قطرۂ اشکِ کباب۔

کبابِ دل: دیکھیے: پختگی ہاے کبابِ دل۔

کبابِ دل سمندر: مرے قدح میں ہے صہباے آتشِ پنہاں | بروے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ | ص ۱۲۶

کبار[9]: دیکھیے: اصحابِ کبار۔

کبریا[10]: دیکھیے: شمعِ انجمنِ کبریا۔

---

[1] کاو کاو : ایک بار [مرکّب]۔
[2] کاہ : چار بار [مرکّب]۔
[3] کاہش : دوبار۔
[4] کاہکشاں : ایک بار۔
[5] کاہلی : دوبار۔
[6] کائنات : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
[7] کائی : ایک بار۔
[8] کباب : چار بار [مرکّب]۔
[9] کبار : ایک بار [مرکّب]۔
[10] کبریا : ایک بار [مرکّب]۔

کبک[1]: دیکھیے: خندۂ بے خودیِ کبک۔

کبکِ دری: دیکھیے: روشِ کبکِ دری۔

کبوتر[2]: بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا   صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہوگیا   ص۲۹

دیکھیے ـــــــ: (۲) پشتِ کبوتر۔ (۳) خونِ کبوتر۔

کبود[3]: دیکھیے: پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود۔

کپڑا[4]: حیف! اُس چارگرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ   جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا   ص۱۵۰

کپڑوں: جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں   کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں   ص۲۹۸

کتاب[5]: (۱) کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے   کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام   ص۲۶۳

(۲)، (۳) نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع   نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام   ص۲۶۳

(۴) نہیں اِس کا جواب عالم میں   نہیں ایسی کتاب عالم میں   ص۲۶۷

(۵) منطبع جب کہ ہوچکے گی کتاب   زرِ قیمت کا ہوگا اَور حساب   ص۲۶۸

(۶)، (۷) دیکھیے: گردِ کتاب [دوبار]۔

کتابِ طرب نصاب: اِس کتابِ طرب نصاب نے جب   آب و تاب انطباع کی پائی   ص۲۶۲

کتاں[6]: دیکھیے ـــــــ: (۱) پارۂ چاکِ کتاں۔ (۲) فرشِ کتاں۔

کثافت[7]: لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی   چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا   ص۱۴۸

کثافت ہا: دیکھیے: اظہارِ کثافت ہا۔

کثرت[8] آرائیِ وحدت: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم   کردیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے   ص۲۲۲

---

۱ کبک: : دوبار [مرکب]۔
۲ کبوتر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
۳ کبود : ایک بار۔
۴ کپڑا : ایک بار۔
کپڑوں : ایک بار۔
۵ کتاب : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تین بار]۔
۶ کتاں : دوبار [مرکب]۔
۷ کثافت : ایک بار۔
کثافت ہا : ایک بار۔
۸ کثرت : گیارہ بار [مرکب]۔

کثرتِ اندوہ:	کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ	یا علیؑ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے	ص۱۰۴
کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر:	کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ!	ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص۱۰۳
کثرتِ تکلیف:	دیکھیے: پامردِ کثرتِ تکلیف۔		
کثرتِ جور و ستم:	کثرتِ جور و ستم سے ہو گیا ہوں بے دماغ	خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے	ص۷۸
کثرتِ جوشِ سویدا:	کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ	خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے	ص۳۵۴
کثرتِ دل ہاے خلق:	اسدؔ نے کثرتِ دل ہاے خلق سے جانا	کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی	ص۹۶
کثرتِ سرمایہ اندوزی:	ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہاے دل چاہے	ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر	ص۴۰
کثرتِ غم:	ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی	کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے	ص۲۱۰
کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ:	اے کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ!	ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ	ص۱۱۸
کثرتِ نظارہ:	حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو	کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو	ص۱۹۴
کثیر[1]:	دیکھیے: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر۔		
کجباز[2]:	دیکھیے: چرخِ کجباز۔		
کج کلاہی[3]:	دیکھیے: اندازآفرینِ کج کلاہی۔		
کجیِ[4] یک خطِ مسطر:	موجِ خمیازۂ یک نشّہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں	ص۷
کدو[5]:	گردِ ساحل ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا	گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو	ص۶۹
کدورت[6]:	نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف!	رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف!	ص۴۶
کدورت کش:	آئینہ نَفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش	عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے	ص۸۰
کدورتیں:	ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں	پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف!	ص۴۹

---

۱ کثیر: ایک بار [مرکّب]۔ ۲ کجباز: ایک بار [مرکّب]۔
۳ کج کلاہی: ایک بار [مرکّب]۔
۴ کجی: ایک بار [مرکّب]۔
۵ کدو: ایک بار [مرکّب]۔
۶ کدورت: دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
کدورتیں: ایک بار [مرکّب]۔

کرامات[1]: وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے ص۱۱۶

کربلا[2]: دیکھیے: شہیدِ تشنہ لبِ کربلا۔

کردن[3]: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے ص۱۱۴

کردنِ بے فائدہ: دیکھیے: خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ۔

کردگاں: دیکھیے: خونا کردگاں۔

کردنی: (۱) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست ص۲۲

(۲) تصوّر کردنی۔ (۳) تماشا کردنی۔

کردہ: (۱) ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے ص۲۱۹

دیکھیے ــــــــ: (۲) آشیاں گم کردہ۔ (۳) خوکردۂ اختر شماری۔ (۴) خوکردۂ دیدار۔ (۵) غبارِ گم کردہ سیر۔ (۶) گُم کردہ رہ۔ (۷) مدّعا گم کردہ۔ (۸) نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ۔ (۹) وحشیِ خوکردۂ نظّارہ [مزید دیکھیے: ناکردہ گناہوں]۔

کرشمہ[4]: (۱) نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُند خو کیا ہے؟ ص۲۴۱

(۲) زِہے کرشمہ! کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے! ص۲۴۷

کرم[5]: (۱) اے آبلے! کرم کر، یھاں رنجہ یک قدم کر اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا! ص۲۶

(۲) بیش از نفَس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! ص۴۹

(۳) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل بے گہر صدف، گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے ص۸۹

(۴) بہ سخن اوج دہِ مرتبۂ معنی و لفظ بہ کرم داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل ص۱۲۴

(۵) وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام گریے سے یھاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا ص۱۴۵

(۶) جب کرم رُخصتِ بیباکی و گستاخی دے کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں ۱۸۲

---

[1] کرامات : ایک بار۔
[2] کربلا : ایک بار [مرکّب]۔
[3] کردن : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
کردگاں : ایک بار۔
کردنی : تین بار۔
کردہ : نوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
[4] کرشمہ : دوبار۔
[5] کرم : اکیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۷) میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں | یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے | ص۲۲۱

دیکھیے______:(۸) تماشائے اہلِ کرم۔(۹) جوشِ طوفانِ کرم۔(۱۰) دستِ کرم۔(۱۱) سر بہ زانوے کرم۔
(۱۲) عاشقِ اہلِ کرم۔(۱۳) عطا و بذل و کرم۔(۱۴) کششِ کافِ کرم۔(۱۵) لطفِ کرم۔(۱۶) لطف و کرم۔
(۱۷) معنیِ لفظِ کرم۔(۱۸) نذرِ کرم۔(۱۹) وسعتِ سعیِ کرم۔

کرم شیوۂ بے شبہ وعدیل: دیکھیے: جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شبہ وعدیل۔

کرمِ کلبِ علی خاں: دیکھیے: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں۔

کرمکِ[1] شب تاب: ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ | کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے | ص۸۲

کریلے[2]: دیکھیے: کڑوے کریلے۔

کریم[3]: دیکھیے: خدائے کریم۔

کڑوڑوں[4]: خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن | کڑوڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار، گرہ | ص۲۷۹

کڑوڑوں بناو: اک خوں چکاں کفن میں کڑوڑوں بناو ہیں | پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی | ص۲۴۳

کڑوے[5] کریلے: وہ کھٹے کہاں پائیں املی کے پھول؟ | وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ | ص۲۶۴

کڑی[6]: چال، جیسے کڑی کمان کا تیر | دل میں ایسے کے جا کرے کوئی | ص۲۴۲

کسبِ[7] جمعیت: نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں جُز کسبِ جمعیت | سویدا میں نَفَس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے | ص۸۱

کسبِ رنگِ فروغ: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ | خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے | ص۲۴۳

کسبِ سعادت: پانو سے تیرے مَلے فرقِ ارادت، اورنگ | فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت، اکلیل | ص۱۲۳

کسوتِ[8] ایجادِ بلبل: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل | کسوتِ ایجادِ بلبل، خارِ خارِ نغمہ ہے | ص۸۷

کسوتِ تاک: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل | سُبحۂ عرضِ دوعالم بہ کفِ آبلہ دار | ص۳

---

۱ کرمک : ایک بار [مرکب]۔
۲ کریلے : ایک بار۔
۳ کریم : ایک بار [مرکب]۔
۴ کڑوڑوں : دوبار۔
۵ کڑوے : ایک بار۔
۶ کڑی : ایک بار۔
۷ کسب : تین بار [مرکب]۔
۸ کسوت : آٹھ بار [مرکب]۔

کسوتِ رسوائی: بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب — وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے ص۱۰۴

کسوتِ طاؤس: جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی ص۹۶

کسوتِ عرقِ شرم: بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مَباد، حوصلہ معذورِ جستجو جانے ص۹۹

کسوتِ عروجِ تغافل: ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص۴۰

کسوتِ فانوس: دیکھیے: خارِ کسوتِ فانوس۔

کسوتِ گل: جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل — سر تا بہ پا ہوں جَیبِ دریدہ ص۴۵۱

کُشادِ[1] پرِ رنگ: بزم: داغِ طرب و باغ: کشادِ پرِ رنگ — شمع و گل تا کے، و پروانہ و بلبل تاچند ص۳۹

کُشادِ خاطرِ وابستہ: ہے کُشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن — تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے ص۲۱۴

کُشادِ عقد: زِ بس بجز حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر — کُشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ص۸۹

کُشادِ عقدۂ مشکل: دیکھیے: بلذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

کُشاد و بستِ مژہ: زِ بس کہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے — کُشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے ص۲۱۴

کشادن[2] ہاے دل: ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہاے دل چاہے — ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر ص۴۰

کُشادہ[3]: دیکھیے ــــــ: (۱) بالِ کشادہ۔ (۲) جبینِ کشادہ۔ (۳) چشمِ کشادہ۔ (۴) چشمِ واکشادہ۔ (۵) چشم ہاے کشادہ۔

کشادہ رُخ: کشادہ رُخ نہ پھرے کیونکے اِس زمانے میں — بچی نہ از پئے بندِ نقابِ یار گرہ ص۲۷۹

کشاکش[4]: (۱) حُسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد ص۱۶۶

(۲) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو ص۱۹۸

(۳) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جُرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ ص۲۰۰

کشاکشِ زبانی: تپشِ دلِ شکستہ پئے عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی ص۹

کشاکشِ غمِ پنہاں: تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا — فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے ص۲۳۷

کشاکش ہاے ہستی: کشاکش ہاے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر، موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

---

[1] کُشاد : پانچ بار [مرکّب]۔

[2] کُشادن : ایک بار۔

[3] کُشادہ : چھے بار [مرکّب]۔

[4] کشاکش: چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

کُشایش[1]: بہ فیضِ بے دلی، نومیدیٔ جاوید آساں ہے — کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۱۴۳

کِشت[2] (۱): غالبؔ کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کِشت کو ص۱۹۷

کِشتِ خشک: اسدؔ سودائے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پرواخرام اُس کا ص۴۴

کِشتِ سپند: نالہ با حاصلِ اندیشہ، کہ جوں کشتِ سپند — دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا ص۴۴

کِشتِ سپندِ صد جگر اندوختن: اے شعلہ! فرصت، کہ سویدائے دل سے ہوں — کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز ص۴۲

کِشتِ وفا: دیکھیے: ہوائے کشتِ وفا۔

کِشت[3] (۲): آئی اگر بلا، تو جگہ سے ٹلے نہیں — ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو ص۳۰۱

کُشتگاں[4]: دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش — مضرابِ تارہائے گلوے بُریدہ ہوں ص۶۱

دیکھیے ـــــــ: (۲) خاکِ کشتگاں۔ (۳)، (۴) خونِ کشتگاں [دو بار]۔ (۵) شمعِ قبرِ کشتگاں۔

کُشتگانِ شوق: دیکھیے: کفنِ کشتگانِ شوق۔

کُشتگانِ عشق: برخاک اوفتادگیٔ کشتگانِ عشق — ہے سجدۂ سپاس بہ منزل رسیدگی ص۴۵۴

کُشتن[5]: دیکھیے: ذوقِ کُشتن۔

کُشتوں[6]: جنّت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر — جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

کُشتہ[7]: دیکھیے ـــــــ: (۱)۔۔(۱۰) چراغِ کُشتہ [دس بار، بہ طورِ جزوِ ردیف]۔ (۱۱)، (۱۲) شمعِ کشتہ [دو بار]۔ (۱۳)، (۱۴) دودِ شمعِ کشتہ [دو بار]۔

کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں: کُشتۂ افعیِ زلفِ سیہ شیریں کو — بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار ص۲

کُشتۂ اُلفت: دیکھیے: مسیحِ کشتۂ الفت۔

کُشتۂ تغافل: کیوں نہ وحشت غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو — کشتۂ تغافل کو خصم خوںبہا پایا ص۱۳

---

[1] کُشایش: : ایک بار۔
[2] کِشت (۱) : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[3] کِشت (۲) : ایک بار۔
[4] کُشتگاں : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
[5] کُشتن : ایک بار [مرکب]۔
[6] کُشتوں : ایک بار۔
[7] کُشتہ : چھبیس بار [مرکب]۔

کشتۂ تیغِ جفا: مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی | ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو | ص ۲۸۵

کشتۂ جاں بخشیِ خوباں: دیکھیے: حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں۔

کشتۂ دشمن: عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے | کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست | ص ۱۶۴

کشتۂ ذوقِ شعر: زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن | کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار، ایک | ص ۲۹۶

کشتۂ گل: دیکھیے: دودِ شمعِ کشتۂ گل۔

کشتۂ لعلِ بتاں: لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی | قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے | ص ۲۱۷

کشتی[1]: (۱) اسدؔ! جز آب بخشیدن ز دریا، خضرؔ کو کیا تھا؟ | ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندرؔ کی | ص ۷۷

(۲) ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی | ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا | ص ۲۸۷

(۳) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو | ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا | ص ۲۸۸

(۴) اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری؟ | دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے | ص ۳۱۲

کشتیِ عالم: کشتیِ عالم بہ طوفانِ تغافل دے، کہ ہیں | عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم | ص ۵۴

کشتیِ مے: دیکھیے: بادبانِ کشتیِ مے۔

کشش[2]: دیکھیے ____ : (۱) زلفِ معشوق کشش۔ (۲) فرطِ کشش۔ (۳) وحشتِ فرصتِ یک جیب کشش۔

کششِ دم: تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم | کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل | ص ۱۲۴

کششِ کافِ کرم: لیے جاتی ہے کہیں ایک توقّع غالبؔ | جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو | ص ۱۹۵

کشمکش[3]: (۱) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش | عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے | ص ۱۰۴

(۲) کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش | اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے | ص ۱۰۴

(۳) جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی | دل بھی اگر گیا، تو وہی دل کا درد تھا | ص ۱۵۴

(۴) ادب ہے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجیے؟ | حیا ہے اور یہی گومگو، تو کیوں کر ہو | ص ۱۹۷

(۵) اِس کشمکش میں آپ کا مداح دردمند | آقائے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام | ص ۲۸۴

---

۱ کشتی: چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

۲ کشش: پانچ بار [مرکب]۔

۳ کشمکش: گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: سات بار]۔

دیکھیے ـــــــــ:(۶) معافِ پیچ وتابِ کشمکش۔(۷) وقفِ کشمکش۔

کشمکشِ چارۂ زحمت: دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام — مِٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہو جانا — ص ۱۵۶

کشمکشِ حسرتِ دیدار: دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار — آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے — ص ۲۱۹

کشمکشِ دامِ وفا: دیکھیے: اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا۔

کشمکشِ نزع: ہوں کشمکشِ نزع میں، ہاں جذبِ محبت! — کچھ کہہ نہ سکوں، پر وہ مرے پوچھنے کو آئے — ص ۲۳۹

کشمیر[1]: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ! — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص ۵۷

کشودِ[2] چشم: گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم شب پیدا — نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادوخوابِ بستن کا — ص ۲۷

کشودِ غنچۂ خاطر: کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل! — صبا خرامیِ خوباں بہار ساماں ہے — ص ۱۰۲

کشودہ: آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب! چل، کہ چلے دن بہار کے — ص ۲۱۰

دیکھیے ـــــــــ:(۲) چشمِ کشودہ۔(۳) مژگانِ کشودہ۔

کشورِ[3] آئینہ: مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے — تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا — ص ۱۱

کشورِ پنجاب: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ پنجاب۔

کشورِ روس: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — ص ۲۷۷

کشورِ گفت وشنود: دیکھیے: غریبِ کشورِ گفت وشنود۔

کشور ولشکر: دیکھیے: ملاذِ کشور ولشکر۔

کشورِ ہندوستان: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ ہندوستان۔

کشیدن[4]: (۱) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! — بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے — ص ۱۳

(۲) دیکھیے نئے کشیدن۔

کشیدن ہائے نقش روئے یار: دیکھیے: فکرِ کشیدن ہائے نقش روئے یار۔

---

[1] کشمیر : ایک بار [مرکب]۔
[2] کشود : دوبار [مرکب]۔
کشودہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
[3] کشور : چھے بار [مرکب]۔
[4] کشیدن : دوبار۔
کشیدن ہا : ایک بار۔ [مرکب]۔

کشیدہ[1]:	(۱) ہے دستِ رَد بہ سیرِ جہاں، بستنِ نظر	پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں	ص۶۱

دیکھیے ـــــــ:(۲) دردِ کشیدہ۔(۳) دمِ سردِ کشیدہ۔(۴) نالۂ کشیدہ۔[مزید دیکھیے: ناکشیدہ]۔

کعبہ[2]:	(۱) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کُفر	کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے	ص۲۴۹
	(۲) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا	کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی	ص۳۱۱
	(۳) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم!	آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں	ص۵۸
	(۴) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس	اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام	ص۱۳۷
	(۵) کعبے میں جارہا تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں	بھولا ہوں حقِّ صحبتِ اہلِ کنشت کو	ص۱۹۷
	(۶) وفاداری بہ شرطِ استواری اصلِ ایماں ہے	مرے بُت خانے میں، تو کعبے میں گاڑو برہمن کو	ص۱۹۹
	(۷) کعبے کس مُنہ سے جاؤ گے غالبؔ!	شرم تم کو مگر نہیں آتی!	ص۲۳۸
	(۸) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں	اُس در پہ نہیں بار، تو کعبے ہی کو ہو آئے	ص۲۳۸
	(۹) گو وھاں نہیں، پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں	کعبے سے اِن بُتوں کو بھی نسبت ہے دور کی	ص۲۴۴
	(۱۰) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی!	کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو	ص۳۰۱

دیکھیے ــ:(۱۱) درِ کعبہ۔(۱۲) لباسِ کعبہ۔

کعبہ جوئی ہا: دیکھیے وقتِ کعبہ جوئی ہا۔

کعبہ و بُت کدہ:	قبلہ و ابروے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق	کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں	ص۷
کعبۂ اربابِ یقیں:	معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن	قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں	ص۸
کعبۂ اعجازِ مسیح:	قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح	مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار	ص۹
کعبۂ امن و اماں:	(۱) قبلۂ کون و مکاں! خستہ نوازی میں یہ دیر!	کعبۂ امن و اماں! عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل!	ص۱۲۴
	(۲) بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ	کعبۂ امن و اماں کا در کھلا	ص۱۳۹
کعبۂ ایجادِ یقیں:	مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رُسل	قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں	ص۱۲۴

---

۱ کشیدہ: چار بار [مرکّب]۔

۲ کعبہ: : بیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب: دس بار]۔

کعبۂ پوشش سیاہ: جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ — کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے — ص۹۹

کعبتین[1]: دیکھیے: ذوقِ کعبتین۔

کف[2] (۱): (۱) نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے — لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا — ص۳۰

(۲) لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر — پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے — ص۱۱۵

(۳) بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے — ص۸۴

(۴) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ، مژدہ باد! — ص۳۸

کفِ جام: موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید — گُلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار — ص۳

کفِ سیلاب: (۱) وہاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام — گریے سے یہاں پنبۂ بالش، کفِ سیلاب تھا — ص۱۳۵

(۲) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے — اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا — ص۱۳۶

(۳) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا، خانہ ویرانی — کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں — ص۱۸۰

(۴) اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو — بیاضِ دیدۂ آہو، کفِ سیلاب ہوجاوے — ص۱۰۵

(۵) دیکھیے: یک کفِ سیلاب۔

کفِ موجۂ حیا: کفِ موجۂ حیات ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی — ص۱۰

کف[3] (۲): (۱) نگہِ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی — کہ مژگاں جس طرف واہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے — ص۸۴

(۲) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! — عیسیٰ آخر بہ کف آئینۂ تصویر آوے — ص۱۱۳

(۳) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں — پس از حُسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۴) اے نواسازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں — یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں — ص۶۳

(۵) شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا — تماشاے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا — ص۱۳۲

(۶) تیغ درکف: دیکھیے: کف (۱) ۴۔

(۷) ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ — یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے — ص۹۷

---

[1] کعبتین: : ایک بار [مرکّب]۔

[2] کف (۱): : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دس بار]۔

[3] کف (۲): : اُنچاس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: اڑتالیس بار]۔

دیکھیے ـــــــــ:(۸) مشعل بہ کف۔(۹) دل از کف دادۂ غفلت۔

کفِ آبلہ‌دار: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل — سُبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار — ص ۳

کفِ افسوس: نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی — کفِ افسوس مَلنا: عہدِ تجدیدِ تمنّا ہے — ص ۲۲۰

دیکھیے ـــــــــ:(۲) حنائے کفِ افسوس۔(۳) خطِ کفِ افسوس۔(۴) یک کفِ افسوس۔

کفِ افسوسِ فرصت: گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں — ص ۶۴

کفِ اُمید: سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار — ص ۴

کفِ بادہ: ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے — ص ۷۵

کفِ پا: (۱) دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رُخسار — ص ۴

(۲) نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم — جوں نمد، ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا — ص ۱۴

(۳) سرمنزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ، سُو ہے سلسلۂ پا — ص ۲۹

(۴) گلستاں بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے — جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے — ص ۱۱۱

(۵) دیکھیے: ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا۔

کفِ پائے مسافر: یہاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار — ص ۴

کفِ پائے نگار: بعد از وداعِ یار، بہ خوں در تپیدہ ہیں — نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے — ص ۸۰

کفِ تغافلِ ابروئے یار: دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گُم کر کہ تو نہ ہو — ص ۶۸

کفِ چشمِ تماشائی: شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار — ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے — ص ۱۰۴

کفِ خاک: (۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک — آسماں، بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص ۲۱۶

(۲) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دو عالم کی امیں — ص ۳۳۴

دیکھیے ـــــــــ:(۳)،(۴) ہر کفِ خاک [دوبار]۔(۵) ہم سنگِ کفِ خاک۔(۶) یک کفِ خاک۔

کفِ خاکستر: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ — اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ — ص ۲۱۹

کفِ خس: دیکھیے یک کفِ خس۔

کفِ دست: (۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی — خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار — ص۵

(۲) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سمجھ — ص۴۷

(۳) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض — اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے — ص۱۲۲

(۴) ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے، اِسے جس قدر اچھا کہیے — ص۱۲۲

کفِ قاتل: سادگی پر اُس کی، مرجانے کی حسرت دل میں ہے — بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے — ص۲۳۱

کفِ گل برگ: تماشائے بہار آئینہ پردازِ تسلّی ہے — کفِ گل برگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں — ص۶۴

کفِ گل فروش: یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے — ص۲۳۰

کفِ گوہر بار: دیکھیے: آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار۔

کفِ مدعا: ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا کرو — ص۶۹

کفِ مشاطہ: حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز — ہے کفِ مشاطہ میں آئنۂ گل ہنوز — ص۴۳

(۲) فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی — بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے — ص۱۱۵

کفِ موجۂ حیا: کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی — ص۰

کفِ نگاریں: اے غنچۂ تمنّا یعنی کفِ نگاریں! — دل دے، تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے — ص۵۵

(۲) دیکھیے: دُزدِ حنائے کفِ نگاریں۔

کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ: کفِ ہر خاکِ بہ گردوں شدہ قمری پرواز — دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ طاؤس شکار — ص۱۳۲

کفِ ہر خاکِ گلشن: اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو — ص۱۹۴

کُفر[1]: (۱) موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر — کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں — ص۷

(۲) کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا — راہِ صحرائے حرم میں ہے جرسِ ناقوس و بس — ص۴۶

(۳) اسدؔ! شکوہ کفر و دُعا ناسپاسی — ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم — ص۵۵

(۴) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر — کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے — ص۲۴۹

(۵) دیکھیے: تہمتِ بے خودیِ کفر۔

---

[1] کُفر: : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

کفرسوز: کفرسوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں ص۱۳۴

کفر و دیں: (۱) بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زنار ہے ص۸۴

(۲) دیکھیے: افسردگی آوارۂ کفر و دیں۔

کفشِ[1] پائے سیم تاں: اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی ص۱۰۰

کفن[2]: (۱) ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص۱۴۳

(۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بہ خود مرے اندر کفن کے پانو ص۱۹۶

(۳) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے ص۴۵۳

دیکھیے ______: (۴) تیغ و کفن۔ (۵) خوں چکاں کفن۔ (۶) دامانِ صد کفن۔ (۷) زینتِ جَیبِ کفن۔ (۸) قطعِ کفن۔ (۹)، (۱۰) لاشِ بے کفن [دو بار]۔

کفنِ کشتگانِ شوق: فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق — در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز ص۴۲

کفۂ[3] میزانِ عدل: غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں — یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ ص۷۰

کفیل[4]: تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل ص۱۲۴

کفیلِ بخششِ اُمت: کفیلِ بخششِ اُمت ہے، بَن نہیں پڑتی — اگر نہ شافعِ روزِ جزا کہیں اُس کو ص۲۸۵

کفیلِ عُمر: غفلت، کفیلِ عُمر و اسدؔ، ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ ص۲۱۸

کل[5]: (۱) کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں — دست برسر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا ص۲۱

(۲) وؤ دکو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا ص۲۶

(۳) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جُدائیِ اسد اللہ خاں نہ پوچھ ص۷۰

(۴) چربِ پہلوے خیالِ رزقِ دو عالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! سمجھ ص۷۳

(۵) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص۱۳۵

---

۱ کفش : ایک بار [مرکّب]۔
۲ کفن : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۳ کفہ : ایک بار [مرکّب]۔
۴ کفیل : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۵ کل : سولہ بار۔

(۶) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟   مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور   ص۱۷۰

(۷) کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں   یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں   ص۱۸۹

(۸) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند   گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں   ص۱۸۹

(۹) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم!   گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو!   ص۲۰۰

(۱۰) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش   دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے   ص۲۲۹

(۱۱) فردا و دی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا   کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی   ص۲۳۳

(۱۲) بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر   حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے   ص۲۴۳

(۱۳) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ!   پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے   ص۲۵۰

(۱۴) کل اِس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے   کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام   ص۲۶۴

(۱۵) ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں   ابھی جا کے پوچھو کہ کل کیا پکائیں؟   ص۲۶۴

(۱۶) کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے   شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے   ص۲۶۷

کُل[۱]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل   کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا   ص۱۶۲

(۲)، (۳) دیکھیے: صلحِ کُل [دو بار]۔

کلام[۲]: (۱) ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام   شاعری سے نہیں مجھے سروکار   ص۱۲۷

(۲) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی   روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں   ص۱۸۸

(۳) غالبؔ مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو   پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو   ص۱۹۶

(۴) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم!   میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے   ص۲۳۶

(۵) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اِس قدر   کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی   ص۲۴۳

(۶) مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل!   سن سن کے اُسے، سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش   ''گویم مشکل، وگر نگویم مشکل''   ص۲۵۲

---

۱ کُل: : تین بار [مرکب: دو بار]۔

۲ کلام: : دس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تین بار]۔

(۷) اُس کشمکش میں آپ کا مداحِ دردمند — آقائے نامور ہے نہ کچھ کرسکا کلام — ص۲۸۳

دیکھیے______:(۸)عارفانہ کلام۔(۹)لطیف کلام۔

کلامِ نغز: ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ — ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں — ص۲۹۹

کلاہ[1]: دیکھیے______:(۱)تخت وکلاہ۔(۲)شکستنِ طرفِ کلاہ۔(۳)،(۴)طرفِ کلاہ[دوبار]۔

کُلاہِ نازِگل: بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کلاہِ نازِ گل برطاقِ دیوارِ چمن — ص۵۹

کُلاہیں: پایا سرِ ہرذرّہ جگر گوشۂ وحشت — ہیں داغ سے معمور شقائق کی کُلاہیں — ص۵۹

کلبِ علی خاں:[2] (۱) ہرایک قطرے کے ساتھ آئے جوملک، وہ کہے — امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس — ص۲۶۳

(۲) ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم — ص۲۶۵

(۳) در پر امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم — شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں — ص۲۹۸

کلفت[3]: کلفت طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر — زنگار خوردہ آئنہ یک برگِ تاک ہے — ص۱۱۰

کلفتِ افسردگی: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن، بنائے خندہ ہے — ص۲۱۵

کلفتِ بختِ سیاہ روز: ظاہر ہے ہم سے کلفتِ بختِ سیاہ روز — گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطِّ غبار کے — ص۸۰

کلفتِ خاطر: حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی — دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا — ص۱۲۷

(۲) دیکھیے:غبارِکلفتِ خاطر۔

کلفتِ خانۂ ادبار: صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں — توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہرشب مجھے — ص۸۶

کلفتِ دل: ہوسکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک — گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں — ص۶۵

کلفتِ دلِ بے مدعا: دیکھیے:اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا۔

کلفتِ ربطِ این وآں: کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ — ص۴۳

کلفت کشیِ ہستی: کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دورنگی ہے — یعنی تیرگیِ اختر، خالِ رُخِ زنگی ہے — ص۱۱۴

کلفتِ گم گشتگاں: کیا دے صدا کہ کلفتِ گم گشتگاں سے، آہ! — ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوئے جرس تمام — ص۵۵

---

[1] کُلاہ : پانچ بار[مرکب:]۔
کُلاہیں : ایک بار۔

[2] کلبِ علی خاں : تین بار۔

[3] کلفت : چودہ بار[مفرد:ایک بار، مرکب:تیرہ بار]۔
کلفت خانہ : ایک بار[مرکب:]۔

کلفتِ ماسوا: گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ ص ۷۲

کلفتِ نظارہ: جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! — ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا ص ۱۹

کلفتِ وحشت: دیکھیے: نیازِ کلفتِ وحشت۔

کلفتِ ہستی: دیکھیے: سرنوشتِ کلفتِ ہستی۔

کلک[1]: فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر — کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل ص ۱۲۳

کلکِ قضا: (۱) شعلۂ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا — بالِ جبریلؔ سے مسطرکشِ سطرِ زنہار ص ۵

(۲) اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا — مجملاً مندرج ہوئے احکام ص ۱۳۸

کلکتہ[2]: کلکتےؔ کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! ص ۱۲۳

کُلہ[3]: عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ فرشِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کلہِ جبریلؔ کی ص ۹۱

(۲) دیکھیے: جواہرِ طرفِ کلہ۔

کُلہ گوشہ: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ — کہ کلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص ۲۸

کلیجا[4]: (۱) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا — نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا ص ۱۵۹

(۲) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص ۲۸۲

(۳) حاجی کلوؔ کو دے کے بے وجہ جواب — غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے ص ۳۱۳

کلید[5]: دیکھیے: قفلِ بے کلید۔

کلیسا[6]: ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر — کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے ص ۲۴۹

کلیم[7]: تجھ سے عالم پہ کُھلا رابطۂ قربِ کلیمؔ — تجھ سے دُنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیلؔ ص ۱۲۳

کم[8]: (۱) ہے نَفَس مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار ص ۴

---

1. کلک : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
2. کلکتہ : ایک بار۔
3. کُلہ : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
4. کلیجا : تین بار۔
5. کلید : ایک بار [مرکّب:]۔
6. کلیسا : ایک بار۔
7. کلیم : ایک بار [مرکّب:]۔
8. کم : پینتیس بار [مفرد: اٹھائیس بار، مرکّب: سات بار]۔
کم تر : ایک بار۔
کم ترین : ایک بار۔

(۲) اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے	کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا!	ص۳۱
(۳) کسو کو زِ خود رستہ کم دیکھتے ہیں	کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں	ص۵۶
(۴) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ	جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں	ص۵۷
(۵) ہوا جب حُسن کم، خط برعذارِ سادہ آتا ہے	کہ بعد از صافِ مَے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے	ص۹۸
(۶) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں	مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے	ص۱۲۵
(۷) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا	حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا	ص۱۳۶
(۸)،(۹) کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب	دیکھا، تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا	ص۱۵۴
(۱۰) گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید	پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کُھلا	ص۱۶۱
(۱۱) کم نہیں نازشِ ہمنامیِ چشمِ خوباں	تیرا بیمار، بُرا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا	ص۱۶۲
(۱۲) ترے سروِ قامت سے یک قدِ آدم	قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں	ص۱۷۹
(۱۳) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے	پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں	ص۱۸۵
(۱۴) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے، بہشت	یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں	ص۱۸۶
(۱۵) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب	لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں	ص۱۸۶
(۱۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم!	دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں	ص۱۸۶
(۱۷) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کُھلتا، یعنی	ہوسِ سیر و تماشا، سُو وہ کم ہے ہم کو	ص۱۹۵
(۱۸) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے؟	نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست، دشمن کو	ص۱۹۸
(۱۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟	ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو!	ص۲۰۰
(۲۰) بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے	جتنے زیادہ ہوگئے، اُتنے ہی کم ہوئے	ص۲۲۶
(۲۱) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی	وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے	ص۲۲۹
(۲۲) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے	یہ رنج کہ کم ہے مئے گلفام، بہت ہے	ص۲۳۶
(۲۳) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے	بہت نکلے مرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے	ص۲۳۹

(۲۴) بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے — ص۲۵۱

(۲۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ — اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم — ص۲۶۵

(۲۶)، (۲۷) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت — اِس سے لیویں گے کم نہ ہم، قیمت — ص۲۶۸ [پنج آہنگ کا اشتہار]

(۲۸) خوشا! عجزے کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلۂ خائش — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا — ص۴۴۴

(۲۹)، (۳۰) دیکھیے: چشمِ کم [دو بار]۔

کم آزار: زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقّع زیادہ رکھتے ہیں — ص۱۸۲

کمتر: رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ — رتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں — ص۱۹۱

کمتریں: جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا — کمتریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں — ص۵۷

کم سخنی: دیکھیے: گلۂ کم سخنی۔

کم فرصتیِ زیست: دیکھیے: غصّۂ کم فرصتیِ زیست۔

کم نگاہی: دیکھیے: قبولِ کم نگاہی۔

کم وزن: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا — تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگ کفِ خاک چڑھا — ص۴۴۵

[نیز دیکھیے: بے کم و کاست]۔

کمال[1]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے — ص۲۳۹

(۲) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر — اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام — ص۲۸۲

(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال — غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال — ص۵۱

دیکھیے ______: (۴) جمالِ کمال۔ (۵) مملکتِ کمال۔ (۶) ہنگامِ کمال۔

کمالِ بندگیِ گل: کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی — زِ دستِ مُشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد! — ص۳۷

کمالِ بے ادبی: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے — کہ خارِ خشک کو بھی دعویِٔ چمن نسبی ہے — ص۷۵

کمالِ تجمل و تزئیں: سرورِ مہر فر ہوا جو سوار — بہ کمالِ تجمل و تزئیں — ص۲۸۱

---

[1] کمال [illegible] اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

کمال ترجبیٔ: بے گریہ کمال ترجبیٔ ہے مجھے — در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے (ثانی) ص ۴۵۷

کمالِ حُسن: (۱) ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص ۴۰

(۲) کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو — تکلّف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے ص ۱۰۸

کمالِ دیں: یارانِ نبی سے رکھ تولّا، یاللہ! — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یاللہ! (ثانی) ص ۴۱۳

کمالِ سخن: دیکھیے: سزائے کمالِ سخن۔

کمالِ طبع: دیکھیے: رنگِ کمالِ طبع۔

کمالِ عشق: کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے — پختگی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے ص ۱۰۱

کمالِ فکر: کل اُس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے — کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام ص ۲۶۳

کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ ص ۱۹۵

کمان[1]: (۱) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ — کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟ ص ۱۴۰

(۲) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند — ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اَور ص ۱۷۰

(۳) چال، جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی ص ۲۴۲

(۴) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص ۲۴۵

(۵) نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن — وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا ص ۴۴۶

(۶) انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں — مطلب ہے ربط سے رگ و پَے کی خمیدگی ص ۴۵۴

(۷) دکانِ ناوکِ تاثیر ہے از خود تہی ماندن — سراسر عجز ہو، کرخانہ مانندِ کماں خالی ص ۳۵۵

(۸) کماں ہم بھی رگ و پَے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی ص ۷۷

دیکھیے ــــ: (۹) بحرِ کماں (۱۰) تیر و کماں۔

کمخواب[2]: دیکھیے: محو بالشِ کمخواب۔

کمر[3]: (۱) یادِ روزے کہ نفَس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا ص ۲۴

---

[1] کمان : دس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تین بار]۔ [2] کمخواب : ایک بار [مرکّب]۔ [3] کمر : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

(۲) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں | کب کمر سے غمزے کی خنجر کُھلا | ص۱۴۰
(۳) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم | لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں | ص۱۸۵
(۴) ہے کیا جو کس کے باندھیے؟ میری بلا ڈرے | کیا جانتا نہیں ہوں تمھاری کمر کو میں | ص۱۹۰
(۵) بن گیا سبحہ وہ زُنّار، خدا خیر کرے! | وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے | ص۳۱۲
(۶) نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانؔی ہے | بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے | ص۳۵۳
(۷) دیکھیے: رہِ وصفِ کمر۔

کمرِ دل: حیرت ہجومِ لذّتِ غلتانیِ تپش | سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ | ص۷۰

کمند[۱]: دیکھیے: بیتابیِ کمند۔

کمندِ شکارِ اثر: آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ | تارِ نَفَس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج | ص۱۶۵

کمندِ موجِ گل: ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابیِ اسدؔ | رنگ، یہاں بو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے | ص۱۰۷

کمی[۲]: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں | اے حسرتِ بسیار! تمنّا کی کمی ہے | ص۱۰۶

کمیِ ربطِ نیاز: تہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب! | کمیِ ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار | ص۶

کمیں[۳]: (۱) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا | رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں | ص۸
(۲) اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر | حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا | ص۲۲
(۳) دویدن کے کمیں، جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا | بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ سُرگیں پایا | ص۲۲
(۴) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک | درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں | ص۵۶
(۵) وہ حلقہ ہاے زلف کمیں میں ہیں، اے خدا! | رکھ لیجو میرے دعویِ وارستگی کی شرم | ص۱۷۷
(۶) نے تیر کماں میں ہے، نہ صیّاد کمیں میں | گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے | ص۲۲۵
دیکھیے ـــــــ: (۷) حریفِ شیر کمیں۔ (۸) محوِ کمیں۔

کمینِ بے زبانی: جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی | تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی | ص۲۰۷

---

۱ کمند: تین بار [مرکّب]۔ ۲ کمی: دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔ ۳ کمیں: دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔

کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ:	راحت کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے	پاے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے	ص۱۰۵
کمیں خانۂ[1] تعمیر:	دیکھیے: صیادِ کمیں خانۂ تعمیر۔		
کمیں خانۂ خوابِ صیاد:	دیکھیے: دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد۔		
کمیں گاہِ[2] بلا:	نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جاے مے کشاں! خالی	کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی	ص۴۵۵
کمیں گاہِ تغافل:	دیکھیے: گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل۔		
کمیں گاہِ تقریب جوئی:	شکفتن کمیں گاہِ تقریب جوئی	تصوّر ہوں بے موجب آزردگاں کا	ص۱۸
کمیں گاہِ درد:	عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد	دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز	ص۴۴
کمیں گاہِ مدعا:	اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم!	غبارِ نالہ کمیں گاہِ مدعا معلوم!	ص۵۳
کمیں گاہِ نظر:	خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے	شام سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے	ص۱۰۹
کمیں گاہِ وحشت شناسی:	تغافل کمیں گاہِ وحشت شناسی	نگہبانِ دل ہاے اغیار ہیں ہم	ص۵۵
کمیں گاہِ یک جہاں سودا:	طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا	بہ مرگ تکیۂ آسایشِ فنا معلوم!	ص۵۳
کمینگرِ[3] ایجادِ یک نگاہ:	ہے دلبری کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ	کارِ بہانہ جوُ چشمِ حیا بلند!	ص۳۹
کمینگرِ تقریب:	بہانہ جوُ رحمت کمینگرِ تقریب	وفاے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے	ص۱۱۲
کمیں گہِ نقبِ شعور:	ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور	یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں	ص۱۱۸
کمیں گیریِ[4] اختر شمری:	کنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری	عینکِ چشم بناروزنِ زنداں مجھ سے	ص۸۳
کمینہ[5]:	دیکھیے: بندۂ کمینہ۔		
کنارِ[6] بحر:	شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج	گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک	ص۱۷۵

---

[1] کمیں خانہ : دوبار [مرتّب]۔
[2] کمیں گاہ : آٹھ بار [مرتّب]۔
کمیہ گہ : ایک بار [مرتّب]۔
[3] کمینگر : دوبار [مرتّب]۔
[4] کمینگیری : ایک بار [مرتّب]۔
[5] کمینہ : ایک بار [مرتّب]۔ [6] کنار : چار بار [مرتّب]۔

کنارِ بےخودی: اسدؔ! جمعیتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر — دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے ص۸۱

کنارِ بےدلی: غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بے دلی ہے — مگر ایک شہ پرِ مور کرے سازِ بادبانی ص۱۰

کنارِ ہوس: چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس — اُمید محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے ص۱۱۲

کنارہ[۱]: (۱) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج ص۱۹۵

(۲) سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ — خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے ص۲۲۸

(۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے ص۲۹۱

کُنج[۲]: کُنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کُھلا — کاشکے! ہوتا قفس کا در کُھلا ص۱۴۰

کُنجِ آشیانہ: دیکھیے: طوطیِ درکُنجِ آشیانہ۔

کُنجِ تاریک: کُنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے ص۸۳

کُنجِ دہن: دیکھیے: خالِ کُنجِ دہن۔

کُنجِ قفس: (۱) دیکھیے: پرِ افشاندہ درکُنجِ قفس۔

(۲) بیضہ آسا تنگ بال و پر ہے یہ کُنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو، گر رہا ہوجایئے ص۲۱۶

کندھا[۳]: پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے ص۲۳۱

کُنشت[۴]: دیکھیے: حقِ صحبتِ اہلِ کُنشت۔

کنعاں[۵]: دیکھیے ____: (۱) پیرِ کنعاں۔ (۲) محوِ ماہِ کنعاں۔

کُنگرِ[۶] استغنا: وھاں کُنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر — یھاں نالے کو اُور اُلٹا دعوائے رسائی ہے ص۲۱۰

کُو بہ کُو[۷]: شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں ص۲۸۰

کوے[۸]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۱۳۶

---

۱ کنارہ: تین بار۔

۲ کُنج: چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔

۳ کندھا: ایک بار۔

۴ کُنشت: ایک بار [مرکب]۔

۵ کنعاں: دوبار [مرکب]۔

۶ کُنگر: ایک بار [مرکب]۔

۷ کُو بہ کُو: ایک بار۔

۸ کوے: آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

کوے تمنّاے بے دلی: جوں جادہ، سر بہ کوے تمنّاے بے دلی — زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز — ص ۴۲

کوے دوست: رہے ہے یوں گہ و بے گہ کہ کوے دوست کو اب — اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے — ص ۲۴۷

کوے ملامت: دیکھیے: طوافِ کوے ملامت۔

کوے یار: (۱) کب مجھے کوے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی — آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں — ص ۱۷۸

(۲) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں — بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پَر گئی — ص ۲۳۳

(۳) دیکھیے ______: راہِ کوے یار۔ (۴) سرِ کوے یار۔

کواکب[1]: (۱) ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ — دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا — ص ۱۳۹

(۲) ایسی رونق ہوئی برات کی رات — کہ کواکب ہوئے تماشائی — ص ۲۶۲

(۳) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی — ص ۲۶۲

(۴) دیکھیے: تسبیحِ کواکب۔

کواکب سپہِ مہر علم: دیکھیے: شہنشاہِ کواکب سپہِ مہر علم۔

کوان[2]: دیکھیے: مسٹر کوان۔

کوتاہ[3]: (۱) چوں کہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہاے جہاں دامن فشانی مفت ہے — ص ۱۱۴

(۲) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں — دراز اس کی ہو عُمر اِس قدر، سخن کوتاہ — ص ۲۷۸

(۳) دیکھیے: یک دامنِ کوتاہ۔

کوتاہیِ قسمت[4]: وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار — جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں — ص ۱۹۲

کوتاہیِ نشوونما: سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ — اگر گُل، سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہوجاوے — ص ۲۱۳

کوتہ[5]: دیکھیے: عمرِ کوتہ۔

---

[1] کواکب: پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔

[2] کوان: ایک بار۔

[3] کوتاہ: تین بار [مفرد: دوبار]۔

[4] کوتاہی: دوبار [مرکّب]۔

[5] کوتہ: ایک بار [مرکّب]۔ کوتہی: ایک بار [مرکّب]۔

کوتہی: دیکھیے: بندِ کوتہی۔

کوثر[1]: غرورِ لطفِ ساقی نشّۂ بیباکیِ مستاں — نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی — ص۷۷

دیکھیے ـــــــ: (۲) تر زبانِ لطفِ شکرِ ساقیِ کوثر۔ (۳) دریا بخششِ ساقیِ کوثر۔ (۴)، (۵) ساقیِ کوثر [دوبار]۔ (۶) عشقِ ساقیِ کوثر۔ (۷) غلامِ ساقیِ کوثر۔ (۸) ولاے ساقیِ کوثر۔ (۹) ساقیِ کوثر ساغر۔

کوچ[2]: اب ہے دلّی کی طرف کوچ ہمارا غالبؔ — آج ہم حضرتِ نوّابؔ سے بھی مل آئے — ص۳۱۲

کوچہ[3]:
(۱) وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلّی ہوں جسے — کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں — ص۹۳
(۲) کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص۸
(۳) ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا — ص۱۳
(۴) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں — ص۵۸
(۵) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال — دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا — ص۱۵۲
(۶) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا — ص۱۵۶
(۷) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ! — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار — ص۱۶۷
(۸) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت — یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں — ص۱۸۶
(۹) ضعف سے نقشِ پئے مور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو — ص۱۹۵
(۱۰) پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے — ص۲۳۱
(۱۱) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں، لیکن — بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے — ص۲۳۹
(۱۲) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی — ص۳۱۱
(۱۳) موت بس اُن کی ہے، جو مر کے وہیں دفن ہوئے — زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے — ص۳۱۲

کوچہ دادنِ موج: دریاے مے ہے ساقی، لیکن خمار باقی — تا کوچہ دادنِ موج خمیازہ آشنا ہے — ص۹۳

کوچہ دادنِ گل: جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے — زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا — ص۱۳

---

[1] کوثر: نوبار [مرکّب]۔
[2] کوچ: ایک بار۔
[3] کوچہ (مختلف معانی میں): بائیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: نوبار]۔
کوچہ ہا: دوبار [مرکّب]۔

کوچہ گردیِ بازارِ عشق:	ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے	ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام	ص ۵۵
کوچہ ہاے موج:	دیکھیے: غبارِ کوچہ ہاے موج۔		
کوچہ ہاے نَے:	ویرانیے جز آمد و رفتِ نفس نہیں	ہے کوچہ ہاے نَے میں غبارِ صدا بلند	ص ۳۸
کوچۂ دلدار:	دیکھیے: ساکنانِ کوچۂ دلدار۔		
کوچۂ رسوائی:	نے کوچۂ رسوائی و زنجیرِ پریشاں	اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں	ص ۶۰
کوچۂ زنّار:	بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر	گردِ صحراے حرم تا کوچۂ زُنّار ہے	ص ۸۳
کوچۂ موج:	نااُمیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار	کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا	ص ۱۴
کوچۂ ےخانہ:	دیکھیے: گداے کوچۂ ےخانہ۔		
کوچۂ یار:	زندگی کے ہوئے ناگہ نَفَسِ چند تمام	کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا	ص ۴۴۶
کودکی[1]:	مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی	کبھی کودکی میں جس نے نہ سُنی مری کہانی	ص ۲۰۷
کُور[2]:	دیکھیے ـــــ: (۱) چند چشمِ کور۔ (۲) عصاے کور۔		
کُوراں:	دیکھیے: آئینہ و اقلیمِ کوراں۔		
کوریِ دل و چشمِ رقیب:	تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس	بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ	ص ۱۲۶
کوزہ[3]:	پیوں شراب، اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار	یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے	ص ۲۴۲
کوس[4]:	حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے؟ جب ہو موجود	ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم	ص ۲۶۵
کوسوں[5]:	مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا	کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا!	ص ۱۵۳
کوشش[6]:	کوشش ہمہ بیتابِ تردّدِ شکنی ہے	صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے	ص ۱۱۰
	(۲) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا	تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت	ص ۱۲۷

---

۱ کودکی : ایک بار۔
۲ کُور : دوبار [مرکّب]۔
کوراں : ایک بار [مرکّب]۔
کوری : ایک بار [مرکّب]۔
۳ کوزہ : ایک بار [مرکّب]۔
۴ کوس : ایک بار [مرکّب]۔
۵ کوسوں : ایک بار۔
۶ کوشش : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔

(۳) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے — ص۲۳۶

کوششِ بیجا: دیکھیے: شرمِ کوششِ بیجا۔

کوششِ ایجادِ داغ تازہ: دیکھیے: گرمِ کوششِ ایجادِ داغ تازہ۔

کوکِ[1] صدائے آبشارِ نغمہ: سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے — سیل، یعنی کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے — ص۸۷

کوکب[2]: دیکھیے ــــــ: (۱) آئنہ دارِ تپشِ کوکب۔ (۲) تارکیِ کوکب۔ (۳) چشمِ کوکب۔

کوکبِ اقبال: مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکادے — وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں — ص۹۲

کوکبِ بخت: کوکبِ بخت بجز روزنِ پُردود نہیں — عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تا چند — ص۳۹

کوکب ہا: دیکھیے: رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا۔

کوکبۂ[3] شہریار: روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی — اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہگزار کی — ص۲۵۱

کون ومکاں[4]: دیکھیے: قبلۂ کون ومکاں۔

کوہ[5]: (۱) نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز — رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار — ص۵

(۲) کوہ کو بیم سے اُس کے، ہے جگر باختگی — نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں — ص۸

(۳) صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں! — پئے سنجیدنِ یاراں، ہو حاملِ خوابِ سنگیں کا — ص۲۸

(۴) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک — آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے — ص۲۱۱

(۵) کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہو جایئے — بے تکلف اے شرارِ جستہ، کیا ہو جایئے! — ص۲۱۶

(۶) دیکھیے: دشت وکوہ۔

کوہِ طور: کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟ — آؤ نا، ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی — ص۲۴۴

دیکھیے ــــــ: (۲) سنگِ کوہِ طور۔ (۳) لختِ دلِ کوہِ طور۔

کوہ وصحرا: کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار — ص۳۲

---

۱ کوک : ایک بار [مرکّب]۔

۲ کوکب : پانچ بار [مرکّب]۔

کوکب ہا : ایک بار [جمع]۔

۳ کوکبہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴ کون ومکاں : ایک بار [مرکّب]۔

۵ کوہ : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پانچ بار]۔

کوہکن[1]: (۱) بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز — وہ سبزہ کوہ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز — ص ۴۲
(۲) مرگِ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں — ص ۶۲
(۳) جان میں ہوتی گر یہ شیرینی — کوہکن باوجودِ غمگینی — ص ۱۳۰
(۴) کوہکن گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب — بیستوں، آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں — ص ۱۳۴
(۵) تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن، اسدؔ! — سر گشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا — ص ۱۴۳
(۶) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! — سنگ سے سرمار کر ہووے نہ پیدا آشنا — ص ۱۴۹
(۷) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانْو — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانْو — ص ۱۹۶
(۸) قدوگیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے — جہاں ہم ہیں، وہاں دارورسن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۳
(۹) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر — ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴
(۱۰) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا — کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ — ص ۳۰۳

دیکھیے ____:(۱۱) مژگانِ کوہکن۔(۱۲) رنجِ کوہکن۔

کوہسار[2]: (۱) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن، اسدؔ! — تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو — ص ۶۹
(۲) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار — گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ — ص ۷۳

کہاروں[3]: ہنس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے — کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے — ص ۲۳۳

کہانی[4]: (۱) مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی — ص ۲۰۷
(۲) کب وہ سنتا ہے کہانی میری — اور پھر وہ بھی زبانی میری — ص ۲۳۰

کھٹکا[5]: (۱) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا — ص ۱۵۴
(۲) نہ لُٹتا دن کو، تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو — ص ۱۹۹
(۳) ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے — ص ۲۲۲

کھٹے[6]: وہ کھٹے کہاں پائیں اِملی کے پھول؟ — وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ — ص ۲۶۴

---

۱ کوہکن: بارہ بار [مفرد: نوبار، مرکب: تین بار]۔
۲ کوہسار: دوبار۔
۳ کہاروں: ایک بار۔
۴ کہانی: دوبار۔
۵ کھٹکا: تین بار۔
۶ کھٹے: ایک بار۔

کھرے[1]: تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور ص۱۷۱

کُہسار[2]: (۱) آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ ص۳۶

(۲) داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ص۴۴

(۳) بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو ص۶۷

(۴) برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے مینا شکستگاں کو کہسار خوںبہا ہے ص۹۴

(۵) بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے ص۷۹

(۶) یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ جادہ تا کہسار موے چینیِ افلاک ہے ص۱۰۶

دیکھیے ـــــــ: (۷)، (۸) تیغِ کہسار [دوبار]۔ (۹) جوہرِ تیغِ کہسار۔ (۱۰) صیقلِ تیغِ کہسار۔ (۱۱) طوطیِ سبزۂ کہسار۔ (۱۲) عرضِ سنگینیِ کہسار۔ (۱۳) مغزِ کہسار۔ (۱۴) میانِ کہسار۔

کُہستاں[3]: دیکھیے: سوے کہستاں۔

کہکشاں[4]: (۱) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ص۲۸

(۲) مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلّادِ فلک کہکشاں موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے ص۱۰۱

(۳) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اِس میں بے شمار گرہ ص۲۷۸

کِھل کِھل[5]: کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟ آج ہنستے آپ جو کِھل کِھل نہیں ص۲۷۶

کُہن[6]: دیکھیے ـــــــ: (۱) چرخِ کہن۔ (۲) درسِ نسخہ ہاے کہن۔ (۳) گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن۔ (۴) ورزشِ قصۂ کُہن۔

کُہن تکیہ: ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں فقیرِ غالبِ مسکیں کا ہے کُہن تکیہ ص۳۰۲

کُہنہ: دیکھیے: زخم ہاے کہنۂ دل۔

کھیت[7]: خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق خرمن کو ص۱۹۸

کھیل[8]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جُزو میں کُل کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا ص۱۶۲

---

[1] کھرے: : ایک بار۔
[2] کُہسار : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
[3] کُہستان : ایک بار [مرکّب]۔
[4] کہکشاں : تین بار۔
[5] کِھل کِھل : ایک بار۔
[6] کُہن : پانچ بار [مرکّب]۔ کُہنہ : ایک بار [مرکّب]۔
[7] کھیت : ایک بار۔
[8] کھیل : چار بار۔

(۲) کھیل سمجھا ہے، کہیں چھوڑ نہ دے، بھول نہ جائے — کاش! یوں بھی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے — ص۲۴۶

(۳) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال — ص۲۵۳

(۴) اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے — ص۲۴۸

کئی ہزار[1] برس: فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس — ص۲۶۴

کَے[2]: دیکھیے: عزّتِ تختِ کَے۔

کیا خوب[3]: (۱) جاتے ہوئے کہتے ہو: قیامت کو ملیں گے — کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اَور — ص۱۷۱

(۲) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! — ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں — ص۱۸۶

(۳) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ — بس چُپ رہو، ہمارے بھی مُنہ، میں زبان ہے — ص۲۰۳

(۴) سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص۲۹۳

(۵) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے — نہ سہی ہم سے، پر اُس بُت میں وفا ہے تو سہی — ص۳۱۱

کیخسرو[4]: مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو — ص۱۹۹

کیسہ[5]: نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن؟ — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے — ص۱۱۴

کیسۂ زر: رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کوتہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل — ۵۳

کیش[6]: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم — ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہوگئیں — ص۱۹۲

کیش و ملّت: نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملّت کا — خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے — ص۳۱۲

کیفیت[7]: (۱) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اِس میں گوہر ہو — ص۶۷

(۲) روانیِ موجِ مَے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسّم کی عبارت کی — ص۹۷

(۳) دیکھیے: ہجومِ دو جہاں کیفیت۔

کیفیت افزا: سُرورِ نشّۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص۷۹

---

[1] کئی ہزار: ایک بار۔
[2] کَے: ایک بار [مرکّب]۔
[3] کیا خوب: پانچ بار۔
[4] کیخسرو: ایک بار [مرکّب]۔
[5] کیسہ: دو بار [مرکّب]۔
[6] کیش: دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[7] کیفیت: بیس بار [مفرد: دو بار۔ مرکّب: اٹھارہ بار]۔

کیفیتِ حال: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال — ئے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا — ص ۴۴۵

کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں: دیکھیے: مئِ کیفیتِ خمیازہ ہائے صبح آغوشاں۔

کیفیتِ دگر: دیکھیے: طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر۔ — ک

کیفیتِ دل: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب — نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار — ص ۴

دیکھیے ______: (۲) سازِ عریانیِ کیفیتِ دل۔ (۳) موجۂ کیفیتِ دل۔

کیفیتِ دیگر: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچے سے صدخُم مئِ گل رنگ نکالوں — ص ۶۰

کیفیتِ ساغر: وہ تشنۂ سرشارِ تمنّا ہوں کہ جس کو — ہر ذرّہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے — ص ۱۱۴

کیفیتِ شادی: ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے — ص ۲۱۰

کیفیتِ صدرنگ: دیکھیے: آئنہ کیفیتِ صدرنگ۔

کیفیتِ فصل: دیکھیے: طوفانیِ کیفیتِ فصل۔

کیفیتِ محفل: شب کہ تھی کیفیتِ محفل بہ یادِ روے یار — ہر نظر میں داغِ مَے، خالِ لبِ پیمانہ تھا — ص ۲۵

کیفیتِ مَے: (۱) جنونِ بے کسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا — شررِ کیفیتِ مَے، سنگ محوِ نازِ مینائی — ص ۹۲

(۲) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا — بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا — ص ۴۴۷

کیفیتِ مے خانہ: عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوے گلستاں میں — کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا — ص ۴۴۷

کیفیتِ ہجومِ تمنّا: کیفیتِ ہجومِ تمنّا رسا، اسدؔ! — خمیازہ، ساغرِ مَیِ رنجِ خمار ہے — ص ۹۰

کیل[1]: پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص ۱۲۴

کیمیا[2]: بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حُسین بلند — بقدرِ فہم ہے گر کیمیا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

کیموس[3]: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں — جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا — ص ۱۵۴

کیں[4]: دیکھیے: خنجرِ کیں۔

---

۱ کیل: : ایک بار۔

۲ کیمیا : ایک بار۔

۳ کیموس : ایک بار [مرتّب]۔

۴ کیں : ایک بار [مرتّب]۔

گ

گالیاں[1]: کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب — گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا ص۱۶۲

گالیوں: وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب — یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرف درباں ہو گئیں ص۱۹۲

گام[2]: (۱) ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا! ص۱۹

(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں ص۲۹۸

دیکھیے______: (۳) تیزیِ گام۔ (۴) نقشِ ہر گام۔ (۵) یک گام۔

گام فرسا: وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبانِ خدا رہ نما کہیں اُس کو ص۲۸۵

گانٹھ[3]: (۱) پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل ص۱۲۳

(۲) یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ — ہے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے ص۲۵۳

(۳) اب تو مل جائے گی تیری اِن سے سانٹھ — لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ ص۲۶۶

(۴) کھُلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ ص۲۷۹

(۵)، (۶) دیکھیے: برس گانٹھ [دوبار]۔

گبر[4] و ترسا: اسدؔ! قدرت سے حیدرؔ کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو — شرارِ سنگِ بُت بہرِ بنائے اعتقاد آتش ص۴۷

گدا[5]: (۱) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال، اچھا ہے ص۲۳۹

(۲) گدا سمجھ کے وہ چپ تھا، مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے ص۲۳۶

---

۱ گالیاں: ایک بار۔ گالیوں: ایک بار۔

۲ گام: چھے بار [مرکّب]۔

۳ گانٹھ: چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دوبار]۔

۴ گبر: ایک بار [مرکّب]۔

۵ گدا: آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔
گدایاں: ایک بار [مرکّب]۔

گدائے بے سروپا: اسدؔ ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں — کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پُشت خار اپنا — ص۱۵۴

گدائے سایہ‌نشیں: جن کی دیوارِ قصر کے نیچے — آسماں ہے گدائے سایہ نشیں — ص۲۸۰

گدائے طاقتِ تقریر: گدائے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے — کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے — ص۱۱۲

گدائے عاشق: ظلم کرنا گدائے عاشق پر — نہیں شاہانِ حُسن کا دستور — ص۴۲

گدائے کوچۂ مے‌خانہ: علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں — ص۱۹۲

گدائے مے: کیوں بُوتے ہیں باغبان تُونبے — گر باغ گدائے مے نہیں ہے — ص۲۲۸

گدایاں: دیکھیے: نقصِ گدایاں۔

گدائی[1]: (۱) زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مِہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا — ص۱۴۶

(۲) چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی — سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے — ص۲۲۷

دیکھیے ______: (۳) جامِ گدائی۔ (۴) مشقّتِ گدائی۔ (۵) شایستۂ گدائی۔

گداختہ[2]: (۱، ۲) دیکھیے: دلِ گداختہ [دو بار]۔

گداز[3]: (۱) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز — دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا — ص۳۰

(۲) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہ آبدار تر — ص۴۰

(۳) دیکھیے: سرتاپا گداز۔

گدازِ آئینۂ اعتبار: عبرت طلب ہے حلِّ معمّائے آگہی — شبنم، گدازِ آئینۂ اعتبار ہے — ص۹۰

گدازِ ترنجبیں: خیالِ شربتِ عیسیٰؑ گدازِ ترنجبیں ہے — اسدؔ! ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثرؑ کا — ص۴۴۴

گدازِ جوہرِ افسانہ: دیکھیے: عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔

گدازِ حوصلہ: جنوں، فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص۹۹

گدازِ دل: (۱) نظرے سوئے کہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی — ص۹

(۲) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم شب پیما — نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو، خوابِ بستن کا — ص۲۷

---

[1] گدائی : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکب: تین بار]۔
[2] گداختہ : دو بار [مرکب]۔
[3] گداز : اٹھارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سترہ بار]۔

(۳) کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت　سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا ہے　ص۸۳

(۴) دیکھیے: عرضِ افسونِ گدازِ دل۔

گدازِ ربط: بزم، ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے　عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ　ص۴۲

گدازِ سعیِ بینش: گدازِ شمعِ محفل شست وشوے نقشِ خود کامی　سراپا شبنم آئینہ یک نگاہِ پاک باقی ہے　ص۱۰۷

گدازِ شمعِ محفل: معمائے تکلف سر بہ مہرِ چشم پوشیدن　گدازِ شمعِ محفل پیچشِ طومارِ بستر ہے　ص۸۵

گدازِ موم: گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی　نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار آتش　ص۴۷

(۲) ہے گدازِ موم اندازِ چکیدن ہاے خوں　نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصاد یہاں　ص۵۷

گدازِ نالہ: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر　دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیارِ تر　ص۴۰

گدازِ ہر تمنا: اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی　گدازِ ہر تمنا: آبیارِ صد تمنا ہے　ص۸۵

گدھا[۱]: شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم!　آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں　ص۵۸

گدیہ گر[۲]: وہاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم　کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں　ص۲۸۰

گراب[۳]: سمجھا اُسے گراب، ہوا پاش پاش دل　دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام　ص۲۸۲

گرامی[۴]: دیکھیے: مہرِ مکتوبِ گرامی۔

گراں[۵]: (۱) ساقی و تعلیمِ رنجِ محفل و تمکیں گراں　سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز　ص۴۴

(۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب　سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں　ص۱۸۸

دیکھیے ____: (۳) حریفِ سختیِ خوابِ گراں۔ (۴) حسابِ سختیِ خوابِ گراں۔ (۵) خوابِ گراں۔ (۶) خوابِ گرانِ خسرو پرویز۔ (۷) سنگِ گراں۔ (۸) ہمہ خوابِ گراں۔ (۹) آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں۔

گراں بارِ[۶] مشتِ زر: جوں بوے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مشتِ زر　لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں　ص۶۱

---

۱ گدھا : ایک بار۔
۲ گدیہ گر : ایک بار۔
۳ گراب : ایک بار۔
۴ گرامی : ایک بار [مرکب]۔
۵ گراں : نو بار [مفرد: دو بار، مرکب: سات بار]۔
۶ گراں بار : ایک بار [مرکب]۔
گراں باری : دو بار [مرکب]۔
گراں باروں : ایک بار۔
گراں تر : ایک بار۔

گراں باریِ زنجیر: دیکھیے: رنجِ گراں باریِ زنجیر۔

گراں باریِ گوہر: دیکھیے: تابِ گراں باریِ گوہر۔

گراں باروں: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے   جرسِ قافلہ یھاں دل ہے گراں باروں کا   ص۲۸

گراں تر: بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار   دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا   ص۳۰

گراں جانی:[1] گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا   کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں   ص۶۴

(۲) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں   مرحبا مَیں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے   ص۲۳۲

دیکھیے ــــــــ: (۳) عرضِ گراں جانی۔ (۵) مجبورِ گراں جانی۔

گراں[2] جسد: دیکھیے: فیلِ گراں جسد۔

گراں مایگیِ اشک: دیکھیے: نازِ گراں مایگیِ اشک۔

گراں مایہ[3]: دیکھیے ــــــــ: (۱) داد و دیدِ گراں مایہ۔ (۲) گنج ہائے گراں مایہ۔

گراں نشیں[4]: دیکھیے: شکایتِ رنجِ گراں نشیں۔

گرانی[5]: (۱) شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر   نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی   ص۱۰

(۲) تکلف بر طرف، فرہاد اور اِتنی سبک دستی!   خیال آساں تھا، لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی   ص۷۷

(۳) ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں   خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے   ص۷۸

(۴) قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں   سخت ارزاں ہے گرانی میری   ص۲۳۱

گرد[6]: (۱)، (۲) ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز   گرد اُس دشت کی: امید کو احرامِ بہار   ص۱۳۳

(۳) دل تا جگر، کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب   اِس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا   ص۲۵۴

(۴) بس کہ ہیں، ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے   جلوۂ گل کے سوا، گرد اپنے مدفن میں نہیں   ص۱۸۵

(۵) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے   گھِستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے   ص۲۴۸

---

[1] گراں جانی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] گراں جسد : ایک بار [مرکّب]۔

[3] گراں مایہ : دو بار [مرکّب]۔

[4] گراں نشیں : ایک بار [مرکّب]۔

[5] گرانی : چار بار۔

[6] گرد : پینتیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تیس بار]۔

گردِ تمنائے اثر: ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟ — نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے — ص۱۱۰

گردِ جولاں: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار — ص۵

گردِ جوہر: نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ — گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں — ص۸

گردِ خرامِ دُلدُل: دشت تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدُل — نعل در آتشِ ہر ذرّہ ہے تیغِ کہسار — ص۵

گردِ راہ: (۱) خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں — جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں — ص۵۵

(۲) فوج کی گردِ راہ مشک فشاں — رہرووں کے مشام عطر آگیں — ص۲۸۱

دیکھیے ــــــــ: (۳) دماغ گردِ راہ۔ (۴) ہرموج گردِ راہ۔

گردِ راہِ یار: گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک — ص۱۷۵

گردِ رہ: گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر — ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار — ص۵ [وصفِ دُلدُل میں]

(۲) گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں — نقشِ ہرگام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں — ص۹ [وصفِ دُلدُل میں]

(۳) خوش اوفتادگی! کہ بہ صحرائے انتظار — جوں جادہ، گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں — ص۵۵

(۴) کیا دے صدا؟ کہ کلفتِ گم گشتگاں سے آہ! — ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام — ص۵۵

گردِ رہِ جولانِ صبا: گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہوجانا — ص۱۵۶

گردِ رہِ حُسین: دیکھیے: پایۂ گردِ رہِ حُسین۔

گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ: خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں — ہے سخن: گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ — ص۱۷

گردِ ساحل: (۱) ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک — گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں — ص۶۵

(۲) گردِ ساحل، ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا — گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جائے کدو — ص۶۹

(۳) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج — گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک — ص۱۷۵

گردِ سفر: اسدؔ! ہوں میں پر افشانِ رمیدن — سوادِ شعر در گردِ سفر ہے — ص۴۵۶

گردِ سواد: (۱) کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحرائے طلب — مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد — ص۳۸

(۲) دیکھیے: جلوۂ گردِ سواد۔

گردِ سوادِ باغ: رنجشِ یارِ مہرباں عیش و طرب کا ہے نشاں — دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے — ص۱۱۶

گردِ سوادِ نرگستاں: خموشی: خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے — غبارِ سرمہ: یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے — ص۸۱

گردِ صحرائے حرم: بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زُنّار ہے — ص۸۳

گردِ کارواں: صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا — ص۴۳۶

گردِ کتاب: (۱) حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں — خط، صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے — ص۴۵۲

(۲) تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب — ص۳۱

گردِ میدانِ نزاع: رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش — جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع — ص۴۸

گردِ وہم: عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ — یہ گردِ وہم جز بہ سرِ امتحاں نہیں — ص۵۷

گرد[1]: یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے — ص۸۰

گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ: اختلافِ رنگ و بو، طرحِ بہارِ بے خودی — صلحِ کُل، گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے — ص۸۷

گردِ خانہ ہائے منعماں: زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا — ص۲۰

گردِ سرمہ: دویدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ شرمگیں پایا — ص۲۲

گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا: آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے — دستار گردِ شاخِ گُلِ نقشِ پا کروں — ص۵۶

گردِ ہالۂ ماہ: حلقۂ گیسو کھُلا دورِ خطِ رخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہوگیا — ص۴۴۵

گرداب[2]: (۱) نہیں گرداب جُز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا — ص۲۶

(۲) زِ بس طوفانِ آب و گل ہے، غافل! کیا تعجب ہے — کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں گرداب ہو جاوے — ص۱۰۵

(۳) دیکھیے: ہر یک حلقۂ گرداب۔

گردابِ جوہر: دیکھیے: حلقۂ گردابِ جوہر۔

گردابِ حیا: دیکھیے: موجِ گردابِ حیا۔

گردابِ دو عالم آداب: تنگیِ حوصلہ: گردابِ دو عالم آداب — دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار — ص۶

---

۱ گرد : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۲ گرداب : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

گردابِ طوفاں: دیکھیے: یک حلقۂ گردابِ طوفاں۔

گردانده[۱]: دیکھیے: یک ورقِ گردانده۔

گردباد[۲]: گردباد آئنہ فتراکِ دماغِ دل ہا   تیرا صحرائے طلب محفلِ پیمانہ شکار   ص ۶

(۲) بس کہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد   ہے غلافِ دلچۂ خرشید ہر یک گردباد   ص ۳۸

(۳) ہر گردباد حلقۂ فتراکِ بے خودی   مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر   ص ۴۱

(۴) بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبّت اے اسدؔ!   گردباد اِس راہ کا ہے عقدۂ پیمانِ عجز   ص ۴۴

(۵) اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی   نہ باندھے شعلۂ جوّالہ غیر از گردباد، آتش   ص ۴۶

(۶) گرد باد: آئنۂ محشرِ خاکِ مجنوں   یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے   ص ۱۰۷

(۷) دیکھیے: بزمِ نشاطِ گردباد۔

گردبادِ دشت: دیکھیے: ہر گردبادِ دشت۔

گردبادِ رہِ بیتابی: گردبادِ رہِ بیتابی ہوں   صرصرِ شوق ہے بانی میری   ص ۲۳۱

گردبادِ گلستاں: دیکھیے: ہر یک گردبادِ گلستاں۔

گردش[۳]: (۱) شررِ فرصت نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے   بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا   ص ۱۷

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی   کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روزگاری کا   ص ۱۹

(۳) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش اُستوار   گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ   ص ۷۳

(۴) گردش میں لا تجلّیِ صد ساغرِ تسلّی   چشمِ تحیّر آغوش مخمورِ ہر ادا ہے   ص ۹۳

(۵) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد   چرخ نے لی ہے جس سے گردش وام   ص ۱۳۷

(۶) رات دن گردش میں ہیں سات آسماں   ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا!   ص ۱۶۱

دیکھیے ______: (۷) حاصلِ گردش۔ (۸) سُرورِ نشۂ گردش۔ (۹) ہر رنگ گردش۔

گردش آفریں: دیکھیے: بلا گردش آفریں۔

---

۱ گردانده : ایک بار [مرکب]۔

۲ گردباد : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔

۳ گردش : تیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پچیس بار]۔

گردشِ آموزِ فلک:	فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا	دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا	ص۴۴۴
گردشِ افلاک:	نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دَورِ ساغر کی	مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے	ص۱۰۷
گردشِ ایام:	بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟	بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام	ص۱۳۵
گردشِ پہلو:	فرصت آرامِ غشِ ہستی ہے بُحرانِ عدم	ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے	ص۷۹
گردشِ پیانۂ صفات:	یعنی بہ حسبِ گردشِ پیانۂ صفات	عارف ہمیشہ مستِ مےِ ذات چاہیے	ص۲۲۰
گردشِ پیانۂ مے:	دیکھیے: نیازِ گردشِ پیانۂ مے۔		
گردشِ جامِ تمنا:	ہوگئے باہم گر جوشِ پریشانی سے جمع	گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے	ص۱۰۰
گردشِ رنگِ چمن:	عُمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار	گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب	ص۳۲
گردشِ رنگِ طرب:	گردشِ رنگِ طرب سے ڈریے	غمِ محرومیِ جاوید نہیں	ص۱۸۳
گردشِ ساغر:	دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل	خُم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں	ص۶۱
	(۲) دیکھیے: دورِ گردشِ ساغر۔		
گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں:	گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں تجھ سے	آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں مجھ سے	ص۲۱۲
گردشِ سیارہ:	پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے	نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے	ص۲۲۷
گردشِ صد جام:	شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایام ہے	قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے	ص۹۹
گردشِ کاسۂ سُم:	بالِ رعنائیِ دُم: موجۂ گلبندِ قبا	گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار	ص۵ [وصفِ دُلدُل]
گردشِ گردونِ دوں:	مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے	کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں! وہ بھی	ص۴۷
گردشِ مجنوں:	ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے	گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا	ص۱۵۹
گردشِ محیطِ ظلم:	گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک	میں پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا	ص۱۲
گردشِ مدام:	کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	ص۱۹۰
گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز:	دو جہاں، گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز	نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے	ص۱۰۹

گردن[۱]:	(۱) جنوں کی دستگیری کس سے ہو، گر ہو نہ عریانی	گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر	ص۱۲۸
	(۲) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا	کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر	ص۱۲۸
	(۳) اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن	گردن بہ تماشائے گُل افراختنی ہے	ص۱۱۱
	(۴) نہ مارا جان کر بے جُرم، غافل! تیری گردن پر	رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا	ص۱۳۶
	(۵) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے	اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا	ص۱۴۸
	(۶) اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں	خمِ دستِ نوازش ہو گیا ہے طوقِ گردن میں	ص۱۸۱
	(۷) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری	موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۸) شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو مجھ کو	جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو	ص۱۹۹
	(۹) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے	ہو نگہ مثلِ گُلِ شمع پریشاں مجھ سے	ص۲۱۱
	(۱۰) ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر	وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے	ص۲۴۹

دیکھیے ـــــــ: (۱۱)، (۱۳) رگِ گردن [تین بار]۔ (۱۴) رگِ بالیدۂ گردن۔ (۱۵) طوقِ گردن۔

(۱۶) وہمِ صد سرو گردن۔

گردنِ خوباں: دیکھیے: عقدِ گردنِ خوباں

گردنِ قمری:	بہ غرورِ طرَحِ قامت و رعنائیِ سرو	طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ	ص۱۷

(۲) دیکھیے: طوقِ گردنِ قمری۔

گردن کشِ یک درسِ آگاہی:	رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی	زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا	ص۱۶
گردنِ مینا:	(۱) سیرِ مُلکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار	چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج	ص۳۵
	(۲) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ	دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
	(۳) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق	لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر	ص۱۲۹
گردوں[۲]:	(۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کہ گردوں ہر صبح	خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پروِیں	ص۸

---

۱ گردن : بائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: تیرہ بار]۔

۲ گردوں : اُنیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا — ص ۱۹

(۳) کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل، گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں زِ قالب ہا — ص ۲۳

(۴) نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں — جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت! — ص ۳۳

(۵) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے — اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا — ص ۱۳۶

(۶) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! — وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! — ۲۷۷

(۷) میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا — تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا — ص ۳۲۵

دیکھیے ــــــــ :(۸) بروے گردوں۔(۹) بنات النّعشِ گردوں۔(۱۰) جولاں ہاے گردوں۔(۱۱) دامنِ گردوں۔(۱۲) دَورِ گردوں۔(۱۳) ساقیِ گردوں۔(۱۴) سطحِ گردوں۔(۱۵) کاسۂ گردوں۔(۱۶) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔(۱۷) مغلوبِ گردوں۔(۱۸) مہرِ گردوں۔

گردونِ دوں: دیکھیے: گردشِ گردونِ دوں۔

گردۂ[1] تصویر: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار — ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے — ص ۹۵

گردۂ تصویر میں: ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام — ہر کفِ خاک ہے وہاں گردۂ تصویر زمیں — ص ۱۳۴

گردیدن[2] :(۱) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں — دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا — ص ۲۰

دیکھیے ــــــــ :(۲) آب گردیدن۔(۳) باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن۔

گردیدنی: ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی — عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں — ص ۶۶

[مزید دیکھیے: برگردیدنی]۔

گردیدہ: دیکھیے: چشم واگردیدہ۔

گُرز[3]: فنِّ صورت گری میں تیرا گُرز — گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام
اُس کے مضروب کے سرو تن سے — کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ — ص ۱۳۸

---

[1] گردہ : دوبار [مرتّب]۔ گردیدنی : ایک بار [مرتّب]۔ گردیدہ : ایک بار [مرتّب]۔
[2] گردیدن : تین بار۔
[3] گُرز : ایک بار۔

گرسنہ[1] مزدورِ طرب گاہِ رقیب: کوہکن: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب | بیستوں: آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں | ص۳۴۲

گرفتار[2]: (۱) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو | زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے | ص۹۹

(۲) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے | ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے | ص۱۰۷

(۳) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے | اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے | ص۲۲۶

(۴) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا | ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں | ص۲۹۸

(۵) رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی | چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دزدیدہ نفس کو | ص۳۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۶) قفسِ مرغِ گرفتار۔ (۷) نوائے مرغِ گرفتار

گرفتارِ اُلفتِ صیاد: ہوں گرفتارِ الفتِ صیاد | ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز | ص۱۷۲

گرفتارِ الم ہائے زمانہ: کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق | گرفتارِ الم ہائے زمانہ | ص۳۵۱

گرفتارِ جنوں: اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں | موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے | ص۱۱۳

گرفتارِ چشمِ دام: ہوا نہ مجھ سے بجز دردِ حاصلِ صیاد | بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا | ص۳۰

گرفتارِ چمن: اُلفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی | سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن | ص۱۸۱

گرفتارِ خرابی: وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط | سَیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے | ص۱۱۳

گرفتارِ دوعالم اَوہام: اسدؔ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام | مشکل آساں کنِ یک خلق! تغافل تا چند؟ | ص۳۹

گرفتارِ سرِزلف: آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا | دلِ دیوانہ، کہ وارستۂ ہر مذہب تھا | ص۲۴

گرفتارِ صبا: طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ | زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار | ص۳

گرفتارِ غمِ چند: دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا | بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا | ص۳۳۶

گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل: ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل، کہ جہاں | خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے | ص۷۸

گرفتارِ وفا: خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں؟ | ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا؟ | ص۱۵۵

---

۱ گرسنہ : ایک بار [مرکب]۔

۲ گرفتار : بیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پندرہ بار]۔

(۲) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی | کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا | ص۱۹

(۳) کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل، گردوں | نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں زِ قالب ہا | ص۲۳

(۴) نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں | جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت! | ص۳۳

(۵) میں نے روکا رات غالبؔ کو، وگرنہ دیکھتے | اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا | ص۱۳۶

(۶) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! | وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! | ۲۷۷

(۷) میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا | تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگ کفِ خاک چڑھا | ص۴۴۵

دیکھیے ــــــ: (۸) بروے گردوں۔ (۹) بناتُ النّعشِ گردوں۔ (۱۰) جولاں ہائے گردوں۔ (۱۱) دامنِ گردوں۔ (۱۲) دَورِ گردوں۔ (۱۳) ساقیِ گردوں۔ (۱۴) سطحِ گردوں۔ (۱۵) کاسۂ گردوں۔ (۱۶) کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔ (۱۷) مغلوبِ گردوں۔ (۱۸) مہرِ گردوں۔

گردونِ دوں: دیکھیے: گردشِ گردونِ دوں۔

گردۂ[1] تصویر: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہائے نقشِ روے یار | ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے | ص۹۵

گردۂ تصویر میں: ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام | ہر کفِ خاک ہے وہاں گردۂ تصویر زمیں | ص۱۳۴

گردیدن[2]: (۱) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے منعماں | دانۂ تسبیح سے میں مُہرہ در ششدر ہوا | ص۲۰

دیکھیے ــــــ: (۲) آب گردیدن۔ (۳) باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن۔

گردیدنی: ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی | عاجزی سے، ظاہرا، رتبہ کوئی برتر نہیں | ص۶۶

[مزید دیکھیے: برگردیدنی]۔

گردیدہ: دیکھیے: چشمِ واگردیدہ۔

گُرز[3]: فنِّ صورت گری میں تیرا گُرز | گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام
اُس کے مضروب کے سر و تن سے | کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام؟ | ص۱۳۸

---

[1] گردہ : دوبار [مرتّب]۔ گردیدنی : ایک بار [مرتّب]۔ گردیدہ : ایک بار [مرتّب]۔
[2] گردیدن : تین بار۔
[3] گرز : ایک بار۔

گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب[1]:	کوہکن: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب	بیستوں: آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں	ص ۱۳۲
گرفتار[2]:	(۱) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو	زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے	ص ۹۹
	(۲) شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے	ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے	ص ۱۰۷
	(۳) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے	اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	ص ۲۲۶
	(۴) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا	ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں	ص ۲۹۸
	(۵) رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی	چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دزدیدہ نفس کو	ص ۴۵۰
	دیکھیے ـــــــ: (۶) قفسِ مرغِ گرفتار۔ (۷) نوائے مرغِ گرفتار		
گرفتارِ اُلفتِ صیاد:	ہوں گرفتارِ الفتِ صیاد	ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز	ص ۱۷۲
گرفتارِ الم ہائے زمانہ:	کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق	گرفتارِ الم ہائے زمانہ	ص ۴۵۱
گرفتارِ جنوں:	اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں	موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے	ص ۱۱۳
گرفتارِ چشمِ دام:	ہوا نہ مجھ سے بجز دردِ حاصلِ صیاد	بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا	ص ۳۰
گرفتارِ چمن:	اُلفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی	سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن	ص ۱۸۱
گرفتارِ خرابی:	وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوّارہ نمط	سَیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے	ص ۱۱۳
گرفتارِ دو عالمِ اَوہام:	اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام	مشکل آساں کنِ یک خلق! تغافل تا چند؟	ص ۳۹
گرفتارِ سرِ زلف:	آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا	دلِ دیوانہ، کہ وارستۂ ہر مذہب تھا	ص ۲۴
گرفتارِ صبا:	طرّہ ہا بس کہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ	زانوے آئنہ پر مارے ہے دستِ بیکار	ص ۳
گرفتارِ غمِ چند:	دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا	بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا	ص ۴۴۶
گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل:	ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل، کہ جہاں	خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے	ص ۷۸
گرفتارِ وفا:	خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں؟	ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبراویں گے کیا؟	ص ۱۵۵

---

[1] گرسنہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] گرفتار : بیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

گرفتارِ ہوس: اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں — ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس — ص۴۵

گرفتاروں: سر خطِ بند ہوا نامہ گنہگاروں کا — خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا — ص۲۸

گرفتاری[1]: گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا — ص۳۰

(۲) یہاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں — زلف گر بن جاؤں تو شانے میں اُلجھادے مجھے — ص۲۳۴

گرفتارِیِ اُلفت: دیکھیے: دعواے گرفتارِیِ اُلفت۔

گرفتارِیِ خاطر: دیکھیے: شرحِ اسبابِ گرفتارِیِ خاطر۔

گرفتارِیِ دل: دیکھیے: احوالِ گرفتارِیِ دل۔

گرفتارِیِ مستی: دیکھیے: محرمِ دردِ گرفتارِیِ مستی۔

گرفتارِیِ نیرنگِ تماشا: ہے گرفتارِیِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پاے بہ زنجیر آیا — ص۲۷

گرفتارِیِ ہم: دیکھیے: ذوقِ گرفتارِیِ ہم۔

گرگ[2]: دیکھیے: ایک دُمِ گرگ۔

گرم[3]: (۱) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار — ص۴

(۲) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار — ص۵

(۳) سپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا — ص۲۹

(۴) چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے — عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع — ص۴۸

(۵) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں! — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال — ص۵۲

(۶) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے — رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے — ص۱۲۸

(۷) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا — ص۱۴۲

(۸) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا! — ص۱۴۲

---

[1] گرفتاری : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔

[2] گرگ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] گرم : تینتالیس بار [مفرد: اُنیس بار، مرکّب: چوبیس بار]۔
گرم جوشی : ایک بار۔

(۹) کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے — ص ۲۰۳

(۱۰) پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز — گرم بازارِ فوجداری ہے — ص ۲۲۴

[غزل میں نو بار۔ سات بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۴۸]:

(۱۱)۔(۱۳) یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم

(۱۴)، (۱۵) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم

(۱۶) وا کر سکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی — جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم

(۱۷) گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار — جوں پنجۂ خرشید ہو اے دستِ دُعا! گرم

(۱۸) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم

(۱۹) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم

دیکھیے ــــــــ: (۲۰) اک آہِ گرم۔ (۲۱) خونِ گرم۔ (۲۲) خونِ گرمِ دہقاں۔ (۲۳) خوے گرم۔
(۲۴) سخنِ گرم۔ (۲۵) نگاہِ گرم۔ (۲۶) نگہِ گرم۔ (۲۷) یک نگاہِ گرم۔ (۲۸) یک نگہِ گرم۔

گرمِ اضطراب: عیش، گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سردمہر — دَورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے — ص ۱۰۷

گرمِ انتظار: جنوں گرم انتظار و نالہ بیتابیِ کمند آیا — سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا — ص ۱۱

گرمِ تپش: دیکھیے: دلِ گرمِ تپش۔

گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ — قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں — ص ۶۶

گرمِ تماشا: (۱) خانمانِ عاشقاں دُکانِ آتش باز ہے — شعلہ رو جب ہوگئے گرمِ تماشا، جل گیا — ص ۲۰

(۲) نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری — خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو — ص ۶۷

(۳) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو — کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو — ص ۱۹۴

گرمِ خرامِ ناز: اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو — ص ۱۹۴

گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ: رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا — ص ۲۵

گرمِ دامن افشانی: دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے — کرگئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے — ص ۲۳۲

گرمِ سخن: غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم — ص ۴۴۸

گرمِ غزل خوانی: ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نَفَس — لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا — ص ۱۴۰

گرمِ فریاد: گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بَردِ لَیالی نے مجھے — ص ۲۲۲

گرمِ کوششِ ایجادِ تازہ: ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ — داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغ تازہ تھا — ص ۱۶

گرمِ نالہ ہائے شرر بار: پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نَفَس — مدّت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

گرم جوشی: کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی — کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی — ص ۷۶

گرمی[1] : (۱) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمعِ شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت — ص ۳۲

(۲) سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں — ص ۶۳

(۳) دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی — وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار — ص ۱۲۶

(۴) عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا — ص ۱۵۱

(۵) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب — اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے — ص ۲۰۵

(۶) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مَے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی — ص ۲۰۷

(۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تُندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے — ص ۲۲۱

(۸) آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں؟ — سوزِ غم ہائے نہانی اَور ہے — ص ۲۳۷

(۹) گرمی سہی کلام میں، لیکن نہ اِس قدر — کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی — ص ۲۴۴

(۱۰) رُخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا — ص ۲۸۷

(۱۱) وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سُنبل کے تلے — ص ۴۵۳

گرمیِ افسانہ: دیکھیے: داغِ گرمیِ افسانہ۔

گرمیِ بازار: تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی — ہوئی میری وہ گرمیِ بازار — ص ۱۲۵

گرمیِ بازارِ باغ: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ — ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ — ص ۴۸

---

[1] گرمی : تیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: اُنیس بار]۔ گرمی ہا : ایک بار [مرکب]۔

گرمیِ بازارِ دوست: دیکھیے: بہارِ گرمیِ بازارِ دوست۔

گرمیِ بزم:	یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل!	گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک	ص۱۷۵
گرمیِ دولت:	گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو	خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں، اخگر ہوا	ص۲۰
گرمیِ رُخ:	بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز	دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا	ص۳۰
گرمیِ رفتار:	(۱) عذرِ لنگ، آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب!	جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پائے چوبیں	ص۸
	(۲) دیکھیے: تبِ گرمیِ رفتار۔		
گرمیِ رفتارِ دوست:	برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یھاں	اشک ہوجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست	ص۳۳
گرمیِ رفتارِ قاتل:	دیکھیے: خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل۔		
گرمیِ سعیِ تلاشِ دید:	دیکھیے: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید۔		
گرمیِ شعلۂ رفتار:	فرش اِس دشتِ تمنا میں نہ ہوتا گر عدل	گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار	ص۵
گرمیِ شوقِ طلب:	گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ تا پاکِ وصال	غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو	ص۶۹
گرمیِ صحبت:	دیکھیے: یادِ گرمیِ صحبت۔		
گرمیِ گل و بلبل:	بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں	دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ	ص۳۸
گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں:	پرواز، یک تپِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے	گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ	ص۷۰
گرمیِ نشاطِ تصور:	ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج	میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں	ص۶۲
گرمیِ وحشت:	فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت	تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا	ص۲۹
گرمی ہائے صحبت:	تا کجا افسوسِ گرمی ہائے صحبت اے خیال!	دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا	ص۲۰
گرد[1]:	(۱) آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرد ہے	ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ	ص۳۶
	[گیارہ بار بہ طورِ ردیف ص۶۹]:		
	(۲)، (۳) رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا، گرو	تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو	

---

[1] گرد : تیرہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: ایک بار]۔

(۴) پرواز نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا — طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو

(۵) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے — موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو

(۶) ہر ذرّہ خاک: عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو

(۷) ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو

(۸) برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں — جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو

(۹) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو

(۱۰) ہے وحشتِ جنونِ بہار اِس قدر کہ ہے — بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو

(۱۱) بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یھاں نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو

(۱۲) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ! — تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو

گروِ غنچہ: بہار در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے — طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! ص ۵۳

گرہ[1]: (۱) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ — جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا ص ۱۴

(۲) فریبے بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ — بہ وہمِ زر، گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا ص ۲۳

(۳) ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق — وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص ۱۸۲

(۴) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن ص ۴۴۹

(۵) تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص ۴۵۲

[راجہ شیودان سنگھ والیِ اَلور کی مدح میں جو قصیدہ ہے، اُس کی ردیف ''گرہ'' ہے، اِس میں ۲۵ شعر ہیں۔ اِس قصیدے میں لفظِ ''گرہ'' کُل بتّیس بار آیا ہے۔ ۲۶ بار بہ طورِ ردیف اور چھے بار ردیف کے علاوہ، ص ۴۷۸]:

(۶)، (۷) گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گرہ

(۸)، (۹) گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ رُوزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ

(۱۰) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اِس میں بے شمار گرہ

(۱۱)، (۱۵) گرہ سے اَور گرہ کی اُمید کیوں نہ بڑھے — کہ ہر گرہ کی گرہ میں ہیں تین چار گرہ

---

[1] گرہ : پینتالیس بار [مفرد: چونتیس بار، مرکّب: گیارہ بار]۔ گرہیں : دو بار۔

(۱۶) دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھ، کتنی اُٹھا لائے گا یہ تار گرہ

(۱۷) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یہاں گنیں گے تو پاویں گے نو ہزار گرہ

(۱۸) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ

(۱۹) وہ راو راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار گرہ

(۲۰) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ

(۲۱) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے بناتا ہے — ہَوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار گرہ

(۲۲) اُنھیں کی سال گرہ کی یہ شادمانی ہے — کہ ہوگئے ہیں گہرہاے شاہوار گرہ

(۲۳) اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے یہ توقیر — کہ بن گئے ہیں ثمرہاے شاخسار گرہ

(۲۴) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ

(۲۵) پےِ دعاے بقاے جنابِ فیض مآب — لگے گی اِس میں ثوابت کی اُستوار گرہ

(۲۶) ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ

(۲۷) عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اس کو — کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زینہار گرہ

(۲۸) کشادہ رُخ نہ پھرے کیونکے اِس زمانے میں — بچی نہ از پےِ بندِ نقابِ یار گرہ

(۲۹) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ

(۳۰) خدا نے دی ہے وہ غالبؔ کو دستگاہِ سخن — کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکسار گرہ

(۳۱) کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا — پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ

(۳۲)، (۳۳) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات — زباں تک آکے ہوئی اَور اُستوار گرہ

(۳۴) کھُلے یہ گانٹھ، تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ

(۳۵) اِدھر نہ ہوگی توجہ حضور کی جب تک — کبھی کسی سے کھُلے گی نہ زینہار گرہ

(۳۶) دُعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بغض — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ

(۳۷) دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے — خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار گرہ

دیکھیے ـــــــــــ:(۳۸)ایک گرہ۔(۳۹) بے گرہ۔(۴۰)چار گرہ۔

گرہِ عجز : سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز — پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے — ص۹۱

گرہِ غنچہ : گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں — گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن — ص۴۵۰

گرہ کشا: درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں — جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کشا تھا — ص۱۵۸

گرہِ نیم باز: کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص۱۵۵

گرہِ یارب: اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے — یادِ روزے کہ نَفَس درگرہِ یارب تھا — ص۴۴۴

گرہیں: (۱) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ سوا — ص۲۵۴

(۲) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو بھاں گنیں گے تو پاویں گے تو ہزار گرہ

گریاں[1]: دیکھیے ـــــــــــ:(۱) برقِ ابرِچشمِ گریاں۔(۲) چشمِ گریاں۔(۳)،(۴) دیدۂ گریاں [دوبار]۔(۵) دیدہ ہائے گریاں۔(۶) صیدِ دامِ چشمِ گریاں۔(۷) نظر بندِ چشمِ گریاں۔

گریباں[2]: (۱) حسرتِ نشۂ وحشت نہ بہ سعیِ دل ہے — عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا — ص۲۱

(۲) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کروں، آوے جو رسوائی گریباں کی — ص۷۶

(۳) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدّعی میرا — ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے — ص۱۰۲

(۴) یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں، جب سے کہ گریباں سمجھا — ص۱۴۷

(۵) حیف اُس چارگرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۶) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا، میرے بعد — ص۱۶۶

(۷) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

(۸) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں — ص۱۸۴

(۹) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو — ص۱۹۸

(۱۰) پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے — ص۲۲۵

---

[1] گریاں : سات بار [بہ طور مرکّب]۔ — گریباں ہا : ایک بار [مرکّب]۔

[2] گریباں : اکتیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب: اکیس بار]۔ — گریبانی : دوبار۔

دیکھیے ــــــــــ: (۱۱) ایک آدھ گریباں۔ (۱۲) بخیۂ چاکِ گریباں۔ (۱۳)-(۱۶) چاکِ گریباں [چار بار]۔(۱۷) دست وگریباں۔(۱۸) ذوقِ گریباں۔(۱۹) سربہ گریباں۔(۲۰) فکرت احرامِ گریباں۔

گریباں چاک: جنوں کی دستگیری کس سے ہو؟ گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر ص۱۶۸

گریباں چاکِ گل: دیکھیے: یک عالم گریباں چاکِ گل۔

گریباں چاکِ گل ہا: اسدؔ خوباں بھی دَورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں — گریباں چاکِ گل ہا نشانِ داد خواہی ہے ص۴۵۵

گریباں چاکِ موجِ بادۂ ناب: ساقی نے از بہرِ گریباں چاکِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا ص۲۶

گریبانِ خرام: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار ص۵

گریبانِ سحر: دوجہاں، گردشِ یک سجۂ اسرارِ نیاز — نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص۱۰۹

گریبانِ شقِ خامہ: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! — چاکِ دل شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے ص۱۱۳

گریبانِ قبا: کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ! یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو ص۶۸

گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی: تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی — ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی ص۹۲

گریباں گیرِ فرصت: شوخ، ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن — ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص۸۶

گریبانِ نفس: دیکھیے: سیرِ گریبانِ نفس۔

گریباں ہا: دیکھیے ایجادِ گریباں ہا۔

گریبانی: (۱) ہوں ہیولاے دوعالم صورتِ تقریر اسدؔ! — فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے ص۸۶

(۲) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے ص۲۱۱

گُریزاں[۱]: (۱) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تادمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! ص۱۴۷

(۲) وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے ص۲۱۱

گریزپا[۲]: دیکھیے: حکایتِ صبرِ گریزپا۔

---

[۱] گریزاں : دوبار۔ [۲] گریزپا : ایک بار [مرکب]۔

گریوۂ غم:[1] دیکھیے: آنسوے گریوۂ غم۔

گریہ:[2]	(۱) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار	گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا	ص۱۵
	(۲) نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں	بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ	ص۴۳
	(۳) گریے سے بندِ محبّت میں ہوئی نام آوری	لختِ لختِ دل، نگینِ خانۂ زنجیر ہے	ص۹۵
	(۴) گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے	قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے	ص۱۰۹
	(۵) گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جرأتِ شوق	قطرۂ اشک، دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے	ص۱۰۹
	(۶) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ!	آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا	ص۱۴۴
	(۷) وھاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام	گریے سے یھاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا	ص۱۴۵
	(۸) نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے	مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا	ص۱۴۸
	(۹) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی	در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا	ص۱۵۰
	(۱۰) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا	باور آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا	ص۱۵۶
	(۱۱) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں	رنگ ہوکر اُڑ گیا، جو خوں کہ دامن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۱۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو	ہائے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے	ص۲۰۸
	(۱۳) بے گریہ کمالِ تر جبینی ہے مجھے	در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے	ص۲۵۷

دیکھیے ______: (۱۴) اثرِ گریہ۔ (۱۵)، (۱۶) بندِ گریہ [دوبار]۔ (۱۷)، (۱۸) جوشِ گریہ [دوبار]۔ (۱۹) ذوقِ گریہ۔ (۲۰) سیلابِ گریہ۔ (۲۱) سیلِ گریہ۔ (۲۲) ضبطِ گریہ۔ (۲۳) محیطِ گریہ۔ (۲۴) موجِ گریہ۔ (۲۵) وقتِ گریہ۔ (۲۶)، (۲۷) ہجومِ گریہ [دوبار]۔

گریۂ بیباک:	ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح	ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں	ص۶۴

گریۂ چشم: دیکھیے: تحریرِ حالِ گریۂ چشم۔

گریۂ سحری:	دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر	نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے	ص۲۰۵
گریۂ طوفاں رکاب:	گریۂ طوفاں رکاب نالۂ محشر عناں	بے سر و ساماں اسدؔ! فتنہ سرانجام ہے	ص۹۹

---

۱ گریوہ : ایک بار [مرتّب]۔ گریہا : تین بار [مرتّب]۔

۲ گریہ : تینتیس بار [مفرد: بارہ بار، مرتّب: اکیس بار]۔

گریۂ عاشق: دیکھیے: برشکالِ گریۂ عاشق۔

گریۂ مستانہ: دیکھیے: پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ۔

گریہ ہا: دیکھیے: وحشت افزا گریہ ہا۔

گریہ ہائے بے دلاں: گریہ ہائے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص ۳۵

گریہ ہائے زار: اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی — ص ۳۵۵

گڑگانویں[1]: گڑگانویں کی ہے جتنی رعیّت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی — ص ۲۶۳

گز[2]: (۱) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص ۱۸۸

(۲) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا — ص ۲۸۷

گزار[3]: کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی — ص ۱۰

گزارا[4]: گزری نہ بہرحال یہ مدت خوش و ناخوش! — کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور — ص ۱۷۱

تمھیں کہو، کہ گزارا صنم پرستوں کا — بُتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو، تو کیوں کر ہو؟ — ص ۱۹۷

گزارشِ[5] احوالِ واقعی: منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے — ص ۱۲۲

گزارشِ جوانی: ہوئے مشقِ جُراتِ تازہ ورسمِ طرحِ آداب — خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی — ص ۹

گزارشِ ذوقِ سجود: خُور، شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ — سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا — ص ۱۲

گزرگاہ[6]: ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہرگام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص ۲۹۸

گزرگاہِ خیال: موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصور میں زِبس جلوہ نما موجِ شراب — ص ۱۹۳

گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر: دل گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی — گر نفَس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا — ص ۱۴۴

گزشتگاں[7]: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ — گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں — ص ۹۳

---

[1] گڑگانویں : ایک بار۔

[2] گز : دوبار۔

[3] گزار : ایک بار[مرکّب]۔

[4] گزارا : دوبار۔

[5] گزارش : تین بار[مرکّب]۔

[6] گزرگاہ : تین بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

[7] گزشتگاں : ایک بار۔

گزشتگی[1]: دیکھیے: از خود گزشتگی۔

گزشتن[2]: (۱) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے ۔۔۔ کہ یہاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے ۔۔۔ ص ۹۸

(۲) دیکھیے: وقتِ گزشتن۔

گزشتہ[3]: (۱) دیکھیے: حالِ شہیدانِ گزشتہ۔

(۲) دیکھیے: عُمرِ گزشتہ۔

گزند[4]: دیکھیے: بیمِ گزند۔

گزیدہ[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ۔ (۲) دستِ گزیدہ۔ (۳) سگ گزیدہ۔ (۴) لبِ گزیدہ۔

(۵) مردم گزیدہ۔

گستاخ[6]: (۱) گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو ۔۔۔ بال شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا ۔۔۔ ص ۲۰

(۲) رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد! ۔۔۔ زنہار! نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے ۔۔۔ ص ۲۰۱

(۳) میں جو گستاخ ہوں آیینِ غزل خوانی میں ۔۔۔ یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے ۔۔۔ ص ۲۴۱

گستاخ طلب: شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب ۔۔۔ ہے ترے حوصلۂ فضل پر از بس کہ یقیں ۔۔۔ ص ۱۳۵

گستاخ مطلب: دیکھیے: ہوس گستاخ مطلب۔

گستاخی: دیکھیے ــــــ: (۱) رخصتِ بیباکی و گستاخی۔ (۲) منعِ گستاخی۔

گستاخیِ آئینہ: دیکھیے: ہوس گستاخیِ آئینہ۔

گستاخیِ اربابِ جہاں: بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول ۔۔۔ پرِ پروانہ مری بزم میں ہے خنجرِ کیں ۔۔۔ ص ۸

گستاخیِ فرشتہ: ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند ۔۔۔ گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں ۔۔۔ ص ۱۸۹

گستاخیِ وصال: گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز ۔۔۔ یعنی دُعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ ۔۔۔ ص ۵۰

گستردن[7]: دیکھیے: پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن۔

---

[1] گزشتگی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] گزشتن : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[3] گزشتہ : دو بار [مرکّب]۔
[4] گزند : ایک بار [مرکّب]۔
[5] گزیدہ : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
[6] گستاخ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
گستاخی : چھے بار [مرکّب]۔
[7] گستردن : ایک بار۔ گستردنی : ایک بار [مرکّب]۔

گستردنی: دیکھیے: مُفتِ گستردنی۔

گُسستن[1]: (۱) نَفَس در سینہ ہاے ہدگر رہتا ہے پیوستہ — نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا — ص۲۷

(۲) تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا واکر — نفس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا — ص۲۷

گسیختہ[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) شوقِ عناں گسیختہ۔ (۲) عناں گسیختہ۔

گشتن[3]: دیکھیے: پہن گشتن ہاے دل۔

گشتہ: دیکھیے ـــــ: (۱) خوں گشتہ۔ (۲) خوں گشتۂ رشکِ وفا۔ (۳) دلِ خوں گشتہ۔ (۴) دلِ گُم گشتہ۔

گفتار[4]: (۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص۲۳۳

(۲) اُس چشمِ فسونگر کا اگر پائے اشارہ — طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے — ص۲۳۳

دیکھیے ـــــ: (۳) اندازِ گل افشانیِ گفتار۔ (۴) خوش گفتار۔ (۵) شانہ کشِ طرّۂ گفتار۔ (۶) طاقتِ گفتار۔ (۷) ہواے گفتار۔

گفتارِ دوست: دیکھیے: بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست۔

گفتارِ طبع: دیکھیے: طوطیِ شکر گفتارِ طبع۔

گفتگو[5]: (۱) شورِ اَوہام سے مت ہو شب خونِ انصاف — گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنّا نمکیں — ص۸

(۲) رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال — ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں گفتگو — ص۶۹

(۳) زباں سے عرضِ تمنّاے خامشی معلوم! — مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے — ص۹۹

(۴) ہرچند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر — ص۱۶۹

(۵) مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر — ص۱۶۹

---

[1] گسستن : دوبار۔

[2] گسیختہ : دوبار [مرکّب]۔

[3] گشتن : ایک بار [مرکّب]۔

گشتہ : چار بار [مرکّب]۔

[4] گفتار : نوبار [مفرد: دوبار، مرکّب: سات بار]۔

[5] گفتگو : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سات بار]۔

گفتگوہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۶) گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیوں کر ہو — کہے سے کچھ نہ ہوا، پھر کہو تو کیوں کر ہو — ص ۱۹۷

دیکھیے ـــــــ: (۷) اندازِ گفتگو۔ (۸) خوانِ گفتگو۔ (۹) ذوقِ گفتگو۔ (۱۰) روشِ گفتگو۔ (۱۱) رہ و رسمِ گفتگو۔ (۱۲) سیاقِ گفتگو۔ (۱۳) شانہ کشِ گفتگو۔

گفتگوہا: دیکھیے: سرابِ گفتگوہا۔

گفت[۱] و بیاں: دیکھیے: سببِ گفت و بیاں۔

گفت و شنود: دیکھیے ـــــــ: (۱) دماغِ منّتِ گفت و شنود۔ (۲) غریبِ کشورِ گفت و شنود۔

گفتۂ غالب: جو یہ کہے کہ: ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی؟ — گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں — ص ۱۷۸

گِل[۲]: دیکھیے ـــــــ: (۱) آب و گِل۔ (۲) پاے در گِل۔ (۳) طوفانِ آب و گِل۔

گُل[۳] [۱]: (۱) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار — سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل نا آشنا — ص ۱۹

(۲) دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پُرنگار — شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گُل پروانہ تھا — ص ۲۵

(۳) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجاے زخم، گُل برگوشۂ دستار ہو پیدا — ص ۳۱

(۴) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گُل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت — ص ۳۲

(۵) جُنبشِ ہر برگ سے ہے گُل کے لب کو اختلاج — حَبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج — ص ۳۵

(۶) ہم نے سوزخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی — گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد — ص ۳۸

(۷) گُل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی — سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز — ص ۴۵

(۸) کون گُل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے؟ — نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ — ص ۴۸

(۹) گُل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص ۴۸

(۱۰) گُل، غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں — ص ۵۷

(۱۱) خار سے گُل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں — ص ۶۶

---

[۱] گفت : تین بار [مرکب]۔
گفتہ : ایک بار [مرکب]۔

[۲] گِل : تین بار [مرکب]۔

[۳] گُل [۱-۲]: دو سو اکیاون بار [مفرد: اکتالیس بار، مرکب: دو سو دس بار]۔
گُل ہا : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
گُل فروش : دو بار [مرکب]۔

(۱۲) رنگ نے گُل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم	برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے	ص۷۸
(۱۳) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گُل ہو شہید	لالہ چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے	ص۷۹
(۱۴) شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل	کسوتِ ایجادِ بلبل خار خارِ نغمہ ہے	ص۸۷
(۱۵) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم	مثل دودِ مجمر کے داغ، بال افشاں ہے	ص۸۹
(۱۶) کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب!	زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے	ص۹۱
(۱۷) حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق	سرو کے قامت پہ گُل یک دامنِ کوتاہ ہے	ص۹۲
(۱۸) وحشت، بہارِ نشہ و گل، ساغرِ شراب	چشمِ پری، شفق کدۂ راز ہے مجھے	ص۹۷
(۱۹) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟	کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ، شبنم ہے	ص۱۰۲
(۲۰) اگر گُل حسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے	پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے	ص۱۱۵
(۲۱) نہ گل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار	جب خزاں آئے، تب ہو اُس کی بہار	ص۱۳۰
(۲۲) دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے	خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس	ص۱۷۳
(۲۳) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک	بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل	ص۱۷۶
(۲۴) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے	جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں	ص۱۸۰
(۲۵) برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے	کھل گئی مانندِ گل سَو جا سے دیوارِ چمن	ص۱۸۱
(۲۶) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں	ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں	ص۱۸۳
(۲۷) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ	چٹکنا غنچۂ گل کا صدائے خندۂ دل ہے	ص۲۰۸
(۲۸) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے	ہر غنچے کا گل ہونا، آغوش کشائی ہے	ص۲۰۱
(۲۹) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ	اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے	ص۲۱۳
(۳۰) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟	پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے	ص۲۲۹
(۳۱) دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا	موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی!	ص۲۳۲
(۳۲) ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار	باروَر جس کا سرو، گل بے خار	ص۲۶۷

(۳۳) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرمائے اسدؔ!   داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا   ص ۴۴۶

(۳۴) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو   تا گل زِ جگر زخم میں ہے راہ نفس کو   ص ۴۵۰

[''گل'' گیارہ بار بہ طورِ ردیف، مختلف معانی میں، ص ۵۲]:

(۳۵) بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقم ایجاد گل   ظاہرا، ہے اِس چمن میں لالِ مادر زاد گل

(۳۶) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد گل   غنچے سے، منقارِ بلبل وار، ہو فریاد گل

(۳۷) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو   شمع ساں ہوجائے قطِّ خامۂ بہزاد، گل

(۳۸) دستِ رنگیں سے جو رُخ پرواکرے زلفِ رسا   شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل

(۳۹) سعیِ عاشق ہے فروغ افزائے آبِ روے کار   ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل

(۴۰) ہے تصوّر صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار   لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل

(۴۱) گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہوجائے ہے   غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل

(۴۲) برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن   شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہرچہ بادا باد، گل

(۴۳) خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ!   حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل

(۴۴) دیوانگاں کا چارہ، فروغِ بہار ہے   ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل   ص ۵۳

دیکھیے ـــــــ: (۴۵) آبِ گل۔ (۴۶) آب ورنگِ گل۔ (۴۷)، (۴۸) آتشِ گل [دوبار]۔ (۴۹) آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل۔ (۵۰) آشنائے گل۔ (۵۱)، (۵۲) آغوشِ گل [دوبار]۔ (۵۳) آئنۂ گل۔ (۵۴) آئنۂ برگِ گل۔ (۵۵) الفتِ گل۔ (۵۶) اندازِ گل۔ (۵۷) ایامِ گل۔ (۵۸) بارگہِ شوکتِ گل۔ (۵۹)۔(۶۱) برگِ گل [تین بار]۔ (۶۲) برگ ریزی ہائے گل۔ (۶۳)۔(۶۷) بوے گل [پانچ بار]۔ (۶۸) بہارِ گل۔ (۶۹) بہارِ رنگِ خونِ گل۔ (۷۰) بہارِ موسمِ گل۔ (۷۱) پُرگل۔ (۷۲) تماشائے گل۔ (۷۳) جائے گل۔ (۷۴) جلوہ گاہِ گل۔ (۷۵)۔(۸۲) جلوۂ گل [آٹھ بار]۔ (۸۳)، (۸۴) جوشِ گل [دوبار]۔ (۸۵) جوشِ نکہتِ گل۔ (۸۶) چراغِ گل۔ (۸۷) حوصلۂ گل۔ (۸۸) خارِ گل۔ (۸۹) خندہ ہائے گل۔ (۹۰)۔(۹۳) خندۂ گل [چار بار]۔ (۹۴) خوابِ گل۔ (۹۵) خیلِ جلوۂ گل۔ (۹۶) دامِ رگِ گل۔ (۹۷) دردِ اظہارِ تپش کسوتیِ گل۔ (۹۸)

دماغ تماشاے سرو گل۔ (۹۹) دودِ شمع کشتۂ گل۔ (۱۰۰) دولتِ نظارۂ گل۔ (۱۰۱) دہانِ گل۔ (۱۰۲) ذوقِ گل۔ (۱۰۳)، (۱۰۴) رگِ گل [دوبار]۔ (۱۰۵) رنگ ریزِ گل۔ (۱۰۶) رودے غنچۂ گل۔ (۱۰۷) زرِ گل۔ (۱۰۸)۔ (۱۱۰) سایۂ گل [تین بار]۔ (۱۱۱) سایۂ شاخِ گل۔ (۱۱۲) سبدِ گل۔ (۱۱۳)، (۱۱۴) سبزہ وگل [دوبار]۔ (۱۱۵)، (۱۱۶) سنبل وگل [دوبار]۔ (۱۱۷) سیرِ گل۔ (۱۱۸)۔ (۱۲۴) شاخِ گل [سات بار]۔ (۱۲۵) شاہدِ گل۔ (۱۲۶) شکستِ رنگِ گل۔ (۱۲۷) شکنِ خندۂ گل۔ (۱۲۸) شمع وگل۔ (۱۲۹) شۂ گل۔ (۱۳۰) شہیدِ خندۂ گل۔ (۱۳۱) صدرنگ گل۔ (۱۳۲) طرزِ گل۔ (۱۳۳) طفلِ شوخِ غنچۂ گل۔ (۱۳۴) عارضِ گل۔ (۱۳۵) عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔ (۱۳۶) عطرِ گل۔ (۱۳۷) عکسِ گل۔ (۱۳۸) عکسِ موجِ گل۔ (۱۳۹)، (۱۴۰) غنچہ وگل [دوبار]۔ (۱۴۱)، (۱۴۲) غنچۂ گل [دوبار]۔ (۱۴۳) غنچۂ منقارِ گل۔ (۱۴۴) غیرِ گل۔ (۱۴۵)۔ (۱۴۹) فصلِ گل [پانچ بار]۔ (۱۵۰) فضاے خندۂ گل۔ (۱۵۱) قالبِ گل۔ (۱۵۲) کسوتِ گل۔ (۱۵۳) کمالِ بندگیِ گل۔ (۱۵۴) کمندِ موجِ گل۔ (۱۵۵) کوچہ دادنِ گل۔ (۱۵۶)، (۱۵۷) گوشِ گل [دوبار]۔ (۱۵۸)، (۱۵۹) لالہ وگل [دوبار]۔ (۱۶۰)، (۱۶۱) مثلِ گل [دوبار]۔ (۱۶۲) مثلِ برگِ گل (۱۶۳) محوِ عبرتِ انجامِ گل۔ (۱۶۴) موجِ بوے گل۔ (۱۶۵)، (۱۶۶) موجِ گل [دوبار]۔ (۱۶۷)، (۱۶۸) موجۂ گل [دوبار]۔ (۱۶۹)۔ (۱۷۲) موسمِ گل [چار بار]۔ (۱۷۳) موقوفِ فصلِ گل۔ (۱۷۴) نبضِ رگِ گل۔ (۱۷۵)۔ (۱۷۹) نکہتِ گل [پانچ بار]۔ (۱۸۰) نواے بلبل وگل۔ (۱۸۱) واشدِ گل۔ (۱۸۲) ہر برگِ گل۔ (۱۸۳) ہر غنچۂ گل۔ (۱۸۴) ہواے سیرِ گل۔ (۱۸۵) ہوسِ گل۔ (۱۸۶) یک بیاباں جلوۂ گل۔ (۱۸۷) یک جہاں گل۔ (۱۸۸) یک شکستِ رنگِ گل۔ (۱۸۹) یک عالم گریباں چاکیِ گل۔ (۱۹۰) یوسفِ گل۔

گُلِ آئینہ:	چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس	اُمید، محوِ تماشاے گلستاں تجھ سے	ص ۱۱۲
گُلِ از شاخ دور اُفتادہ:	خراب آبادِ اُلفت میں عبث افسوسِ ویرانی	گلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن	ص ۴۴۹

گُلِ افشانیِ گفتار: دیکھیے: اندازِ گل افشانیِ گفتار۔

گُلِ اقبالِ خس:	ہجومِ مژدۂ دیدار و پردازِ تماشاہا	گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں	ص ۵۸
گُلِ اندامی:	برگ ریزی ہاے گل، ہے وضعِ زر افشاندنی	باج لیتی ہے گلستاں سے گلِ اندامی تری	ص ۹۳
گُلِ باغِ واماندگی:	رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے	عبث محملِ آراے رفتار ہیں ہم	ص ۵۵

گلِ پیام:	بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گُلِ پیام رہا	ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا	ص۳۰
گلِ پیرہن:	تھا مجھ کو خارِ خارِ جنونِ وفا اسدؔ!	سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز	ص۴۲
گلِ تر:	باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر	ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
گلِ جیبِ قبائے گل:	غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو	جس کا خیال، ہے گلِ جیبِ قبائے گل	ص۱۷۶
گلِ چراغ:	دیکھیے: مثلِ گلِ چراغ۔		
گلِ خرشید:	دیکھیے: رنگِ رخسارِ گلِ خرشید۔		
گلِ خزانیِ شمع:	دیکھیے: شہیدِ گلِ خزانیِ شمع۔		
گلِ دستارِ دوست:	ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے	آفتابِ روزِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست	ص۳۳
گلِ رُخاں:	دیکھیے ____: (۱) خوابِ نازِ گل رُخاں۔ (۲) نگاہِ گل رخاں۔		
گل رویاں:	دیکھیے: شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں۔		
گل رنگ:	دیکھیے ____: (۱) بادۂ گل رنگ۔ (۲) ساقیِ گل رنگ۔ (۳) مئے گل رنگ۔		
گُلِ شاخِ ہلالِ عید:	رتبۂ تسلیم خلقت مشرباں عالی سمجھ	چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے	ص۱۰۴
گُلِ شمع:	دیکھیے: مثلِ گلِ شمع۔		
گُلِ صحرا:	دیکھیے: بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا۔		
گُلِ صد شعلہ:	شمع آسا چہ سرِ دعویٰ و کو پائے ثبات	گلِ صد شعلہ بہ یک جَیبِ شکیبائی ہے	ص۱۰۴
گُل فروش:	دیکھیے: کفِ گلِ فروش۔		
گُل فروشِ شوخیِ داغِ کہن:	ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر	ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز	ص۱۷۱
گُل فشاں:	خامے کا صفحے پر رواں ہونا	شاخِ گل کا ہے گل فشاں ہونا	ص۱۳۰
گُل فشانی:	پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے	شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی	ص۲۰۶
گُل فشانی ہائے نازِ جلوہ:	گُل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا؟	خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
گُلِ لالہ:	شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے	داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے	ص۲۱۸

گلِ مضمونِ شفق: نالہ، خونیں ورق و دل، گلِ مضمونِ شفق — چمن آرائے نفس وحشتِ تنہائی ہے — ص۱۰۳

گلِ موسمِ خزاں: فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص۱۱۲

گلِ نرگس: (۱) موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید — گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار — ص۳

(۲) باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے — ص۸۸

(۳) دیکھیے: شاخِ گلِ نرگس۔

گلِ نغمہ: (۱) نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز — ص۱۷۲

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز — ص۴۳

گلِ نقشِ پا: دیکھیے: گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔

گل وبلبل: دیکھیے: گرمیِ گل وبلبل۔

گل وخار: دیکھیے: نگہ آشنائے گل وخار۔

گل وریحان ولالہ: منطبع ہورہی ہے ہیچ آہنگ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ — ص۲۶۷

گل وسُنبلِ فردوسِ بریں: صرفِ اعدا: اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ — وقفِ احباب: گل و سُنبلِ فردوسِ بریں — ص۱۳۵

گل وشبنم: عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اَور جوں گل و شبنم بہار، داغ — ص۴۸

گل وصبح: [چھے بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۳۳۶]:

(۱)، (۲) دعویِ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل وصبح — ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل وصبح

(۳) ساقِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل وصبح

(۴) وصلِ آئینہ رُخاں ہم نَفَسِ یک دیگر — ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل وصبح

(۵) آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل وصبح

(۶) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ! — غلفت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل وصبح

گل وغنچہ: دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص۱۱۴

گل وگلشن: دیکھیے: تماشائے گل وگلشن۔

گل ونرگس: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے — ص۸۱

گل ونسریں: (۱) شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال — باغ میں سو بہ سو گل و نسریں — ص۲۸۰

(۲) دیکھیے: رنگِ لالہ وگل ونسریں۔

گل ولالہ: دیکھیے: (۱) رنگِ تمکینِ گل ولالہ۔ (۲) سبزہ وبرگِ گل ولالہ۔ (۳) ہرایک گل ولالہ۔

گل ہا: (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار — ص۳

(۲) دیکھیے: گریباں چاکیِ گل ہا۔

گل ہاے سمن: دیکھیے: عکسِ گل ہاے سمن۔

گل ہاے عیش: دیکھیے: شگفتنِ گل ہاے عیش۔

گل ہاے ناز: دیکھیے: شگفتنِ گل ہاے ناز۔

گل ہاے نرگس: چمن، نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے — سحر گل ہاے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں — ص۶۴

گل ہاے یاسمیں: دیکھیے: تختۂ گل ہاے یاسمیں۔

گل[۲]: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سنبلستاں گل کیا — رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا — ص۲۵

(۲) طبع کی واشُد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ، گویا بیضۂ طاؤس تھا — ص۲۱

(۳) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

گلاس[۱]: انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ الناس — بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس — ص۱۳۱ [آم کے لیے]

گُلال[۲]: دیکھیے: عبیر وگلال۔

گلباز[۳]: نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں — جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز — ص۱۴۲

گلبازیِ اندیشۂ شوق: جاے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق — اِس زمیں میں نہ کرے سبزقلم کی رفتار — ص۲

گلبانگِ تسلّی[۴]: دیکھیے: منّت کشِ گلبانگِ تسلّی۔

---

۱ گلاس : ایک بار۔

۲ گلال : ایک بار[مرتّب]۔

۳ گلباز : ایک بار۔ گلبازی : ایک بار[مرتّب]۔

۴ گلبانگ : ایک بار[مرتّب]۔

گلبدن[۱]: اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر — اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گلبدن، تکیہ — ص ۳۰۳

گلبرگ[۲]: (۱) از بس کہ ہے محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا — گلبرگ، پرِ بالشِ سروِ چمنی ہے — ص ۱۱۱

(۲) دیکھیے: کفِ گلبرگ۔

گُلبُن[۳]: دیکھیے: شاخِ گلبن۔

گُلبندِ[۴] قبا: دیکھیے: موجۂ گلبندِ قبا۔

گُلچیں[۵]: (۱) وصفِ دُلدُل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے، گلچیں — ص ۹

(۲) بجائے غنچہ وگل، ہے ہجومِ خاروخس یہاں تک — کہ صرف بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا — ص ۴۸

(۳) سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص ۱۸۶

دیکھیے ______: (۴) دامانِ گلچیں۔ (۵) دامنِ گلچیں۔ (۶) نگاہِ گلچیں۔

گُلچینِ تماشا: (۱) تصوّر، بہرِ تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل — بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے — ص ۸۳

(۲) گلزارِ تمنا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں — صد نالہ اسدؔ! بلبل در بندِ زباں دانی — ص ۱۰۹

گُلچینِ طرب: مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار — ص ۱۳۲

گُلچینِ گلستانِ تسلی: خار خارِ الم حسرتِ دیدار تو ہے — شوق، گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی — ص ۲۰۹

گُلچینی[۶]: دیکھیے: آرزوے گلچینی۔

گُلچینیِ جلّاد: قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ! — ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلّاد یہاں — ص ۵۷

گُلچینیِ نقشِ کفِ پا: دیکھیے: ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا۔

گُلخن[۷]: (۱) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر — ص ۱۶۸

(۲) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں — ص ۱۸۰

---

۱ گلبدن : ایک بار [مرکّب]۔

۲ گلبرگ : دو بار [مرکّب]۔

۳ گلبن : ایک بار [مرکّب]۔

۴ گلبند : ایک بار [مرکّب]۔

۵ گلچیں : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔

۶ گلچینی : تین بار [مرکّب]۔

۷ گلخن : چار بار۔

	(۳) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ، کہ ہو غربت میں قدر	بے تکلف، ہوں وہ مشتِ خس کہ گلخن میں نہیں	ص ۱۸۵
	(۴) گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج	یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج	ص ۴۵۷
گلدام[۱]:	شکلِ طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے	ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے	ص ۱۰۷
گلدستہ[۲]:	ستایش گر ہے زاہد اِس قدر جس باغِ رضواں کا	وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا	ص ۱۵۶
گلدستۂ احباب:	تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ	متفرّق ہوئے میرے رُفقا میرے بعد	ص ۳۸
گلدستۂ جوشِ شرر:	ہے طاقِ فراموشیِ سودائے دو عالم	وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے	ص ۱۱۳
گلدستۂ خار:	ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے، ہے ہنوز	جوشِ جوہر سے دلِ آئنہ، گلدستۂ خار	ص ۶
گلدستۂ صدنقشِ قدم:	بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے	گر خاک ہو، گلدستۂ صدنقشِ قدم باندھ	ص ۱۷
گلدستۂ نگاہ:	حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں	گلدستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے	ص ۲۱۸
گلزار[۳]:	(۱) بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ!	دَے نے برباد کیا پیر ہنستاں میرا	ص ۲۱
	(۲) پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی	خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی!	ص ۱۰۹
	(۳) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار!	دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار	ص ۱۳۳
	(۴) سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں	مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں	ص ۱۸۶
	(۵) سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر	تو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے	ص ۲۳۴
	(۶) تماشائے جہاں مفتِ نظر ہے	کہ یہ گلزار، باغِ رہ گزر ہے	ص ۳۵۵

دیکھیے ______: (۷) حیرتِ گلزار۔ (۸) سایۂ گلزار۔ سوئے گلزار۔ صد گلزار۔ طاقِ گلزار۔ نمونۂ گلزار۔

گلزارِ تمنا:	گلزارِ تمنا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں	صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی	ص ۱۰۹
گلزارِ چمن:	صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن	جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن	ص ۵۹
گلزارِ حضور:	ذوقِ تسلیمِ تمنا سے بہ گلزارِ حضور	عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار	ص ۵
گلزارِ خیال:	مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال	آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم	ص ۵۴

---

۱ گلدام : ایک بار۔

۲ گلدستہ : چھے بار [مرکب]۔

۳ گلزار : سترہ بار [مفرد چھے بار، مرکب: گیارہ بار]۔

گلزارِ دمیدن: گلزارِ دمیدن شرر ستانِ رمیدن | فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ ص۳۶

گلستاں[۱]: (۱) پھر وہ سوے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے! | رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہَوا داروں کا ص۲۸

(۲) دعویِٔ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح | ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح ص۳۷

(۳) خدایا، کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے! | کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی ص۷۷

(۴) برگ ریزی ہاے گل، ہے وضعِ زرافشاندنی | باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری ص۹۳

(۵) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں | صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے ص۹۸

(۶) گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے | جوتو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص۱۱۱

(۷) اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے! | خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے ص۱۱۲

(۸) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمناے نشاط | تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا ص۱۵۰

(۹) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا | کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر ص۱۶۷

(۱۰) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ | چٹکنا غنچۂ گل کا، صداے خندۂ دل ہے ص۲۰۸

(۱۱) اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ | چہرہ فروغِ مَے سے گلستاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۱۲) تماشاے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جیبی ہا | بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا ص۴۴۵

دیکھیے ______: (۱۳) جوے گلستاں۔ (۱۴) خس و خاشاکِ گلستاں۔ (۱۵) رنگِ یک گلستاں۔ (۱۶) سازِ یک گلستاں۔ (۱۷) سرمایۂ صد گلستاں۔ (۱۸)، (۱۹) سیرِ گلستاں [دوبار]۔ (۲۰) صد گلستاں۔ (۲۱) محوِ تماشاے گلستاں۔ (۲۲) مردودِ گلستاں۔ (۲۳) وعدۂ سیرِ گلستاں۔ (۲۴) ہر یک گردبادِ گلستاں۔ (۲۵) یک عالم گلستاں۔ (۲۶) یک گلستاں۔

گلستانِ ارمؔ: (۱) حیرت، حدِ اقلیمِ تمناے پری ہے | آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارمؔ باندھ ص۱۷

(۲) دیکھیے: رشکِ گلستانِ ارمؔ۔

---

۱ گلستاں : چونتیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: تیئیس بار]۔

گلستانِ تسلی: دیکھیے: گلچینِ گلستانِ تسلی۔

گلستانِ جہاں: کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ ص ۱۷

گلستانِ حیات: دیکھیے: بہارِ تماشائے گلستانِ حیات۔

گلستانِ خیالِ ساقی: دیکھیے: نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی۔

گلستاں زدہ: دیکھیے ____: (۱) دامنِ صدرنگ گلستاں زدہ۔ (۲) صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ۔

گلشن [۱]: گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال نشہ و جلوۂ گل: برسرِ ہم فتنہ غبار ص ۳

(۲) ہے نفس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال ص ۵۲

(۳) میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص ۶۱

(۴) گلشن میں بند و بست بہ رنگِ دگر ہے آج قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج ص ۱۶۵

(۵) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص ۱۸۰

(۶) آبرو کیا خاک اُس گل کی جو گلشن میں نہیں ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں ص ۱۸۴

(۷) گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے ہر غنچے کا گل ہونا: آغوش کشائی ہے ص ۲۱۰

(۸) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا ص ۲۲۵

(۹) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہَوا گرم ص ۲۲۸

(۱۰) ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی ص ۳۵۴

دیکھیے ____: (۱۱) بادۂ نظارۂ گلشن۔ (۱۲) تماشائے گلشن۔ (۱۳) تماشائے گل و گلشن۔ (۱۴) جادۂ گلشن۔

(۱۵) صفحۂ گلشن۔ (۱۶) کفِ ہر خاکِ گلشن۔ (۱۷) نواسنجانِ گلشن۔ (۱۸) ہوائے گلشن۔

گلشن آبادِ دلِ مجروح: گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہوجائے ہے غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل ص ۵۲

گلشن آرائی: دیکھیے: بندوبستِ گلشن آرائی۔

گلشنِ اتفاق گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک ص ۲۹۶

---

[۱] گلشن : اٹھائیس بار [مفرد: نوبار، مرکب: اُنیس بار]۔

گلشنِ بیداد: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طورِ مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار — ص۴

گلشنِ تجرید: دیکھیے: مرغِ گلشنِ تجرید۔

گلشنِ زخم: گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں — گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن — ص۴۵۰

گلشنِ کشمیر: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص۵۷

گلشنِ ناآفریدہ: (۱) بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ — ص۳۶

(۲) دیکھیے: عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ۔

گلشنِ ہمیشہ بہار: ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار — بارور جس کا سرو، گُل بے خار — ص۲۶۷

گلفام[1]: دیکھیے ــــــ: (۱) بادۂ گلفام۔ (۲)، (۳) مَیِ گلفام [دو بار]۔

گلفامِ مشک بو: دیکھیے: بادۂ گلفامِ مشک بو۔

گُلکدۂ[2] تلاش: گلکدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو — ریختے کے قماش کو پُود ہے ایک، تار ایک — ص۲۹۶

گُلگشتِ[3] باغ: بے لالہ عارضاں، مجھے گلگشتِ باغ میں — دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ — ص۳۸

گُلگوں[4] (۱): اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری، وہ ہَوا گرم — ص۴۴۸

گلگونِ شیریں: شرارِ سنگ سے پادر حنا گلگونِ شیریں ہے — ہنوز اے ہمیشۂ فرہاد! عرضِ آتشیں پائی — ر۹۲

گلگونِ نکہت: ہے بہارِ تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار — یک شکستِ رنگِ گل: صد جُنبشِ مہمیز ہے — ص۸۵

گلگوں (۲): دیکھیے ــــــ: (۱) عکسِ روے گلگوں۔ (۲) مَیِ گلگوں۔

گلگونہ[5] آرائی: دیکھیے: شوخیِ گلگونہ آرائی۔

گُلگیر[6]: دیکھیے: غنچۂ گلگیر۔

گلگیریں: زِبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے — کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقشِ گلگیریں — ص۶۴

---

[1] گلفام : چار بار [مرکّب]۔
[2] گلکدہ : ایک بار [مرکّب]۔
[3] گلگشت : ایک بار [مرکّب]۔
[4] گلگوں (۱) : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
گلگوں (۲): دو بار [مرکّب]۔
[5] گلگونہ : ایک بار [مرکّب]۔
[6] گلگیر : ایک بار [مرکّب]۔
گلگیریں : ایک بار۔

گُلنارگوں[1]: دیکھیے: مَۓ گُلنارگوں۔

گلو[2]: دشنے نے کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو — خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی — ص۲۲۸

گلوسوزی: دلا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی — کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلوسوزی — ص۱۰۰

گلوے بُریدہ: دیکھیے: مضرابِ تارہاے گلوے بُریدہ۔

گلوے جرس: کیا دے صدا، کہ کلفتِ گم گشتگاں سے، آہ! — ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام — ص۵۵

گلوے شیشۂ مے: ریزشِ خونِ وفا ہے جرعہ نوشی ہاے یار — یہاں گلوے شیشۂ مَے، قبضۂ شمشیر ہے — ص۹۵

گلہ[3]: (۱) اسدؔ! ساغرکشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا — ص۱۹

(۲) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گِلا کروں — موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں — ص۵۶

(۳) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا — ص۱۴۷

(۴) نوازش ہاے بیجا دیکھتا ہوں — شکایت ہاے رنگیں کا گِلا کیا! — ص۱۵۷

(۵) نَفَس، موجِ محیطِ بے خودی ہے — تغافل ہاے ساقی کا گِلا کیا — ص۱۵۷

(۶) تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گِلہ — اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا — ص۱۵۸

(۷) تنگیِ دل کا گِلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے — کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا — ص۱۵۸

(۸) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟ — اک تماشا ہوا، گِلا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۹) ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ — ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

(۱۰) کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ — کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے — ص۲۲۹

(۱۱) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے — یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گِلا ہوتا ہے — ص۲۴۰

(۱۲) جب توقّع ہی اُٹھ گئی غالبؔ! — کیوں کسی کا گِلا کرے کوئی؟ — ص۲۴۲

(۱۳) کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ؟ — دل فردِ جمع و خرجِ زباں ہاے لال ہے — ص۲۰۵

---

[1] گلنار : ایک بار[مرکّب]۔

[2] گلو : پانچ بار[مفرد:ایک بار، مرکّب:چار بار]۔

[3] گلہ : سترہ بار[مفرد:چودہ بار، مرکّب:تین بار]۔

گلہ مند : ایک بار۔

(۱۴) آپ نے مَسّنیَ الضُّرّ کہا ہے تو سہی یہ بھی، یا حضرتِ ایّوب! گِلا ہے تو سہی ص ۲۱۰

گلہ‌مند: دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا ص ۲۵۳

گلۂ اُلفت: دیکھیے: دامِ گلۂ اُلفت۔

گلۂ پا: دیدار طلب ہے دلِ وامانده کہ آخر نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا ص ۲۹

گلۂ کم سخنی: گو حوصلہ پا مردِ تغافل نہیں لیکن خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے ص ۱۱۱

گلے[1]: (۱-۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے

سرسے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جا مرے [تضمین]

(۴) کھلے یہ گانٹھ، تو البتّہ دم نکل جاوے بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ ص ۲۷۹

گلی[2]: (۱) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے ص ۸۹

(۲) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں ص ۱۹۳

(۳) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے ص ۲۳۶

گلیوں: گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار تھا ص ۱۵۴

گلیم[3]: سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے ص ۲۸

گلیمِ بختِ سیہ: ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں کاکل موئے [illegible] بافتنِ ریشۂ سُنبل تاچند ص ۳۹

گُم[4]: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں خلوتِ آبلہ میں گُم کرے گر تو رفتار ص ۵

(۲) بہ روئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے مگر روزِ عروسی گُم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا ص ۲۶

(۳) بہ حکمِ عجز ابروئے مہِ نو حیرت ایما ہے کہ یہاں گُم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں ص ۵۸

(۴) دل دے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں آئینہ ایسے طاق پہ گُم کر کہ تو نہ ہو ص ۶۸

(۵) موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ گُم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار ص ۱۳۲

---

[1] گلے : چار بار۔

[2] گلی : تین بار۔ گلیوں : ایک بار۔

[3] گلیم : دو بار [مرکّب]۔

[4] گُم : اکیس بار [مفرد: پندرہ بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۶) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا | دل کہاں کہ گم کیجیے، ہم نے مدعا پایا | ص ۱۴۳

(۷) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل | خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا | ص ۱۴۳

[نو بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص۶۸]:

(۸) مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو | مگر طوفانِ مَے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو

(۹) سبب وارستگاں کو تنگیِ ہمّت ہے، خداوندا! | اثر سرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو

(۱۰) نہیں جز دردِ تسکینِ نکوہش ہائے بیدرداں | کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو

(۱۱) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب | فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دعا! گم ہو

(۱۲) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن | مَبادا ! اے پیچ و تابِ طبع، نقشِ مدعا گم ہو

(۱۳) بلا گردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر | عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو

(۱۴) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی | کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو

(۱۵) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ یک پردہ نازک تر | دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو

گُم کردگاں: دیکھیے: دعاے مدعا گم کردگاں۔

گُم کردہ: (۱) شمع ہوں، لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو | مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں | ص ۶۳

(۲) دیکھیے: آشیاں گم کردہ۔

گُم کردہ رہ: نشّے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو | آج رنگِ رفتہ، دَورِ گردشِ ساغر ہوا | ص ۲۰

گُم گشتگاں: دیکھیے: کلفتِ گم گشتگاں۔

گُم گشتہ: دیکھیے: دل گم گشتہ۔

گماں۔گمان[۱]: (۱) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے | کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز | ص ۴۳

(۲) اِس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! | غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے | ص ۱۲۸

(۳) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور | کرتے ہیں محبّت تو گزرتا ہے گماں اَور | ص ۱۷۰

---

[۱] گمان : اٹھارہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

(۴) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہَے ہَے! خدا نکردہ، تجھے بے وفا کہوں! — ص۱۷۸

(۵) ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں — ص۱۸۳

(۶) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں — اک چھیڑ ہے، وگرنہ مراد امتحاں نہیں — ص۱۸۸

(۷) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا — نہ مانے دیدۂ دیدار جُو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۸) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مَے کا گمان ہے — ص۲۰۳

(۹) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے — ص۲۰۶

(۱۰) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں: لُو نام نہ اُن کا مرے آگے — ص۲۴۹

دیکھیے ــــ: (۱۱-۱۵) بدگماں [پانچ بار]۔

گمانِ رنجشِ خاطر: ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے — ص۲۰۸

گمانِ غرورِ دانائی: وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا — اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی — ص۱۱۰

گمانِ قطعِ زحمت: بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچارِ خامشی ہو — کہ زبانِ سُرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی — ص۹

گمراہی[۱]: دیکھیے: خوفِ گمراہی۔

گُمرہاں: بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد — ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! — ص۳۷

گُمرہیِ سکندر: لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات — بہ گُمرہیِ سکندر ہے محوِ حیرانی — ص۹۶

گناہ[۲]: (۱) رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا — ص۱۳۹

(۲) تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو — مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو — ص۱۹۶

(۳) اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے — روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا — ص۲۹۳

گناہگار: حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے — آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں — ص۱۹۰

گناہوں: دیکھیے ــــــ: (۱) کردہ گناہوں۔ (۲) ناکردہ گناہوں۔

---

[۱] گمراہی : ایک بار [مرکّب]۔
گمرہی : ایک بار [مرکّب]۔
گمرہاں : ایک بار۔

[۲] گناہ : تین بار [مفرد: دو بار]۔
گناہگار : ایک بار۔

[۳] گناہوں : دو بار۔

گنبدِ[1] بے در: اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ! گنبدِ بے در کھُلا — ص۱۶۱

گنبدِ تیز گردِ نیلی فام: آسماں کو، کہا گیا کہ کہیں — گنبدِ تیز گردِ نیلی فام — ص۱۵۵

گنج[2]: (۱) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا — غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا — ص۲۵

(۲) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق — اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے — ص۸۲

گنجِ تنہائی: دیکھیے: پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی۔

گنجِ شرر: گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص۳۵

گنجِ محبت: دیکھیے: قفلِ درِ گنجِ محبت۔

گنج وتخت وافسر: دیکھیے: وارثِ گنج وتخت وافسر۔

گنج ہاے گراں مایہ: مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہاے گراں مایہ کیا کیے؟ — ص۲۴۳

گنجایش[3]: ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود — قد کے جھُکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں — ص۱۸۵

گنجایشِ عداوتِ اغیار: گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف — یھاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں — ص۱۸۴

گنجفہ بازِ[4] خیال: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال — ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم — ص۱۷۷

گنجینہ[5]: حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے؟ جب ہو موجود — ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم — ص۲۶۵

گنجینۂ گوہر: (۱) خسروِ انجم کے آیا صرف میں — شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھُلا — ص۱۳۹

(۲) دیکھیے: درِ گنجینۂ گوہر۔

گنجینۂ گہر: اِس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا — سینہ، گنجینۂ گہر ہوگا — ص۲۶۸

گنجینۂ معنی: گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے — جو لفظ کہ غالبؔ! مرے اشعار میں آوے — ص۲۳۴

گنہ[6]: آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد — مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا! نہ مانگ — ص۱۷۶

---

۱ گنبد : دو بار [مرکّب]۔

۲ گنج : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔

گنج ہا : ایک بار [مرکّب]۔

۳ گنجایش : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

۴ گنجفہ باز : ایک بار [مرکّب]۔

۵ گنجینہ : پانچ بار [مرکّب]۔

۶ گنہ : ایک بار۔

[مزید دیکھیے: بے گنہ، بے گنہ کُش، خونِ بے گنہ]۔

گنہگار[۱]: تماشاے گلشن: تمناے چیدن — بہار آفرینا! گنہگار ہیں ہم؟ — ص۵۵

گنہگاروں: سرِ خطِ بند ہوا نامہ گنہگاروں کا — خونِ ہُدہُد سے لکھا نقشِ گرفتاروں کا — ص۲۸

گوارا[۲]: (۱) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! — خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں — ص۱۸۲

(۲) ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے — مرتے ہیں، مگر اُن کی تمنا نہیں کرتے — ص۲۳۴

دیکھیے ____: (۳) بادہ ہاے نابِ گوارا۔

گواہ[۳]: (۱) جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۲) صادق ہوں اپنے قول میں، غالبؔ خدا گواہ — کہتا ہوں سچ، کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — ص۱۲۵

(۳) بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے — قاتل اگر رقیب ہے، تو تم گواہ ہو — ص۱۹۶

(۴) دیکھیے: احتیاجِ گواہ۔

گواہِ رنگیں: شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے — کہ ماہ، دُزدِ حناے کفِ نگاریں ہے — ص۱۰۲

گواہِ عشق: پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہے — ص۲۲۴

گودرز[۴]: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے — گیو، گودرز و بیژن و رُہام — ص۱۳۷

گور[۵] (۱): (۱) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا — ص۱۶۱

(۲) واے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا — لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے — ص۲۳۲

دیکھیے ____: (۳) دہانِ گور۔ (۴) لبِ گور۔ (۵) نوکِ زبانِ دہنِ گور۔

گورِ غریباں: خموشی میں نہاں، خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص۱۵۷

گور[۶] (۲): چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام — ران پر داغ تازے دے کے وہیں — ص۲۸۱

---

۱ گنہگار : ایک بار۔
گنہگاروں : ایک بار۔
۲ گوارا : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۳ گواہ : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۴ گودرز : ایک بار [مرکّب]۔
۵ گور (۱) : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔
۶ گور (۲) : ایک بار۔

گورمنٹ[1]: خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور | بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام ص ۲۸۳

گورے[2]: گورے پنڈے پر نہ کر اِن کے نظر | کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر ص ۲۶۶

گوش[3]: (۱) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی | گوش، منّت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا ص ۱۳۳

(۲) گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال | ایک دل، تس پر یہ نااُمّیدواری، ہائے ہائے! ص ۲۰۴

(۳) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز | گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں ص ۲۹۸

دیکھیے______:(۴) آشتیِ چشم و گوش۔(۵) فردوسِ گوش۔

گوشِ حریفاں: دیکھیے:(۱)،(۲) پنبۂ گوشِ حریفاں [دو بار]۔

گوشِ دل: دیکھیے: پردگیِ گوشِ دل۔

گوشِ گل: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے | نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے ص ۱۱۳

(۲) بجا ہے، گر نہ سُنے نالہ ہائے بلبلِ زار | کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص ۲۱۳

گوشِ محبّت: پھونکا ہے کس نے گوشِ محبّت میں اے خدا! | افسونِ انتظار، تمنّا کہیں جسے ص ۲۱۸

گوشِ نسریں عارضاں: وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر | گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا ص ۲۹

گوشِ نصیحت نیوش: دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو | میری سنو، جو گوشِ نصیحت نیوش ہے ص ۲۳۰

گوش ہا: کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ | گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے ص ۸۶

گوشت[4]: (۱) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال | ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا ص ۱۵۶

(۲) فقط گوشت، سو بھیڑ کا ریشے دار | کہو، اُس کو کیا کھا کے ہم حظ اُٹھائیں؟ ص ۲۶۳

گوشہ[5]: (۱) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں | گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص ۲۳۵

(۲) جن کی مسند کا آسماں، گوشہ | جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص ۲۸۰

---

۱ گورمنٹ : ایک بار۔

۲ گورے : ایک بار۔

۳ گوش : تیرہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دس بار]۔

گوش ہا : ایک بار۔ [مزید دیکھیے: حلقہ بگوش]

۴ گوشت : دوبار۔

۵ گوشہ : سترہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چودہ بار]۔

	(۳) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے	آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے	ص۲۹۱
	(۴) دیکھیے: کُلبہ گوشہ۔		
گوشہ گیراں:	دیکھیے: شکستِ گوشہ گیراں۔		
گوشہ گیری ہا:	صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا	صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ گوہر نہیں ہوتا	ص۴۴۵
گوشہ نشیں:	دیکھیے: بےنوائے گوشہ نشیں۔		
گوشۂ ابرو:	ختم کر ایک اشارت میں عبارات نیاز	جوں مہِ نَو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں	ص۸
گوشۂ بساط:	دیکھیے: (۱)، (۲) ہر گوشۂ بساط [دوبار]۔		
گوشۂ تنہائیِ دل:	دیکھیے: وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل۔		
گوشۂ دامن:	بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی	بھروں یک گوشۂ دامن، گر آبِ ہفت دریا ہو	ص۱۹۴
گوشۂ دستار:	لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے	بجائے زخم، گل بر گوشۂ دستار ہو پیدا	ص۳۱
	دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے	خود بہ خود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس	ص۱۷۳
گوشۂ غم خانہ:	کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں	دست بر سر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا	ص۲۱
گوشۂ مے خانہ:	موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ	گم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار	ص۱۳۲
گومگو[1]:	ادب ہے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجے؟	حیا ہے اور یہی گومگو، تو کیوں کر ہو؟	ص۱۹۷
گوں[2]:	(۱) حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی	عشقِ پُرعربدہ کی گوں دلِ رنجور نہیں	ص۱۸۵
	(۲) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا	نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے	ص۲۰۶
گونہ[3]:	دیکھیے: (۱) اک گونہ (۲) صد گونہ۔		
گوہر[4]:	(۱) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت	سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو	ص۶۷
	(۲) توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے	آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا	ص۱۵۲
	(۳) گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا	کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے	ص۲۳۰

---

1. گومگو : ایک بار۔
2. گوں : دوبار۔
3. گونہ : دوبار [مرکّب]۔
4. گوہر : پینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اٹھائیس بار]۔

(۴) شکستِ گوشہ گیراں ہے فلک کو حاصلِ گردش — صدف سے آسیاے آب میں ہے دانہ گوہر کا — ص ۴۴۴

(۵) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا — ص ۴۴۵

(۶) تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی — ص ۴۵۳

(۷) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر اشک کو ہے فرامش چکیدگی — ص ۴۵۴

دیکھیے______: (۸) آئینہ بندیِ گوہر۔ (۹) برقِ خرمن زارِ گوہر۔ (۱۰) تابِ گراں باریِ گوہر۔ (۱۱) درِ گنجینۂ گوہر۔ (۱۲) دندانِ گوہر۔ (۱۳)، (۱۴)، (۱۵) رشتۂ گوہر [تین بار]۔ (۱۶) سودۂ گوہر۔ (۱۷) شکلِ گوہر۔ (۱۸) صدموجۂ گوہر۔ (۱۹) صورتِ رشتۂ گوہر۔ (۲۰) قیمتِ گوہر۔ (۲۱) گنجینۂ گوہر۔ (۲۲) لعل و زمرد و زر و گوہر۔

گوہر آگیں فرش: انجمِ چرخ: گوہر آگیں فرش — نور: مے؛ ماہ: ساغرِ سیمیں — ص ۲۸۰

گوہر افشانی: خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی — درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس — ص ۲۶۴

گوہر بار: (۱) دیکھیے: آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار۔ (۲) ابرِ گوہر بار۔ (۳) مژۂ گوہر بار۔

گوہرِ دریاے شاہی: یہ دست آوردنِ دل گوہرِ دریاے شاہی ہے — وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے — ص ۴۵۴

گوہرِ شب تاب: دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع — گوہرِ شب تاب اشکِ دیدۂ خرشید ہے — ص ۱۰۴

گوہرِ شکست: دیکھیے: صدفِ گوہرِ شکست۔

گوہرِ غلتاں: رخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلتاں کی چمک — کیوں نہ دکھلاوے فروغِ مہ و اختر سہرا — ص ۲۸۷

گوہر فروش: دیکھیے: ستارۂ گوہر فروش۔

گوہرِ مقصود: نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں — کہ یھاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے — ص ۸۴

گوہرِ نایاب: (۱) غالبؔ! زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی — ص ۹۶

(۲) کیوں اِسے گوہرِ نایاب تصور کیجے — کیوں اِسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے — ص ۱۲۲

گوے[۱]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارماں — آئیے، یہ گوے اور یہ میداں — ص ۱۳۰

---

[۱] گوے : دوبار [مرتب: ایک بار]۔

(۲) آم کا کون مردِ میداں ہے؟ ثمر و شاخ: گوے و چوگاں ہے ص ۱۳۰

گویا[۱]: کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ ص ۳۸

گہہ و بے گہہ[۲]: رہے ہے یوں گہہ و بے گہہ کہ کوے دوست کو اب اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے؟ ص ۲۴۷

گھاٹا[۳]: ہاں فراوانی اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں جُز غم و رنج و الم، گھاٹا ہے ہر یک بات میں ص ۲۹۰

گھاس[۴]: اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص ۱۵۷

گھائل[۵]: موت بس اُن کی ہے جو مر کے وہیں دفن ہوئے زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے ص ۳۱۲

گھٹائیں[۶]: جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں ہے اِسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم ص ۲۶۵

گُہر[۷]: (۱) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل بے صدف گُہر گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے ص ۸۹

(۲) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا ص ۱۴۷

(۳) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک ص ۱۷۵

(۴) دنداں کا خیال چشمِ تر کر ہر دانۂ اشک کو گہر کر ص ۳۳۸

دیکھیے ـــــــ: (۵)، (۶) آبِ گہر [دوبار]۔ (۷) اوجِ طالعِ لعل و گہر۔ (۸) درخورِ عقدِ گہر۔ (۹) دندانِ گہر۔ (۱۰) علی بہادرِ عالی گہر۔ (۱۱) گنجینۂ گہر۔ (۱۲) محمل کشِ موجِ گہر۔ (۱۳) موجِ گہر۔

گہرِ آبلہ: ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا ص ۱۴

گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر: فکر میری: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر کلک میری: رقم آموزِ عباراتِ قلیل ص ۱۲۴

گہربار[۸]: دیکھیے ـــــــ: (۱) ابرِ گہربار۔ (۲) رگِ ابرِ گہربار۔

گہرہاے راز: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ! سینہ، کہ تھا دفینہ گہر ہاے راز کا ص ۱۵۵

گہرہاے شاہوار: اُنھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے کہ ہو گئے ہیں گہرہاے شاہوار، گرہ ص ۲۷۹

---

[۱] گویا : ایک بار۔
[۲] گہہ و بے گہہ : ایک بار۔
[۳] گھاٹا : ایک بار۔
[۴] گھاس : ایک بار۔
[۵] گھائل : ایک بار۔
[۶] گھٹائیں : ایک بار۔
[۷] گہر : سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیرہ بار]۔
[۸] گہرہا : دوبار [مرکب]۔

گھر[1]: (۱) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا ص ۱۳

(۲) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا ص ۱۸

(۳) تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! ص ۴۹

(۴) گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں ص ۶۰

(۵) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں آگ اِس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا ص ۱۵۱

(۶) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا ص ۱۵۲

(۷) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی گھر ترا خلد میں گر یاد آیا ص ۱۵۲

(۸) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ .... [دیکھیے: گھاس]۔

(۹) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی، تو ویراں ہوتا بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا ص ۱۵۸

(۱۰) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا ص ۱۶۳

(۱۱) آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رونا غالبؔ! کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد ص ۱۶۶

(۱۲) نظر میں کھٹکے ہے بِن تیرے گھر کی آبادی ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار ص ۱۶۷

(۱۳)، (۱۴) گھر جب بنالیا ترے در پر، کہے بغیر جانے گا اب بھی تو نہ مرا گھر، کہے بغیر ص ۱۶۹

(۱۵)، (۱۶) تم ماہِ شبِ چار دہم تھے مرے گھر کے پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور ص ۱۷۱

(۱۷) ہو، ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں ص ۱۸۴

(۱۸) ہوگئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب ذرّے، اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں ص ۱۸۵

(۱۹) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص ۱۸۶

(۲۰)، (۲۱) وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں ص ۱۸۷

(۲۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص ۱۸۸

(۲۳) لُو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے یہ جانتا اگر، تو لُٹاتا نہ گھر کو میں ص ۱۹۰

(۲۴) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟ ص ۱۹۰

(۲۵) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص ۲۰۹

---

[1] گھر : بیالیس بار۔

(۲۶) گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا	وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے	ص ۲۳۲
(۲۷) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟	تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے	ص ۲۳۲
(۲۸) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ!	ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے	ص ۲۳۳
(۲۹) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل	میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے	ص ۲۳۶
(۳۰) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ!	نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے	ص ۲۳۵
(۳۱) رہے ہے یوں گہ و بے گہ، کہ کوئے دوست کو اب	اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے	ص ۲۴۷
(۳۲) مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط، تو ہم سے لکھوائے	ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے	ص ۲۵۰
(۳۳) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے	گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا	ص ۲۶۰
(۳۴) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے	زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا	ص ۲۶۰
(۳۵) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے	احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے	ص ۲۶۸
(۳۶) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو	گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو	ص ۲۸۳
(۳۷) بگڑی ہے بہت بات، بنائے نہیں بنتی	اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی	ص ۲۸۳
(۳۸) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِؔ آشفتہ سر!	ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے، گیا کیوں اُس کے گھر	ص ۲۹۲
(۳۹) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے	رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے	ص ۴۴۸
(۴۰) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے	کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم	ص ۴۴۸
(۴۱) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے	کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو	ص ۲۹۶
(۴۲) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے	یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے	ص ۳۱۲
گہری[1]: دیکھیے: عداوت گہری۔		
گھمنڈ[2]: ہم کو ہے اِس رازداری پر گھمنڈ	دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا	ص ۱۳۰
گھنٹے[3]: دیکھیے: چھے گھنٹے۔		
گہوارہ[4]: (۱) شاخِ گل جنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس	طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج	ص ۳۵
(۲) لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی	قیامت، کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے	ص ۲۱۷

---

۱ گہری : ایک بار۔

۲ گھمنڈ : ایک بار۔

۳ گھنٹے : ایک بار۔

۴ گہوارہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

گھونسلا[1]: درم و دام اپنے پاس کہاں؟ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ ص۲۹۸

گیاوقت[2]: مہرباں ہو کے بلا لو مجھے، چاہو جس وقت میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص۱۸۶

گیاہ[3]: (۱) تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ متفرّق ہوئے میرے رفقا میرے بعد ص۳۸

(۲) غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا ص۱۳۹

گیتی[4]: (۱) جا دادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے ص۲۰۶

دیکھیے______:(۲) سرتاسرِ گیتی۔(۳)،(۴) غمِ گیتی [دوبار]۔(۵) نقص آبادِ گیتی۔

گیرا[5]: ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گیرا نہیں ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں ص۶۵

گیرائی: (۱) تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی ص۹۲

(۲) نہیں کچھ سبحہ و زنّار کے پھندے میں گیرائی وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

(۳) دیکھیے: آفتِ گیرائی۔

گیسو[6]: دیکھیے______:(۱) حلقۂ گیسو۔(۲) حلقۂ خمِ گیسو۔(۳)،(۴) خمِ گیسو [دوبار]۔(۵) قد و گیسو۔(۶) مستعدِ شانۂ گیسوشدن۔

گیسوے دراز: دیکھیے: ذوقِ تارِ گیسوے دراز۔

گیسوے مشکیں: دیکھیے: جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں۔

گیو[7]: زُورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے گیو و گودرز و پیون و رُہام ص۱۳۷

گیہوں[8]: نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی ص۱۲۳

---

[1] گھونسلا : ایک بار۔
[2] گیاوقت : ایک بار۔
[3] گیاہ : دوبار۔
[4] گیتی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
[5] گیرا : ایک بار۔
گیرائی : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
[6] گیسو : آٹھ بار [مرکّب]۔
[7] گیو : ایک بار [مرکّب]۔
[8] گیہوں : ایک بار۔

ل

لاٹھی[1] :	آواز تری نکلے اور آواز کے ساتھ	لاٹھی وہ لگے کہ جس میں آواز نہ ہو	ص۳۱۳
لاجرم[2] :	لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی	لاجرم، توڑ کے، عاجز قلمِ چند رہا	ص۳۳۶
لاچار[3] :	اسدؔ! شکوہ، کفر و دُعا، ناسپاسی	ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
لازم[4] : (۱)	سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	ص۱۲۸
(۲)	لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اَور	تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اَور	ص۱۷۰
(۳)	لازم نہیں کہ خضرؔ کی ہم پیروی کریں	جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے	ص۲۳۷
لاشِ بے کفن[5]: (۱)	یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے	حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا	ص۱۵۵
(۲)	غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو	ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ	ص۳۰۳
لاغر[6] :	لاغر اِتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جادے مجھے	میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلادے مجھے	ص۲۳۵
لافِ[7] تمکیں:	لافِ تمکیں فریبِ سادہ دلی	ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز	ص۱۷۲
لافِ دانش:	لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم!	دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دنیا و چہ دیں	ص۱۳۴
لاکھ[8] :	شورِ رُسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق	لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا	ص۱۳
لاکھ باتیں:	تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں	بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں	ص۵۹

---

۱ لاٹھی : ایک بار
۲ لاجرم : ایک بار
۳ لاچار : ایک بار
۴ لازم : تین بار
۵ لاش : دوبار [مرکّب]
۶ لاغر : ایک بار
۷ لاف : دوبار [مرکّب]
۸ لاکھ : پانچ بار
۹ لاکھوں: پانچ بار

لاکھ تار: اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا اِتنے ہی برس شمار ہوں، بلکہ سوا ص۲۵۴

لاکھ جگر: کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر پردے میں گُل کے، لاکھ جگر چاک ہوگئے ص۲۲۹

لاکھ عقدے: لاکھ عقدے دل میں تھے، لیکن ہر ایک میری حدِّ وسع سے باہر کُھلا ص۱۳۹

لاکھوں: یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص۱۲۸

لاکھوں آرزوئیں: خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا ص۱۵۷

لاکھوں بناو: لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں ص۱۸۹

لاکھوں تمنائیں: دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم ص۱۷۷

لاکھوں لگاو: دیکھیے: لاکھوں بناو۔

لاگ[1]: (۱) لاگ ہو، تو اُس کو ہم سمجھیں لگاو۔ جب نہ ہو کچھ بھی، تو دھوکا کھائیں کیا؟ ص۱۶۱

(۲) طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو ص۱۹۷

(۳) ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں ص۲۹۹

لال[2]: عرضِ دردِ بے وفائی، وحشتِ اندیشہ ہے خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! ص۵۲

(۲) دیکھیے ______: فردِجمع وخرجِ زباں ہاے لال (۳) زبانِ لال

لالِ مادرزاد: بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقمِ ایجاد، گُل ظاہرا، ہے اِس چمن میں لالِ مادر زاد، گُل ص۵۲

لال ڈِگّی[3]: لال ڈِگّی پر کرے گا جا کے کیا؟ پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا (قادرنامہ)

لالہ[4]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سُنبل زار ص۳

(۲) داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا، مستیِ سعیِ سپند دودِ مجمر، لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا ص۲۵

(۳) داغ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گُل ہو شہید لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

---

[1] لاگ : تین بار

[2] لال : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]

[3] لالہ : پچیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اٹھارہ بار]

لالہ زار: تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]

لالہ کاری: دو بار [مرکّب: ایک بار]

لالہ ہا : ایک بار

(۴) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم — مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے — ص۸۹

(۵) کارگاہِ ہستی میں لالہ، داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے — ص۲۱۷

(۶) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغ کشتہ ہے — ص۸۰

(۷) یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یھاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص۱۴۹

دیکھیے____: (۸)، (۹) داغ لالہ [دوبار]۔ (۱۰) رنگِ لالہ۔ (۱۱) رنگِ تمکینِ گل ولالہ۔ (۱۲) سبزہ و برگِ گلِ لالہ۔ (۱۳) غنچۂ لالہ۔ (۱۴) گلِ لالہ۔ (۱۵) گل وریحان ولالہ۔ (۱۶) گل ولالہ۔ (۱۷) ہرایک گل ولالہ۔

لالہ رنگ: حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشے پہ مَے کا گمان ہے — ص۲۰۳

لالہ زار: (۱) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی — ص۲۵۱

(۲) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں اسدؔ — دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ — ص۳۸

(۳) دیکھیے: ہوسِ سیرِ لالہ زار۔

لالہ عارضاں: بے لالہ عارضاں، مجھے گلگشتِ باغ میں — دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ — ص۴۸

لالہ عذارانِ سروقامت: دیکھیے: وصالِ لالہ عذارانِ سروقامت۔

لالہ کاری: (۱) گل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا! — خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہائے ہائے! — ص۲۰۴

(۲) دیکھیے: آمدِ فصلِ لالہ کاری۔

لالہ وگل: لالہ و گل بہم، آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۲) سب کہاں، کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں — ص۱۹۱

لالہ وگل ونسریں: ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا — ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے — ص۲۲۰

لالہ ہا: یک چمن جلوۂ یوسفؔ ہے بہ چشمِ یعقوبؔ — لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار — ص۳

لالۂ بےداغ: سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار — ص۳۲

لالۂ مہ: شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرمائے اسدؔ! — داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا — ص۳۳۶

لام[1] الف:	فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے	کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر	ص ۱۲۷
لائق[2]:	ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ	لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے	ص ۸۰
لائقِ تعزیر:	یوسفؔ اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی	گر بگڑ بیٹھے، تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا	ص ۱۵۸
لب[3]: (۱)	جُنبشِ ہر برگ سے، ہے گُل کے لب کو اختلاج	حبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج	ص ۳۵
(۲)	سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا	خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا	ص ۱۹۲
(۳)	کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب	گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا	ص ۱۹۲
(۴)	اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں	شوقِ فضول و جُراتِ رندانہ چاہیے	ص ۲۱۱
(۵)	کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ	خطِ پیالہ، سراسر نگاہِ گلچیں ہے	ص ۲۱۳
(۶)	شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں	دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے	ص ۲۱۵
(۷)	نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب	لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے	ص ۲۴۰
(۸)	جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن	از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں	ص ۲۹۹
(۹)	جاں، مطربِ ترانۂ 'ہل من مزید' ہے	لب، پردہ سنجِ زمزمۂ اَلاماں نہیں	ص ۱۸۸
(۱۰)	ممکن ہے کرے خضرؔ، سکندرؔ سے ترا ذکر؟	گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت	ص ۱۲۷
(۱۱)	کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق، خود آرایاں	صدف، دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے	ص ۹۷
(۱۲)	جنوں، گرم انتظار و نالہ، بیتابی کمند آیا	سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا	ص ۱۱

دیکھیے ــــــ: (۱۳) بوسۂ لب۔ (۱۴) پشتِ لب۔ (۱۵)، (۱۶)، (۱۷) تبخالۂ لب [تین بار]۔ (۱۸) تشنہ لب۔ (۱۹) جانِ برلب آمدہ۔ (۲۰) جُنبشِ لب۔ (۲۱) خندہ زیرِ لب۔ (۲۲) خندۂ زیرِ لب۔ (۲۳) سخن برلب آوردگاں۔ (۲۴) صدمۂ یک جُنبشِ لب۔ (۲۵) کف برلب۔ (۲۶) کف بہ لب۔ (۲۷) مُہرِ خموشی برلب۔ (۲۸) یک جُنبشِ لب۔ (۲۹) شہیدِ تشنہ لبِ کربلاؔ۔

---

[1] لامؔ : ایک بار

[2] لائق : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]

[3] لب : ساٹھ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: اڑتالیس بار]

لبِ آلودۂ مسی : دیکھیے: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی۔

لبِ افسوس : دیکھیے: یک لبِ افسوس۔

لبِ ایاغ: لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہدگر اثر چہرۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے ص۱۱۵

لبِ بام:(۱) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے ص۲۲۶

(۲) دیکھیے : یک خطِ پُشتِ لبِ بام۔

لب بہ خندہ وا: خاکبازیِ امید: کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۱۳

لبِ بے سوال: دیکھیے ـــــــ: عذرخواہِ لبِ بے سوال۔

لبِ بیمار: دیکھیے ـــــــ: تبخالِ لبِ بیمار۔

لبِ پیکِ نامہ رساں: مُہر بجائے نامہ، لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں قاصدِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۷

لبِ پیمانہ: دیکھیے ـــــــ: خالِ لبِ پیمانہ۔

لبِ تشنۂ تقریر: بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا ص۱۵۸

لبِ خشک: ~~لبِ خشک~~ درتشنگی> مُردگاں کا زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا ص۱۲۸

لبِ خشکِ صدف: نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے ممسک سے لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا ص۳۳۵

لبِ خونیں نوائے گل: دیکھیے ـــــــ: نالۂ لبِ خونیں نوائے گل۔

لبِ دریا: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام ص۲۸۲

لبِ دوختن: دیکھیے ـــــــ: تشنۂ لب دوختن۔

لبِ زخمِ جگر(۱) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۲) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی ص۱۱۶

لبِ ساحل: اُن کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے ص۳۱۲

لبِ ساغر: تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہ کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خمار ص۹

لبِ ساقی: کون ہوتا ہے حریفِ مےِ مرد افگنِ عشق ہے مکرّر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد ص۱۶۶

لبِ سوفار: دیکھیے ـــــــ: پُشتِ لبِ سوفار۔

لبِ شیریں: دیکھیے ـــــــ: بوسۂ لبِ شیریں۔

لبِ عیسیٰ: لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جُنبانی قیامت، کُشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص ۲۱۷

(۲) اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟ ص ۲۸۴

لبِ قدح: ہوا وصال سے، شوقِ دلِ حریص زیادہ لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے ص ۷۵

لبِ گزیدۂ معشوق: لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے ص ۱۰۲

لبِ گور: بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال بر لبِ گور ص ۴۱

لبِ نازک: نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے لطافت ہائے جوشِ حُسن کا سرشیر ہے پیدا ص ۳۰

لبِ نگار: لبِ نگار میں آئینہ، دیکھ آبِ حیات بہ گمرئ سکندر ہے محوِ حیرانی ص ۹۶

لب و دنداں: دیکھیے ـــــــ: بقدرِ لب و دنداں۔

لبوں (۱) ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا یک بار لگا دو خُمِ مے میرے لبوں سے ص ۲۰۱

(۲) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے ص ۲۰۱

(۳) بیدادِ وفا دیکھ! کہ جاتی رہی آخر ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے ص ۲۰۱

لب ہا: دیکھیے ـــــــ: تہِ لب ہا۔

لبِ تفتہ: کب تلک پھیرے اسد لب ہائے تفتہ پر زباں تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں ص ۶۶

لب ہائے عاشق: سبب، وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوندا! اُثر سرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص ۶۸

لب ہائے مے گوں: دیکھیے ـــــــ: آرزوے بوسۂ لب ہائے مے گوں۔

لباس[1]: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص ۱۴۳

لباسِ خانہ ویرانی: دیکھیے: قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔

لباسِ زعفرانی: دیکھیے: ترکِ لباسِ زعفرانی۔

---

۱ لباس: آٹھ بار [مرکب]۔ لباسی: ایک بار [مرکب]۔

لباسِ سفری: ہم آئے ہیں غالب: رو اقلیمِ عدم سے یہ تیرگیِ حال: لباسِ سفری ہے ص۳۵۴

لباسِ شمع: اسدؔ حسرت کشِ یک داغِ مشکل اندودہ ہے یارب! لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں ص۶۴

لباسِ عریانی: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی بہ طرزِ گل، رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ص۱۰۲

لباسِ کعبہ: مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان نافِ زمین ہے، نہ کہ نافِ غزال ہے ص۲۰۵

لباسِ نظم: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرایش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص۷۹

لباسی: دیکھیے ـــــــ: دیدارِ دوستانِ لباسی۔

لبریز[1]: (۱) غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں ص۱۳۵

(۲) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز اپنی صورت کا اک بلوریں جام ص۱۳۵ (ماہِ نو سے)

لبریزِ آمیں: غم وعشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے دعائے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے ص۸۹

لبریزِ اشک: وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظّارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص۶۷

لبریزِ بہار: دیکھیے ـــــــ: غنچۂ لبریزِ بہار۔

لبریزِ خمار: کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص۳

لبریزِ نور: شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا ص۱۸

دیکھیے: جامِ لبریزِ سفالی۔

لت[2]: شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے ص۲۲۱

لجّہ[3] ریگِ رواں: نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں کہ تارِ جادہ سے ہے لجّۂ ریگِ رواں خالی ص۳۵۵

لحد[4]: دیکھیے ـــــــ: قالبِ خشتِ لحد۔

لحظہ[5]: دیکھیے ـــــــ: ہر لحظہ۔

لختِ[6] جگر: لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار، شاخِ گل تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی ص۲۱۵

---

۱ لبریز : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔
۲ لت : ایک بار۔
۳ لجّہ : ایک بار [مرکب]۔
۴ لحد : ایک بار [مرکب]۔
۵ لحظہ : ایک بار [مرکب]۔
۶ لخت : ایک بار [مرکب]۔ لخت لخت: تین بار [مرکب]۔

(۲) تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے ص۲۳۴

(۳) دیکھیے ـــــــ: رسائیِ لختِ جگر۔

لختِ دل: (۱) بہ سیلِ اشک، لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاک ساحل ہے ص۷۷

(۲) ہے تصوّر، صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل ص۵۲

(۳) دیکھیے: اوراقِ لختِ دل۔ (۴) خطِ لختِ دل۔

لختِ دلِ کوہِ طور: اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا ص۱۸

لخت لخت: دیکھیے ـــــــ: جگرِ لخت لخت۔

لخت لختِ دل: گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری لخت لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے ص۹۵

لخت لختِ شیشۂ بشکستہ: باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سُرور لخت لختِ شیشۂ بشکستہ جُز نشتر نہیں ص۶۶

لذّت[۱]: (۱) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ! زور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

(۲) زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن غیر سمجھا ہے کہ لذّت زخمِ سوزن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) جنوں، تُہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی ص۲۰۶

(۴) رفوئے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے ص۲۰۹

(۵) بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے ص۲۲۱

(۶) دیکھنا تقریر کی لذّت! کہ جو اُس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے ص۲۳۱

(۷) دیکھیے: بقدرِ لذّتِ آزار۔ (۸) حسرتِ لذّتِ آزار۔ (۹) حریصِ لذّتِ آزار۔ (۱۰) سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست۔

لذّتِ الم: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے ص۲۲۷

لذّتِ ایجادِ ناز: لذّتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص۱۱

---

[۱] لذّت: ستائیس بار

[مفرد: چھے بار۔ مرکب اکیس بار]۔

لذّتِ بیداد: (۱) فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیداد دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص۳۱

(۲) وہ التماسِ لذتِ بیداد ہوں کہ میں — تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں — ص۵۶

لذّتِ تقریرِ عشق: لذتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل — جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز — ص۴۳

لذّتِ جگرسوزی: بہ پرفشانیِ پروانہ چراغِ مزار ! — کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذتِ جگر سوزی — ص۱۰۰

لذّتِ خوابِ سحر: وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں — اُٹھیے بس اب کہ لذتِ خوابِ سحر گئی — ص۳۳۳

لذّتِ درد: دیکھیے ——: مائدۂ لذّتِ درد۔

لذّتِ دشنام: بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے — کہ نہ سمجھیں وہ لذتِ دشنام — ص۱۳۷

لذّتِ ریشِ جگر: عشرتِ پارۂ دل: زخمِ تمنا کھانا — لذتِ ریشِ جگر: غرقِ نمک داں ہونا — ص۱۵۰

لذّتِ سنگ: سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہوجائے — لذتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں — ص۱۸۲

لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل: چمن گشتن ہائے دل: بزمِ نشاطِ گردباد — لذتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ — ص۷۲

لذّتِ غلتانیِ تپش: حیرت ہجومِ لذتِ غلتانیِ تپش — سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ — ص۲۹

لذّتِ فراغ: شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذتِ فراغ! — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص۲۳۳

لذّتِ کاوش: گریہ بے لذتِ کاوش نہ کرے جراتِ شوق — قطرۂ اشک، دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے — ص۱۰۹

لذّت ہائے حسرت: دیکھیے ——: مشتاقِ لذت ہائے حسرت۔

لذّت یاب: ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا — دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا — ص۱۳۵

لرزاں[۱]: (۱) رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں — سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بررو تھا — ص۲۲

(۲) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز — ص۴۳

لرزیدن[۲]: دیکھیے: پرافشانِ بہ خود لرزیدن۔

لڑائی[۳]: (۱) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی — گھر ترا خلد میں گر یاد آیا — ص۱۵۲

---

۱ لرزاں: دوبار۔

۲ لرزیدن: ایک بار۔

۳ لڑائی: تین بار۔

(۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی   بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور   ص۱۷۱

(۳) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟   الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟   ص۴۴۰

لڑکپن[۱]: میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ   سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا   ص۱۵۲

لڑکوں[۲]: (۱) قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل   کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا   ص۱۶۲

(۲) تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی   لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال   ص۲۵۳

لڑکے: واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل   شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا   [قادرنامہ]

لڑیاں[۳]: (۱) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو   ہے تو کشتی میں ولے بحرِ رواں ہے سہرا   ص۲۸۸

(۲) رشک سے لڑتی ہیں، آپس میں اُلجھ کر لڑیاں   باندھنے کے لیے جب سر پہ، اُٹھایا سہرا   ص۲۸۸

لشکر[۴]: (۱) سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے   تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے   ص۲۴۱

دیکھیے ______: (۲) رایتِ لشکر۔ (۳) سرلشکر۔ (۴) ملاذِ کشور و لشکر۔

لطف[۵]: (۱) اے ترا لطف زندگی افزا!   اے ترا عہد فرخی فرجام!   ص۱۳۷

(۲) ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو   تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں   ص۱۸۵

(۳) تمھاری طرز و روش جانتے ہیں ہم، کیا ہے   رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے   ص۲۵۱

لطفِ آزادی: نظر بندِ تصور ہے قفس میں لطفِ آزادی   شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیّادی   ص۳۵۱

لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں: کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں   بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یاد، آتش   ص۴۷

لطفِ بدخویاں: تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں   نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے   ص۲۱۰

لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے   کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا   ص۱۲

لطفِ جلوہ ہائے معانی: دل سے اٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی   غیرِ گُل، آئینۂ بہار نہیں ہے   ص۲۰۸

۱۔ لڑکپن : ایک بار۔

۲۔ لڑکوں : دوبار۔ لڑکے: ایک بار [بہ طورِ واحد]۔

۳۔ لڑیاں : دوبار۔

۴۔ لشکر : چار بار [مفرد: ایک بار۔ مرکّب: تین بار]

۵۔ لطف: پچیس بار۔ (مفرد: تین بار۔ مرکّب: بائیس بار)

لطفِ جَورِ بے دل: دیکھیے ــــــ: قربانِ لطفِ جَورِ بے دل۔

لطفِ چشمکِ عبرت:	بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید	یک داغ حسرتِ نفَسِ ناکشیدہ کھینچ	ص ۳۶
لطفِ خاص:	کس مُنہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا	پُرسش ہے اور پاے سخن درمیاں نہیں	ص ۱۸۸
لطفِ خرامِ ساقی:	لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صداے چنگ	یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے	ص ۲۳۰
لطفِ خمارِ مے:	لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر	پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے	ص ۱۱۵
لطفِ زخمِ انتظار:	تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل!	سوادِ داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں	ص ۵۸
لطفِ ساقی:	دیکھیے ــــــ: غرورِ لطفِ ساقی۔		
لطفِ ساقیِ کوثر:	دیکھیے ــــــ: تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر۔		
لطفِ عام:	بہ اُمّیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت	مَبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا	ص ۲۴
لطفِ عشق:	دیکھیے ــــــ: نازِ لطفِ عشق۔		
لطفِ عشقِ ہر یک:	لطفِ عشقِ ہر یک اندازِ دگر دکھلائے گا	بے تکلّف یک نگاہِ آشنا ہوجایئے	ص ۸۸
لطفِ کرم:	نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر	لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھایئے	ص ۷۴
لطف گستر:	دیکھیے: سراسر لطف گستر۔		
لطفِ نظّارۂ قاتل:	لطفِ نظّارۂ قاتل دمِ بسمل آئے	جان جائے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے	ص ۳۱۴
لطف وعناياتِ شہنشاہ:	بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جمِ جاہ نے دال	ہے لطف و عناياتِ شہنشاہ پہ دال	ص ۲۵۳
لطف وکرم:	ایک، وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر	لطف وکرم کے باب میں زینتِ روزگار، ایک	ص ۲۹۶
لطفِ ہَوا:	دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت	تا آبلہ دعواے تنگ پیرہنی ہے	ص ۱۱
لطافتِ[1]	لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی	چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا	ص ۱۳۸
لطافت ہاے جوشِ حُسن:	نہیں ہے کفِ لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے	لطافت ہاے جوشِ حُسن کا سر شیر ہے پیدا	ص ۳۰

---

۱ لطافت : ایک بار۔ لطافت : ایک بار۔

لطمۂ[1] موج: اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث: مکتب لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں ص۱۸۶

لطیف[2] کلام: سلیم خاں، کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۶۳

لعل: لعل سی کی ہے پئے زمزمۂ مدحتِ شاہ طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار ص۱۳۲

لعلِ[3] بتاں: دیکھیے ــــــ: کُشتۂ لعلِ بتاں۔

لعلِ بیش بہار: آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک ص۵۰

لعل وزمرد: کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟ لعل و زمرد و زر و گوہر نہیں ہوں میں؟ ص۱۹۱

لعل وگہر: دیکھیے ــــــ: اوجِ طالعِ لعل وگہر۔

لغزشِ[4] پا: (۱) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ رفتار، نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ ص۳۶

(۲) بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد؟ ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص۳۷

(۳) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ ''یا علی مدد'' ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خوںبہا سمجھ ص۷۳

(۴) ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے! ص۱۰۶

لغزشِ رفتارِ خامہ: ہے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے ص۹۵

لغزشِ مستانہ: (۱) جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! ورنہ بسمل کا تڑپھنا لغزشِ مستانہ تھا ص۲۵

(۲) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ! آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست ص۳۳

لغو[5]: ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم لغو ہے آئنۂ فرقِ جنون و تمکیں ص۱۳۴

لفظ[6]: (۱) دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۴۴

(۲) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے ص۲۳۴

(۳) دیکھیے ــــــ: اوج دہِ مرتبۂ معنی ولفظ۔

لفظِ تکیہ کلام: روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ ''تکیہ کلام'' اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن ''سخن تکیہ'' ص۳۰۳

لفظِ کرم: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں ص۸

---

۱ لطمہ : ایک بار۔[مرتّب]۔

۲ لطیف : ایک بار[مرتّب]۔

۳ لعل : پانچ بار[مرتّب: چار بار]۔

۴ لغزش : سات بار[مرتّب]۔

۵ لغو : ایک بار۔

۶ لفظ : آٹھ بار۔[مفرد: دوبار۔ مرتّب: چھے بار]۔

لفظِ معنیِ عنقا: وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی ص۸۷

لفظ و معنی:(۱) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں ص۶۲

(۲) دیکھیے ــــــ: قدردانِ لفظ و معنی۔

لقا[1]: دُرِ معنی سے مرا صفحہ: لقا کی داڑھی غمِ گیتی سے مرا سینہ: عُمر کی زنبیل ص۱۲۴

لقب[2]: فہم، زنجیریِ بے ربطیِ دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقب "خوابِ پریشاں" میرا ص۲۱

لقمان[3]: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام ص۲۹۳

لکدکوبِ[4] حوادث: لکد کوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اُٹھانے کی ص۲۰۳

لکنتِ[5] زباں: بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد! ص۳۷

لکھنؤ[6]: لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو ص۱۹۵

لکیریں[7]: جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں ص۱۹۲

لگام[8]: پھر غزل کی روش پہ چل نکلا توسنِ طبع چاہتا تھا لگام ص۱۳۶

لگاو[9]: (۱) لاگ ہو، تو اُس کو ہم سمجھیں لگاو جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا ص۱۶۱

(۲) لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں ص۱۸۹

لگاوٹ[10]: کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے ص۲۲۳

لمبر[11]: (۱) سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے، پر اے طرفِ کُلاہ! مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا ص۲۸۷

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص۲۸۲

(۳) اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو لمبر ملا نشیب میں از روے اہتمام ص۲۸۲

---

۱ لقا : ایک بار۔
۲ لقب : ایک بار۔
۳ لقمان : ایک بار۔
۴ لکدکوب : ایک بار [مرکب]۔
۵ لکنت : ایک بار [مرکب]۔
۶ لکھنؤ : ایک بار۔
۷ لکیریں : ایک بار۔
۸ لگام : ایک بار۔
۹ لگاو : دوبار۔
۱۰ لگاوٹ : ایک بار۔
۱۱ لمبر : تین بار۔

لگن[1]: دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانْو رکھتا ہے ضد سے، کھینچ کے باہر لگن کے پانْو ص۱۹۶

لنگ[2]: دیکھیے ______: عذرِ لنگ۔

لنگر[3]: خامے سے پائی طبیعت نے مدد بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھُلا ص۱۴۰

لنگرِ عیش: ~~لنگرِ عیش پہ~~ سر شارِ تماشاے دوام کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پاے بہار ص۷

لنگرِ وحشتِ مجنوں: عالمِ بے سروسامانیِ فرصت مت پوچھ لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے بیاباں میرا ص۲۱

لوح[4] ازل: دیکھیے ______: خطِ لوحِ ازل۔

لوحِ دبستاں: ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص۷۶

لوحِ جہاں: یارب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے؟ لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں ص۱۹۰

لوحِ مزار: دیکھیے ______: خطِ لوحِ مزار۔

لوح وقلم: تیری مدحت کے لیے ہیں دل وجاں، کام وزباں تیری تسلیم کو ہیں لوح وقلم، دست وجبیں ص۱۳۵

لَوحَشَ اللہ[5]: چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ لَوحَشَ اللہ! عارفانہ کلام ص۱۳۷

لوگ[6]: (۱) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں ص۱۲۹

(۲) ہو جہاں گرمِ غزل خوانیِ نَفَس لوگ جانیں، طبلۂ عنبر کھُلا ص۱۴۰

(۳) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا ص۱۶۲

(۴) غلطی ہاے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۵) کہتے ہیں، جیتے ہیں اُمید پہ لوگ ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں ص۱۸۳

(۶) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا [قادرنامہ]

(۷) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۱۸۵

---

۱ لگن : ایک بار۔

۲ لنگ : ایک بار [مرکّب]۔

۳ لنگر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

۴ لوح : پانچ بار [مرکّب]۔

۵ لوحش اللہ : ایک بار۔

۶ لوگ : سولہ بار۔ لوگوں: پانچ بار

(۸) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جَم ہیں ہم لوگ — وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں ص۱۸۶

(۹) نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۱۰) اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں ص۱۸۷

(۱۱) یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۱۲) سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے ص۲۲۶

(۱۳) نظارہ سوز ہے یہاں تک ہر ایک ذرّۂ خاک — کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۱۴) آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں — لو، وہ برہم زنِ ہنگامۂ محفل آئے ص۳۱۲

(۱۵) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ — اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم ص۲۶۵

(۱۶) کہے گی خلق اِسے: داورِ سپہر شکوہ — لکھیں گے لوگ اِسے: خسروِ ستارہ سپاہ ص۲۷۸

لوگوں: (۱) ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ — ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے ص۲۰۹

(۲) لوگوں کو ہے خرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا — ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اَور ص۱۷۰

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی ص۲۵۱

(۴) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری — کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری ص۳۱۳

(۵) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت ص۱۶۳

لولیانِ[۱] ماہ جبیں: دیکھیے ــــــــ: جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔

لوہارو[۲]: سرِ آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم — کہ دِلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں ص۲۶۳

لہریں[۳]: صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جُنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا ص۳۹۳

لہو[۴]: (۱) نہ ہووے کیونکے اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے ص۹۹

(۲) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا ص۱۵۷

---

۱ لولیاں : ایک بار [مرتّب]۔
۲ لوہارو : ایک بار۔
۳ لہریں : ایک بار۔
۴ لہو : آٹھ بار۔

(۳) رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا   جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا   ص۱۶۰

(۴) زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما   کام گر رُک گیا، روا نہ ہوا   ص۱۶۲

(۵) ایسا آساں نہیں لہو رونا   دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں   ص۱۸۲

(۶) اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور   دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی   ص۲۲۸

(۷) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل   جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟   ص۲۳۱

(۸) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن   ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے؟   ص۲۳۱

لہنا[۱]: غالبؔ! کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے   خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو   ص۱۹۷

لئیم[۲]: مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!   تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟   ص۲۲۳

لَے[۳]: فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے   نالہ پابندِ نَے نہیں ہے   ص۲۲۸

لَیالی[۴]: دیکھیے ـــــ: بُردِ لیالی۔

لیالی وایام: دیکھیے ـــــ: صفحہ ہائے لیالی وایام۔

لیل[۵] ونہار: (۱) رات کو آگ اور دن کو دھوپ   بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار   ص۱۳۶

(۲) دیکھیے: افتخارِ لیل ونہار۔ (۳) نَفَسِ لیل ونہار۔

لیلیٰ[۶]: (۱) غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستشگر   خُمِ رنگِ سیہ، پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا   ص۲۲

(۲) بروے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے   مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا   ص۲۶

(۳) زِ بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا   جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے   ص۸۱

(۴) تصرّف وحشیوں میں ہے تصورہاے مجنوں کا   سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روے لیلا ہے   ص۸۳

(۵) بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے   غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے   ص۱۱۴

(۶) اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے   خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلا کہیے   ص۱۲۲[چکنی ڈلی کے لیے]

---

۱ لہنا : ایک بار۔
۲ لئیم : ایک بار۔
۳ لَے : ایک بار۔
۴ لیالی : دو بار [مرکّب]۔
۵ لیل : تین بار [مرکّب]۔
۶ لیلیٰ : سولہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

(۷) کیوں اِسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے کیوں اِسے نقشِ پئے ناقۂ سلمیٰ کہیے ص ۱۲۲ [؍؍ ؍؍]

(۸) مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص ۱۳۶

(۹) ذرّہ ذرّہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا ص ۱۳۹

(۱۰) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟ ص ۱۸۰

(۱۱) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص ۲۲۹

دیکھیے ______: (۱۲) خیالِ طرّۂ لیلیٰ۔ (۱۳) خیمۂ لیلیٰ۔ (۱۴) رگِ لیلیٰ۔ (۱۵) شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ۔

لیلیِ معنی: شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوں نہیں لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے ص ۸۲

لین دین[ل]: میرا اپنا جُدا معاملہ ہے اَور کے لین دین سے کیا کام ص ۱۳۶

~~~~~~~~~~

ل لین دین : ایک بار۔
~~~~~~~~~~

م

ماتم[1]: (۱) دُود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی   وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا   ص ۲۵

(۲) بہارِ تعزیت آبادِ عشق، ماتم ہے   کہ تیغِ یار، ہلالِ مہِ محرّم ہے   ص ۱۰۲

(۳) بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد   ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے   ص ۱۰۸

(۴) خزاں کیا؟ فصلِ گُل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو   وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے   ص ۲۲۰

(۵) تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو   ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو   ص ۲۸۴

دیکھیے ـــــــ: (۶) حلقۂ یک بزمِ ماتم۔ (۷) شبِ ماتم۔ (۸) نخلِ ماتم۔ (۹) نوحۂ ماتم۔

ماتم خانہ: دیکھیے: (۱۰، ۱۱) شمعِ ماتم خانہ [دوبار]۔

ماتمِ یک شہرآرزو: اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہر آرزو   توڑا جو تو نے آئنہ، تمثال دار تھا   ص ۱۵۴

ماتمیانِ شہِ مظلوم: اے زمزمۂ قُم! لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو   اے ماتمیانِ شہِ مظلوم! کہاں ہو؟   ص ۲۸۴

ماتمیوں: وہ جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل، سبیل   شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو!   ص ۲۸۵

ماجرا[2]: (۱) نغمۂ بے دلاں اسدؔ سازِ فسانگی نہیں   بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ   ص ۷۳

(۲) ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں   ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟   ص ۸۴

(۳) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار   یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے!   ص ۲۳۸

[1] ماتم : نو[9] بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: چار بار]۔
ماتم خانہ : دو[2] بار۔
ماتمیان : ایک بار [مرکّب]۔
ماتمیوں : ایک بار۔

[2] ماجرا : چار بار۔

(۴) گاہ رو کر کہا کیے باہم ماجرا ہائے گریاں کا ص۲۶۰

مادرزاد[1]: دیکھیے: لالِ مادرزاد۔

خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ

مادّۂ[2] سالِ عیسوی: ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی ''محظوظ'' ص۱۲۹ (۱۸۵۴ء)

مار[3]: کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟ آج ہنستے آپ جو کِھل کِھل نہیں [قادرنامہ]

مار[4]: دیکھیے: دہانِ مار۔

ماس[5]: درم و دام اپنے پاس کہاں؟ چیل کے گھونسلے میں ماں کہاں؟ ص۲۹۸

ماسوا[6]: دیکھیے: کلفتِ ماسوا۔

مافات[7]: دیکھیے: تلافیِ مافات۔

مال[8]: (۱) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے ص۷۵

(۲) مال و جاہ و دست و پابے زرخریدہ ہیں اسدؔ پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے ص۱۱۴

(۳) ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق وھاں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں! ص۱۸۲

(۴) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ جی میں کہتے ہیں کہ: مفت آئے تو مال اچھا ہے ص۲۳۹

مالِ سُنّی: اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال ص۵۲

مآل[9]: قطرہ دریا میں جو مل جائے، تو دریا ہو جائے کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے ص۲۳۹

مآلِ سعیِ اسکندر: شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا ص۱۴۰

مالیدہ[10]: دیکھیے: مسی مالیدہ۔

۱۔ مادرزاد : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مادّہ : ایک بار۔

۳۔ مار : ایک بار۔

۴۔ مار : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ ماس : ایک بار۔

۶۔ ماسوا : ایک بار [مرکّب]۔

۷۔ مافات : ایک بار [مرکّب]۔

۸۔ مال : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔

۹۔ مآل : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

۱۰۔ مالیدہ : ایک بار [مرکّب]۔

مانا[1]: خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے — سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے — ص۱۲۲

مانائے سیاہی: سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا — کہ رنگِ خامۂ فولاد مانائے سیاہی ہے — ص۴۵۴

مانند[2]: بٹتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ مانند — ص۱۲۸

ماندگی[3]: دیکھیے: یک بیاباں ماندگی۔

ماندن[4]: دیکھیے: از خود تہی ماندن [مزید دیکھیے: باز ماندن ہائے مژگاں]۔

ماندہ: (۱) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ — یعنی ہیں ماندہ از آں سو و ازیں سو راندہ — ص۷۱

دیکھیے ـــــ: (۲) آب برجا ماندہ۔ (۳) برجا ماندہ۔ [مزید دیکھیے: چشمِ باز ماندہ]۔

مانع[5]: (۱) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو — لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا — ص۱۵۶

(۲) دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہو گئے — عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے — ص۴۱۴

مانعِ اظہار: اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں — ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں — ص۲۹۸

مانعِ بادہ کشی: مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ — بے ولائے ساقیِ کوثرؔ کشیدن منع ہے — ص۱۱۳

مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں: نکوہش، مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی — ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جَیب و دامن میں — ص۱۸۰

مانعِ دامن کشی: مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی — ہوا ہے نقش بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا — ص۱۵

مانعِ دشت نوردی: مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں — ایک چکّر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں — ص۱۸۲

مانعِ ذوقِ تماشا: ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی — کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں — ص۱۸۰

مانعِ سیلانِ اشک: ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک — گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں — ص۶۵

مانعِ عاشق نوازی: ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی — تکلّف برطرف، آئینۂ تمیيز حائل ہے — ص۷۷

مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ: مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ — خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا — ص۱۴۶

۱۔ مانا : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

۲۔ مانند : ایک بار۔

۳۔ ماندگی : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ ماندن : ایک بار۔

ماندہ : تین بار [مرکّب: دو بار]۔

۵۔ مانع : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: نو بار]۔

مانوس[1]: دیکھیے: افسردگی مانوس۔

مانی[2]: (۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار ص۵

(۲) نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا: زلفِ تمنا کو پریشاں تر ہے موے خامہ سے تدبیر مانی کی ص۷۷

(۳) زلفِ تحریر پریشانِ تقاضا ہے، مگر شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے ص۷۸

نقشِ نازِ بُتِ طنّاز بہ آغوشِ رقیب پاے طاؤس پیِ خامۂ مانی مانگے ص۲۰۹

نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے ص۴۵۳

مانیِ اندیشہ: کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار ص۱۳۲

ماوتو[3]: ہے خطِ عجزِ ماوتو، اوّلِ درسِ آرزو ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ ص۴۳

ماوراءالنہری[4]: دہری کیوں کر ہو، جو کہ ہووے صوفی شیعی کیوں کر ہو ماوراء النہری ص۳۱۳

ماہ[5] [۱]: دیکھیے: سال وماہ۔

ماہ بہ ماہ: میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار ص۱۲۷

ماہِ صفر: دیکھیے: آخرِ ماہِ صفر۔

ماہِ صیام: دیکھیے: تقریبِ عیدِ ماہِ صیام۔

ماہ وسال: وہ فراق اور وہ وصال کہاں! وہ شب و روز و ماہ سال کہاں! ص۱۸۲

ماہ وسالِ عندلیب: عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حُسنِ یار گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب ص۳۲

ماہ[6] [۲]: (۱) شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا ص۲۷

(۲) شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ ماہ کو درِ تسبیح کواکب جاے نشینِ امام کیا ص۲۷

(۳) شفق بہ دعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے کہ ماہ، دُزدِ حناے کفِ نگاریں ہے ص۱۰۲

۱۔ مانوس : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مانی : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

۳۔ ماوتو : ایک بار۔

۴۔ ماوراءالنہری: ایک بار۔

۵۔ ماہ[۱] : چھے بار [مرکّب]۔

۶۔ ماہ[۲] : چوبیس بار [مفرد: نوبار، مرکّب: پندرہ بار]۔

(۴) ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر   زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل   ص۱۲۴

(۵) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون   مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟   ص۱۳۶

(۶) مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ!   قربِ ہر روزہ برسبیلِ دوام   ص۱۳۶

(۷) انجم چرخ، گوہر آگیں فرش   نور: مے، ماہ: ساغرِ سیمیں   ص۲۸۰

(۸) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا   حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام   ص۲۸۲

(۹) وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا   ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا   ص۲۲۵

دیکھیے ـــــ:(۱۰) آئنہ پردازِ داغِ ماہ۔(۱۱) پہلوے ماہ۔(۱۲) خرشید و ماہ۔(۱۳) سیم و زرِ مہر و ماہ۔(۱۴) شُست وشوے داغِ ماہ۔(۱۵) غیرتِ ماہ۔(۱۶) فروغِ ماہ۔(۱۷) مہر و ماہ۔

ماہِ تاباں: مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز   ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام   ص۱۳۸

ماہِ تمام: جانتا ہوں کہ اُس کے فیض سے تو   پھر بنا چاہتا ہے ماہِ تمام   ص۱۳۶

ماہِ شبِ چاردہم: تم ماہِ شبِ چاردہم تھے مرے گھر کے   پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور   ص۱۷۱

ماہِ فروردیں: مرحبا! سالِ فرخی آئیں   عیدِ شوّال و ماہِ فروردیں   ص۲۸۰

ماہِ کنعاں: دیکھیے: محوِ ماہِ کنعاں۔

ماہِ نَو: (۱) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع   چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع   ص۱۷۴

(۲) جس کے حُسنِ روزافزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات   ماہِ نو نکلے پہ گزری ہوں گی راتیں پان سات   ص۲۹۰

(۳) ماہِ نو ہوں کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے   عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے   ص۳۰۵

ماہ تاب[۱]: (۱) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون   مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟   ص۱۳۶

دیکھیے ـــــ:(۲) تشتِ ماہ تاب۔(۳) رشکِ ماہ تاب۔(۴) شبِ ماہ تاب۔

ماہ تابِ ہالہ پیرا: ہے جہاں فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار   ماہ تابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے   ص۹۵

ماہتابی[۲]: شرم، طوفانِ خزاں رنگِ طربِ گاہِ بہار   ماہتابی بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے   ص۱۰۴

۱۔ ماہ تاب : پانچ بار[مفرد:ایک بار، مرکّب:چار بار]۔   ۲۔ ماہتابی : ایک بار۔

ماہ جبیں[ا] دیکھیے: جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔

ماہی[۲] : (۱) نہیں گرداب، بُجز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا ص۲۶

دیکھیے ـــــ: (۲، ۳) فلسِ ماہی [دو بار]۔

ماہیِ بے آب: خوں دل میں جو میرے نہیں باقی، تو پھر اُس کی جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت ص۳۲

مائدۂ[۳] بذلِ خلیل: تجھ سے عالم پہ کھُلا رابطۂ قربِ کلیم تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل ص۱۲۴

مائدۂ لذّتِ درد: دلِ حسرت زدہ، تھا مائدۂ لذّتِ درد کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا ص۱۴۴

مائل[۴]: (۱) بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر ہے نَفَس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر ص۳۹

(۲) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل دو دعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تواب کو ہم ص۲۶۵

(۳) تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی ۳۱۱

دیکھیے ـــــ: (۴) جنوں مائل۔

مایوس[۵] : (۱) اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا ص۳۱

(۲) اے اسدؔ، مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے ص۳۵۶

دیکھیے ـــــ: (۳) جلوہ مایوس۔ (۳)، (۴) دلِ مایوس [دو بار]۔ (۳) زانوے دلِ مایوس۔

مایہ[۶]: دیکھیے ـــــ: (۱) تنک مایہ۔ (۲) داد و دیدِ گراں مایہ۔ (۳) گنج ہائے گراں مایہ۔

مایۂ اعتبار: نقدِ سخن کے واسطے ایک، عیارِ آگہی شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک ص۲۹۲

مایۂ شرمندگی: اضطرابِ نارسائی مایۂ شرمندگی ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز ص۴۴

مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں: ہے نَفَس، مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں پاے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار ص۴

مباح[۷] : اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال ص۵۲

ا۔ ماہ جبیں : ایک بار۔
۲۔ ماہی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۳۔ مائدہ : دو بار [مرکّب]۔
۴۔ مائل : چار بار۔
۵۔ مایوس : چھے[۶] بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
۶۔ مایہ : چھے[۶] ربار [مرکّب]۔
۷۔ مباح : ایک ربار۔

مباد[1]: (۱) آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص۷۸

(۲) بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال — مباد، حوصلہ معذورِ جستجو جانے — ص۹۹

(۳) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مباد اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو — ص۶۸

مبادا[2]: (۱) بہ اُمیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت — مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا — ص۲۳

(۲) مبادا! بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ ئے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو — ص۶۸

(۳) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ! ظالم — تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا — ص۱۵۳

(۴) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا ! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی — ص۲۰۷

مبارک[3]: (۱) تجھ کو شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک! — غالبؔ کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت — ص۱۲۷

(۲)،(۳) علی الرّغمِ دشمن شہیدِ وفا ہوں — مبارک ! مبارک ! سلامت ! سلامت ! — ص۱۶۴

(۴) تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو! — ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز — ص۱۷۴

(۵) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو ! — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک — ص۱۷۵

(۶) آزادیِ نسیم مبارک ! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل — ص۱۷۶

(۷) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں — مرحبا میں ! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے ! — ص۲۳۲

(۸)،(۹) ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! — عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! — ص۲۹۷

مبارک باد: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص۱۳۲

مبالغہ[4]: ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ — ص۲۷۹

مبتلائے آفتِ رشک[5]: رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک — بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص۲۳۶

مُبدِعِ عالَم[6]: اُسے، فضائلِ علم و ہُنر کی افزائش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اِس قدر انعام — ص۲۶۳

۱۔ مباد : تین بار۔

۲۔ مبادا : چار بار۔

۳۔ مبارک : نو بار۔

مبارک باد : ایک بار۔

۴۔ مبالغہ : ایک بار۔

۵۔ مبتلا : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ مبدع : ایک بار [مرکّب]۔

مبدّل[1]: ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا — باور آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا — ص۱۵۶

متاع[2]: دیکھیے____:(۱) حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔(۲) غفلت متاع۔

متاعِ بُردہ: فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر — ص۱۶۸

متاعِ تمکیں: کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی — نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں — ص۸

متاعِ جلوہ: دیکھیے: خریدارِ متاعِ جلوہ۔

متاعِ خانۂ زنجیر: بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر — متاعِ خانۂ زنجیر جُز صدا معلوم! — ص۱۷۷

متاعِ دست گرداں: دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اِس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے — ص۲۱۰

متاعِ زندگانی ہا: دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں — متاعِ زندگانی ہا بہ غارت دادہ آتا ہے — ص۹۸

متاعِ سخن: بِک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ — لیکن عیارِ طبع خریدار دیکھ کر — ص۱۲۹

متاعِ عقل و دل و جاں: پھر شوق کررہا ہے خریدار کی طلب — عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے — ص۲۲۶

متاعِ عیش: متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ — ص۲۷۹

متاعِ نظر: دیکھیے: دکانِ متاعِ نظر۔

متاعِ ہُنر: (۱) اپنے کررہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا — سمجھا ہوں دل پزیر متاعِ ہُنر کو میں — ص۱۹۰

(۲) دیکھیے: بہاے متاعِ ہُنر۔

متّصل[3]: (۱) دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متّصل — خُم خانۂ جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں — ص۶۱

(۲) کی متّصل ستارہ شماری میں عُمر صرف — تسبیحِ اشک ہاے زِمژگاں چکیدہ ہوں — ص۶۱

(۳) اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متّصل صدمے — کروں گا اشک ہاے واچکیدہ سے حساب اُس کا — ص۲۲۷

(۴) دیکھیے: وقفِ عرضِ عقدہ ہاے متّصل۔

متفرّق[4]: تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ — متفرّق ہوئے میرے رفقا میرے بعد — ص۳۸

۱۔ مبدّل : ایک بار۔

۲۔ متاع : چودہ بار [مرکّب]۔

۳۔ متّصل : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔

۴۔ متفرّق : ایک بار۔

متقابل[1]: مقابل ہے مقابل میرا رُک گیا، دیکھ روانی میری ص۲۳۱

متین[2]: دیکھیے: (۱) طبعِ متین۔ (۲) فکرِ مضامینِ متیں۔

مٹھاس[3]: اور دوڑایئے قیاس کہاں جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں ص۱۳۰

مُٹھی[4]: اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں! دل دے تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے ص۹۵

مثال[5]: (۱) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے ص۲۳۶

(۲) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُورّم ص۲۶۵

(۳) دیکھیے: معرضِ مثال۔

مِثل[6] نظیر: اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر! اے جہاں دارِ کرم شیوۂ بے شِبہ و عدیل! ص۱۳۳

مثلِ برگِ گل: بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا ص۳۰

مثلِ پتنگِ کاغذی: ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی لے کے دل سررشتۂ آزادگی ص۲۶۶

مثلِ جوہرِ تیغ: موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا ص۱۵۳

مثلِ حباب: شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے ص۸۶

مثلِ خارِ خشک: مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکادے وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں ص۶۳

مثلِ خطِ جام: دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ ص۱۷

مثلِ خطِ نوخیز: کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِّ پرکار ص۱۳۲

مثلِ خندۂ قاتل: غیر کی منت نہ کھینچوں گا پَے توفیرِ درد زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک ص۱۷۵

مثلِ دُود: سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسدؔ پاس مجھ آتش بہ جاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے ص۲۲۲

مثلِ ذرّہ: ہوئے اُس مہروَش کے جلوۂ تمثال کے آگے پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرّہ روزن میں ص۱۸۰

مثلِ ذرّہ ہاے خاک: یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی کہ مثلِ ذرّہ ہاے خاک آئینے پرافشاں ہیں ص۶۳

مثلِ زخم: خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار! مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا، جو ہوتا ہوشیار ص۲۹۰

۱۔ متقابل : ایک بار۔

۲۔ متین : دو بار [مرکّب]۔

۳۔ مٹھاس : ایک بار۔

۴۔ مُٹھی : ایک بار۔

۵۔ مثال : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

۶۔ مثل : ستائیس بار [مرکّب]۔

مثلِ سازِ نادرست:	شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ سازِ نادرست	کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ دل	ص۵۳
مثلِ سایۂ گل:	خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو	رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل، سر بہ پاے گل	ص۱۷۶
مثلِ شمع: (۱)	شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع	مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے	ص۹۶
(۲)	دیکھ اُس کے ساعدِ سیمیں و دستِ پُرنگار	شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا	ص۲۵
مثلِ صدا:	سرگراں مجھ سے سبک رَو کے، نہ، رہنے سے رہو	کہ بہ یک جنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں	ص۲۹۸
مثلِ غنچہ:	حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں	کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو	ص۶۷
مثلِ گل: (۱)	مثلِ گل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم	تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں	ص۵۷
(۲)	کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں	زخم، مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے	ص۱۰۳
مثلِ گلِ چراغ:	سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے	آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے	ص۱۱۵
مثلِ گلِ شمع:	شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے	ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے	ص۲۱۱
مثلِ مضمونِ وفا:	مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دستِ تسلیم	صورتِ نقشِ قدم خاک بہ فرقِ تمکیں	ص۱۳۴
مثلِ موج:	ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے	کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز	ص۴۳
مثلِ نقشِ مدعاے غیر:	اُس کی بزم آرائیاں سُن کر، دلِ رنجور یہاں	مثلِ نقشِ مدعاے غیر بیٹھا جائے ہے	ص۲۲۲
مثلِ نیستاں:	دل، سراپا وقفِ سوداے نگاہِ تیز ہے	یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے	ص۸۵
مجال[1]:	اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال	یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے	ص۱۲۵
مجالِ خواب:	وہ آ کے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے	ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے	ص۲۲۳
مجالِ سبحہ گردانی:	شبنم آسا گو مجالِ سبحہ گردانی مجھے	ہے شعاعِ مہر، زُنّارِ سلیمانی مجھے	ص۸۶
مجالِ سخن:	کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا	پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ	ص۲۷۹
مجبور[2]:	بیمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش	مجبور یہاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف!	ص۱۷۴
مجبورِ تمنا آفرینی ہا:	اسدؔ، ہے طبعِ مجبورِ تمنا آفرینی ہا	فغاں! بے اختیاریؔ و فریبِ آرزو خوردن	ص۴۳۹
مجبورِ خموشی:	حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی	ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ	ص۳۶

۱۔ مجال : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۲۔ مجبور : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
مجبوری : ایک بار۔

مجبورِ گراں جانی: سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خودداری معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی ص۱۰۹

مجبوری: مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے ص۲۱۹

مجرمِ صد بے گناہ[1]: نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ص۴۰

مجروح[2]: دیکھیے: (۱) گلشن آبادِ دلِ مجروح۔ (۲) تنِ مجروحِ عاشق۔

مجلس[3]: (۱) پَرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دَورِ ساغر کی ص۲۰۷

(۲) میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی اے وہ مجلس نہیں، خلوت ہی سہی ص۲۲۰

مجلس آرائے نجف: شمع ہوں، تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح بے محل، اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں ص۶۳

مجلس افروزی دیکھیے: پیامِ مجلس افروزی۔

مجلسِ تقریر دیکھیے: سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر۔

مجلسِ شعلہ عذاراں مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں ص۲۹۷

مجلس فروز ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز وھاں اسدؔ تارِ شعاعِ مہر خطِّ جام ہے ص۱۰۱

مجلس فروزِ خلوتِ ناموس شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا رشتۂ ہر شمع، خارِ کسوتِ فانوس تھا ص۱۵۳

مجلسیں سُو اِس اکیس دن میں، ہولی کی مجلسیں جا بہ جا ہوئیں رنگیں ص۲۸۰

مجمر[4] (۱) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا ص۲۹

(۲)، (۳) دیکھیے: دودِ مجمر [دوبار]۔

مجمرِ بزمِ فسردن ضبط سے، جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

مجمعِ[5] اشرافِ نژادِ آدم: دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم۔

مجملاً[6]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا مجملاً مندرج ہوئے احکام ص۱۳۸

۱۔ مجرم : ایک بار [مرکّب]۔ مجلسیں : ایک بار۔

۲۔ مجروح : دوبار [مرکّب]۔ ۴۔ مجمر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۳۔ مجلس : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔ ۵۔ مجمع : ایک بار [مرکّب]۔ ۶۔ مجملا : ایک بار۔

مجموعۂ[1] پریشانی: اسدؔ نے کثرتِ دل ہائے خلق سے جانا کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی ص۹۶

مجموعۂ خیال: تالیفِ نسخہ ہائے وفا کررہا تھا میں مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا ص۱۵۴

مجموعۂ یک خواب: بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہوجاوے ص۱۰۵

مجنوں[2]: (۱) چشم بر چشم چُنے ہے بہ تماشا مجنوں ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار ص۲

(۲) مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی، فسانہ ہے ہے شمعِ جادہ داغِ نفیروختن ہنوز ص۴۲

(۳) مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ص۶۳

(۴) ذرہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پردازِ عرض ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے ص۹۵

(۵) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا ص۱۵۲

(۶) فنا تعلیمِ درسِ بےخودی ہوں اُس زمانے سے کہ مجنوں 'لام الف' لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر ص۱۶۷

(۷) ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ مجنوں جو مرگیا ہے تو جنگل اداس ہے ص۲۰۵

(۸) تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے ص۲۳۷

(۹) عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص۲۴۹

دیکھیے——: (۱۰) آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں۔ (۱۱) تپشِ مجنوں۔ (۱۲) تصوّر ہائے مجنوں۔ (۱۳) خانۂ مجنوں۔ (۱۴) خاکِ مجنوں۔ (۱۵) خاکِ دشتِ مجنوں۔ (۱۶) دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں۔ (۱۷) دلِ مجنوں۔ (۱۸) دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں۔ (۱۹) سوے وادیِ مجنوں۔ (۲۰) عرضِ خمیازۂ مجنوں۔ (۲۱) غبارِ وحشتِ مجنوں۔ (۲۲) غمِ مجنوں۔ (۲۳) گردشِ مجنوں۔ (۲۴) لنگرِ وحشتِ مجنوں۔ (۲۵) نالۂ زنجیرِ مجنوں۔ (۲۶) وحشتِ مجنوں۔

مجنونِ دشتِ عشق: ہر گرد باد، حلقۂ فتراکِ بے خودی مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر ص۴۱

مجنونِ صحراگرد: دیکھیے: خانۂ مجنونِ صحراگرد۔

محابا[3]: (۱) کیا ہے؟ میں ضامن، اِدھر دیکھ شہیدانِ نگہ، کا خوں بہا کیا! ص۱۵۷

(۲) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو ص۲۸۴

(مزید دیکھیے: بےمحابا)

۱۔ مجموعہ : تین بار [مرکب]۔

۲۔ مجنوں : اٹھائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: اُنیس بار]۔

۳۔ محابا : دو بار۔

محال[1] : (۱) دزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال — مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں — ص۵۶

(۲) گر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے — ص۲۰۵

مُحبِّ[2] چار یار: دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا — ایک محبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک — ص۲۹۷

محبّت[3]: (۱) محبت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے — دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے — ص۸۴

(۲) محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا — ص۱۳۶

(۳) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور — کرتے ہیں محبت، تو گزرتا ہے گماں اَور — ص۱۷۰

(۴) وارستہ اِس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو — کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(۵) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اِس محبت کو! — نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو — ص۱۹۹

(۶) ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے — غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی — ص۲۲۰

(۷) محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے — ص۲۵۰

(۸) محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا — کرے ہے مغز سے مانندِ نے کے استخواں خالی — ص۳۵۵

دیکھیے ـــــ: (۱) بازارِ محبت۔ (۲) بستنِ عہدِ محبت۔ (۳) بندِ محبت۔ (۴) جذبِ محبت۔ (۵) حریفِ رازِ محبت۔ (۶) سختیِ راہِ محبت۔ (۷) سوزِ محبت۔ (۸) صحراے محبت۔ (۹) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت۔ (۱۰) قطعِ محبت۔ (۱۱) قفلِ درِ گنجِ محبت۔ (۱۲) گوشِ محبت۔ (۱۳) ناموسِ پیمانِ محبت۔ (۱۴) نقشِ محبت۔ (۱۵) وفا و مہر و محبت۔

محبوس[4]: دشتِ اُلفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس و بس — پیچ و تابِ جادہ ہے خطِّ کفِ افسوس و بس — ص۴۶

محتاجِ[5] حنا: خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص۱۶۶

مُحتسب[6]: مُحتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارِ مے کشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا — ص۲۹

محراب[7]: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۶

محرابِ خمِ شمشیر: تمناے اسدؔ قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعاے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے — ص۱۰۸

محرابِ نیازستانِ عجز: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو — قامتِ خوباں، ہو محرابِ نیازستانِ عجز — ص۴۴

۱۔ محال : دو بار۔

۲۔ محب : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ محبت : تیئیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

۴۔ محبوس : ایک بار۔ ۵۔ محتاج : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ محتسب : ایک بار۔

۷۔ محراب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

	دیکھیے: قبضۂ تیغِ خمِ محراب۔		
مُحرّم[1]:	دیکھیے: ہلالِ مہِ محرّم۔		
مَحرم[2]:	مَحرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا	یھاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا	ص۱۵۵
محرمِ اسرار:	نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر	میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟	ص۲۹۸
محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی:	محرم دردِ گرفتاریِ مستی معلوم!	ہوں نَفَس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار	ص۶
محرمِ راز:	کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ!	دردِ جدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ	ص۷۰
محرمیِ حُسن:	ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں	کرے ہے ہر بُنِ مو، کام چشمِ بینا کا	ص۱۴۷
محروم[3]:	اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ!	اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا!	ص۱۵۶
محرومِ جمال:	گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال	ایک دل، تس پر یہ نااُمیدواری، ہاے ہاے!	ص۲۰۳
محرومِ صدا:	محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار	ابریشمِ ساز، موے چینی ہے مجھے	ص۴۵۷
محروم نواز:	دیکھیے: جلوۂ محروم نواز۔		
محرومیِ تسلیم:	واے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا	جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں	ص۱۸۶
محرومیِ جاوید:	دیکھیے: غمِ محرومیِ جاوید۔		
محرومیِ قسمت:	کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت کیجے!	ہم نے چاہا تھا کہ مرجائیں، سو وہ بھی نہ ہوا	ص۱۴۴
محسوس[4]:	نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا	نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں	ص۴۴۹
	[مزید دیکھیے: نامحسوس]۔		
محشر[5]:	(۱) واے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو	اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وھاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
	(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی	مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبح محشر کی	ص۲۰۷

۱۔ مُحَرّم : ایک بار[مرکب]۔
۲۔ مَحرم : چار بار[مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
محرمی : ایک بار[مرکب]۔
۳۔ محروم : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
محرومی : تین بار[مرکب]۔
۴۔ محسوس : ایک بار۔
۵۔ محشر : تیرہ بار[مفرد: دوبار، مرکب: گیارہ بار]۔
محشرستان: دوبار[مرکب]۔

دیکھیے: (۳) آفتابِ محشر۔ (۴) آفتابِ روزِ محشر۔ (۵) سراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر۔ (۶) شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر۔ (۷) شورِ محشر۔ (۸) صد محشر۔ (۹) معتقدِ فتنۂ محشر۔

محشرِ خاکِ مجنوں: دیکھیے: آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں۔

محشرِ خیال: (۱) یارب! ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو — یہ محشرِ خیال کہ دُنیا کہیں جسے — ص۹۱

(۲) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال — ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

محشر عناں: دیکھیے: نالۂ محشر عناں۔

محشرستانِ بے قراری: دل، ہوائے خرامِ ناز سے پھر — محشرستانِ بے قراری ہے — ص۲۲۴

محشرستانِ نگاہ: جوشِ تکلیفِ تماشا، محشرستانِ نگاہ — فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ، مُشتِ آب تھا — ص۱۵

محض[1] رحمت و رافت: وہ محضِ رحمت و رافت، کہ بہرِ اہلِ جہاں — نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ — ص۲۷۷

دیکھیے: خیرات خوارِ محض۔

محظوظ[2]: (۱، ۲) خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر — کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ — ۰۰

ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالبؔ — نہ کیوں ہو مادۂ سالِ عیسوی 'محظوظ' — ص۱۲۹

(۱۸۵۴ء)

محفل[3]: (۱) شررِ فرصت نگہ، سامانِ یک عالم چراغاں ہے — بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا — ص۱۷

(۲) ساقی و تعلیم رنج، محفل و تمکیں گراں — سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز — ص۴۳

(۳) پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں، اے رشک! — محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں — ص۶۰

(۴) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دَورِ ساغر کی — مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۵) زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے — دیکھوں اب مر گئے پر کون اُٹھاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۶) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، ولے باایں ہمہ — ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے — ص۲۳۱

(۷) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے! — ص۲۵۰

۱۔ محض : دو بار [مرکّب]۔
۲۔ محظوظ : دو بار۔
۳۔ محفل : پچیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سترہ بار]۔
محفل ہا : ایک بار [مرکّب]۔ محفلیں : ایک بار۔

(۸) یہ جو محفل میں بڑھاتے ہیں تجھے   بھول مت اس پر، اُڑاتے ہیں تجھے   ص۲۶۶

دیکھیے: (۹) آئینہ بندِ خلوت و محفل۔(۱۰) برہم زنِ ہنگامۂ محفل۔(۱۱) پروانۂ محفل۔(۱۲) پیرایۂ محفل۔(۱۳) تار و پودِ فرشِ محفل۔(۱۴) تسکیں دہِ صد محفل۔(۱۵) حجابِ نشۂ محفل۔(۱۶) درخورِ محفل۔(۱۷) دودِ چراغِ محفل۔(۱۸) کیفیتِ محفل۔(۱۹) گدازِ شمعِ محفل۔

محفلِ اغیار: دیکھیے: چشم و چراغِ محفلِ اغیار۔

محفلِ پیمانہ شکار: گرد باد آئنہ فتراکِ دماغ دل ہا   تیرا صحرائے طلب محفلِ پیمانہ شکار   ص۶

محفلِ خوباں: دیکھیے: نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں۔

محفلِ عشرت: نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جا اے مے کشاں! خالی   کمیں گاہِ بلا ہے، ہو گیا شیشہ جہاں خالی   ص۴۵۵

محفلِ غسلِ صحتِ نواب: محفلِ غسلِ صحتِ نواب   رونق افزائے مسندِ تمکیں   ص۲۸۰

محفلِ نشاط قریں: پھر ہوئی ہے اِسی مہینے میں   منعقد محفلِ نشاط قریں   ص۲۸۰

محفل ہا: دیکھیے: فرشِ محفل ہا۔

محفلیں: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال   ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم   ص۱۷۷

محک[1]: دیکھیے: سنگِ محک۔

محمل[2]: (۱) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی   بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا   ص۱۲

(۲) شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا   بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا   ص۱۴

(۳) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر   بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں   ص۲۶

(۴) رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ   اے آبلے! محمل پئے صحرائے عدم باندھ   ص۷۱

(۵) ز بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا   جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے   ص۸۱

(۶) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا   تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا   ص۱۳۴

(۷) دیکھیے: پردۂ محمل۔

۱۔ محک : ایک بار [مرکّب]۔   ۲۔ محمل : اُنّیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

محمل آرائے رفتار: رسیدن، گلِ باغِ واماندگی ہے — عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم — ص ۵۵

محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست: ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست — نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث — ص ۳۳

محملِ پیمانۂ فرصت: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویِ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث — ص ۳۴

محملِ حسرت: ہزار قافلۂ آرزو، بیاباں مرگ — ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود آرائی — ص ۱۱۰

محملِ خوابِ پا: کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدعا سمجھ — شوق کرے جو سرگراں، محملِ خوابِ پا سمجھ — ص ۴۳

محملِ خوابِ سنگیں: قبلہ و ابروئے بت، یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بت کدہ، یک محملِ خوابِ سنگیں — ص ۷

محملِ دشت: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ — محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا — ص ۲۷

محمل کشِ حسرت: بہ اُمیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت — مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا — ص ۲۴

محمل کشِ لیلیٰ: بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص ۱۱۴

محمل کشِ موجِ گہر: اے ہرزہ دوی! منتِ تمکینِ جنوں کھینچ — تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے — ص ۱۱۴

محمل نشینِ راز: شوخیِ اظہار، غیر از وحشتِ مجنوں نہیں — لیلیِ معنی اسدؔ محمل نشینِ راز ہے — ص ۸۲

محملِ نگاہ: بیش از نفَس، بتاں کے کرم نے وفا نہ کی — تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! — ص ۴۹

محو[ا] : (۱) تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے — ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد — ص ۳۷

(۲) ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے ستارگاں — دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ — ص ۴۸

(۳) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا — گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا — ص ۱۴۷

محوِ آرامیدگی: محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں، تا شکر خوابی کرے — ص ۱۰۰

محو آرائش: زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرائش — بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے — ص ۲۳۶

محوِ آئینہ داری: تماشا کہ اے محوِ آئینہ داری! — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں! — ص ۱۷۹

محو اختراع: جوں پرِ طاؤس، جوہر تختہ مشق رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع — ص ۴۷

محوِ بالشِ کمخواب: یہاں سرِ پُرشور بے خوابی سے، تھا دیوار جو — وہاں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا — ص ۱۳۵

محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا: از بس کہ ہے محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا — گل برگ، پرِ بالشِ سروِ چمنی ہے — ص ۱۱۱

ا۔ محو : چھتیس بار [مفرد: تین بار، مرکب تینتیس بار]۔

محوِ پُرسش ہائے پنہانی: کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے جانتا ہے محوِ پُرسش ہائے پنہانی مجھے ص۲۳۲

محوِ تغافل: کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو یعنی اِس بیمار کو نظّارے سے پرہیز ہے ص۲۱۳

محوِ تماشائے دماغ: نشّے کے پردے میں ہے محوِ تماشائے دماغ بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب ص۱۶۳

محوِ تماشائے شکستِ دل: مدعا، محوِ تماشائے شکستِ دل ہے آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے ص۲۰۶

محوِ تماشائے گلستاں: چمن چمن گلِ آئینہ درکنارِ ہوس اُمید، محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے ص۱۱۲

محوِ حیرانی: لبِ نگار میں، آئینہ، دیکھ آبِ حیات بہ گمرہیِ سکندر ہے محوِ حیرانی ص۹۶

محوِ خوابِ ناز: دیکھیے: تو صدائے پا سے جاگا تھا جو محوِ خوابِ ناز، ص۲۹۰ [تضمین]۔

محوِ ساز: نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ ص۷۳

محوِ سپاسِ بے زبانی: تمنّائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا ص۱۴۶

محوِ شوخیِ ابروئے یار: جو کچھ ہے، محوِ شوخیِ ابروئے یار ہے آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ، دیکھا کرے کوئی ص۸۸

محوِ عبرتِ انجامِ گل: ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے ص۲۱۵

محوِ کمیں: بس کہ ہے صیّاد راہِ عشق میں محوِ کمیں جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص۱۰۱

محوِ ماہِ کنعاں: سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں ص۱۹۱

محوِ ناخنِ دستِ نگار: زبس بجز حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر کشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں! ص۸۹

محوِ نازِ مینائی: جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا شرر کیفیتِ مَے، سنگ محوِ نازِ مینائی ص۹۲

محوِ نسبت: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں ص۱۱۶

محوِ وفا: دل کو مَیں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ہے کس قدر ذوقِ گرفتاری ہَم ہے ہم کو! ص۱۹۵

محور[1]: دیکھیے: منصبِ مہر و مہ محور۔

محیطِ آب[2]: گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال موج، محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں ص۱۷۸

محیطِ بادہ: شب، خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا تا محیطِ بادہ، صورتِ خانۂ خمیازہ تھا ص۱۳۶

محیطِ بے خودی: دیکھیے: موجِ محیطِ بے خودی۔

۱۔ محور : ایک بار [مرتّب]۔ ۲۔ محیط : سات بار [مرتّب]۔

محیطِ تنزیہ : دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تنزیہ۔

محیطِ دہر: محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے | کہ یھاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے ص۹۸

محیطِ ظلم: دیکھیے: گردشِ محیطِ ظلم۔

محیطِ گریہ: شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یھاں | دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے ص۲۱۵

مخالف[1]: (۱) نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے | جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں ص۱۸۰

(۲) دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بغض | پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ ص۲۷۹

مختصر[2]: (۱) نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے | کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا ص۱۳۶

(۲) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی | عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۳

(۳) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! | اے غم زدہ! قصہ مختصر کر ص۲۲۸

(۴) ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا | اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا ص۱۸

مخمل[3] : دیکھیے: خوابِ جمعیتِ مخمل۔

مخمور[4] : دیکھیے ــــــ: (۱) آگہی مخمور۔ (۲) نرگسِ مخمور۔ (۳) نزعِ مخمور۔

مخمورِ ہر ادا: گردش میں لا تجلّی صد ساغرِ تسلّی | چشمِ تحیّر آغوشِ مخمورِ ہر ادا ہے ص۹۴

مخموریِ تابِ دیوار: دیکھیے: ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار۔

مدِّ[5] خامۂ قدرت: نہیں ہے سرنوشتِ عشق، غیر از بے دماغی ہا | جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت، خطِ چیں ہے ص۸۹

مدِّ نظر: عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر | مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب ص۳۲

مدّاح[6] : خانہ زاد اور مرید اور مدّاح | تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار ص۱۲۶

مدّاحِ دردمند: اِس کشمکش میں، آپ کا مدّاحِ دردمند | آقائے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام ص۲۸۳

مدّاحیِ ممدوحِ خدا: کس سے ہو سکتی ہے مدّاحیِ ممدوحِ خدا؟ | کس سے ہو سکتی ہے آرایشِ فردوسِ بریں؟ ص۱۳۵

۱۔ مخالف : دو بار۔

۲۔ مختصر : چار بار۔

۳۔ مخمل : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ مخمور : چار بار [مرکّب]۔

مخموری : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ مدّ : دو بار [مرکّب]۔

۶۔ مدّاح : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

مدّاحی : ایک بار [مرکّب]۔

مداد[1]: (۱) دیکھیے: صوفِ مداد۔ (۲) دیکھیے: ہیولائے مداد۔

مدار[2] (۱) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار ص۱۲۶

(۲) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص۱۵۷

(۳) شرع و آئین پر مدار سہی ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی؟ ص۲۴۲

مدارا[3]: دیکھیے: آئینۂ دو جہاں مدارا۔

مدام[4]: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم ص۲۶۵

دیکھیے: گردشِ مدام۔

مداواطلبی[5] شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے ہر قطرۂ شربت، مجھے اشکِ شکری ہے ص۴۵۳

مدّت[6] (۱) ہوئی مدّت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے وہ ہر یک بات پر کہنا کہ: یوں ہوتا تو کیا ہوتا ص۱۲۰

(۲) گزری نہ بہ ہر حال یہ مدّت خوش و ناخوش! کرنا تھا، جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور ص۱۷۱

(۳) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۴) پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس مدّت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۵) دیدہ خوں بار ہے مدّت سے، و لے آج ندیم! دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے ص۳۱۲

(۶) نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال مدّت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص۳۳۰

(۷) رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجّادہ رہنِ مے مدّت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہوا کیے ص۳۴۳

(۸) یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے کیا خیمۂ شبیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ ص۲۸۴

مدح[7]: (۱) کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر قاصر ہے ستایش میں تری میری عبارت ص۱۲۷

(۲) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار ص۱۳۳

۱۔ مداد : دوبار[مرکّب]۔

۲۔ مدار : تین بار۔

۳۔ مدارا : ایک بار[مرکّب]۔

۴۔ مدام : دوبار[مفرد:ایک بار]۔

۵۔ مداوا : ایک بار[مرکّب]۔

۶۔ مدّت : آٹھ بار۔

۷۔ مدح : پندرہ بار[مفرد: دس بار، مرکّب پانچ بار]۔

(۳)	کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب	شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں	ص ۱۳۵
(۴)	مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ	یھاں عَرَض سے رُتبۂ جوہر کھُلا	ص ۱۴۰
(۵)	ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے	دفترِ مدحِ جہاں داور کھُلا	ص ۱۴۱
(۶)	ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے	سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے	ص ۲۳۶
(۷)	خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن	شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے	ص ۲۴۱
(۸)	مدح کے بعد دُعا چاہیے، اور اہلِ سخن	اِس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم	ص ۲۶۵
(۹)	آپ کی مدح اور میرا مُنہ!	گر کہوں بھی، تو کس کو آئے یقیں	ص ۲۸۱
(۱۰)	دستورِ فنّ شعر یہی ہے قدیم سے	یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام	ص ۲۸۳

مدحِ بادشاہ: غالبؔ یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ — بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند — ص ۱۲۸

مدحِ جہاں داور: دیکھیے: مدح نمبر ۵۔

مدح خوان: وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو — شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزت اُس سے وام — ص ۲۸۳

مدح گستر: مدح گستر نہیں، دعا گو ہے — غالبؔ عاجزِ نیاز گزیں — ص ۲۸۱

مدحِ ناز: عُہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں — ص ۱۷۸

مدحت[1]: تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں — ص ۱۳۵

مدحت ترازی: پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال — پھر مہ و خرشید کا دفتر کھُلا — ص ۱۳۰

مدحت سرائے ابراہیم: دیکھیے: نثرِ مدحت سرائے ابراہیم۔

مدحتِ شاہ: دیکھیے: زمزمۂ مدحتِ شاہ۔

مدحت گر: دادِ دیوانگیِ دل، کہ ترا مدحت گر — ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں — ص ۹

مدد[2]:	(۱)	لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علیؑ مدد"	ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ، سبحہ کو خوبہا سمجھ	ص ۷۳
	(۲)	خامے سے پائی طبیعت نے مدد	بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھُلا	ص ۱۴۰

۱۔ مدحت : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔ ۲۔ مدد : دو بار۔

مدرسہ[1]: جب مے کدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص۱۹۷

مدّعا[2]: (۱) مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے میں مدّعا ہوں تپشِ نامۂ تمنّا کا ص۱۷

(۲) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدّعا طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک ص۵۰

(۳) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدّعا سمجھ ص۷۳

(۴) مدّعا درپردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص۹۱

(۵) میں کون اور ریختہ؟ ہاں اِس سے مدّعا جُز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے ص۱۲۵

(۶) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے مدّعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا ص۱۴۲

(۷) کہتے ہو: نہ دیں گے ہم، دل اگر پڑا پایا دل کہاں کہ گم کیجے، ہم نے مدّعا پایا ص۱۴۳

(۸) تجاہل پیشگی سے مدّعا کیا؟ کہاں تک اے سراپا ناز! کیا کیا؟ ص۱۵۷

(۹) بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدّعا کہ یوں ص۱۷۸

(۱۰) مدّعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۱۱) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال تا بازگشت سے نہ رہے مدّعا مجھے ص۲۰۶

(۱۲) میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ہوں کاش! پوچھو کہ مدّعا کیا ہے ص۲۲۸

(۱۳) کہوں جو حال، تو کہتے ہو: مدّعا کہیے تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے ص۲۲۸

(۱۴) بندہ پرور! ثنا ترازی سے مدّعا عرضِ فنِّ شعر نہیں ص۲۸۱

دیکھیے:—— (۱۵) احرامِ مدّعا۔ (۱۶) بے مدّعا۔ (۱۷) جلوۂ مدّعا۔ (۱۸) دلِ بے مدّعا۔ (۱۹) عجز آبادِ وہمِ مدّعا۔ (۲۰) غفلتِ مدّعا۔ (۲۱) کفِ مدّعا۔ (۲۲) کمیں گاہِ مدّعا۔ (۲۳)، (۲۴)، (۲۵) نقشِ مدّعا (تین بار)۔ (۲۶) یک دلِ بے مدّعا۔

مدّعا طلبی (۱) وہ سحر مدّعا طلبی میں نہ کام آئے! جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں ص۱۸۹

(۲) دیکھیے: رزقِ مدّعا طلبی۔

---

[1] مدرسہ : ایک بار۔
[2] مدّعا : پینتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: اکیس بار]۔

مدعا غافل: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے ص۸۷

مدعا گم کردگاں: دیکھیے: دعاے مدعا گم کردگاں۔

مدعا گم کردہ: شمع ہوں، لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو مدعا گم کردہ ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں میں ص۲۳

مدعاے دل: بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے کہ بہرِ مدعاے دل زبانِ لال، زنداں ہے ص۸۰

مدعاے رنجِ بیتابی: اگر آسودگی ہے مدعاے رنجِ بیتابی نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

مدعاے ضروری الاظہار: نہ کہوں آپ سے، تو کس سے کہوں مدعاے ضروری الاظہار ص۱۲۶

مدعاے غیر: دیکھیے: مثلِ نقشِ مدعاے غیر۔

مدعیٰ علیہ[1]: دل مدعی و دیدہ بنا مدعیٰ علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص۲۱۷

مدعی[2]: (۱) مدعی میری صفاے دل سے ہوتا ہے خجل ہے تماشا، زشت رویوں کا عتاب آئینے پر ص۴۰

(۲) خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے اے مدعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے ص۹۰

(۳) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدعی میرا ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے ص۱۰۲

(۴) دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے اے مدعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے ص۱۰۵

(۵) دل مدعی ودیدہ بنا مدعیٰ علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص۲۱۷

(۶) قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر، غالبؔ وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

(۷)،(۸) جو مدعی بنے، اُس کے نہ مدعی بنیے جو ناسزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے ص۲۲۸

مدفن[3]: بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں ص۱۸۵

مدہوشاں[4]: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مےنوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟ ص۳۲۸

مذکور[5]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے دشمنی ہے، وصال کا مذکور ص۴۲

(۲) نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز تب سے ہے یہاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز ص۴۵

۱۔ مدعیٰ علیہ : ایک بار۔
۲۔ مدعی : آٹھ بار۔
۳۔ مدفن : ایک بار۔
۴۔ مدہوشاں : ایک بار۔
۵۔ مذکور : تین بار۔

(۳) وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں ص۱۸۵

مذہب[1]: دیکھیے: وارستۂ ہر مذہب۔

مذہبِ حق: خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَ الاکرام ص۲۹۷

مراد[2]: (۱) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں ص۱۲۹

(۲) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں اک چھیڑ ہے، وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۳) دیکھیے: بلدستانِ مراد۔

مرادِ دلِ خراب: یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں، لیکن کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے ص۳۲۰

مرتبہ[3]: (۱) نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ ص۲۷۷

(۲) دیکھیے: یک مرتبہ۔

مرتبۂ پشتِ پا: قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست یک آسماں ہے مرتبۂ پُشتِ پا بلند ص۳۸

مرتبۂ حُسنِ قبول: دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سَو بار "آمیں" ص۱۳۵

مرتبۂ معنی ولفظ: دیکھیے: اوج دہِ مرتبۂ معنی ولفظ۔

مرثیہ[4]: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید "مرگیا غالبِؔ آشفتہ نوا" کہتے ہیں ص۱۸۷

مرجاں[5]: (۱) غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص۲۱۰

(۲) دیکھیے: تسبیحِ مرجاں۔

مرجعِ انام[6]: (۱) میری سُنو، کہ آج تم اِس سرزمین پر حق کے تفضلات سے، ہو مرجعِ انام ص۲۸۲

(۲) رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور، کہ ہے مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم ص۲۶۵

مرحبا[7]: (۱) مرحبا اے سُرورِ خاصِ خواص حَبّذا اے نشاطِ عامِ عوام! ص۱۳۶

(۲) مرحبا موشگافیِ ناوک! آفریں آبداریِ صمصام! ص۱۳۸

۱۔ مذہب : دوبار[مرکّب]۔
۲۔ مراد : چار بار[مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔
۳۔ مرتبہ : پانچ بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۴۔ مرثیہ : ایک بار۔
۵۔ مرجاں : دوبار[مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ مرجع : دوبار[مرکّب]۔ ۷۔ مرحبا : آٹھ بار۔

(۳) جو آؤں سامنے اُن کے، تو "مرحبا" نہ کہیں   جو جاؤں وحاں سے کہیں کو، تو "خیرباد" نہیں   ص ۱۹۲

(۴) بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں   مرحبا مَیں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے   ص ۲۳۲

(۵) رہے نہ جان، تو قاتل کو خوںبہا دیجے   کٹے زبان، تو خنجر کو مرحبا کہیے   ص ۲۴۸

(۶) مرحبا طرزِ نغز گفتاری! حبّذا! رسم و راہِ تتاری!   ص ۲۶۷

(۷) مرحبا سالِ فرّخی آئیں! عیدِ شوّال و ماہِ فروردیں   ص ۲۸۰

(۸) ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد   مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اُس کو   ص ۲۸۵

مرحلۂ[۱] یاس: ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب   جُز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا   ص ۲۰

مرد[۲]: (۱) آب ہوجاتے ہیں تنگِ ہمّتِ باطل سے مرد   اشک پیدا کر اسدؔ، گر آہ بے تاثیر ہے   ص ۹۶

دیکھیے: ـــــ (۲) آزادمرد۔ (۳) طلبگارِ مرد۔

مردآزما: دیکھیے: بادۂ مردآزما۔

مردافگن: دیکھیے: حریفِ مَیِ مردافگن۔

مردِمیدان: آم کا کون مردِ میداں ہے؟   ثمر و شاخ، گوے و چوگاں ہے   ص ۱۳۰

مردانہ: دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ۔

مُردگاں[۳]: (۱) لبِ خشک در تشنگی مُردگاں کا   زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا   ص ۱۴۸

(۲) ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو درسِ تاسّف ہی سہی   شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں!   ص ۹۶

مُردگی: زخم ہاے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مُردگی   اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے   ص ۱۰۰

مردم[۴][۱]: اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم   بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی   ص ۴۵۵

مردم آزار: کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں   عشاق کی پرسش سے اُسے عار نہیں   ص ۲۵۴

مردم گزیدہ: پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ   ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں   ص ۲۹۹

۱ـ مرحلہ : ایک بار[مرکّب]۔
۲ـ مرد : چھے بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
مردانہ : ایک بار۔
۳ـ مُردگاں : دوبار۔
مُردگی : ایک بار۔
۴ـ مردم[۱] : تین بار[مرکّب]۔

مردمِ[۲] چشمِ پری:[۱] تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل، غافل! سویدا مردمِ چشمِ پری، نظارہ افسوں ہے ص۱۱۲

مردمِ چشمِ تماشا: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ ص۴۸

مردمِ چشمِ زاغ: مفتِ صفائے طبع ہے جلوۂ نازِ سوختن داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے ص۱۱۵

مردمک[۲]: (۱) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رُخسارِ فروزاں سے سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جَستن کا ص۲۷

(۲) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال بر لبِ گور ص۴۱

(۳) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! سوادِ داغِ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں ص۵۸

(۴) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص۶۶

(۵) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے ص۷۸

(۶) ضبط سے جوں مردمک، اسپند اقامت گیر ہے مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے ص۹۵

(۷) جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے ص۹۹

(۹) مردمک سے، ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ خاکِ در کی ترے، جو چشم نہ ہو آئنہ دار ص۱۳۲

(۹) دیکھیے: سویدائے مردمک۔

مردمکِ چشم: جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص۶۳

مردمکِ دیدہ: مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں ص۱۸۳

مردمکِ دیدۂ عنقا: کیوں اِسے گوہرِ نایاب تصور کیجے کیوں اِسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے ص۱۲۲

مُردن[۳]: (۱) پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی ص۲۰۷

(۲) دیکھیے: نفس دُزدیدن و مردن۔

مُردنِ صاحب دلاں: نہیں ہے مردنِ صاحب دلاں، جُز کسبِ جمعیت سویدا میں نَفَس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے ص۸۱

مردودِ[۴] گلستاں: مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکادے وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں ص۶۲

---

[۱] مردم[۲] : تین بار [مرکّب]۔

[۲] مردمک : بارہ بار[مفرد: آٹھ بار، مرکّب: چار بار]۔

[۳] مُردن : دو بار[مرکّب]۔

[۴] مردود : ایک بار[مرکّب]۔

مُردوں: ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے — سبزہ، جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے — ص۹۳

مُردہ[1]: (۱) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک — خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار — ص۱۳۶

(۲) دیکھیے: چراغِ مردہ۔

مرشد[2]: (۱)، (۲) دیکھیے: پیرومرشد [دوبار]۔

مرشدِ جام: جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ روم — جرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام — ص۱۳۷

مرشدوں: دیکھیے: دومرشدوں۔

مرض[3]: دیکھیے: حقیقتِ جاں کاہیِ مرض۔

مرغ[4]: سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص۱۸۶

مرغِ اسیر: (۱) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے — ص۲۳۶

(۲) دیکھیے: نالۂ مرغِ اسیر۔

مُرغِ بُستانی: دیکھیے: ذوقِ نوائے مرغِ بُستانی۔

مُرغِ چمن: ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانْو — ص۱۹۶

مرغِ خیال: دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ — مرغِ خیال، بلبلِ بے بال و پر ہے آج — ص۳۵

مرغِ رشتہ برپا: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا — حنائے پنجۂ صیاد، مرغِ رشتہ برپا ہے — ص۸۴

مرغِ سحر: دیکھیے: نالۂ مرغِ سحر۔

مرغِ گرفتار: دیکھیے: (۱) قفسِ مُرغِ گرفتار۔ (۲) نوائے مرغِ گرفتار۔

مرغِ گلشنِ تجرید: کچھ نہیں حاصل تعلق میں، بغیر از کشمکش — اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے — ص۱۰۴

مرغوبِ بُتِ مشکل پسند[5]: شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا — تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا — ص۱۳۲

۱۔ مُردہ : ایک بار [مرکّب]۔
مُردوں : ایک بار۔
۲۔ مرشد : تین بار [مرکّب]۔
مرشدوں : ایک بار۔
۳۔ مرض : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ مرغ : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔
۵۔ مرغوب : ایک بار [مرکّب]۔

مرگ[1]: (۱) طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا — بہ مرگ، تکیۂ آسایشِ فنا معلوم! ص ۵۳
(۲) مرگ شیریں ہوگئی تھی کوہکن کی فکر میں — تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں ص ۶۲
(۳) جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم پیمودہ ہے ص ۱۰۳
(۴) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص ۱۵۴
(۵) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع ص ۱۷۴
(۶) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ، علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک ص ۱۷۵
(۷) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ! — رہنے دے مجھے یہاں، کہ ابھی کام بہت ہے ص ۲۲۵
(۸) غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! — ہیں ہوس پیشہ بہت؛ وہ نہ ہوا، اَور سہی ص ۳۱۱

دیکھیے ____: (۹)۔(۱۲) بعدِ مرگ [چار بار]۔(۱۳) بیاباں مرگ۔(۱۴) پیش از مرگ۔(۱۵) پیغامِ مرگ۔
(۱۶) جواں مرگ۔(۱۷) خیالِ مرگ۔(۱۸) دمِ مرگ۔

مرگِ غالب: دیکھیے: آرزوے مرگِ غالبؔ۔

مرگِ ناگہاں: غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے ص ۲۱۸

مرگِ ناگہانی: (۱) دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلی آشنا ہو — جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی ص ۱۰
(۲) ہوچکیں غالبؔ بلائیں سب تمام — ایک مرگِ ناگہانی اَور ہے ص ۲۳۷

مرگِ نگہ: ہے کسوتِ عروجِ تغافل، کمالِ حُسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر ص ۴۰

مروحۂ بالِ پری[2]: وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ — وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار ص ۱۳۳

مرہم[3]: مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانو ص ۱۹۶

دیکھیے ____: (۲) پنبۂ مرہم۔(۳) تشویشِ مرہم۔(۴) سوادِ داغِ مرہم۔(۵) نسخۂ مرہم۔

مرہمِ زنگار: چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے — مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے ص ۷۸

مرہونِ[4] حنا: پوچھ مت رُسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن — دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا ص ۱۴۷

۱۔ مرگ : تیئیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
۲۔ مروحہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مرہم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۴۔ مرہون : ایک بار [مرکّب]۔

مرید[1]: خانہ زاد اور مرید اور مداح تھا ہمیشہ سے یہ، عریضہ نگار ص۱۲۶

مریدی: دیکھیے: نقشِ مریدی۔

مریضِ عشق[2]: لُو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں اچھا اگر نہ ہو، تو مسیحا کا کیا علاج ص۱۲۵

مریضِ غم: دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے ص۹۸

مزاج[3]: (۱) پی جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے ص۲۰۵

(۲) اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے ص۱۰۲

دیکھیے ـــــ: (۳) خفقانی مزاج۔ (۴) وحشی مزاج۔

مزار[4]: (۱) کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو بیستوں، سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار ص۲

(۲) ہوئے مر کے ہم جو رُسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا ص۱۲۰

(۳) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن، تکیہ ص۳۰۳

دیکھیے ـــــ: (۴) پُرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار۔ (۵) تہِ سنگِ مزار۔ (۶) خطِ لوحِ مزار۔ (۷) سنگِ مزار۔ (۸) شمعِ سرِ مزار۔

مزدور[5]: دیکھیے ـــــ: (۱) بارِ منتِ مزدور۔ (۲) ہجومِ خمِ دوشِ مزدور۔

مزدورِ سنگیں دست: دیکھیے کم تریں مزدورِ سنگیں دست۔

مزدورِ طرب گاہِ رقیب: کوہکن، گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب بیستوں، آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں ص۱۳۴

مزدوریِ عشرت گہِ خسرو: عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں ص۱۸۶

مزرعِ[6] اُلفت: نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی نظر دانہ، سرشکِ برزمیں اُفتادہ آتا ہے ص۹۸

مزا[7]: (۱) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا ص۱۳۳

۱۔ مرید : ایک بار۔
مریدی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مریض : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ مزاج : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔
۴۔ مزار : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۵۔ مزدور : چار بار [مرکّب]۔
مزدوری : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مزرع : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ مزا : نو بار۔
مزے : ایک بار [جمع]۔

(۲) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا — آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟ — ص۱۴۳

(۳) ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! — نہ ہو مرنا، تو جینے کا مزا کیا! — ص۱۵۷

(۴) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزا ہوتا، اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک — ص۱۷۵

(۵) غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو — ص۱۹۶

(۶) دے مجھ کو شکایت کی اجازت، کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے — ص۲۳۴

(۷) تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! — جب اک نفس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص۲۳۴

(۸) بے طلب دیں، تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا، جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے — ص۲۳۹

(۹) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیمتن تکیہ — ص۳۰۱

[مزید دیکھیے: بے مزا، بے مزہ]

مزے: مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

مژدہ[۱]: (۱) مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی، قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس — ص۱۷۳

(۲) سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ، کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص۱۸۶

(۳) مژدہ اے رہ روانِ راہِ سخن! — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن! — ص۲۶۷

مژدہ باد: (۱،۲) تیغ درکف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! — ص۳۸

مژدہ رسانی: چشم پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید — شہ پرِ کاہ پَیِ مژدہ رسانی مانگے — ص۷۸

مژدۂ دیدار: (۱) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے — ص۱۱۳

(۲) دیکھیے: ہجومِ مژدۂ دیدار۔

مژدۂ قتل: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا! طالعِ شوق — مژدۂ قتل مقدر ہے، جو مذکور نہیں — ص۱۸۵

مژدۂ وصال: نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال — مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم وگوش ہے — ص۲۳۰

مژگاں[۲]: (۱) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشار پَیِ امتحانِ اشک — ص۵۰

۱۔ مژدہ : آٹھ بار[مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
مژدہ باد : ایک بار۔

۲۔ مژگاں : اکثر بار۔
[مفرد: پندرہ بار، مرکّب: چھپّن بار]۔

(۲) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں — اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل — ص۵۳

(۳) دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال — مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں — ص۵۶

(۴) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں — رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں — ص۵۸

(۵) مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے — نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو — ص۶۸

(۶) بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا — غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاک ساحل ہے — ص۷۷

(۷) دلِ بیمارِ از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے — کہ مژگاں، ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے — ص۷۹

(۸) نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی — کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے — ص۷۹

(۹) نگہہ معمارِ حسرت ہا؛ چہ آبادی، چہ ویرانی — کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے — ص۸۴

(۱۰) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سُو نگاہ آلودہ ہے — ص۱۰۳

(۱۱) جلوہ از بس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے — جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا — ص۱۵۰

(۱۲) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا — ص۱۵۷

(۱۳) نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں — جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز — ص۱۷۲

(۱۴) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار — جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں — ص۱۹۲

(۱۵) صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے — طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے — ص۲۰۱

دیکھیے ـــــــ: (۱۶) الفتِ مژگاں۔ (۱۷) بازماندن ہائے مژگاں۔ (۱۸) بہم آوردہ مژگاں۔ (۱۹) بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔ (۲۰) پاسِ شوخیِ مژگاں۔ (۲۱)، (۲۲) پنجۂ مژگاں [دو بار]۔ (۲۳) تپ آسودۂ مژگاں۔ (۲۴) جُنبشِ مژگاں۔ (۲۵) جوہرِ مژگاں۔ (۲۶) چشمِ درشدہ مژگاں۔ (۲۷) حیرت پرستِ طرزِ ناگیراُ مژگاں۔ (۲۸) خامۂ مژگاں۔ (۲۹) خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔ (۳۰) دامنِ مژگاں۔ (۳۱) دشنۂ مژگاں۔ (۳۲) دعوتِ مژگاں۔ (۳۳) دلِ برصفِ مژگاں زدہ۔ (۳۴) دل و مژگاں۔ (۳۵) رشتۂ شیرازۂ مژگاں۔ (۳۶) رمزِ سرِ مژگاں۔ (۳۷) شوخیِ مژگاں۔ (۳۸) شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں۔ (۳۹) صفِ مژگاں۔ (۴۰) طولِ میلِ راہِ مژگاں۔ (۴۱) نازشِ مژگاں۔ (۴۲) نوکِ سرِ مژگاں۔ (۴۳) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں۔ (۴۴) یادِ مژگاں۔

مژگانِ آہو: (۱) بروئے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے — مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا — ص۲۶

(۲) دیکھیے: سرپنجۂ مژگانِ آہو۔

مژگانِ انتظار: عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار یارب! کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو ص۶۸

مژگانِ باز ماندہ: (۱) رکھتا ہے انتظارِ تماشاے حُسنِ دوست مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دُعا بلند ص۳۸

(۲) بے خود زِ بس کہ خاطرِ بیتاب ہوگئی مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہوگئی ص۹۶

مژگانِ تماشا: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے ص۱۱۲

مژگانِ تماشائی: نگہ، اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

مژگانِ چشمِ تر: جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا ص۱۳۵

مژگانِ چشمِ دام: (۱) گزرا جو آشیاں کا تصوّر بہ وقتِ بند مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام ص۵۵

(۲) بس کہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ص۱۰۱

مژگاں چکیدہ: دیکھیے: تسبیحِ اشک ہاے زِ مژگاں چکیدہ۔

مژگانِ حور: دیکھیے: جلوۂ مژگانِ حور۔

مژگانِ خار: حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے ص۸۰

مژگانِ خوابیدہ: دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ، اسدؔ! اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث ص۳۴

مژگانِ خوباں: دیکھیے: یک مژگانِ خوباں۔

مژگانِ خود آرا: دیکھیے: عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا۔

مژگانِ خوں فشاں: بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے ص۲۳۶

مژگانِ دوست: دیکھیے: خیال آبادِ سوداے سرِ مژگانِ دوست۔

مژگانِ رگِ تاک: نشۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص۴۳۵

مژگانِ سیاہاں: درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

مژگانِ سوزن: نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو ص۱۹۸

مژگانِ عاشق: دیکھیے: صورتِ مژگانِ عاشق۔

مژگانِ عجز: حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز   عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز   ص۴۴

مژگانِ کشودہ: شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب   کہ مژگانِ کشودہ، نیشتر ہے   ص۴۵۵

مژگانِ کوہکن: ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز   مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے   ص۹۰

مژگانِ یار : دیکھیے: ودیعتِ مژگانِ یار۔

مژگانِ یتیم : دیکھیے: صورتِ مژگانِ یتیم۔

مژگانی: مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست   موئے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے   ص۲۱۱

مژہ[ا]: (۱) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ   جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا   ص۱۱

(۲) بار لائی ہے دانہ ہائے سرشک   مژہ، ہے ریشۂ رزِ انگور   ص۴۱

(۳) ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار، اسدؔ   مژہ ہے شانہ کشِ طرّۂ گفتار ہنوز   ص۴۳

(۴) خطِ لختِ دل یکقلم دیکھتے ہیں   مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں   ص۵۶

(۵) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر   بہ پائے خفتہ سیرِ وادیٔ پُرخارِ بستر ہے   ص۸۵

(۶) مژہ پہلوئے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے   ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیٔ خاشاک باقی ہے   ص۱۰۷

(۷) بے تماشا نہیں جمعیّتِ چشمِ بسمل   مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے   ص۱۰۹

(۸) فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ   اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے   ص۱۰۹

(۹) جمعیّتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو   دل تا مژہ آغوشِ وداع نظر آوے   ص۱۱۳

(۱۰) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے   مژہ پیچک میں مہ کی سوزنِ آسا چیدنی جانے   ص۱۱۵

(۱۱) خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم   دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں چکاں نہیں   ص۱۸۸

(۱۲) بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار   یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟   ص۱۹۸

دیکھیے____: (۱۳) دامنِ مژہ۔ (۱۴) رگ ہائے مژہ۔ (۱۵) سرشک آگیں مژہ۔ (۱۶) سرِ مژہ۔ (۱۷) کُشاد و بستِ مژہ۔ (۱۸) یک مژہ خوابِ پا۔

ا مژہ : بتّیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: بیس بار]۔

مژہ برہم زدن: یک مژہ برہم زدن، حشرِ دوعالم فتنہ ہے | یھاں سراغِ عافیت جُز دیدۂ بسمل نہ پوچھ | ص۷۲

مژہ برہم زدنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے | صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے | ص۱۱۰

مژہ پوشیدنی ہا: نقابِ یار ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی | مژہ پوشیدنی ہا، پردۂ تصویرِ عریاں ہے | ص۸۱

مژہ ہاے دراز: تو اور سوے غیر نظر ہاے تیز تیز! | میں اور دُکھ تری مژہ ہاے دراز کا! | ص۱۵۵

مژۂ تیز: دیکھیے: کاوش فروشیِ مژۂ تیز۔

مژۂ خار: آئی یک عُمر سے معذورِ تماشا نرگس | چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز | ص۴۳

مژۂ خواب: مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد | بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار | ص۶

مژۂ خوابناک: (۱) مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے | موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے | ص۲۱۶

(۲) دل میں ہے سوداے زلفِ مستِ تغافل ہنوز | ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز | ص۴۲

مژۂ خوں فشاں: کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول | برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں | ص۵۷

مژۂ دیدۂ نخچیر: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح | مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار | ص۶

مژۂ گوہر بار: تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں | سلکِ اختر میں مہِ نو، مژۂ گوہر بار | ص۱۳۳

مژۂ یار: (۱) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ | دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا! | ص۱۴۷

(۲) بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے | رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے | ص۲۳۶

مساسِ[۱] دستِ افسوس: ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش | بے تکلف آپ پیدا کر کے تف، جلتا ہوں میں | ص۹۳

مسافر[۲]: دیکھیے: کفِ پاے مسافر۔

مِس[۳] اندودہ: دیکھیے: سیمِ مِس اندودہ۔

مسائلِ[۴] تصوف: یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ! | تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا | ص۱۲۰

مست[۵]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہواے چمنِ نشوونما | بادہ پُرزور و نفَس مست و مسیحا بیمار | ص۳

۱۔ مساس : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مسافر : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ مِس : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ مسائل : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ مست : اٹھارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: بارہ بار]۔
مستاں : تین بار۔ مستوں: ایک بار۔

(۲) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست　سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند　ص ۱۲۸

(۳) ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مےِ جلوہ!　کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار　ص ۱۶۷

(۴) نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل　مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں؟　ص ۱۸۱

(۵) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست　بزمِ خیال، مے کدۂ بے خروش ہے　ص ۲۳۰

(۶) خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ تر جبینی ہے　اسدؔ، ہوں مست دریا بخششیِ ساقیِ کوثر کا　ص ۴۴۴

دیکھیے ــــــ: (۷) چشمِ مست۔ (۸) فرقِ ستیزہ مست۔ (۹) محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست۔

مستِ بے خودی: ہو جہاں تیرا دماغِ ناز مستِ بے خودی　خوابِ نازِ گل رُخاں دودِ چراغِ کشتہ ہے　ص ۸۰

مستِ تامّل: ہر کفِ خاک، جگر تشنۂ صد رنگ ظہور　غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار　ص ۳

مستِ تغافل: دل میں ہے سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز　ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سُنبل ہنوز　ص ۴۴

مستِ دیدنِ مہتاب: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب　پارۂ چاکِ کتاں پر کالۂ مہ ہوگیا　ص ۴۴۶

مستِ طرب: نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب　شیشۂ مے سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے　ص ۲۱۴

مستِ فتنہ خو: نشے میں گُم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو　آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا　ص ۲۰

مستِ مےِ ذات: یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات　عارف ہمیشہ مستِ مےِ ذات چاہیے　ص ۲۲۰

مستِ ناز: دیکھیے: چشمِ مستِ ناز۔

(۲) گروہ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال　خارِ گل، بہرِ دہانِ گل زباں ہو جائے گا　ص ۱۴۷

مستاں: دیکھیے ــــــ: (۱) خُمِ مستاں۔ (۲) نشۂ پیمائیِ مستاں۔ (۳) ننگِ فہمِ مستاں۔

مستوں: ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت　دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی　ص ۷۵

مستانہ[1]: (۱) مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال　تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے　ص ۲۰۶

دیکھیے ــــــ: (۲) پیمانہ کشِ گریہ مستانہ۔ (۳)، (۴) لغزشِ مستانہ [دوبار]۔

مستی[2]: (۱) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے　نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے　ص ۱۱۵

۱۔ مستانہ : چاربار [مفرد: ایک بار]۔　۲۔ مستی : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: گیارہ بار]۔

(۲) مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے — ص۲۱۶

(۳) غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی — وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے — ص۲۲۷

(۴) نظّارے نے بھی کام کیا وہاں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی — ص۲۳۳

دیکھیے ____: (۵) عذرِ مستی۔ (۶) محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی۔

مستیِ ابر: مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت — کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دوعالم کا فشار — ص۱۳۲

مستیِ ادا: نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے — روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے — ص۲۴۸

مستیِ بادِ صبا: مستیِ بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ — ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار — ص۱۳۲

مستیِ تحریر: مے کشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے — لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے — ص۹۵

مستیِ چشمِ سیہ: غم نے جب گھیرا، تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز! — مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے، ہوویں چارہ ساز — ص۲۹۰

مستیِ دل: دیکھیے: طلسمِ مستیِ دل۔

مستیِ سعیِ سپند: داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا مستیِ سعیِ سپند — دودِ مجمر لالہ ساں دُردِ تہِ پیمانہ تھا — ص۲۵

مستیِ صبحِ بہار: دیکھیے: برہنہ مستیِ صبحِ بہار۔

مستیِ ناز: دیکھیے: طلبِ مستیِ ناز۔

مُستزاد[۱]: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار — ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد — ۳۸

مستطاب[۲]: دیکھیے: ثوابِ مستطاب۔

مستعدِ شانۂ گیسو شدن[۳]: اے اسدؔ ہے مستعدِ شانۂ گیسو شدن — پنجۂ مژگاں بہ خود بالیدنی رکھتا ہے آج — ص۳۵

مستعدِ قتلِ یک عالم: مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلّادِ فلک — کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے — ص۱۰۱

مستغنی[۴]: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر — ص۳۹

مسٹر[۵]: سو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے — مسٹر کوان صاحبِ عالی مقام کی — ص۲۶۳

۱۔ مستزاد : ایک بار۔
۲۔ مستطاب : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مستعد : دو بار [مرکّب]۔
۴۔ مستغنی : ایک بار۔ ۵۔ مسٹر : ایک بار۔

مسجد[1]: (۱) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ص ۵۸

(۲) جب مے کدہ چھُٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص ۱۹۷

(۳) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے ص ۲۱۹

(۴) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے یہ بندۂ کمینہ، ہمسایۂ خدا ہے ص ۳۱۲

مسجد و بُت خانہ: تاچند نازِ مسجد و بُت خانہ کھینچیے جوں شمع دل بہ خلوتِ جاناں نہ کھینچیے ص ۱۰۵

مسجود[2]: ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود قبلے کو، اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں ص ۱۸۷

مسرّتِ پیغامِ یار[3]: گزرا اسدؔ مسرّتِ پیغامِ یار سے قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے ص ۲۰۶

مسطر[4]: (۱) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص ۸

(۲) جنونِ آئنہ، مشتاقِ یک تماشا ہے ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ ص ۲۵

دیکھیے ــــــ: (۳) کجی یک خطِ مسطر۔ (۴) نقشِ مسطر۔

مسطر کشِ سطرِ زنہار: شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا بالِ جبریلؔ سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص ۵

مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار: آیت رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار ص ۶

مسکن[5]: دیکھیے: پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن۔

مسکیں[6]: دیکھیے ــــــ: (۱) بلبلِ مسکیں۔ (۲) فقیرِ مسکیں۔ (۳) فقیرِ غالبؔ مسکیں۔

مسلک[7]: آزادہ رَو ہوں اور مرا مسلک ہے صلحِ کل ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے ص ۱۲۵

مسلکِ شرع: مسلکِ شرع کے ہیں راہ رو و راہ شناس خضرؔ بھی یہاں اگر آجائے تو لے اُن کے قدم ص ۲۶۵

مسلماں[8]: (۱) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ! غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا ص ۱۳۷

(۲) اِن چار میں ایک سے ہو جس کو انکار غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار ص ۳۱۳

۱۔ مسجد : پانچ بار [مفرد: چار بار]۔
۲۔ مسجود : ایک بار۔
۳۔ مسرّت : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ مسطر : چھے بار [مفرد: دو بار]۔
۵۔ مسکن : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مسکیں : تین بار [مرکّب]۔
۷۔ مسلک : دو بار [مفرد: ایک بار]۔
۸۔ مسلماں : تین بار۔ مسلمانوں : ایک بار۔

(۳) دیکھیے: ہر مسلماں۔

مسلمانوں: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل پجُّے ہے جوگ مایا اور دہلی ص ۲۶۲

مسند[۱]: جن کی مسند کا آسماں، گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص ۲۸۰

مسند آرا: جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ اُس جگہ تختِ سلیماں، نقشِ پائے مور ہے ص ۹۳

مسندِ تمکیں: دیکھیے: رونق افزائے مسندِ تمکیں۔

مسندِ عیش: جب کہ سیّد غلام بابا نے مسندِ عیش پر جگہ پائی ص ۲۹۲

مسندِ عیش و طرب: دیکھیے: فرازِ مسندِ عیش و طرب۔

مسند نشینِ بارگاہِ ناز: وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو قامتِ خوباں ہو محرابِ نیازستانِ عجز ص ۴۴

مسند و تخت: دیکھیے: چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت۔

مَسَّنِیَ الضُّرّ[۲]: آپ نے مَسَّنِیَ الضُّرّ کہا ہے تو سہی یہ بھی یا حضرتِ ایّوب گِلا ہے تو سہی ص ۳۱۰

مُسہل[۳]: (۱)۔ (۴) سہل تھا مسہل، ولے یہ سخت مشکل آ پڑی مجھ پہ کیا گزرے گی اِتنے روز حاضر بِن ہوئے

تین دن مسہل سے پہلے، تین دن مسہل کے بعد تین مسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟ ص ۱۲۹

مسئلے[۴]: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص ۲۶۳

مِسّی[۵]: دیکھیے: موجِ تبسّمِ لبِ آلودۂ مسّی۔

مسّی آلودہ: (۱) مسّی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے کہ داغ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا ص ۲۴

(۲) مسّی آلودہ سر انگشتِ حسیناں لکھیے داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا کہیے ص ۱۲۲

مِسّی مالیدہ: بہ جیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود مسّی مالیدہ دندانِ گہر ہے ص ۴۵۵

مسیح[۶]: (۱) قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار ص ۶

(۲) مسیح جس سے کرے اخذ فیضِ جاں بخشی ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

۱۔ مسند : سات بار [مفرد: ایک بار]۔
۲۔ مَسَّنِیَ الضُّرّ : ایک بار۔
۳۔ مُسہل : چار بار۔
۴۔ مسئلے : ایک بار۔
۵۔ مِسّی : ایک بار۔
۶۔ مسیح : تین بار [مفرد: ایک بار]۔

مسیحِ کُشتۂ الفت:	مسیحِ کُشتۂ الفت ببر علیؔ خاں ہے	کہ جو اسدؔ تپشِ نبضِ آرزو جانے	ص۹۹
مسیحا[1]:	(۱) ارے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما!	بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار	ص۳
	(۲) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے	درد ہوتا ہے مرے دل میں، جو توڑوں بالیں	ص۸
	(۳) وضع میں اِس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق	رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے	ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کہیے]
	(۴) لو ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں	اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج	ص۱۶۵
	(۵) دیکھیے: اعجازِ مسیحا۔		
مشابہ[2]:	خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے	سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے	ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کہیے]
مشاطگی:	نہیں ہے ضبط، بجُز مشاطگی ہائے غم آرائی	کہ میلِ سرمہ، چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں	ص۴۴۹
مشاطہ[3]:	(۱) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں حِل کی جگہ	خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے	ص۴۵۴
	دیکھیے: (۲)، (۳) کفِ مشاطہ۔ (۴) نگاہِ حیرتِ مشاطہ۔		
مشاطۂ اُلفت:	کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں	زخم، مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے	ص۱۰۴
مشاطۂ نیاز:	گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز	یعنی دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ	ص۵۰
مشاطۂ واماندگی:	ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد	پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں	ص۵۸
مشام[4]:	فوج کی گردِ راہ مشک فشاں	رہ رووں کے مشام عطر آگیں	ص۲۸۱
مشاہدہ[5]:	اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے	حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں؟	ص۱۸۹
مشاہدۂ حق:	ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو	بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر	ص۱۹۹
مُشتِ[6] آب:	جوشِ تکلیفِ تماشا، محشرستانِ نگاہ	فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ، مُشتِ آب تھا	ص۱۵
مُشتِ پروخارِ آشیاں:	کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی	زِ دستِ مُشتِ پروخارِ آشیاں فریاد!	ص۳۷
مُشتِ خاروخس:	نیازِ عشق خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر	جو ہوجاوے نثارِ برق مُشتِ خاروخس، بہتر	ص۲۹۴

۱۔ مسیحا : پانچ بار [مفرد: دوبار]۔
۲۔ مشابہ : ایک بار۔
۳۔ مشاطہ : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب چھے بار]۔
مشاطگی : ایک بار۔
۴۔ مشام : ایک بار۔
۵۔ مشاہدہ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
۶۔ مُشت : تیرہ بار [مرکب]۔

مُشتِ خاک: (۱) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے، غیر از بیضۂ قمری عدم میں، بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے ص۱۰۷

(۲) ہیں میری مُشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف! ص۴۹

دیکھیے ـــــ: (۳) ایک مشتِ خاک۔ (۴) یک مشتِ خاک۔

مُشتِ خاکستر: خوشا عجزے! کہ عاشق جل بُجھے جوں شعلۂ خاشُش کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا ص۳۴۵

مُشتِ خس: تھی وطن میں شان کیا غالبؔ، کہ ہو غربت میں قدر بے تکلف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں ص۱۸۵

مُشتِ خوں: دیکھیے: یک مُشتِ خوں۔

مُشتِ زر: دیکھیے: گراں بارِ مُشتِ زر۔

مُشتِ غبار: جلوہ تمثال ہے ہر ذرّۂ نیرنگ سواد بزمِ آئینۂ تصویر نما مُشتِ غبار ص۴

مُشتِ غبارِ صحرا: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے پیمانۂ ہَوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا ص۲۶

مشتاق[۱]: (۱) سیرِ آں سوے، تماشا ہے طلبگاروں کا خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا ص۲۸

(۲) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاق تحسیں کا ص۲۹

(۳) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص۱۶۸

(۴) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟ ص۲۳۸

مشتاقِ جفا: میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اَور سہی تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اَور سہی ص۳۱۱

مشتاقِ لذّتِ ہائے حسرت: طبع ہے مشتاقِ لذّت ہائے حسرت، کیا کروں! آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے ص۲۱۴

مشتاقِ یک تماشا: جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ ص۳۵

مشتاقاں: دیکھیے: پروائے مشتاقاں۔

مشتاقی: دیکھیے: عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی۔

مشتمل[۲]: ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر یھاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں ص۱۸۹

۱۔ مشتاق : سات بار۔
مشتاقاں : ایک بار۔
مشتاقی : ایک بار۔

۲۔ مشتمل : ایک بار۔

قص[1] : بارے، نوکر بھی ہوگیا، صد شکر! نسبتیں ہوگئیں مشخص چار ص۱۳۶

شرب[2] : دیکھیے:(۱)جفامشرب۔(۲)چمن مشرب۔(۳)عشقِ خونابہ مشرب۔(۴)،(۵)وسعتِ مشرب[دوبار]۔

شرق[3] : دیکھیے: جانبِ مشرق۔

نعل[4] : نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی ص۹۲

نعلِ بزمِ سیہ پوشاں: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۴۴۹

نعل بہ کف: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا طور مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار ص۴

شغولِ[5] حق: غالبؔ! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوے دوست مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں ص۱۸۹

شق[6] : ہے مشق اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پیِ ادراکِ قدم بوس ص۴۶

شقِ از خود رفتگی: مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم ص۵۵

شقِ بے تکلف خاک گردیدن: اسدؔ! باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے ص۱۰۵

شقِ پرافشانی: تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پرفشانی بھی رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی ص۱۰۰

شقِ تسکین: اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ! اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں؟ ص۸

شقِ تغافل: حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز ہے کفِ مشاطہ میں آئینۂ گل ہنوز ص۴۳

شقِ تماشا: زِ بس کہ مشقِ تماشا جنوں علامت ہے کُشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے ص۲۱۴

شقِ تمکینِ بہار: دیکھیے: صرفِ مشقِ تمکینِ بہار۔

شقِ تیرہ روزی: ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص۷۶

شقِ جُراتِ ناز: ہوئے مشقِ جراتِ ناز رہ و رسمِ طرحِ آداب خمِ پشت خوش نما تھا بہ گزارشِ جوانی ص۱۰

شقِ فکرِ وصل: ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے ص۸۰

۱۔ مشخص : ایک بار۔

۲۔ مشرب : پانچ بار[مرکّب]۔

۳۔ مشرق : ایک بار[مرکّب]۔

۴۔ مشعل : تین بار[مفرد:ایک بار]۔

۵۔ مشغول : ایک بار[مرکّب]۔

۶۔ مشق : سولہ بار۔ مشقی : ایک بار[مرکّب]۔

مشقِ ناز: (۱) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا ۔ کہ ”مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر“ ص۱۶۸

(۲) تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار ۔ بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں نہ پوچھ ص۷۰

مشقِ نالہ: دیکھیے: صرفِ مشقِ نالہ۔

مشقِ وحشت ہا: دیکھیے: باوجودِ مشقِ وحشت ہا۔

مشقِ وفا: ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک ۔ اے شمع! تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے ص۱۰۶

[مزید دیکھیے: تختۂ مشق، تختۂ مشقِ رنگ، تختۂ مشقِ شگفتن]

مشقیِ نقشِ قدم: مشقیِ نقشِ قدم نسخۂ آبِ حیواں ۔ جادۂ دشتِ نجف: عُمرِ خضر کا طومار ص۴

مشقّتِ[1] گدائی: اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند ۔ رہیے نہ مشقّتِ گدائی سے معاف ص۱۱۷

مشک[2]: (۱) کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب ۔ مشک ہے سُنبلستانِ زلف میں گردِ سواد ص۴۸

(۲) دیکھیے: ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن۔

مشک آلودۂ وحشت: دیکھیے: داغِ مشک آلودۂ وحشت۔

مشک اندودہ: (۱) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ ۔ جوں پرِ طاؤس، یکسر داغِ مشک اندودہ ہے ص۱۰۳

(۲) دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ۔

مشک بو: دیکھیے: (۱) بادۂ گلفامِ مشک بو۔ (۲) مَیِ مشک بو۔

مشک فشاں: فوج کی گردِ راہ: مشک فشاں ۔ رہ رووں کے مشام: عطر آگیں ص۲۸۱

مشکِ نافہ: بہ فکرِ حیرتِ رم، آئنہ پردازِ زانو ہے ۔ کہ مشکِ نافہ، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے ص۹۸

مشکوے[3]: تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر ۔ کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۱۳۶

مشکیں: مشکیں لباسِ کعبہ علیؑ کے قدم سے جان ۔ نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے ص۲۰۵

دیکھیے: (۲) ادہمِ مشکینِ یار۔ (۳) بوے زلفِ مشکیں۔ (۴) جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں۔ (۵) خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلاؔ۔ (۶) زلفِ مشکیں۔ (۷) غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں۔ (۸) یادِ زلفِ مشکیں۔

۱۔ مشقّت : ایک بار [مرکب]۔ ۔ مشکیں : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: ساتھ بار]۔

۲۔ مشک : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔ ۳۔ مشکوے : ایک بار۔

مشکل[ا]: (۱) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ   جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا   ص۱۴

(۲) بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے   مہ وخرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں   ص۶۲

(۳) اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا   کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے   ص۱۰۲

(۴) دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل   پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تنِ آسانی   ص۱۰۹

(۵) تھی نوآموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند   سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا   ص۱۳۴

(۶) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے   ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی   ص۲۰۳

(۷) ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے   کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے   ص۲۰۸

(۸) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی   مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی   ص۲۱۵

(۹) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب   رحم کر اپنی تمنّا پر کہ کس مشکل میں ہے   ص۲۳۲

(۱۰) مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل   سن سن کے اُسے سخنورانِ کامل   ص۲۵۲

(۱۱) جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا   اُس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں   [قادرنامہ]

(۱۲) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو   چاہیں اگر حضور، تو مشکل نہیں ہے کام   ص۲۸۳

(۱۳) سہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آپڑی   مجھ پہ کیا گزرے گی، اِتنے رُوز حاضر بن ہوئے   ص۱۲۹

(۱۴) سخت مشکل ہوگا سلجھانا تجھے   قہر ہے دل اِن سے اُلجھانا تجھے   ص۲۶۶

دیکھیے: (۱۵) جوہرِ طلسمِ عقدۂ مشکل۔ (۱۶) حریفِ مطلبِ مشکل۔ (۱۷) حلِّ مشکل۔ (۱۸)، (۱۹)، (۲۰) عقدۂ مشکل [تین بار]۔ (۲۱) لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل۔

مشکل آساں کنِ یک خلق: اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اَوہام   مشکل آساں کنِ یک خلق، تغافل تا چند!   ص۳۹

مشکل پسند: دیکھیے: مرغوبِ بُتِ مشکل پسند۔

مشکلِ عاشق: دیکھیے: حلِّ مشکلِ عاشق۔

مشکلِ عشق: بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند   مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا   ص۲۱

ا۔ مشکل : پچیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: گیارہ بار]۔   مشکل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

مشکلیں : ایک بار۔

مشکل ہا: دیکھیے: حلِ مشکل ہا۔

مشکلیں: رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلیں مجھ پر پڑیں اِتنی کہ آساں ہو گئیں ص۱۹۲

مشہدِ[1] عاشق: مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا کس قدر یارت ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! ص۱۵۳

مشہود[2]: دیکھیے: اصلِ شہود و شاہد و مشہود۔

مشہور[3]: (۱) نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور ص۲۷۶

(۲) ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی، غالبؔ میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں ص۱۸۶

مِسّی[4]: ہے عرق افشاں مِسّی سے ادہمِ مُشکینِ یار وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب ص۳۱

مصاحب[5]: ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے ص۲۴۲

مصحفِ[6] ناز: دیکھیے: بسملۂ مصحفِ ناز۔

مصر[7]: دیکھیے ـــــ: (۱) زنانِ مصر۔ (۲) نسیمِ مصر۔

مصرعِ[8] برجستہ: کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی ص۹۶

مصرعِ ثانی: دیکھیے: مصرعِ برجستہ۔

مصرعِ سروِ چمن: عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب ص۳۲

مصراعِ[9] صافِ تیغ: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد ص۳۸

مصراعِ نالۂ نَے: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے ص۹۴

مصرف[10]: انجامِ شمارِ غم نہ پوچھو یہ مصرفِ تا بہ کے نہیں ہے ص۳۲۰

مصروفِ[11] سیہ‌کاری: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام آستر ہے خرقۂ زُہّاد کا صوفِ مِداد ص۳۸

۱۔ مشہد : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مشہود : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مشہور : دوبار۔
۴۔ مِسّی : ایک بار۔
۵۔ مصاحب : ایک بار۔
۶۔ مصحف : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ مصر : دوبار [مرکّب]۔
۸۔ مصرع : تین بار [مرکّب]۔
۹۔ مصراع : دوبار [مرکّب]۔
۱۰۔ مصرف : ایک بار [مرکّب]۔
۱۱۔ مصروف : ایک بار [مرکّب]۔

مصطفیٰ[1] : دیکھیے: جانشینِ مصطفیٰ۔

مصلحت[2] : (۱) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں تکلّف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر ص۱۶۸

دیکھیے____: (۲) بقدرِ مصلحت۔ (۳) عدوے مصلحت۔

مصوّر[3] : نقش کو اُس کے مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے ص۲۲۲

مصوّری: سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص۲۱۹

مصیبت[4] : (۱) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھالی تا اسدؔ میری دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے! ص۷۵ [ثانی]

(۲) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی ص۲۲۱

مصیبتِ ناسازیِ دوا: کہیں حقیقتِ جاں کاہیِ مرض لکھیے کہیں مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے ص۲۳۸

مضامین[5] : (۱) آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے ص۲۳۰

(۲) غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص۱۸۱

مضامینِ خمار: دیکھیے: تقریبِ مضامینِ خمار۔

مضامینِ متیں: دیکھیے: فکرِ مضامینِ متیں۔

مضایقہ[6] : بوسے میں وہ مضایقہ نہ کرے پر مجھے طاقتِ سوال کہاں ص۶۶

مضراب[7] : وھاں ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا اسدؔ! ناخنِ غم یھاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا ص۱۵

نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

مضرابِ پرِ پرواز: دیکھیے: آہنگِ مضرابِ پرِ پرواز۔

مضرابِ تارہاے گلوے بُریدہ: دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش مضرابِ تارہاے گلوے بُریدہ ہوں ص۶۱

مضرابِ جولاں: دیکھیے: شوخیِ مضرابِ جولاں۔

۱۔ مصطفیٰ : ایک بار [مرتّب]۔
۲۔ مصلحت : تین بار [مرتّب: دو بار]۔
۳۔ مصوّر : ایک بار۔
مصوّری : ایک بار۔
۴۔ مصیبت : تین بار [مرتّب: ایک بار]۔
۵۔ مضامین : چار بار [مرتّب: تین بار]۔
۶۔ مضایقہ : ایک بار۔
۷۔ مضراب : پانچ بار [مرتّب: تین بار]۔
مضرابی : ایک بار۔

مضرابی: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

مضروب[1]: اُس کے مضروب کے سروتن سے کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام ص۱۳۸

مضطر[2]: (۱) تڑپ کر مرگیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر ص۴۰

(۲) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے ص۸۵

دیکھیے ____: (۳) حیران و مضطر۔ (۴) دلِ مضطر۔

مضطرب[3]: میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں ص۱۸۹

مضمحل[4]: مضمحل ہوگئے قویٰ غالبؔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں! ص۱۸۳

مضمر[5]: (۱) ہجومِ سادہ لوحی، پنبۂ گوشِ حریفاں ہے وگرنہ خواب کی، مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں ص۶۴

(۲) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا ص۱۵۶

مضمون[6]: (۱) نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا ص۱۳۵

(۲) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں ہم بھی مضموں کی ہَوا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۳) کھُلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

دیکھیے ____: (۴) پیش پا اُفتادہ مضموں۔ (۵) رہنِ مضموں۔ (۶) معنیِ مضموں۔ (۷) مے کشِ مضموں۔

مضمونِ تحیر: دیکھیے: کثرتِ انشائے مضمونِ تحیر۔

مضمونِ خاکستر: اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد، آتش ص۴۷

مضمونِ دادخواہی: ہر نالۂ اسدؔ! ہے مضمونِ داد خواہی یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے ص۹۵

مضمونِ ستم: دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ ص۷۱

مضمونِ شفق: دیکھیے: گلِ مضمونِ شفق۔

مضمونِ عالی: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص۷۸

۱۔ مضروب : ایک بار۔
۲۔ مضطر : چار بار[مرکب: دوبار]۔
۳۔ مضطرب : ایک بار۔
۴۔ مضمحل : ایک بار۔
۵۔ مضمر : دوبار۔
۶۔ مضمون : پندرہ بار[مفرد: دوبار، مرکب: تیرہ بار]۔

مضمونِ وصل: مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے — اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں — ص۵۶

مضمونِ وفا: مثلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں — ص۱۳۲

مطالب[1]: دیکھیے: شوخیِ عرضِ مطالب۔

مطب[2]: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام — ص۹۶

مطبعِ[3] بادشاہِ دہلی: ہاں یہی شاہراہِ دہلی ہے — مطبعِ بادشاہِ دہلی ہے — ص۲۶۷

مُطرّا[4]: دیکھیے: سبزہ زارہائے مُطرّا۔

مطرب[5]: (۱) ساقی بہ جلوہ، دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ، رہزنِ تمکین و ہوش ہے — ص۲۳۰

(۲) دیکھیے: برگ ریزِ ناخنِ مطرب۔

مطربِ ترانۂ ہل من مزید: جاں، مطربِ ترانۂ 'ہل من مزید' ہے — لب، پردہ سنجِ زمزمۂ 'الاماں' نہیں — ص۱۸۸

مطربِ دل: مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا — ص۱۴

مطربانِ زہرہ نوا: دیکھیے: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا۔

مطلب[6]: (۱) نظرے سوے کہستاں، نہیں غیر شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب، تو چمن ہے سنگ جانی — ص۹

(۲) بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند؟ — مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا — ص۲۱

(۳) بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار — دیدہ گو خوں ہو، تماشاے چمن مطلب تھا — ص۲۴

(۴) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں — دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں — ص۶۶

(۵) رفوے زخم سے مطلب ہے لذّت زخمِ سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے — ص۲۰۸

(۶) طبع ہے مشتاقِ لذت ہاے حسرت، کیا کروں! — آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے — ص۲۱۴

(۷)،(۸) ہوں میں بھی تماشائیِ نیرنگِ تمنا — مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی بر آوے — ص۲۲۹

۱۔ مطالب : ایک بار[مرکّب]۔
۲۔ مطب : ایک بار۔
۳۔ مطبع : ایک بار[مرکّب]۔
۴۔ مُطرّا : ایک بار[مرکّب]۔
۵۔ مطرب : چار بار[مرکّب: تین بار]۔
مطربان : ایک بار[مرکّب]۔
۶۔ مطلب : سترہ بار[مفرد: بارہ بار، مرکّب: پانچ بار]۔
مطلب ہا : ایک بار[مرکّب]۔

(۹) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے ص۲۵۰

(۱۰) جو نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے رنگِ سیاہِ نیل، غبارِ سحاب ہے ص۴۵۲

(۱۱) انساں نیاز مندِ ازل ہے، کہ جوں کماں مطلب ہے ربط سے رگ و پےَ کی خمیدگی ص۴۵۴

(۱۲) اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر، کہ ہے جستجوے فرصتِ ربطِ سرِ زانو مجھے ص۷۸

دیکھیے____: (۱۳) بے دماغ شوخیِ مطلب۔ (۱۴) داغِ شوخیِ مطلب۔ (۱۵) گزارِ عرضِ مطلب۔ (۱۶) ہوسِ گستاخِ مطلب۔

مطلبِ مشکل: دیکھیے: حریفِ مطلبِ مشکل۔

مطلب ہا: دیکھیے: پابندِ مطلب ہا۔

مطلع[۱]: عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا ص۲۹

مطلع[۲]: یہ مطلع اسدؔ جوہرِ افسونِ سخن ہو گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں ص۵۹

مطلعِ تازہ: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل جامِ سرشارِ مے و غنچۂ لبریزِ بہار ص۵

مطلعِ ثانی: وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گلچیں ص۹

مطلق[۳]: دیکھیے: شاہدِ ہستیِ مطلق۔

مطلوب[۴]: اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا! آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہَوا کہتے ہیں ص۱۸۸

مطیر[۵]: دیکھیے: ابرِ مطیر۔

مظلوم[۶]: دیکھیے: ماتمیانِ شہِ مظلوم۔

مظنون[۷]: اُس اکھاڑے میں، جو کہ ہے مظنون یہاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت ہیں ص۲۸۰

مظہرِ[۸] ذوالجلال والاکرام: قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ مظہرِ ذو الجلال والاکرام ص۱۳۷

۱۔ مطلع : ایک بار۔
۲۔ مطلع : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۳۔ مطلق : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ مطلوب : ایک بار۔
۵۔ مطیر : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مظلوم : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ مظنون : ایک بار۔
۸۔ مظہر : دو بار [مرکّب]۔

مظہرِ فیضِ خدا: مظہرِ فیضِ خدا جان و دلِ ختمِ رُسُل قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں ص ۱۳۴

معاشِ[1] جگر تفتگانِ عشق: پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہوگئے ص ۱۳۴ [ثانی]

معاشِ جنونِ عشق: دیکھیے: براتِ معاشِ جنونِ عشق۔

معاصی[2]: دیکھیے:(۱)جنسِ بازارِ معاصی۔(۲)دریاے معاصی۔(۳)،(۴)ذوقِ معاصی[دوبار]۔(۵)ممنونِ معاصی۔

معاف[3]: (۱) اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف ص ۱۱۷

(۲) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے ص ۲۲۱

(۳) پیر و مرشدا! معاف کیجیے گا میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال ص ۲۹۷

معافِ بیہدہ گوئی: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

معافِ پیچ و تابِ کشمکش: بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف بارِ بستر ہے معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے ص ۸۵

معاملہ[4]: (۱) میرا اپنا جُدا معاملہ ہے اَور کے لین دین سے کیا کام ص ۱۳۶

(۲) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ جب آنکھ کھُل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا ص ۱۴۳

(۳) ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۴

(۴) کھُلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے ص ۲۰۶

دیکھیے:(۵)جنوں معاملہ۔(۶)طفلِ خود معاملہ۔

معاملۂ سوختن: فانوسِ شمع ہے کفنِ کُشتگانِ شوق در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز ص ۴۲

معانی[5]: دیکھیے: (۱)آئینۂ پردازِ معانی۔ (۲)دفترِ معانی۔ (۳)لطفِ جلوہ ہاے معانی۔

معتقدِ فتنۂ محشر[6]: جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا ص ۱۵۲

معتمد الدّولہ[7]: لائی ہے معتمد الدّولہ بہادر کی اُمید جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو ص ۱۱۶

۱۔ معاش : دوبار[مرکّب]۔
۲۔ معاصی : پانچ بار[مرکّب]۔
۳۔ معاف : پانچ بار[مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔
۴۔ معاملہ : سات بار[مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
۵۔ معانی : تین بار[مرکّب]۔
۶۔ معتقد : ایک بار[مرکّب]۔
۷۔ معتمد الدّولہ: ایک بار۔

معدن[1] :	سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے؟	جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو؟	ص۱۹۹
معدنِ جواہرکام:	نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع	نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام	ص۲۶۳
معذور[2] : (۱)	شکوہ درد و درد داغ، اے بے وفا! معذور رکھ	خوں بہائے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال	ص۵۲
(۲)	کیا کروں، غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار	دُزد اگر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے	ص۹۳
(۳)	رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ	یہاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے	ص۱۱۵
(۴)	ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو	تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں	ص۱۸۵
معذورِ تغافل:	یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے!	نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے	ص۱۱۳
معذورِ تماشا:	آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس	چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز	ص۴۳
معذورِ جستجو:	بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال	مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے	ص۹۹
معذورِ جنوں:	میں بھی معذورِ جنوں ہوں، اسدؔ اے خانہ خراب!	پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا	ص۱۳
معذورِ سبکساری:	سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خودداری	معذورِ سبکساری، مجبورِ گراں جانی	ص۱۰۹
معراجِ[3] جبیں:	جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم	نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں	ص۸
معرضِ[4] اظہار:	آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے	اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے	ص۲۳۴
معرضِ مثال:	نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ	میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں	ص۲۹۹
معزولِ[5] شعلہ درودن:	نفس ہو نہ معزولِ شعلہ درودن	کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم	ص۵۵
معزولیِ آئینہ:	کجا معزولیِ آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟	نم در آب ہے اے سادہ پُرکار! اِس بہانے میں	ص۵۸
معزولیِ انداز و ادا:	منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا	ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد	ص۱۶۶
معزولیِ تپش:	معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار	چشمِ کشودہ، حلقۂ بیرونِ در ہے آج	ص۳۴

معشوق[6] : دیکھیے ——:(۱) جلوۂ یکتائیِ معشوق۔(۲) رازِ معشوق۔(۳) لبِ گزیدۂ معشوق۔

ا۔ معدن : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ معذور : نوبار [مفرد: چار بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۳۔ معراج : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ معرض : دوبار [مرکّب]۔
۵۔ معزول : ایک بار [مرکّب]۔ معزولی: تین بار [مرکّب]۔
۶۔ معشوق : چھے بار [مرکّب]۔

معشوقِ شوخ: ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے ص۲۱۱

معشوق فریبی: عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے ص۲۲۹

معشوق کشش: دیکھیے: زلفِ معشوق کشش۔

معشوقیِ بےحوصلگی: خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص۲۱۹

معصوم: دیکھیے: چاردہ معصوم۔

معلوم[1]: (۱) محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم ہوں نفس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص۶

(۲) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم خوں ہوں آئینہ، کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں ص۷

(۳) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم شرحِ برخود غلطی ہائے تحمل تاچند! ص۳۹

[سات بار بہ طور ردیف، ص۵۳]

(۴)،(۵) اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم! غبارِ نالہ، کمیں گاہِ مدعا معلوم!

(۶) بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم!

(۷) بہار در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا، معلوم!

(۸) طلسمِ خاک، کمیں گاہِ یک جہاں سودا بہ مرگ، تکیۂ آسایشِ فنا معلوم!

(۹) تکلف، آئنۂ دو جہاں مدارا ہے سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا معلوم!

(۱۰) اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!

(۱۱) شیخ جی! کعبے کا جانا معلوم! آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں ص۵۸

(۱۲) مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سونچا ہے کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں وہ بھی ص۷۳

(۱۳) اے اسدؔ! دسترسِ وصلِ تمنا معلوم! کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے ص۸۳

(۱۴) بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہائے خارا ہے ص۸۵

(۱۵) زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم! مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے ص۹۹

---

[1] معلوم : پینتیس بار۔

(۱۶) صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار، آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۱

(۱۷) دردِ اظہارِ تپش کسوتیِ گل معلوم! — ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۱۸) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! — عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے — ص۱۱۳

(۱۹) لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! — دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے، چہ دنیا و چہ دیں — ص۱۳۲

(۲۰) دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! — آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا — ص۱۴۳

(۲۱) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اِس قدر، یعنی — ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا — ص۱۴۳

(۲۲) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا — یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۲۳) نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا! — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا — ص۱۵۷

(۲۴) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر — متاعِ خانۂ زنجیر جُز صدا معلوم! — ص۱۷۷

(۲۵) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سروپا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۲۶) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں — ص۱۸۶

(۲۷) نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! — کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی — ص۲۰۲

(۲۸) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم! — ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۲۹) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے — ص۲۱۷

(۳۰) معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ — تیغِ ستم، آئینۂ تصویر نما ہے — ص۲۱۹

(۳۱) نسیہ و نقدِ دوعالم کی حقیقت معلوم! — لے لیا مجھ سے مری ہمّتِ عالی نے مجھے — ص۲۲۲

(۳۲) دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا — کھُل گئی ہیچ مدانی میری — ص۲۳۱

(۳۳) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت، لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے — ص۲۴۰

(۳۴) سالِ ہجری تو ہوگیا معلوم — بے شمولِ عبارت آرائی — ص۲۶۲

(۳۵) معلوم ہوا کہ خیر ٹھینگا باجا — ص۲۹۳

معمار[ا] : دیکھیے: سازِ طنابِ معمار۔

ا معمار : تین بار [مرتب]۔

معمارِ چمن: ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن ص۵۹

معمارِ حسرت‌ہا: نگہ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی کہ مژگاں جس طرح وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۴

معمائے[1] آگہی: دیکھیے: حلِ معمائے آگہی۔

معمائے تکلف: معمائے تکلف سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے ص۸۵

معمور[2]: (۱) پایا سرِ ہر ذرہ جگر گوشۂ وحشت ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں ص۵۹

(۲) دیکھیے: بقعۂ معمور۔

معمورِ تمنا: وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ص۶۷

معمورہ[3]: ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ الفت اسدؔ ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا ص۱۵۵

معموریِ شوقِ بلبل: کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار ص۱۳۲

معنی[4]: (۱) بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسف اسدؔ میں تبسم ہوں پژمردگاں کا ص۱۸

(۲) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز ص۴۳

(۳) نہ ستایش کی تمنا، نہ صلے کی پروا گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

دیکھیے: (۴) امیرِ صورت و معنی۔ (۵) بادشاہِ جہانِ معنی۔ (۶) باغِ معنی۔ (۷) بقدرِ لفظ و معنی۔ (۸) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی۔ (۹) خانمانِ جبریانِ غافل از معنی۔ (۱۰) دُرِ معنی۔ (۱۱) سرِ معنی۔ (۱۲) سروبرگِ ادراکِ معنی۔ (۱۳) شرمندۂ معنی۔ (۱۴) طوفانیِ معنی۔ (۱۵) فیضِ معنی۔ (۱۶) قدردانِ معنی۔ (۱۷) قدردانِ لفظ و معنی۔ (۱۸) گنجینۂ معنی۔ (۱۹) لیلیِ معنی۔ (۲۰) نقشِ معنی۔

معنیِ الہام: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز جس کا ہر قول: معنیِ الہام ص۱۳۷

معنیِ عنقا: دیکھیے: لفظِ معنیِ عنقا۔

معنیِ لفظِ کرم: معنیِ لفظِ کرم بسملۂ نسخۂ حُسن قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں ص۸

۱۔ معمّا : دوبار [مرکّب]۔
۲۔ معمور : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
معموری : ایک بار۔
۳۔ معمورہ : ایک بار۔
۴۔ معنی : پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بائیس بار]۔

معنیِ مضموں: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں عنایت نامہ ہاے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں ص۹۲

معنیِ ناز: دیکھیے: نصیبِ نگہِ معنیِ ناز۔

معنی ولفظ: دیکھیے: جوک دپ مرتبہٗ معنی ولفظ۔

معیّن[1]: موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی! ص۲۳۷

معینِ[2] ملّت وملک: نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملّت و ملک بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے ص۲۳۶

مغتنم[3]: دلا! یہ درد و الم بھی تو مُغتنم ہے، کہ آخر نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے ص۲۰۵

مغرور[4]: (۱) بہ عجز آبادِ وہمِ مدّعا تسلیم شوخی ہے تغافل کو نہ کر مغرورِ تمکیں آزمائی کا ص۱۶

(۲) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا! سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ ص۳۶

(۳) وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا، غالبؔ صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے ص۸۰

(۴) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی ص۸۸

(۵) ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں مغرور نہ ہو ناداں، سر تا سرِ گیتی ہے ص۱۱۵

مغز[5]: محبّت ہے نوا سازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے، مانندِ نَے کے، استخواں خالی ص۴۵۵

مغزِ استخواں: دیکھیے: حلواے مغزِ استخواں۔

مغزِ پنبۂ مینا: مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص۶۸

مغزِ تمکیں: حیرت، آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص۸

مغزِ سر: (۱) پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا ص۲۲

(۲) غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں ص۹۳

مغزِ کہسار: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر ہے صحرا مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص۵

مغفرت[6]: یہ لاشِ بے کفن اسدِؔ خستہ جاں کی ہے حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا! ص۱۵۵

۱۔ معیّن : ایک بار۔
۲۔ معین : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مغتنم : ایک بار۔
۴۔ مغرور : پانچ بار۔
۵۔ مغز : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔
۶۔ مغفرت : ایک بار۔

مغلوبِ[1] گردوں: رہے غالبؔ خستہ مغلوبِ گردوں یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت! ص۳۳

مغنّیِ[2] آتش نفس: ڈھونڈھے ہے اُس مغنّیِ آتش نفس کو جی جس کی صدا، ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے ص۲۰۶

مفاسد[3] : دیکھیے: اصلاحِ مفاسد۔

مفت[4] : (۱) تھا سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار ص۶

(۲) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن مباد اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو ص۶۸

(۳) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا ص۱۱۷

(۴) خَویِ شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو ص۶۹

(۵) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو ص۶۹

(۶) مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ رہبری میں پردۂ رہبر کھُلا ص۱۴۰

(۷) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۸) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے ص۲۳۹

(۹) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں مفت میں ناحق کٹادیں گے کہیں ص۲۶۶

[آٹھ بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص۱۱۴]:

(۱۰)،(۱۱) چارسوے عشق میں صاحب دکانی مفت ہے نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے

(۱۲) زخمِ دل پر باندھیے حلواے مغزِ استخواں تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے

(۱۳) نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے

(۱۴) گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے

(۱۵) چوں کہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے بر ہوس ہاے جہاں دامن فشانی مفت ہے

(۱۶) یک نفس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عُمر میں حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے

(۱۷) مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ پس بہ دل ہاے دگر راحت رسانی مفت ہے

---

[1] مغلوب : ایک بار[مرکّب]۔

[2] مغنّی : ایک بار[مرکّب]۔

[3] مفاسد : ایک بار[مرکّب]۔

[4] مفت : ستائیس بار[مفرد: سولہ بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

مفتِ افشردن: خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن ص۴۴۹

مفتِ بتاں: میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بتاں اسدؔ یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں ص۶۲

مفتِ دل وجگر: مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز کاوش فروشیٔ مژۂ تیز یک طرف ص۴۹

مفتِ رگِ خوابِ زلیخا: محبت، طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے دویدن ریشہ ساں، مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے ص۸۴

مفتِ زندگی: ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسّف ہی سہی شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مردگاں! ص۶۶

مفتِ سر بہ جیبی ہا: تماشائے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جیبی ہا بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا ص۴۴۵

مفتِ صفائے طبع: مفتِ صفائے طبع جلوۂ نازِ سوختن داغِ دلِ سیہ دلاں، مردمِ چشمِ زاغ ہے ص۱۱۵

مفتِ نظر: (۱) دیکھیے: سرمۂ مفتِ نظر۔

مفتِ واگستردنی: ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم مفتِ واگستردنی ہے رختِ خواب آئینے پر ص۴۴۷

مفلساں[۱]: دیکھیے: نازِ مفلساں۔

مفیضِ[۲] وجودِ سایہ و نور: اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور! جب تلک ہے نمودِ سایہ و نور ص۱۳۱

مقابل[۳]: (۱) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا ص۱۴

(۲) ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا ص۲۱

(۳) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا ص۱۱۷

(۴) تیری فرصت کے مقابل اے عمر! برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۵) ہوں ظہوریؔ کے مقابل میں خفائی غالبؔ میرے دعوے پہ یہ حجّت ہے کہ مشہور نہیں ص۱۸۶

(۶) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ ص۲۰۱

(۷) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے! ص۲۱۴

(۸) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے ص۲۲۶

۱۔ مفلساں : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مفیض : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ مقابل : گیارہ بار۔
[مفرد: دس بار، مرکّب: ایک بار]۔

(۹) متقابل ہے مقابل میرا رُک گیا، دیکھ روانی میری ص ۲۳۱

(۱۰) سامنا حور و پری نے نہ کیا ہے نہ کریں عکس تیرا ہی مگر تیرے مقابل آئے ص ۳۱۲

مقابلِ باز: اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص ۳۴۳

مقاصد[1]: دیکھیے: انجاحِ مقاصد۔

مقام[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) صاحبِ عالی مقام۔ (۲) نامِ شاہنشہِ بلند مقام۔ (۳) ہر مقام۔

مقامِ ترکِ حجاب: اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص ۲۴۳

مقامِ شکر: مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک! رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس ص ۲۹۳

مقبول[3]: سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا ص ۱۹۲

مقتل[4]: (۱) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے پُرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص ۱۴۹

(۲) چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا ص ۲۶۰

مقدار[5]: (۱) نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا ص ۱۴۸

(۲) یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کو ہرچند بہ مقدارِ دلِ تنگ نکالوں ص ۶۰

مقدر[6]: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں ص ۱۸۵

مقدمِ سیلاب[7]: (۱) مقامِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص ۱۴۵

(۲) دیکھیے: بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب۔

مقدمِ یار: دیکھیے: نویدِ مقدمِ یار۔

مقدمہ[8]: (۱) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے ص ۲۱۷

(۲) دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا آج پھر اُس کی روبکاری ہے ص ۲۲۴

مقدور[9]: (۱) نہ چلا جب کسی طرح مقدور بادۂ ناب بن گیا انگور ص ۱۳۰

۱۔ مقاصد : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مقام : پانچ بار [مرکّب]۔
۳۔ مقبول : ایک بار۔
۴۔ مقتل : دو بار۔
۵۔ مقدار : دو بار [مرکّب]۔
۶۔ مقدر : ایک بار۔
۷۔ مقدم : تین بار [مرکّب]۔
۸۔ مقدمہ : ایک بار۔
۹۔ مقدور : تین بار۔

(۲) حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں — مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں — ص ۱۹۰

(۳) مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم! — تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟ — ص ۲۲۳

مقرّر[۱] (۱): میری تنخواہ جو مقرّر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار — ص ۱۲۶

(۲) نثرِ مدحت سرائے ابراہیم — ہے مقرّر جو اَب پےِ تعلیم — ص ۲۶۷

مقرّر[۲] [۲]: (۱) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟ — ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اَور — ص ۱۷۰

(۲) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز — چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرّر سہرا — ص ۲۸۷

مقصد[۳]: مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر — ص ۱۶۹

(۲) پَے بہ مقصد بُردنی ہے خضرِ مے سے اے اسدؔ — جادۂ منزل ہے خطِّ ساغرِ مُل کے تلے — ص ۳۵۴

(۳) دیکھیے: منزلِ مقصد۔

مقصدِ نگاہِ نیاز: دیکھیے: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔

مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر: وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں — مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کھلا — ص ۱۳۹

مقصود[۴]: (۱) مقطع میں آ پڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اِس سے قطعِ محبّت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

دیکھیے ــــــ: (۲) گوہرِ مقصود۔ (۳) منزلِ مقصود۔

مقصودِ چراغ کشتہ: دیکھیے: فالِ مقصودِ چراغ کشتہ۔

مقطع[۵]: مقطع میں آ پڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اُس سے قطعِ محبّت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

مقطعِ سلسلۂ شوق: مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر — عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

مقلوبِ[۶] جاں: سوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں — نہ وھاں آم پائیں نہ انگور پائیں — ص ۲۶۴

مقیم[۷]: (۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص ۳۵

(۲) در پر امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم — شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں — ص ۲۹۸

۱۔ مقرّر (۱) : دوبار۔
۲۔ مقرّر (۲) : دوبار۔
۳۔ مقصد : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔
۴۔ مقصود : چار بار [مرکّب: تین بار]۔
۵۔ مقطع : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ مقلوب : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ مقیم : دوبار۔

مکافات[1]: عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے ص۲۱۹

مکاں[2]: (۱) منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا ص۱۵۹

(۲) میں بھولا نہیں تجھ کو اے میری جاں! کروں کیا کہ یہاں گر رہے ہیں مکاں ص۲۹۹

دیکھیے ـــــ: (۳) ٹھنڈا مکان۔ (۴) ہر یک مکان۔

مکتب[3]: (۱) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث مکتب لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں ص۱۸۶

(۲) دیکھیے: خانۂ مکتب۔

مکتبِ شوق: اے خوشا! مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار ص۴

مکتبِ غمِ دل: لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز لیکن یہی کہ 'رفت': گیا اور 'بود': تھا ص۱۴۳

مکتوب[4]: (۱) کُھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب! قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی ص۲۰۳

دیکھیے ـــــ: (۲) پاسخِ مکتوب۔ (۳) اِز مکتوب۔

مکتوبِ عزیزانِ گرامی: دیکھیے: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی۔

مکرّر[5]: (۱) نہ کہہ کہ طاقتِ رُسوائیِ وصال نہیں اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرّر کھینچ ص۳۵

(۲) اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو ص۶۷

(۳) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

(۴) کون ہوتا ہے حریفِ مَیِ مرد افگنِ عشق ہے مکرّر لبِ ساقی میں صلا، میرے بعد ص۱۶۶

(۵) بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر ص۱۶۹

(۶) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرّر چاہا ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۷) دیکھیے: حرفِ مکرّر۔

مکلوڈ[6]: نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور ص۲۷۶

[نیز دیکھیے: میکلوڈ]۔

۱۔ مکافات : ایک بار۔
۲۔ مکان : چار بار۔
۳۔ مکتب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۴۔ مکتوب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۵۔ مکرّر : سات بار۔
۶۔ مکلوڈ : ایک بار۔

مکوکب[1]: دیکھیے: چرخِ مکوکب۔

مکھڑا[2]: کیا ہی اِس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے! ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا ص ۲۸۷

مکیں[3]: ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف، اسدؔ مجنوں جو مرگیا ہے، تو جنگل اُداس ہے ص ۲۰۵

مگس[4]: کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد؟ مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے ص ۲۲۹

مُل[5]: دیکھیے ــــ: (۱) خطِ پیمانۂ بے مُل۔ (۲) خطِ ساغرِ مُل۔ (۳) ساغرِ بے مُل۔

ملاذِ کشور و لشکر[6]: ملاذِ کشور و لشکر پناہِ شہر و سپاہ جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ ص ۲۷۷

ملاقات[7]: (۱) گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے، لیکن جاتی ہے ملاقات کب ایسے سبھوں سے ص ۷۴

(۲) تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے ص ۱۲۸

(۳) سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص ۲۱۹

ملامت[8]: (۱)، (۲) وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے سلامت ملامت، ملامت سلامت ص ۳۳

(۳) رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص ۲۱۵

دیکھیے ــــ: (۴) بیمِ ملامت۔ (۵) طوافِ کوے ملامت۔ (۶) ورطۂ ملامت۔

ملائک[9]: دیکھیے: چشمِ ملائک۔

ملّت[10]: (۱) دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار۔ (۲) کیش و ملّت۔

ملّت و ملک: دیکھیے: معینِ ملّت و ملک۔

ملتیں: ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملتیں جب مٹ گئیں، اجزاے ایماں ہوگئیں ص ۱۹۲

ملخ[11]: غالبؔ، کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو ص ۱۹۷

مَلَک[12]: ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس ۲۶۳

۱۔ مکوکب : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ مکھڑا : ایک بار۔
۳۔ مکیں : ایک بار۔
۴۔ مگس : ایک بار۔
۵۔ مُل : تین بار [مرکّب]۔
۶۔ ملاذ : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ ملاقات : تین بار۔
۸۔ ملامت : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۹۔ ملائک : ایک بار [مرکّب]۔
۱۰۔ ملّت : تین بار [مرکّب]۔
ملتیں : ایک بار۔
۱۱۔ ملخ : ایک بار۔
۱۲۔ مَلَک : دو بار۔

(۲) دیکھیے: جن و انس و ملک۔

مَلَکُ الموت[1]: تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے؟ کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور ص۱۷۱

مُلک[2]: مُلک کے وارث کو دیکھا خلق نے اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا ص۱۳۰

(۲) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے اخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور ص۲۶۳

(۳) حیدرآباد بہت دور ہے، اِس ملک کے لوگ اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں تو کم ص۲۶۵

دیکھیے ___: (۴) معینِ ملّت و مُلک۔ (۵) وارثِ مُلک۔

مُلکِ حُسن: دیکھیے: سیرِ ملکِ حُسن۔

مُلکِ دل: اسدؔ! از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی ص۴۵۱

ملکِ روم و شام: ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے اقلیمِ ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام ص۲۸۳

مُلک و سپہ: مُلک و سپہ نہ ہو تو نہ ہو، کچھ ضرر نہیں سلطانِ برّ و بحر کے درکار ہوں میں غلام ص۲۸۳

مُلک و گنجینہ: حق سے کیا مانگیے اُن کے لیے جب ہو موجود مُلک و گنجینہ و خیل و سپہ و ملک و علم ص۲۶۵

ملول[3]: بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول پَرِ پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کیں ص۸

ممدوح[4]: مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ یاں عرض سے رُتبۂ جوہر کھلا ص۱۳۰

ممدوحِ خدا: دیکھیے: مدّاحِ ممدوحِ خدا۔

مُمسک[5]: دیکھیے ___: (۱) رشتۂ فہمیدِ مسک۔ (۲) صحبت ہائے مسک۔

ممکن[6]: (۱) زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! ورنہ صد محشر بہ رہنِ جلوۂ رخسار ہے ص۸۳

(۲) ہرچند کہ دوستی میں کامل ہونا ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا ص۱۱۷

(۳) ممکن ہے، کرے خضر، سکندر سے ترا ذکر؟ گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت ص۱۲۷

(۴) مستی ابر سے گلچینِ طرب ہے بلبل کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص۱۳۲

۱۔ مَلَکُ الموت : ایک بار۔
۲۔ مُلک : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔
۳۔ ملول : ایک بار۔
۴۔ ممدوح : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۵۔ ممسک : دو بار [مرکّب]۔
۶۔ ممکن : آٹھ بار۔

(۵) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب — شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں — ص۱۳۵

(۶) ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں — میں دشتِ غم میں آہوے صیّاد دیدہ ہوں — ص۲۹۹

(۷) مہِ نو سے ہے رہزن وارِ نعلِ واژگوں باندھا — نہیں ممکن بہ جولاں ہاے گردوں دخلِ پَی بُردن — ص۴۴۹

(۸) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر — تاثیرِ جُستنِ اشک سے، نقش برآب ہے — ص۴۵۲

مملکتِ[1] کمال: مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور — عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نامدار ایک — ص۲۹۶

ممنونِ[2] معاصی: وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے — مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا — ص۱۲

مَن[3]: شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ — ص۳۰۳

مناجات[4]: دیکھیے: وقتِ مناجات۔

منازلِ[5] فلکی: جب کہ چودہ منازلِ فلکی — کرچکے قطع تیری تیزیِ گام — ص۱۳۶

منبر[6]: (۱) جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر — نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں — ص۱۳۵

(۲) دیکھیے: علوِّ پایۂ منبر۔

منبعِ[7] نکاتِ بدیع: نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع — نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام — ص۲۶۳

منّت[8]: (۱) زِبس عُجزِ حُسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر — کُشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے — ص۸۹

(۲) غیر کی منّت نہ کھینچوں گا پَیِ توفیرِ درد — زخم، مثلِ خندۂ قاتل، ہے سر تاپا نمک — ص۱۷۵

منّتِ اقبال: دیکھیے: بے دماغِ منّتِ اقبال۔

منّتِ بیگانہ: کرتے ہوئے تصوّرِ یار آئے ہے حیا — کیا فائدہ کہ منّتِ بیگانہ کھینچیے — ص۱۰۵

منّتِ تمکینِ جنوں: اے ہرزہ دوی! منّتِ تمکینِ جنوں کھینچ — تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے — ص۱۱۴

منّتِ درباں: (۱) دل ہی نہیں کہ منّتِ درباں اُٹھائیے — کس کو وفا کا سلسلہ جُنباں اُٹھائیے — ص۷۳

۱۔ مملکت : ایک بار[مرکّب]۔
۲۔ ممنون : ایک بار[مرکّب]۔
۳۔ مَن : ایک بار۔
۴۔ مناجات : ایک بار[مرکّب]۔
۵۔ منازل : ایک بار[مرکّب]۔
۶۔ منبر : دوبار[مرکّب: ایک بار]۔
۷۔ منبع : ایک بار[مرکّب]۔
۸۔ منّت : اٹھارہ بار[مفرد: دوبار، مرکّب: سولہ بار]۔

(۲) دیکھیے: زیرِ بارِ منّتِ درباں۔

منّتِ دستار: دیکھیے: حریفِ منّتِ دستار

منّتِ ساقی: دیکھیے: خمارِ منّتِ ساقی۔

منّتِ طبیباں: دیکھیے: نازکشِ منّتِ طبیباں۔

منّتِ طفلاں: ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق یعنی ہنوز منّتِ طفلاں اُٹھائیے ص۲۰۱

منّت کشِ دوا: درد منّت کشِ دوا نہ ہوا میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا ص۱۶۱

منّت کش گلبانگِ تسلّی: ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی، کہ کبھی گوش منّت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا ص۱۴۴

منّت کشی: منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے ص۹۰

منّت کیموس: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں جو کہ کھایا خونِ دل، بے منّتِ کیموس تھا ص۱۵۴

منّتِ گفت وشنود: دیکھیے: دماغِ منّتِ گفت وشنود۔

منّتِ مزدور: دیکھیے: بارِ منّتِ مزدور۔

منّتِ یک خلق: دیکھیے: طلسمِ منّتِ یک خلق۔

منتظر[1]: جنّت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

من جملۂ[2] اسبابِ ویرانی: میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی لکھ دیا من جملۂ اسبابِ ویرانی مجھے ص۲۳۲

منحرف[3]: ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے ٹیڑھا لگا ہے قط قلمِ سرنوشت کو ص۱۹۷

منحصر[4]: منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید نااُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے ص۲۲۳

مندرج[5]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا مجملاً مندرج ہوئے احکام ص۳۳۸

منزل[6]: (۱) سراسر تاختنِ کوشش جہت، یک عرصہ جولاں تھا ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرقِ منزل کا ص۱۸

(۲) رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص۲۳۱

۱۔ منتظر : ایک بار۔
۲۔ من جملہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ منحرف : ایک بار۔
۴۔ منحصر : ایک بار۔
۵۔ مندرج : ایک بار۔
۶۔ منزل : اٹھارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پندرہ بار]۔
منزل ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے ص۳۱۲

دیکھیے ـــــ: (۴) بارِیک قافلہ منزل۔ (۵) تارِ جادۂ منزل۔ (۶)، (۷) جادۂ منزل [دو بار]۔ (۸) جادۂ سر منزلِ تقوی۔ (۹) خم خانہ منزل۔ (۱۰) دوریِ منزل۔ (۱۱) زیورِ صد آئینہ منزل۔ (۱۲) سر منزلِ نازک خیالی۔

منزلِ اُلفت: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص۴۱

منزلِ حیرت: ضمانِ جادہ رو یاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں ص۴۴۸

منزلِ رسیدگی: دیکھیے: سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی۔

منزلِ مقصد: تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی دودِ چراغ خانہ، غبارِ سفر ہے آج ص۳۵

منزلِ مقصود: طے کرو راہِ شوق زودا زود آن پہنچی ہے منزلِ مقصود ص۲۶۷

منزلِ ہستی: دیکھیے: سر منزلِ ہستی۔

منزل ہا: دیکھیے: طرحِ منزل ہا۔

منزلت[1]: دیکھیے: (۱)، (۲) قدر و منزلت [دو بار]۔

منسوب[2]: ہوئی اِس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے ص۲۵۰

منشی[3] خیرہ سر: اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۳۱۳

منصب[4]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص۱۲۵

منصبِ شیفتگی: منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد ص۱۲۶

منصبِ مہر و مہ و محور: مجھ پہ، فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھلا ص۱۳۹

منصور[5]: قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں ص۱۸۵

منطبع[6]: منطبع ہو رہی ہے پنج آہنگ گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ ص۲۶۷

(۲) منطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب زرِ قیمت کا ہوگا اور حساب ص۲۶۸

منظر[7]: (۱) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۱۳۶

---

[1] منزلت : دو بار [مرکّب]۔
[2] منسوب : ایک بار۔
[3] منشی : ایک بار [مرکّب]۔
[4] منصب : تین بار [مرکّب]۔
[5] منصور : ایک بار [مرکّب]۔
[6] منطبع : دو بار۔
[7] منظر : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

(۲) صبح دم دروازۂ خاور کھلا مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا ص۱۳۸

(۳) منظر اک بلندی پر اَور ہم بنا سکتے عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا ص۱۵۹

(۴) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا اِس تکلّف سے کہ گویا بُت کدے کا در کھلا ص۱۶۰

دیکھیے ــــــ:(۵) جلوہ منظر۔(۶) فلک منظر۔

منظور[۱]: سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص۱۴

(۲) ہے مشق اسدؔ دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پَیِ ادراکِ قدم بوس ص۴۶

(۳) پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں ص۱۱۶

(۴) پُشت و رُخ آئینہ ہے دین و دُنیا منظور ہے دوجہاں سے تو، یعنی دل ص۱۱۷

(۵) منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص۱۲۴

(۶) مَے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص۱۵۹

(۷) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں غیر کی بات بگڑ جائے، تو کچھ دور نہیں ص۱۸۵

(۸) شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں ص۸۵

(۹) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی ص۲۰۳

(۱۰) خطِّ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے ص۱۱

(۱۱) منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی قسمت کھُلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۳۳

(۱۲) جُز نام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جُز وہم نہیں صورتِ اشیا مرے آگے ص۲۴۸

(۱۳) جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے ص۲۶۸

منع[۲]: (۱) منع مت کر حُسن کی، ہم کو، پرستش سے کہ ہے بادۂ نظّارۂ گلشن حلالِ عندلیب ص۳۲

(۲) تم جو فرماتے ہو: دیکھ اے غالبِ آشفتہ سر! ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے، گیا کیوں اُس کے گھر ص۲۹۲

[بہ طورِ جزوِ ردیف آٹھ بار، ص ۱۱۲]:

(۳)،(۴) حکم بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے باوجودِ مشقِ وحشت ہا، رمیدن منع ہے

۱۔ منظور : تیرہ بار۔ ۲۔ منع : چودہ بار [مفرد: دس بار، مرکّب: چار بار]۔

(۵) شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا، لیکن چکیدن منع ہے

(۶) بے خودی، فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزی جُرم و پیراہن دَریدن منع ہے

(۷) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے

(۸) بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ — ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے

(۹) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے

(۱۰) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! — بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے

منعِ بارِباغ: بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ — ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ ص۴۸

منعِ دخلِ غیر: سختیِ راہِ محبّت، منعِ دخلِ غیر ہے — پیچ و تابِ جادہ ہے یہاں جوہرِ تیغِ عسس ص۳۵

منعِ قدم بوس: کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟ — کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

منعِ گستاخی: غیر کو یارب! وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے — گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے ص۲۲۱

منعقد[۱]: پھر ہوئی ہے اسی مہینے میں — منعقد مجلسِ نشاط قریں ص۲۸۰

منعم[۲]: دیکھیے: خردماغی ہائے منعم۔

منعماں: دیکھیے: گردخانہ ہائے منعماں۔

منفعل[۳]: (۱) اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص۲۷

(۲) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہَے ہَے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں! ص۱۷۸

(۳) دیکھیے: شوقِ منفعل۔

منقار[۴]: لعل سی کی ہے پَے زمزمۂ مدحتِ شاہ — طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار ص۱۳۲

منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو — تا گُل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص۴۵۰

منقارِ بلبل: گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گُل — غنچے سے، منقارِ بلبل وار ہو فریاد گُل ص۵۲

منقارِ طوطی: دیکھیے: غنچۂ منقارِ طوطی۔

۱۔ منعقد : ایک بار۔

۲۔ منعم : ایک بار [مرکّب]۔

منعماں : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ منفعل : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

۴۔ منقار : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

منقارِ گُل: دیکھیے: غنچۂ منقارِ گُل۔

منکر[1]: شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یہاں دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے ص ۲۱۵

منکرِ وفا: جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں ص ۱۸۸

مُنہ[2]: (۱) جور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا! کہتے ہیں: ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا ص ۱۲۱

(۲) تاجِ زرّیں، مہرِ تاباں سے سوا خسروِ آفاق کے مُنہ پر کُھلا ص ۱۳۹

(۳) آئینہ دیکھ، اپنا سا مُنہ لے کے رہ گئے صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا! ص ۱۳۸

(۴)،(۵) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کُھلا ص ۱۲۱

(۶) غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں بوسے کو پوچھتا ہوں میں، مُنہ سے مجھے بتا کہ یوں ص ۱۷۸

(۷) کرتے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں؟ ص ۱۸۶

(۸) کس مُنہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں ص ۱۸۸

(۹) جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں ص ۱۹۳

(۱۰) کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو ۱۹۹

(۱۱) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ بس چپ رہو، ہمارے بھی مُنہ میں زباں ہے ص ۲۰۳

(۱۲) مَے پرستاں! خُمِ مَے مُنہ سے لگائے ہی بنے ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص ۲۰۹

(۱۳) مُنہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ اندازِ عتاب کھول کر پردہ ذرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے ص ۲۳۲

(۱۴) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی مُنہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے ص ۲۲۳

(۱۵) دکھا کے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو نہ دے جو بوسہ، تو مُنہ سے کہیں جواب تو دے ص ۲۲۳

(۱۶) دشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی ص ۲۲۸

(۱۷) دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر کچھ تو پیغامِ زبانی اَور ہے ص ۲۳۷

(۱۸) کعبے کس مُنہ سے جاؤگے غالبؔ؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی! ص ۲۳۸

۱۔ منکر : دوبار [مرکب: ایک بار]۔ ۲۔ مُنہ : چوبیس بار۔

(۱۹) میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ہوں کاش! پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۲۰) ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین ہاں مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے ص۲۳۹

(۲۱) اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے مُنہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں بیمار کا حال اچھا ہے ص۲۳۹

(۲۲) پر یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں غالبؔ! مُنہ بند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۳

(۲۳) آپ کی مدح اور میرا مُنہ گر کہوں بھی تو کس کو آئے یقیں ص۲۸۱

(۲۴) ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد! مگر نبیؔ و علیؔ مرحبا کہیں اُس کو ص۲۸۵

مِنّہ[1]: سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک آگ بھڑکی، مِنہ اگر دم بھر کھلا ص۱۳۰

مو[2]: دیکھیے ___: (۱) بُتِ غالیہ مو۔ (۲) پائے خامۂ مو۔ (۳) زبانِ ہر سرِ مو۔ (۴) سرِ ہر مو۔ (۵)، (۶) ہر مو [دوبار]۔ (۷)، (۸) ہر بُنِ مو [دوبار]۔

مو بہ زباں: زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے ص۷۸

مو پریشاں: بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی ص۹

موشگافیِ ناوک: مرحبا! موشگافیِ ناوک آفریں! آبداریِ صمصام ص۱۳۸

موکشاں: سُنبلستانِ جنوں ہوں، ستم نسبتِ زلف موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے ص۱۰۷

موئے آتش دیدہ: بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا ص۱۴۲

موئے چینی: محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار ابریشمِ ساز موئے چینی ہے مجھے ص۴۵۷

موئے چینیِ افلاک: کہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ جادہ تا کہسار، موئے چینیِ افلاک ہے ص۱۰۶

موئے خامہ: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنا کو پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی ص۷۷

موئے خمِ زلف: ٹوٹا ہے افسوس! موئے خمِ زلف ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ ص۴۵۰

موئے دماغ: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موئے دماغ کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص۸

(۲) دیکھیے: فکرِ سخنِ موئے دماغ۔

۱۔ مِنّہ : ایک بار۔ ۲۔ مو : اُنتیس بار [مرکّب]۔

موے دماغِ بے خودی: کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی جسے موے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ص ۶۷

موے دماغِ شوق: دیکھیے: آتشِ موے دماغِ شوق۔

موے دماغِ وحشت: موے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے ص ۹۴

موے زلف: دیکھیے: ہر یک موے زلف۔

موے سر: طلسمِ آفرینش، حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے زمانے کے، شبِ یلدا سے موے سر پریشاں ہیں ص ۶۲

موے سرِ دیوانہ: (۱) جانتے ہیں، جوششِ سوداے زلفِ یار میں سنبلِ بالیدہ کو موے سرِ دیوانہ ہم ص ۵۴

(۲) وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی نہ پوچھ ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ ہم ص ۵۴

موے شیشہ: (۱) بس کہ ہیں بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ ہم موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم ص ۵۴

(۲) مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست موے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے ص ۲۱۱

(۳) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا ص ۲۸

مواخذۂ[1] روزِ حشر: بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو ص ۱۹۶

موافق[2]: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے ملیں گے منزلِ اُلفت میں ہم اور عندلیب آخر ص ۴۱

مَوت[3]: (۱) قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! ص ۱۴۳

(۲) موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی! ص ۲۴۷

(۳) مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی موت آتی ہے، پر نہیں آتی ص ۲۴۸

(۴) موت کی راہ نہ دیکھوں کہ بِن آئے نہ رہے تم کو چاہوں، کہ نہ آؤ تو بُلائے نہ بنے ص ۲۴۶

(۵) موت بس اُن کی ہے، جو مر کے وہیں دفن ہوئے زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھائل آئے ص ۳۱۴

موتی[4]: (۱) وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص ۱۳۵

(۲) جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا ص ۲۸۷

۱۔ مواخذہ : ایک بار [مرتّب]۔

۲۔ موافق : ایک بار۔

۳۔ موت : پانچ بار۔

۴۔ موتی : چار بار۔

(۳) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی — تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا ص۲۸۷

(۴) ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی — ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا ص۲۸۷

موتیوں: سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا ص۱۳۹

موج[ا]: (۱) موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار — گریہ، وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا ص۱۵

(۲) ہوئی ہیں آب، شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں ص۶۴

(۳) عجب نہیں، پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروے آب جوہرِ موج، نقشِ مسطر ہو ص۶۷

(۴) گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال — موج محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں ص۱۷۸

دیکھیے ___: (۵) پائے صد موج۔ (۶) چار موج۔ (۷) دامِ ہر موج۔ (۸) غبارِ کوچہ ہائے موج۔ (۹) کوچہ دادنِ موج۔ (۱۰) کوچۂ موج۔ (۱۱) لطمۂ موج۔ (۱۲) مثلِ موج۔ (۱۳)، (۱۴) ہر موج [دوبار]۔

موجِ آب: (۱) پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو — مانندِ موجِ آب زبانِ بریدہ ہوں ص۶۲

(۲) یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی — کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی ص۹۶

(۳) کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی ص۲۰۶

موجِ ابروے قضا: موجِ ابروے قضا جس کے تصور سے دونیم — ہم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار ص۵

موجِ بادہ: (۱) بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص۲۱۷

(۲) زبس ہے نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا — رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا ص۲۲۷

موجِ بادۂ ناب: دیکھیے: گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب۔

موجِ بہار: (۱) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے — موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو ص۶۹

(۲) دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا — موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے ص۹۴

موجِ بوریا: یک برگِ بے نوائی، صد دعوتِ نیستاں — طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے ص۹۵

موجِ بوے گل: محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا ص۱۳۶

ا۔ موج : ایک سو ایک بار [مفرد: چار بار، مرکب: ستانوے بار]۔ موجیں : ایک بار۔

موجِ تبسّم: پشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی سبز ہے موجِ تبسّم بہ ہوائے گفتار ص ۴

موجِ تبسّمِ لبِ آلودۂ مسی: موجِ تبسّمِ لبِ آلودۂ مسی میرے لیے تو تیغِ سیہ تاب ہوگئی ص ۱۹۶

موجِ تیر: دیکھیے: بالیدہ موجِ تیر۔

موجِ خرامِ اظہار: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے، لیکن یہ ئےِ تند، نہیں موجِ خرامِ اظہار ۳

موجِ خرامِ یار: دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی! ص ۲۳۳

موجِ خمیازہ: ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا ص ۲۱

موجِ خمیازۂ یک نشہ: موجِ خمیازۂ یک نشہ چہ اسلام و چہ کفر کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں ص ۷

موجِ خوں: موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟ ص ۱۹۱

(۲) نہ اتنا بُرّشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی ص ۲۰۲

موجِ خونِ بسمل: دیکھیے: روانی ہائے موجِ خونِ بسمل۔

موجِ خیال: دیکھیے: یک موجِ خیال۔

موجِ دود: سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ص ۶۳

موجِ رمِ آہوہا: بیگانگیِ خوہا، موجِ رمِ آہوہا دامِ گلۂ الفت زنجیرِ پشیمانی ص ۱۰۸

موجِ رنگ: (۱) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا ص ۱۴۵

(۲) جو تھا، سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا اے وائے! نالۂ لبِ خونیں نوائے گل ص ۱۷۹

موج زن: ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش! یہی ہو آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے ص ۲۳۹

موجِ سراب: (۱) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ص ۳۴

(۲) ہستی فریب نامۂ موجِ سراب ہے یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھایئے ۷۴

موجِ سرابِ دشتِ وفا: موجِ شرابِ دستِ وفا کا نہ پوچھ حال ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا ص ۱۵۴

موجِ سرابِ صحرا: دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا ص ۲۶

موجِ سیل: دیکھیے: چاکِ موجِ سیل۔

موجِ شراب: (۱ تا ۱۳) بہ طورِ ردیف تیرہ بار، ص ۱۶۳۔ دیکھیے: شراب۔

(۱۴) مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب یک مژۂ خوابناک ہے — ص ۲۱۶

(۱۵) دیکھیے: جلوۂ موجِ شراب۔

موجِ شفق: (۱) بہ ہوائے چمنِ جلوہ، ہے طاؤس پرست — باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنّار — ص ۳

(۲) مستعدِّ قتلِ یک عالم ہے جلّادِ فلک — کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے — ص ۱۰۱

(۳) چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو — موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب — ص ۱۶۳

موجِ صبا: (۱) یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے — زنّارِ وا گسستہ ہے موجِ صبا مجھے — ص ۶۷

(۲) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر — شرارِ آہ سے موجِ صبا، دامانِ گلچیں ہے — ص ۸۹

(۳) دیکھیے: موجِ شفق ۳۔

دیکھیے ــــــ: (۴) پیچشِ موجِ صبا۔ (۵) جُنبشِ موجِ صبا۔ (۶) شوخیِ موجِ صبا۔

موجِ طوفان: موجِ طوفان ہو اگر خونِ دو عالم ہستی — ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار — ص ۵

موجِ طوفانِ غضب: موجِ طوفانِ غضب چشمۂ نہ چرخِ حباب — ذوالفقارِ شہِ مرداں خطِ قدرت آثار — ص ۵

موجِ غبار: (۱) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گِلا کروں — موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں — ص ۵۶

(۲) دیکھیے: ہر موجِ غبار۔

موجِ غبارِ سرمہ: از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے — ص ۷۶

موجِ کوثر: غرورِ لطفِ ساقی، نشۂ بیباکیِ مستاں — نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی — ص ۷۷

موجِ گردابِ حیا: تر جبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے — موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے — ص ۸۶

موجِ گردِ راہ: دیکھیے: ہر موجِ گردِ راہ۔

موجِ گریہ: نہیں جز درد، تسکیں نکوہش ہائے بیدرداں — کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو — ص ۶۸

موجِ گل: موجِ گل ڈھونڈھ بہ خلوت کدۂ غنچۂ باغ — گم کرے گوشۂ مے خانہ میں گر تو دستار — ص ۱۳۲

(۲) دیکھیے: موجِ شفق ۳۔ (۳) عکسِ موجِ گل۔ (۴) کمندِ موجِ گل۔

موجِ گہر: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار — ص۵

(۲) دیکھیے: محمل کشِ موجِ گہر۔

موجِ مے: موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید — گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار — ص۳

(۲) شعلہ آغاز، ولے حیرتِ داغ انجام — موجِ مے، لیک زِ سر تا قدم آغوشِ خمار — ص۶

(۳) دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں — موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ — ص۱۷

(۴) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ — اِس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے — ص۹۵

(۵) روانی موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے — لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی — ص۹۷

(۶) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر — ص۱۲۹

(۷) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں — ص۱۸۵

(۸) دیکھیے: رنگِ موجِ مے۔

موجِ محیطِ بے خودی: نفس، موجِ محیطِ بے خودی ہے — تغافل ہائے ساقی کا گِلا کیا! — ص۱۵۷

موجِ محیطِ تنزیہ: دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تنزیہ۔

موجِ نفس: بے دماغی حیلہ جوئے ترکِ تنہائی نہیں — ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رُسوائی نہیں؟ — ص۶۵

موجِ نگہ: (۱) درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب! — غنچہ، صدآئنہ زانوے گلستاں زدہ ہے — ص۱۰۹

(۲) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار — یہ مے کدہ خراب ہے مے کے سراغ کا — ص۱۵۰

موجِ حباب: دیکھیے: قطرہ و موج و حباب۔

موجِ ہستی: (۱) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی — ص۷۷

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا موجِ شراب — ص۱۹۳

موجیں: اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو — ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا — ص۲۸۸

موجۂ[ا] حیا: دیکھیے: کفِ موجۂ حیا۔

موجۂ خوں: (۱) دل و جگر میں پر افشاں جو ایک موجۂ خوں ہے — ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم، آگے — ص۲۲۸

ا موجہ : سولہ بار [مرتّب]۔

(۲) شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب کہ مژگانِ کشیدہ، نیشتر ہے ص۴۵۵

موجۂ دریا: (۱) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ص۱۲۷

(۲) دیکھیے: زخمِ موجۂ دریا۔

موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار: آیت رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار ص۶

موجۂ رفتار: دیکھیے: حبابِ موجۂ رفتار۔

موجۂ ریگ: اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے ص۱۱۳

موجۂ ریگِ رواں: کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی ص۴۵۱

موجۂ سبزۂ نوخیز: (۱) ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل موجۂ سبزۂ نوخیز سے تاموجِ شراب ص۱۶۳

(۲) کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب! موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار ص۳

موجۂ کیفیتِ دل: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل جامِ سرشارِ مَے و غنچۂ لبریزِ بہار ص۵

موجۂ گل: (۱) شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص۱۳

(۲) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال ہے تصور میں زِ بس جلوہ نما موجِ شراب ص۱۶۳

موجۂ گلبندِ قبا: بالِ رعنائِ دُم: موجۂ گلبندِ قبا گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار ص۵

موجۂ گوہر: دیکھیے: صد موجۂ گوہر۔

موجب[۱]: دیکھیے: بے موجب۔

موجبِ آرامِ جان و تن: شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ ہوا ہے باعثِ آرامِ جان و تن تکیہ ص۳۰۳

موجبِ حکم: کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم اُس رقم کو دیا طرازِ دوام ص۱۳۸

موجدِ عشق[۲]: تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال! ص۲۵۳

موجود[۳]: (۱) جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود پھر یہ ہنگامہ اے خدا! کیا ہے؟ ص۲۳۸

(۲) حق سے کیا مانگیے ان کے لیے، جب ہو موجود ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم ص۲۶۵

۱۔ موجب : تین بار [مرکّب]۔ ۲۔ موجد : ایک بار [مرکّب]۔ ۳۔ موجود : دوبار۔

مُوحّد[1]: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہوگئیں ص۱۹۲

مُور[2]: دیکھیے ــــ: (۱) بیضۂ مور۔ (۲) چشمِ مور۔ (۳) خیلِ مور۔ (۴) روغنِ مور۔ (۵) زیرِ پائے خیلِ مور۔ (۶) شہپرِ مور۔ (۷)، (۸) نقشِ پائے مور [دوبار]۔ (۹) نقشِ پَیِ مور۔ (۱۰) نقشِ دلِ مور۔

موراں: دیکھیے: استخواں ریزۂ موراں۔

موزوں[3]: (۱) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص۹۲

(۲) گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے جوتو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزُوں ہے ص۱۱۱

دیکھیے ــــ: (۳) صورتِ موزوں۔ (۴) نالۂ موزوں۔

موزونی: طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوئی ہائے یار ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر مستزاد ص۳۸

موزونیِ دوعالم: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے ص۹۴

موسم[4]: (۱) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہَوا موجِ شراب ص۱۶۳

(۲) خزاں کیا، فصلِ گُل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے ص۲۲۰

(۳) دیکھیے: سرآغازِ موسم۔

موسمِ خزاں: دیکھیے: گُلِ موسمِ خزاں۔

موسمِ گُل: (۱) ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی کہ تھا آئینۂ خُور پر تصور زنگ بستن کا ص۲۷

(۲) موسمِ گل میں مَیِ گلگوں حلالِ مے کشاں عقدِ وصلِ دخترِ رز انگور کا ہردانہ تھا ص۲۵

(۳) دیکھیے: تحتِ موجِ صبا۔

(۴) شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زِہے موسمِ گُل! رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب! ص۱۶۳

(۵) دیکھیے: بہارِ موسمِ گل۔

موسیٰ[5]: حُسن آشفتگیِ جلوہ ہے عرضِ اعجاز دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ص۱۴

مشاطگی[6]: کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا ص۲۳

۱۔ موحّد : ایک بار۔
۲۔ مور : دس بار [مرکّب]۔
۳۔ موراں : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ موزوں : چار بار [مرکّب: دوبار]۔
موزونی : دوبار [مرکّب]۔
۴۔ موسم : نوبار [مرکّب: سات بار]۔
۵۔ موسیٰ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ مشاطگی : ایک بار۔

موقوف[1]: (۱) ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ اے شب پروانہ و رُوزِ وصالِ عندلیب! ص ۳۲

(۲) موقوف کیجیے یہ تکلف نگاریاں ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند ص ۳۸

(۳) فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر ص ۱۶۸

(۴) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص ۲۰۹

(۵) ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے ص ۴۵۵

موقوفِ اندازِ تغافل: کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے ص ۱۰۸

موقوفِ فصلِ گل: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ چشمِ دریا بار، ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص ۵۹

موکبِ[2] خاص: موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا جس طرح ہے سپہر پر پرویں ص ۲۸۱

مولا[3]: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ! ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص ۱۰۱

مولود[4]: دیکھیے: احکامِ طالعِ مولود۔

موم[5]: (۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص ۲۱

(۲)، (۳) دیکھیے: گدازِ موم [دوبار]۔

مومِ آئینۂ ایجاد: حیرت، آفت زدۂ عرضِ دوعالم نیرنگ مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں ص ۸

مومِ جادو: (۱) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم شب پیدا نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو خواب بستن کا ص ۲۷

(۲) دیکھیے: طلسمِ مومِ جادو۔

مومیائی[6]: نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے سوادِ خطِ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا ص ۱۶

مونس[7]: (۱) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا ص ۱۴۹

(۲) شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ ہوا ہے موجبِ آرامِ جان و تن تکیہ ص ۳۰۳

موہوم[8]: بےدلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل ص ۵۳

۱۔ موقوف : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دوبار]۔
۲۔ موکب : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ مولا : ایک بار۔
۴۔ مولود : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ موم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۶۔ مومیائی : ایک بار۔
۷۔ مونس : دوبار۔
۸۔ موہوم : ایک بار۔

موئنہ[1]: ہے گلیمِ سیہِ بختِ پریشاں، کاکل موئنہ بافتنِ ریشۂ سُنبل تاچند ص۳۹

مہ[2]: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا ص۱۵

(۲) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ص۲۸

(۳) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہاے دل چاہے ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر ص۴۰

(۴) وھاں سیاہی مردمک ہے اور یھاں داغِ شراب مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں ص۶۶

(۵) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ کرمکِ شب تاب آسا مہ پرافشانی کرے ص۸۲

(۶) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع مہ زسر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے ص۹۶

(۷) ہے ریا کا رُتبہ بالا تر تصور کردنی تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے ص۱۰۳

(۸) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے مژہ پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے ص۱۱۵

(۹) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص۲۲۱

دیکھیے ــــــ: (۱۰) پرکالۂ مہ۔ (۱۱) پیچکِ مہ۔ (۱۲) جانشینِ ہالۂ مہ۔ (۱۳) حُسنِ مہ۔ (۱۴)، (۱۵) داغِ مہ [دوبار]۔ (۱۶) دودِ شعلۂ جوّالۂ مہ۔ (۱۷)، (۱۸) شبِ مہ [دوبار]۔ (۱۹) عکسِ داغِ مہ۔ (۲۰) گردِ ہالۂ مہ۔ (۲۱) لالۂ مہ۔ (۲۲) مہر و مہ۔

مہِ اختر فشاں: مہ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے تماشا کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا ص۱۱

مہِ چاردہ: چاہا تھا میں نے، تم کو مہِ چاردہ کہوں دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیالِ خام ص۲۸۲

مہِ خرشید جمال: حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے اُس سے میرا مہِ خرشید جمال اچھا ہے ص۲۳۹

مہِ رُخوں: سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوّری تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے ص۲۱۹

مہ طلعتوں: غافل! اِن مہ طلعتوں کے واسطے چاہنے والا بھی اچھا چاہیے ص۲۲۳

مہِ محرّم: دیکھیے: ہلالِ مہِ محرّم۔

مہِ نخشب: چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے خرشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

مہِ نَو: (۱) ختم کر ایک عبارت میں اشاراتِ نیاز جوں مہِ نَو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص۸

۱۔ موئنہ : ایک بار۔

۲۔ مہ : چھیالیس بار [مفرد: نوبار، مرکّب: سینتیس بار]۔

(۲) تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں سلکِ اختر میں مہِ نَو، مژۂ گوہر بار ص۱۳۳

(۳) ہاں مہِ نَو! سُنیں ہم اُس کا نام جس کو تو جھک کے کررہا ہے سلام ص۱۳۵

(۴) مہِ نَو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا نہیں ممکن بہ جولاں ہاے گردوں دخلِ پَے بُردن ص۴۴۹

(۵) دیکھیے: ابروے مہِ نَو۔(۶) دیکھیے: طرف نقابِ مہِ نَو۔

مہ وَش: دیکھیے: ساقیِ مہ وَش۔

مہ وَشاں: دیکھیے: (۱) زلفِ مہ وشاں۔(۳) دیکھیے: شغلِ انتظارِ مہ وَشاں۔

مہ واختر: (۱) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا ص۱۳۹

(۲) دیکھیے: فروغِ مہ واختر۔

مہ وخرشید: (۱) بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے مہ وخرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں ص۹۲

(۲) پھر ہوا مدحت ترازی کا خیال پھر مہ و خرشید کا دفتر کُھلا ص۱۴۰

مہ وسال: شب و روز: افتخارِ لیل و نہار مہ و سال: اشرفِ شہور و سنین ص۲۸۰

مہ ومحور: دیکھیے: منصبِ مِہر ومہ ومحور۔

مہ ومہر: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص۱۳۷

(۲) دیکھیے: رونقِ بزمِ مہ ومہر۔

مہاراوراجہ[۱]: خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص۲۷۸

مہارت[۲]: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغل ہے گرچہ مجھے سحر ترازی میں مہارت ص۱۲۷

مہتاب[۳]: دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲)، (۳) شبِ مہتاب [تین بار]۔(۴) پرتوِ مہتاب۔

(۵) دیکھیے: مستِ دیدنِ مہتاب۔

(۶) دیکھیے: وحشت بےقرارِ جلوۂ مہتاب۔

مہتابی[۴]: صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر رنگِ رخسارِ گلِ خرشید مہتابی کرے ص۱۰۰

۱۔ مہاراوراجہ : ایک بار۔
۲۔ مہارت : ایک بار۔
۳۔ مہتاب : چھے بار [مرتّب]۔
۴۔ مہتابی (کرے): ایک بار۔

مہجورِ[۱] پیام: گوشِ مہجورِ پیام و چشمِ محرومِ جمال ایک دل، تس پر یہ نااُمیدواری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

مہر[۲] [۱]: دیکھیے ــــــ: (۱) رہِ مہر۔ (۲) سرد مہر۔ (۳) وفاو مہر۔ (۴) وفاو مہر و محبت۔

مہر و وفا: آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص۱۳۵

(۳) دیکھیے: بہارِ ریاضِ مہر و وفا۔ (۳) دیکھیے: تعریتِ مہر و وفا۔

مہر[۳] [۲]: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص۱۳۷

(۲) مہر کا نپا، چرخ چکّر کھا گیا بادشہ کا رایت لشکر کُھلا ص۱۴۰

(۳) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ چرخ قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں ص۲۶

(۴) زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا چراغ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا ص۱۳۶

(۵) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ ص۲۰۱

دیکھیے: (۶) تارِ شعاعِ مہر۔ (۷) رونقِ بزمِ مہ و مہر۔ (۸)، (۹)، (۱۰) شعاعِ مہر [تین بار]۔ (۱۱) صاعقہ و مہر۔ (۱۲) صبح و مہر۔

مہرِ تاباں: (۱) مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! قربِ ہر روزہ بر سبیلِ دوام ص۱۳۶

(۲) تاجِ زریں مہرِ تاباں سے سوا خسروِ آفاق کے مُنہ پر کُھلا ص۱۳۹

مہرِ جہاں تاب: (۱) کیسا فلک اور مہرِ جہاں تاب کہاں کا ہوگا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا ص۲۸۴

(۲) دیکھیے: شرفِ مہرِ جہاں تاب۔

مہرِ درخشاں: دیکھیے: (۱) زحمتِ مہرِ درخشاں۔ (۲) شعاعِ مہرِ درخشاں۔

مہرِ رخشاں: مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام ص۱۳۸

مہرِ عالم تاب: صبح دم دروازۂ خاور کُھلا مہرِ عالم تاب کا منظر کُھلا ص۱۳۸

مہرِ علَم: دیکھیے: شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علم۔

مہر فر: دیکھیے: سرورِ مہر فر۔

۱۔ مہجور : ایک بار [مرکّب]۔ ۳۔ مہر (۲) : اٹھائیس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھبّیس بار]۔
۲۔ مہر (۱) : سات بار [مرکّب]۔

مہرِ گردوں: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام مہرِ گردوں ہے چراغِ رہ گزارِ باد یہاں ص۱۸۲

مہرِ نیم روز: دیکھیے: صورتِ مہرِ نیم روز۔

مہر و ماہ:[1] (۱) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۲) دیکھیے: سیم وزرِ مہر و ماہ۔

مہر وَش: ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں ص۱۸۰

مہر و مہ: پھر اِس انداز سے بہار آئی کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی ص۲۵۱

مہر و مہ و محور: دیکھیے: منصبِ مہر و مہ و محور۔

مُہر: (۱) مُہر بجائے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۷

(۲) جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ ص۴۸

(۳) نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا کہ پُشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر ص۱۶۷

(۴) دیکھیے: سر بہ مہر۔

مُہرِ چشم: معمائے تکلف، سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے ص۸۵

مُہرِ خموشی: داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی برلب کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا ص۲۸

مُہرِ دہاں: گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا بے تکلف داغِ مہ، مُہرِ دہاں ہوجائے گا ص۱۵۰

مُہرِ دہن: ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ص۸۶

مُہرِ سلیماں: وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے ہمدم! وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے! ص۳۱۲

مُہرِ صد نظر: نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی ص۱۳۶

مُہرِ ضبطِ بیجا: دیکھیے: داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا۔

مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی: مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی لکھیے حرزِ بازوے شگرفانِ خود آرا کہیے ص۱۲۲

مُہرِ نامہ: بہ مہرِ نامہ جو بوسہ گُلِ پیام رہا ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا ص۳۰

---

[1] مہر : چودہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: گیارہ بار]۔

مُہرِ نوازش نامہ: مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے کہ داغ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا ص ۲۲

مُہرِ نماز[1]: (۱) دلِ از اضطراب آسودہ طاعت گاہِ داغ آیا بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ نماز از پانشستن ہا ص ۲۳

(۲) صومعے میں اِسے ٹھہرائیے گر مُہرِ نماز مے کدے میں اِسے خشتِ خُم صہبا کہیے ص ۱۲۲

(۳) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم، مُہرِ نماز ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار ص ۱۳۳

مہرباں[2]: (۱) شادو دل شاد و شادماں رکھیو اور غالبؔ پہ مہرباں رکھیو ص ۱۳۱

(۲) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہوجائے گا ص ۱۸۶

(۳) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص ۱۸۸

(۴) نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالبؔ ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو ص ۲۰۰

(۵) عمر و دولت سے شادماں رہیں اور غالبؔ پہ مہربان رہیں ص ۲۷۶

(۶) وہ مہرباں ہو، تو انجم کہیں: الٰہی شکر! وہ خشمگیں ہو، تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! ص ۲۷۷

(۷) مہرباں ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص ۱۸۶

دیکھیے ــــ: (۸) رنجشِ یارِ مہرباں۔ (۹) عیسیٰ مہرباں۔

مہرباں تر: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص ۹۱

مہربانی ہاے دشمن[3] مہربانی ہاے دشمن کی شکایت کیجیے یا بیاں کیجے سپاسِ لذتِ آزارِ دوست ص ۱۶۵

مہر گیا[4]: پاے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے خارِ رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہیں ص ۱۸۷

مُہرہ[5]: (۱) اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ ص ۳۵۱

(۲) زُہد: گردیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں دانۂ تسبیح سے میں مہرہ در ششدر ہوا ص ۲۰

مہماں[6]: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھائیے ص ۴۷

(۲) مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے ص ۲۲۵

۱۔ مُہرِ نماز : تین بار۔
۲۔ مہرباں : دس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: دو بار]۔
۳۔ مہربانی ہا : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ مہر گیا : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ مُہرہ : دو بار [مرکب]۔
۶۔ مہمان : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔

مہماں پرور: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور دلِ جبریل کفِ پا پہ ملے ہے رُخسار ص ۴

مہمانِ تغافل: زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں بے فائدہ یاروں کو فکرِ غم و شادی ہے ص ۱۱۵

مہمیز[1]: دیکھیے: صد جُنبشِ مہمیز۔

مُہیّا[2]: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مُہیا ہو ص ۶۷

مہینا[3]: (۱) پھر ہوئی ہے اِسی مہینے میں منعقد محفلِ نشاط قریں ص ۲۸۰

(۲) تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام ص ۱۸۲

(۳)، (۴) دیکھیے: ہر مہینے [دوبار]۔

مَے[4]: (۱) اِس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسدؔ زُور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص ۴۹

(۲) بس کہ مَے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ خطِ پیمانۂ مَے ہے نَفَسِ دزدیدہ ص ۷۱

(۳) کجا مَے، کو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے ص ۸۱

(۴) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو مَے، کہ آج آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے ص ۱۰۰

(۵) مَے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں غم سے جب ہوگئی ہو زیست حرام ص ۱۳۶

(۶) بے مَے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خطِ ایاغ کا ص ۱۵۰

(۷) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سراغ کا ص ۱۵۰

(۸) مَے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں یارب! آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص ۱۵۹

(۹) رات کے وقت مَے پیے، ساتھ رقیب کو لیے آوے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں ص ۱۷۸

(۱۰) قرض کی پیتے تھے مَے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن ص ۱۷۹

(۱۱) حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ غافل کو میرے شیشے پہ مَے کا گمان ہے ص ۲۰۳

(۱۲) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے ص ۲۱۹

۱۔ مہمیز : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ مہیّا : ایک بار۔

۳۔ مہینا : چار بار۔

۴۔ مَے : ایک سو دو بار [مفرد: اُنّیس بار، مرکّب: تراسی بار]۔

(۱۳) کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد مَے ہے، یہ مگس کی قَے نہیں ہے ص۲۲۹

(۱۴) مَے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے ۲۳۰

(۱۵) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مَے جس قدر ملے ص۲۳۶

(۱۶) میں اُنھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں چل نکلتے جو مَے پیے ہوتے ص۲۴۳

(۱۷) رات پی زم زم پہ مَے اور صبح دم دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے ص۲۵۰

(۱۸) انجمِ چرخ: گوہر آگیں فرشِ نور: مَے، ماہ: ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

(۱۹) عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں کہ مَے، عکسِ شفق ہے اور ساغر، ہے حباب اُس کا ص۴۴۷

دیکھیے ــــ: (۲۰)، (۲۱) آتشِ مَے [دوبار]۔ (۲۲) آلودہ بہ مَے۔ (۲۳) بادبانِ کشتیِ مَے۔ (۲۴)، (۲۵) بزمِ مَے [دوبار]۔ (۲۶) بطِ مَے۔ (۲۷) پنبۂ مینائے مَے۔ (۲۸) پیانۂ مَے۔ (۲۹)، (۳۰)، (۳۱) جامِ مَے [تین بار]۔ (۳۲) جامِ سرشارِ مَے۔ (۳۳) جائے مَے۔ (۳۴) حبابِ مَے۔ (۳۵) خشکیِ مے۔ (۳۶) خطِ جامِ مَے۔ (۳۷)، (۳۸) خُمِ مَے [دوبار]۔ (۳۹) خطِ پیانۂ مَے۔ (۴۰) داغِ مَے۔ (۴۱)، (۴۲) دریائے مَے [دوبار]۔ (۴۳) راہِ طلبِ مَے۔ (۴۴) رنگِ موجِ مَے۔ (۴۵) رہنِ مَے۔ (۴۶) ریزۂ شیشۂ مَے۔ (۴۷) شیشۂ مَے۔ (۴۸) صافِ مَے۔ (۴۹) صرفِ بہائے مَے۔ (۵۰) طوفانِ مَے۔ (۵۱) غرقۂ مَے۔ (۵۲) فرطِ نشۂ مَے۔ (۵۳) فروغِ مَے۔ (۵۴) قطرہ فشانی ہائے مَے۔ (۵۵) قطرۂ مَے۔ (۵۶)، (۵۷) کیفیتِ مَے [دوبار]۔ (۵۸) گدائے مَے۔ (۵۹) گلوئے شیشۂ مَے۔ (۶۰) لطفِ خمارِ مَے۔ (۶۰) ــــ (۶۷) موجِ مَے [سات بار]۔ (۶۸)، (۶۹) مینائے مَے [دوبار]۔ (۷۰) ــــ (۷۴) نشۂ مَے [پانچ بار]۔ (۷۵) نیازِ گردشِ پیانۂ مَے۔ (۷۶) وقتِ مَے۔

مَے آشامی: اے خیالِ وصل! نادر ہے مَے آشامی تری پختگی ہائے کبابِ دل، ہوئی خامی تری ص۹۳

مَیِ اُلفت: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری مےِ اُلفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص۴۵۵

مے پرستاں: (۱) پنبۂ مینائے مَے رکھ لو تم اپنے کان میں مے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص۱۰۳

(۲) مے پرستاں! خُمِ مَے مُنہ سے لگائے ہی بنے ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص۲۰۹

مَے پرستی: (۱) دیکھیے ــ: بزمِ مے پرستی۔ (۲) وقتِ مَے پرستی۔

مَےِ تمثالِ پری: مَےِ تمثالِ پری نشۂ مینا آزاد — دلِ آئینہ طرب ساغرِ بختِ بیدار — ص۷

مَےِ تُند: سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے، لیکن — یہ مَیِ تند، نہیں موجِ خرامِ اظہار — ص۳

مَےِ جلوہ: دیکھیے: ارزانیِ مَیِ جلوہ۔

مَےِ ذات: دیکھیے: مستِ مَیِ ذات۔

مَےِ رنجِ خمار: دیکھیے: ساغرِ مَیِ رنجِ خمار۔

مَےِ صدا: دیکھیے: دُردِ مَیِ صدا۔

مَےِ عشرت: مَےِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے — لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی — ص۲۰۲

مَےِ کشیدن: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال — مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا — ص۴۴۵

مَےِ کیفیتِ ...: بہ ہنگامِ تصور ساغرِ زانو سے پیتا ہوں — مَیِ کیفیتِ خمیازہ ہاے صبحِ آغوشاں — ص۴۴۹

مَےِ گل رنگ: کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچے سے صد خُم مَیِ گل رنگ نکالوں — ص۶۰

مَےِ گل فام: (۱) جو کہ بخشے گا تجھ کو فرِّ فروغ — کیا نہ دے گا مجھے مَیِ گل فام؟ — ص۱۳۶

(۲) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے — یہ رنج کہ کم ہے مَیِ گل فام، بہت ہے — ص۴۴۵

مَےِ گل گوں: موسمِ گل میں مَیِ گل گوں حلالِ مَے کشاں — عقدِ وصلِ دُخترِ رَز، انگور کا ہر دانہ تھا — ص۲۵

مَےِ گلنار گوں: کہاں ہے ساقیِ مہ وَش؟ کہاں ہے ابرِ مطیر؟ — بیار: لا مَیِ گلنار گوں، ببار: برس — ص۲۶۴

مَےِ گوں: دیکھیے: آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں۔

مَےِ مرد افگنِ عشق: دیکھیے: حریفِ مَیِ مرد افگنِ عشق۔

مَےِ مشک بو: ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو — رکھ دیں چمن میں، بھر کے مَیِ مُشک بو کی ناند — ص۱۲۸

مَے وانگبیں: طاعت میں تا رہے نہ مے وانگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو — ص۱۹۷

مے و ساغر: دیکھیے: گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر۔

مے و نغمہ: اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں — ۱۸۷

میخانہ[۱]: (۱) بس کہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابانِ خراب — عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب — ص۳۱

۱۔ میخانہ : سترہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۲) لکھی یاروں کی بدمستی نے میخانے کی پامالی ہوئی قطرہ فشانی ہائے مَے بارانِ سنگ آخر ص۴۰

(۳) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس تو نبے بو دیجیے میخانے کی دیوار کے پاس ص۴۶

(۴) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے میخانے میں اسدؔ صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

(۵) رہا آباد عالم اہلِ ہمّت کے نہ ہونے سے بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، میخانہ خالی ہے ص۲۰۹

(۶) کہاں میخانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص۲۵۰

دیکھیے____: (۷) ابرِ میخانہ۔ (۸) بدستِ بشکنِ میخانہ۔ (۹) خاکِ درِ میخانہ۔ (۱۰) دروازۂ میخانہ۔

(۱۱) کیفیتِ میخانہ۔ (۱۲) گدائے کوچۂ میخانہ۔ (۱۳) گوشۂ میخانہ۔

میخانۂ جگر: میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بیداد فن ہنوز ص۱۷۱

میخانۂ جنوں: دیکھیے: وسعتِ میخانۂ جنوں۔

میخانۂ دریائے بے ساحل: جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ قطرے سے میخانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ ص۲۷

میخانۂ نیرنگ: دیکھیے: ساغرِ میخانۂ نیرنگ۔

میخانہ ہا: سیرِ ملکِ حُسن کر، میخانہ ہا نذرِ خمار چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج ص۳۵

میخوار[۱]: دیکھیے: بُتِ میخوار۔

میخواروں: کھول کر دروازہ میخانہ، بولا مَے فروش اب شکستِ توبہ میخواروں کو فتح الباب ہے ص۳۰۴

مَے فروش[۲]: دیکھیے: ''میخواروں''۔

میکدہ[۳]: (۱) ہر کفِ خاک: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور غنچے کے میکدے میں مستِ تامّل ہے بہار ص۳

(۲) خمارِ منّتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ دلِ گداختہ کے میکدے میں ساغر کھینچ ص۳۵

(۳) طلسمِ مستی دل آں سوے ہجومِ سرشک ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں ص۴۳

(۴) خشکیِ مَے نے تلف کی میکدے کی آبرو کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص۶۸

میخانہ ہا : ایک بار۔

۱۔ میخوار : ایک بار [مرکّب]۔

میخواروں : ایک بار۔

۲۔ مے فروش : ایک بار۔

۳۔ میکدہ : تیرہ بار [مفرد: نو بار، مرکّب: چار بار]۔

(۵) صومعے میں اِسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز میکدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے ص۱۲۲

(۶) میکدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار ص۱۳۲

(۷) بے خونِ دل، ہے چشم میں موجِ نگہ غبار یہ میکدہ خراب ہے مَے کے سراغ کا ص۱۵۰

(۸) جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص۱۹۷

(۹) میکدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست موے شیشہ، دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے ص۲۱۱

دیکھیے: (۱۰) رندانِ درِ میکدہ۔(۱۱) گلشن و میکدہ۔

میکدۂ بےخروش: دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست بزمِ خیال میکدۂ بے خروش ہے ص۲۳۰

میکدۂ وفاق: گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں میکدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک ص۲۹۶

میکش[۱]: خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں ص۱۸۴

میکشِ مضموں: میکشِ مضموں کو حُسنِ ربطِ خط کیا چاہیے لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے ص۹۵

میکشاں: (۱) نہ چھوڑو محفلِ عشرت میں جا اے میکشاں! خالی کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی ص۴۵۵

دیکھیے: (۲) حلالِ میکشاں۔(۳) کارِ میکشاں۔

مَے کشی[۲]: (۱) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مَے سے فروزاں کی ص۷۶

(۲) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ! تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے ص۲۰۸

(۳) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل بادہ غالبؔ ! عرقِ بید نہیں ص۲۱۹

دیکھیے: (۴) آلاتِ مے کشی۔(۵) آہنگِ مے کشی۔(۶) بزمِ مے کشی۔

مَے نوشاں[۳]: دیکھیے: خطِ جامِ مَے نوشاں۔

میانِ کہسار[۴]: بُت کدہ بہرِ پرستشگریِ قبلۂ ناز باندھے زُنّارِ رگِ سنگ میانِ کہسار ص۴

میدان[۵]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان آئے، یہ گوے اور یہ میدان! ص۳۰

۱۔ میکش : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
میکشاں : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
۲۔ مے کشی : پانچ بار [مرکّب: دوبار]۔
۳۔ مے نوشاں : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ میان : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ میدان : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

دیکھیے:(۲) مردِ میداں۔(۳) یک عربدہ میداں۔(۴) شیرافگنِ میدانِ قالی۔

میدانِ نزاع: دیکھیے: گردِ میدانِ نزاع۔

میدانِ ہوس: تجز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ حاصل؟ ہرچند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے ص۱۱۱

میر[1]: میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں ص۵۷

(۲) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ کہتے ہیں: اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا ص۱۵۹

[مزید دیکھیے: قولِ ناسخ]

میر آب[2] سرکارِ چمن: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ چشمِ دریا بار ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

میرزا جعفر[3]: (۱) ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید ص۱۲۹

(۲) خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر کہ جس کے دیکھے سے، سب کا ہوا ہے جی محظوظ ص۱۲۹

میرزا صاحب[4]: دل لگا کر آپ بھی غالبؔ مجھی سے ہوگئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے ص۲۱۴

میرزا یوسف[5]: دی مرے بھائی کو حق نے از سرِنو زندگی میرزا یوسفؔ، ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے ص۲۳۲

میرزائی[6]: دیکھیے: غرورِ میرزائی۔

میزانِ طبیعت[7]: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص۴۴۵

میزانِ عدل: دیکھیے: غفلت متاع کفۂ میزانِ عدل۔

میزبانِ[8] قیصر و جم: بزم میں میزبانِ قیصر و جم رزم میں اوستادِ رستم و سام ص۱۳۷

میسّر[9]: (۱) ہوا نہ غلبہ میسّر کبھی کسی پہ مجھے کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالبؔ ہے ص۱۲۹

(۲) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا ص۱۵۰

میکلوڈ[10]: جم رتبہ میکلوڈ بہادر، کہ وقتِ رزم تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام ص۲۸۲

[نیز دیکھیے: مِکلوڈ]۔

میلِ راہِ مژگاں: دیکھیے: طولِ میلِ راہِ مژگاں۔

۱۔ میرؔ : دوبار۔
۲۔ میر آب : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ میرزا جعفر : دوبار۔
۴۔ میرزا صاحب : ایک بار۔
۵۔ میرزا یوسف : ایک بار۔
۶۔ میرزائی : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ میزان : دوبار [مرکّب]۔
۸۔ میزبان : ایک بار [مرکّب]۔
۹۔ میسّر : دوبار۔
۱۰۔ میکلوڈ : ایک بار۔ ۱۱۔ میل (۱) : ایک بار۔

میلِ سرمہ[1]: نہیں ہے ضبط بجز مشاطگی ہائے غم آرائی | کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں ص۴۴۹

میلا[2]: شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ | آج عالم اور ہے بازار کا ص۲۷۴

میلوں: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل بجے | ہے جُوگ مایا اور دیبی ص۲۶۲

مینا[3]: (۱) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ | صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل ص۵۱

(۲) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری | موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

(۳) زِبس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا | رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا ص۴۴۷

دیکھیے___: (۴)_(۷) پنبۂ مینا [چار بار]۔ (۸) تارِ نگاہِ سوزنِ مینا۔ (۹) ریزۂ مینا۔ (۱۰)، (۱۱) زُنّارِ مینا [دو بار]۔ (۱۲)، (۱۳) ساغر و مینا [دو بار]۔ (۱۴)___(۱۶) گردنِ مینا [تین بار]۔ (۱۷) مغزِ پنبۂ مینا۔ (۱۸) نشۂ مینا آزاد۔ (۱۹) یک پنبۂ مینا۔

میناشکستگاں: برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے | مینا شکستگاں کو کہسار خوںبہا ہے ص۹۴

مینائے بے شراب: شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے | مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل ص۱۷۶

مینائے خالی: عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں | بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے ص۷۹

مینائے سروِ بوستاں: عبث ہے خطِ ساغر جلوہ طوقِ گردنِ قمری | مَیِ الفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی ص۴۵۵

مینائے مَے: (۱) عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید | مینائے مَے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص۱۹

(۲) مینائے مَے ہے سرو، نشاطِ بہار سے | بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

(۳) دیکھیے: پنبۂ مینائے مَے۔

مینائی: دیکھیے: (۱) دعوائے مینائی۔ (۲) روکشِ سطحِ چرخِ مینائی۔ (۳) محوِ نازِ مینائی۔

میوہ[4]: (۱) وہ چُرادے باغ سے میوہ، جسے | پھاند جانا یاد ہو دیوار کا [قادرنامہ]

(۲) ہے اصلِ تخمِ ہند سے، اور اِس زمین سے | پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور ص۲۶۳

میوہ ہائے تازۂ شیریں: وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ واہ! | وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

میہمان[5]: دلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت | بیچارہ چند روز کا یہاں میہمان ہے ص۴۷

میہمانی: یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ | کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی ص۱۰

۱۔ میل (۲): ایک بار۔
۲۔ میلا: ایک بار۔
میلوں: ایک بار۔
۳۔ مینا: چھتیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چوبیس بار]۔
۴۔ مینائی: تین بار [مرکّب]۔
۵۔ میوہ: دو بار۔
میوہ ہا: ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ میہمان: ایک بار۔
میہمانی: ایک بار۔

ن

نا آشنا[1]: (۱) خود پرستی سے رہے باہمدگر نا آشنا بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا ص۱۹

(۲) ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل نا آشنا ص۱۹

نا آفریدہ[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) عندلیبِ گلشنِ نا آفریدہ۔ (۲) گلشنِ نا آفریدہ۔

نا اُمید[3]: (۱) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے اُمید نا اُمید و تمنّا شکستہ دل ص۵۱

(۲) دیکھیے: دلِ نا اُمید۔

نا اُمید تر[4]: سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ نا اُمید تر، اُمیدوار تر ص۴۱

نا اُمیدواری[5]: گوشِ مہجورِ پیام و چشمِ محرومِ جمال ایک دل، تس پر یہ نا اُمیدواری، ہاے ہاے! ص۲۰۴

نا اُمیدی[6]: نا اُمیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا ص۱۴

(۲) یاس، آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے نا اُمیدی، ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ ص۴۷

(۳) یک درِ برروے رحمت بستہ دورِ شش جہت نا اُمیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے ص۱۰۱

(۴) منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید نا اُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے ص۲۲۳

(۵) سنبھلنے دے مجھے اے نا اُمیدی، کیا قیامت ہے! کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۵

دیکھیے ـــــ: (۶) اُمید و نا اُمیدی۔ (۷) طلسمِ نا اُمیدی۔ (۸) عروجِ نا اُمیدی۔ (۹) ہجومِ نا اُمیدی۔ (۱۰) ہمہ نا اُمیدی۔

۱۔ نا آشنا : دوبار۔
۲۔ نا آفریدہ : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ نا اُمید : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ نا اُمید تر : ایک بار۔
۵۔ نا اُمیدواری : ایک بار۔
۶۔ نا اُمیدی : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پانچ بار]۔

ناانصاف[۱]: دیکھیے: فلکِ ناانصاف۔

ناب[۲]: (۱)، (۲) دیکھیے: بادۂ ناب [دوبار]۔ (۳) بادہ ہاے نابِ گوارا۔ (۴) خونِ ناب۔ (۵) گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب۔

نابکار[۳]: دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں از رہِ بُغض — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ — ص ۲۷۹

نابینا[۴]: دیکھیے: پردہ ہاے چشمِ نابینا۔

ناپیدا[۵]: (۱) بہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا — نگیں میں، جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا — ص ۲۴

(۲) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں — توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے — ص ۸۶

(۳) درد ناپیدا و بیجا تُہمتِ وارستگی — پردہ دارِ یاوگی ہے وسعتِ مشرب مجھے — ص ۸۶

ناتمام[۶]: (۱) شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سُنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا — ص ۳۰

(۲) فکر اچھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کھلا — ص ۱۴۱

ناتمامی: (۱) ہرچند عمر گزری آزردگی میں، لیکن — ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی — ص ۷۵

(۲) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے — ص ۸۳

(۳) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں — ہم نہیں جلتے، نفس ہرچند آتش بار ہے — ص ۲۱۲

(۴) دیکھیے: داغِ ناتمامی۔

ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار: جلتا ہے دل، کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے — اے ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار، حیف! — ص ۱۷۵

ناتواں[۷]: (۱) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پاے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے — ص ۸۵

(۲) جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی — ص ۹۲

(۳) ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید، دستِ زیرِ پہلو ہے — ص ۹۸

(۴) ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے سب ناتواں مجھے — یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے — ص ۳۰۴

ناتوانائی[۸]: نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی — ص ۹۲

۱۔ ناانصاف : ایک بار [مرتّب]۔
۲۔ ناب : پانچ بار [مرتّب]۔
۳۔ نابکار : ایک بار۔
۴۔ نابینا : ایک بار [مرتّب]۔
۵۔ ناپیدا : تین بار۔
۶۔ ناتمام : دوبار۔ ناتمامی: پانچ بار [مرتّب: دوبار]۔
۷۔ ناتواں : چار بار۔
۸۔ ناتوانائی : ایک بار۔

ناتوانی[1]: ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا — ص ۱۴

(۲) دریغ اے ناتوانی! ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے — طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا — ص ۱۵

(۳) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں! — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال — ص ۵۲

(۴) ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سرسجدے میں، اے دستِ دعا! گم ہو — ص ۶۸

(۵) کماں ہم بھی رگ وپے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی — ص ۷۶

(۶) ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ — ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے — ص ۱۰۱

(۷) زخمِ دل پر باندھیے حلواے مغزِ اُستخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے — ص ۱۱۴

(۸) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا — ص ۱۴

(۹) مرگیا صدمۂ یک جُنبشِ لب سے غالبؔ — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰؑ نہ ہوا — ص ۱۴۴

(۱۰) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں — ص ۱۸۵

(۱۱) اُدھر وہ بدگمانی ہے، اِدھر یہ ناتوانی ہے — نہ پوچھا جائے ہے اُس سے، نہ بولا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۵

(۱۲) ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم — مفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر — ص ۴۴۷

دیکھیے ـــــ: (۱۳) سپاسِ ناتوانی۔ (۱۴) شہیدِ ناتوانی۔ (۱۵) فرطِ ناتوانی۔ فریبِ ناتوانی۔

ناتوانیِ شمع: غم اُس کو حسرتِ پروانہ کا ہے، اے شعلے! — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع — ص ۱۷۴

ناتوانی ہاے دل: دیکھیے: نازِ ناتوانی ہاے دل۔

ناج[2]: ہوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں — نہ وھاں آم پائیں، نہ انگور پائیں — ص ۲۶۴

ناچار[3]: (۱) جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو — روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے! — ص ۱۲۸

(۲) یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے — شرم سے پانی پانی ہونا ہے — ص ۱۳۰

(۳) تھک تھک کے ہر مقام پہ دوچار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں! — ص ۱۹۱

(۴) دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

ا۔ ناتوانی : سترہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: پانچ بار]۔
ناتوانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ناج : ایک بار۔
۳۔ ناچار : چھے بار۔

(۵) ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھائیے دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ ص۲۰۱

(۶) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت، اُٹھتی ہے صدا ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص۲۱۲

ناچیز[1]: دیکھیے: (۱) ذرّۂ ناچیز۔ (۲) ہراک ناچیز۔

ناحق[2]: (۱) پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ ص۱۵۹

(۲) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں مفت میں ناحق کٹا دیں گے کہیں ص۲۶۶

ناخدا[3]: دیکھیے: ستم وجورِ ناخدا۔

ناخداترس[4]: ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں ستمگر، ناخداترس، آشناکُش! ماجرا کیا ہے؟ ص۸۳

ناخریدہ[5]: دیکھیے: بندۂ بہ درمِ ناخریدہ۔

ناخن[6]: (۱) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نَو ہے ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں ص۶۰

(۲) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں! برانگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژوں ہے ص۱۱۱

(۳) کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال قوتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار ص۱۳۲

(۴) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا ص۱۵۵

(۵) دوست، غم خواری میں میری سعی فرماویں گے کیا؟ زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۶) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال ہوگیا گوشت سے ناخن کا جُدا ہوجانا ص۱۵۶

(۷) درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا ص۱۵۸

(۸) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد ص۱۶۶

(۹) پھر جگر کھودنے لگا ناخن آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے ص۲۲۳

دیکھیے ______: (۱۰) ذوقِ کاوشِ ناخن۔ (۱۱) سرِ ناخن۔

ناخنِ انگشت: بس کہ حیرت سے زِ پا اُفتادۂ زنہار ہے ناخنِ انگشت، تبخالِ لبِ بیمار ہے ص۸۳

ناخنِ انگشتِ خوباں: کاوشِ دُزدِ حنا، پوشیدہ افسوں ہے مجھے ناخنِ انگشتِ خوباں، نعلِ واژوں ہے مجھے ص۹۹

۱۔ ناچیز : دوبار [مرکّب]۔
۲۔ ناحق : دوبار۔
۳۔ ناخدا : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ناخداترس : ایک بار۔
۵۔ ناخریدہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ ناخن : ستائیس ۲۷ بار [مفرد: نو۹ بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

ناخنِ بُریدہ: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا — ص۲۲

(۲) وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ بُریدہ، ہے تیغِ صفاہانی مجھے — ص۸۶

ناخنِ پا: شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے — ص۹۶

ناخنِ تاویل: وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے — عقدۂ احکامِ پیغمبر کھلا — ص۱۳۹

ناخنِ تدبیر: (۱) یہاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر — جوہر طلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئنہ — ص۷۰

(۲) دیکھیے: بُنِ ناخنِ تدبیر۔

ناخنِ تیغِ بتاں: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے — ص۱۰۰

ناخنِ دخلِ عزیزاں: (۱) عیادت سے اسدؔ میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا — ص۲۷

(۲) ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن — پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث — ص۳۴

ناخنِ دستِ نگاریں: دیکھیے: محوِ ناخنِ دستِ نگاریں۔

ناخن زدن: مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں — ص۶۳

ناخنِ شمشیر: دیکھیے: نوکِ ناخنِ شمشیر۔

ناخنِ غم: وہاں ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا اسدؔ — ناخنِ غم یہاں سرِ تارِ نَفَس، مضراب تھا — ص۱۵

ناخنِ مطرب: دیکھیے: برگ ریزِ ناخنِ مطرب۔

ناخنکِ[۱] دیدہ ہائے اختر: اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو — ہلال، ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو — ص۶۷

ناخواندہ[۲]: دیکھیے: (۱) سبقِ ناخواندہ۔ (۲) ورقِ ناخواندہ۔

ناخوش[۳]: (۱) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے — ہے زلیخا خوش، کہ محوِ ماہِ کنعاں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۲) دیکھیے: خوش و ناخوش۔

ناداں[۴]: (۱) مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! — بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے — ص۱۱۳

(۲) ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں — مغرور نہ ہو ناداں! سر تا سرِ گیتی ہے — ص۱۱۵

۱۔ ناخنک : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ ناخواندہ : دوبار [مرکّب]۔

۳۔ ناخوش : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۴۔ ناداں : ساتؔ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔

(۳) فائدہ کیا، سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۴) ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اَور ص۱۷۱

دیکھیے ـــــ:(۵)،(۶) دلِ ناداں [دو بار]۔(۷) صیادِ ناداں۔

نادانی[1]: دیکھیے: ہمہ نادانی۔

نادانستہ[2]: گئے وہ دن کہ نادانستہ، غیروں کی وفاداری کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے ص۱۴۳

نادر[3]: (۱) اے خیالِ وصل! نادر ہے مئے آشامی تری پُختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری ص۹۳

(۲) دیکھیے: نسخۂ نادر۔

نادرست[4]: دیکھیے: مشلِ سازِ نادرست۔

نادمیدہ[5]: دیکھیے: آبلۂ نادمیدہ۔

نادیدہ[6]: دیکھیے: چشمِ غفلت نظرِ شبنم خورِ نادیدہ۔

نادیدہ صفت: دیکھیے: سپندِ شعلہ نادیدہ صفت۔

نار[7]: ملتی ہے خوئے یار سے نار، التہاب میں کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں ص۱۸۸

نارسا[8]: (۱) دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص۱۴۳

دیکھیے ـــــ: (۲) آہِ نارسا۔ (۳) اثر کمندیِ فریادِ نارسا۔ (۴) جنونِ نارسا۔ (۵) خجلت گدازیِ نفسِ نارسا۔ (۶) دستِ سعیِ نارسا۔ (۷) دماغِ نارسا۔ (۸) نالۂ نارسا۔

نارسائی: (۱) بس کہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہوگیا صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہوگیا ص۲۹

دیکھیے ـــــ: (۲) اضطرابِ نارسائی۔ (۳) شرمِ نارسائی [دو بار]۔

نارنج[9]: دیکھیے: ریشۂ نارنج صفت۔

۱۔ نادانی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نادانستہ : ایک بار۔
۳۔ نادر : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ نادرست : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نادمیدہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نادیدہ : دو بار [مرکّب]۔
۷۔ نار : ایک بار۔
۸۔ نارسا : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
نارسائی : چار بار [مرکّب: تین بار]۔
۹۔ نارنج : ایک بار [مرکّب]۔

ناز[1]

(۱) ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طورِ مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار — ص۴

(۲) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا؟ — کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا — ص۲۷

(۳) اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ — ص۷۲

(۴)،(۵) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر — اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام — ص۲۸۲

(۶) عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا — جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا — ص۱۵۳

(۷) وہ بھی دن ہو! کہ اُس ستمگر سے — ناز کھینچوں، بجائے حسرتِ ناز — ص۱۷۲

(۸) نہ اِتنا بُرّشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ — مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی — ص۲۰۲

(۹) لگدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی — مری طاقت، کہ ضامن تھی بُتوں کے ناز اُٹھانے کی — ص۲۰۳

(۱۰) نقش کو اُس کے مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! — کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کِھنچتا جائے ہے — ص۲۲۲

(۱۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں، کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص۲۳۳

دیکھیے ___: (۱۲) آبِ تیغِ ناز۔ (۱۳) آئینۂ ناز۔ (۱۴) آئینۂ ناز۔ (۱۵) اک ادائے ناز۔ (۱۶) التفاتِ ناز۔ (۱۷) انجمنِ ناز۔ (۱۸) بزمِ ناز۔ (۱۹) بزمِ ناز۔ (۲۰) بسملۂ مصحفِ ناز۔ (۲۰)،(۲۱) بہارِ ناز [دوبار]۔ (۲۲) پر پروازِ زلفِ ناز۔ (۲۳) پرستش گریِ قبلۂ ناز۔ (۲۴) پروازِ شوقِ ناز۔ (۲۵) پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز۔ (۲۶) پوشیدہ چشمی ہائے ناز۔ (۲۷) تمثالِ ناز۔ (۲۸) تیغِ ناز۔ (۲۹) جُراتِ ناز۔ (۳۰) جگر تشنۂ ناز۔ (۳۱) چشمِ مستِ ناز۔ (۳۲) چشمکِ نگہِ ناز۔ (۳۳) حسرتِ ناز۔ (۳۴) حقِ ودیعتِ ناز۔ (۳۵) حیرت کدۂ شوخیِ ناز۔ (۳۶) خرامِ ناز۔ (۳۷) خلشِ غمزہ ہائے ناز۔ (۳۸) خلوتِ ناز۔ (۳۹) درِ عدالتِ ناز۔ (۴۰) دماغِ ناز۔ (۴۱) رندِ تمام ناز۔ (۴۲) ریزش ہائے استقبالِ ناز۔ (۴۳) خمِ تیغِ ناز۔ (۴۴) سبقِ ناز۔ (۴۵)،(۴۶) سراپا ناز [دوبار]۔ (۴۷) سلسلۂ ناز۔ (۴۸) سلسلۂ وحشتِ ناز۔ (۴۹) سوارِ سمندِ ناز۔ (۵۰) شگفتنِ گل ہائے ناز۔ (۵۱) طلبِ مستیِ ناز۔ (۵۲) طلسمِ ناز۔ (۵۳) طومارِ ناز۔ (۵۴) عرضِ ناز۔ (۵۵) عزمِ ناز۔ (۵۶) غرورِ عزّ و ناز۔ (۵۷) فرشِ رہِ ناز۔ (۵۸) فرقِ ناز۔ (۵۹) فسونِ نگہِ ناز۔ (۶۰) گرمِ خرامِ ناز۔ (۶۱) لذّتِ ایجادِ ناز۔ (۶۲) محوِ

ا۔ ناز : ایک سو بائیس بار
[مفرد: گیارہ بار، مرکّب: ایک سو گیارہ بار]۔

نازہا : ایک بار [مرکّب]۔

نازاں : ایک بار۔

خوابِ ناز۔(۶۳) مدحِ ناز۔(۶۴) مسند نشینِ بارگاہِ ناز۔(۶۵)،(۶۶) مشقِ ناز [دوبار]۔(۶۷) مشقِ جرأتِ
ناز۔(۶۸) ناوکِ ناز۔(۶۹) نشاں دارِ ناز۔(۷۰) نصیبِ نگہِ معنیِ ناز۔(۷۱)،(۷۲)،(۷۳) نگاہِ ناز [تین
بار]۔(۷۴)،(۷۵) نگاہِ بے حجابِ ناز [دوبار]۔(۷۶)،(۷۷) نگہِ ناز [دوبار]۔(۷۸) نو بہارِ ناز۔
(۷۹) وہمِ ناز۔(۸۰) ہوائے جلوۂ ناز۔(۸۱) ہوائے خرامِ ناز۔

نازِ بُتِ طنّاز: دیکھیے: نقشِ نازِ بُتِ طنّاز۔

نازبردارِ غرورِ نشۂ صہبا: زبس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ درمینا ص۴۴۷

نازِ بستر: تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل! کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ ص۱۶۵

نازِ بسیار: دیکھیے: خطِ نازِ بسیار۔

نازِ بہار: گل سر بسر اشارۂ جَیبِ دریدہ ہے نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے ص۱۰۶

نازِ بے پروائیِ قاتل: دیکھیے: خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل۔

نازپروردۂ بہار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم نازپروردۂ بہار ہے آم ص۱۳۱

نازپروردۂ صد رنگ تمنّا: ناز پروردۂ صد رنگ تمنّا ہوں، ولے پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار ص۶

نازِ پروِیں: دیکھیے: آئینۂ نازِ پروِیں۔

نازِ توکّل: دیکھیے: آئینۂ نازِ توکّل۔

نازِ جلوہ: دیکھیے: گل فشانی ہائے نازِ جلوہ۔

نازِ جلوہ پیرائی: دیکھیے: تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی۔

نازِ خود بینی: نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تابِ آئینے پر ص۴۰

(۲) ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی تکلّف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے ص۷۷

نازِ ربطِ مژگاں: دیکھیے: خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں۔

نازِ رفتن ہا: (۱،۲) عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے ص۸۷

نازِ زخمِ دل: دیکھیے: سامانِ نازِ زخمِ دل۔

نازِ زمیں: دیکھیے: خمِ شدۂ نازِ زمیں۔

نازِ سجدۂ عرضِ نیاز: اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث ص ۳۴

نازِ سُنبلستانی: دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث یک شبہ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث ص ۳۳

نازِ سوختن: دیکھیے: جلوۂ نازِ سوختن۔

نازِ شوخیِ دنداں: دیکھیے: عرضِ نازِ شوخیِ دنداں۔

نازِ شوخیِ عنواں: ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھایئے ص ۷۴

نازِ شہادت: عشقِ تر سا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ کہ کُلہِ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص ۲۸

نازکشِ منتِ طبیباں: فغاں کہ بہرِ شفائے حصولِ ناشدنی دماغ نازکشِ منتِ طبیباں ہے ص ۱۰۲

نازِ کُشتۂ جاں بخشیِ خوباں: بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں خضرؔ کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا ص ۲۲

نازِ گراں مایگیِ اشک: تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے ص ۲۳۴

نازِ گل: دیکھیے: کُلاہِ نازِ گل۔

نازِ گُل رُخاں: دیکھیے: خوابِ نازِ گل رُخاں۔

نازِ لطفِ عشق: نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی، عبث رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث ص ۳۴

نازِ مسجد و بت خانہ: تاچند نازِ مسجد و بُت خانہ کھینچیے جوں شمع دل بہ خلوتِ جانا نہ کھینچیے ص ۱۰۵

نازِ مشتاقی: دیکھیے: عرضِ نازِ مشتاقی۔

نازِ مفلساں: ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز ص ۱۷۱

نازِ مینائی: دیکھیے: محوِ نازِ مینائی۔

نازِ ناتوانی ہائے دل: عرضِ وحشت پر ہے نازِ ناتوانی ہائے دل شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے ص ۱۰۷

نازِ نسیمِ عشق: دیکھیے: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔

ناز و ادا: دل اُس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا ص ۱۳۸

نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ: بے دل نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ جوں بوئے غنچہ یک نفسِ آرمیدہ کھینچ ص ۳۶

ناز وغمزہ: مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر ص۱۶۹

ناز و نیاز: دیکھیے: جامِ دوجہاں ناز و نیاز۔

ناز ہائے التفاتِ اوّلیں: یاد رکھیے ناز ہائے التفاتِ اوّلیں آشیانِ طائرِ رنگِ حنا ہوجایئے ص۸۸

نازاں: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے ص۲۴۵

نازشِ[1] اربابِ عجز: دیکھیے: ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز۔

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی: نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں! پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا ص۱۴۵

نازشِ دودمانِ آب وہوا: رونقِ کارگاہِ برگ و نوا نازشِ دودمانِ آب و ہوا ص۱۳۱

نازشِ مژگاں: جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار ص۱۳۳

نازشِ ہم چشمیِ ساغر: دیکھیے: حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔

نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں: کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں تیرا بیمار، بُرا کیا ہے گر اچّھا نہ ہوا ص۱۶۲

نازک[2]: (۱) ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز ص۴۳

(۲) زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو ص۶۸

(۳) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۴) ہوکے عاشق، وہ پری رخ اور نازک بن گیا رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے ص۲۲۲

(۵) بن گیا سبحہ وہ زنار، خدا خیر کرے! وہ جو نازک ہے کمر، اُس پہ بہت دل آئے ص۳۱۲

(۳) دیکھیے ___: (۶) ہیم طبعِ نازکِ خوباں۔ (۷) تنِ نازک۔ (۸) دلِ نازک۔ (۹) فسانِ تیغِ نازک۔ (۱۰) لبِ نازک۔

نازک بدن : دیکھیے: بُتِ نازک بدن۔

نازک تر: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو ناکردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

۱۔ نازش : چھے بار (مرکّب)۔ ۲۔ نازک : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: نو بار]۔

(۲) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ یک پردہ نازک تر دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو ص۶۸

نازک خیالی: دیکھیے: تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی۔

نازکی[۱]: تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا ص۱۶۰

نازکیِ طبعِ آرزو: اسدؔ! بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف کہ ایک وہم ضعیف و غمِ دوعالم ہے ص۱۰۲

نازکیِ وحشتِ شکیبائی: بہ چشم در شدہ مژگاں، ہے جوہرِ رگِ خواب نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی ص۱۱۰

نازنیں[۲]: وہ سبزہ زار ہائے مطرّا، کہ ہے غضب وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے! ص۱۲۳

ناساز[۳]: دیکھیے: (۱) بختِ ناساز۔ (۲) سازِ طالعِ ناساز۔

ناسازگاری[۴]: زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

ناسازیِ[۵] دوا: دیکھیے: مصیبتِ ناسازیِ دوا۔

ناسازیِ نصیب: ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے اُمید نااُمید و تمنا شکستہ دل ص۵۱

ناسپاسی[۶]: اسدؔ! شکوہ کفر و دعا ناسپاسی ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم ص۵۵

ناسخ[۷]: غالبؔ! اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قولِ ناسخؔ ''آپ بے بہرہ ہے، جو معتقدِ میرؔ نہیں'' ص۱۸۲

ناسزا[۸]: (۱)، (۲) جو مدّعی بنے، اُس کے نہ مدّعی بنیے جو ناسزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے ص۳۲۸

(۳) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۴) اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں سمجھیں تو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں ص۳۱۳

ناسوختہ[۹]: دیکھیے: دلِ ناسوختہ۔

ناسور[۱۰]: (۱) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں ص۱۸۵

(۲) دیکھیے: چشمِ صد ناسور۔ (۳) در پردۂ ناسو۔

۱۔ نازکی : تین بار [مرتّب: دو بار]۔
۲۔ نازنیں : ایک بار۔
۳۔ ناساز : دو بار [مرتّب]۔
۴۔ ناسازگاری : ایک بار۔
۵۔ ناسازی : دو بار [مرتّب]۔
۶۔ ناسپاسی : ایک بار۔
۷۔ ناسخ : ایک بار [مرتّب]۔
۸۔ ناسزا : چار بار۔
۹۔ ناسوختہ : ایک بار [مرتّب]۔
۱۰۔ ناسور : چار بار [مرتّب: تین بار]۔

ناسورِ چشمِ تعزیت: تڑپ کر مرگیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر ص۴۰

ناشدنی[1]: فغاں! کہ بہرِ شفاے حصولِ ناشدنی دماغ نازکشِ منّتِ طبیباں ہے ص۱۰۲

ناشکیبی[2]: دیکھیے: عرضِ ناشکیبی۔

ناشگفتہ[3]: دیکھیے: غنچۂ ناشگفتہ۔

ناشناس[4]: دیکھیے: حق ناشناس۔

ناشنیدہ[5]: ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ ہوں میں کلامِ نغز، و لے ناشنیدہ ہوں ص۲۹۹

ناصح[6]: (۱) گر کیا ناصح نے ہم کو قید: اچھا، یوں سہی یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۲) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح؟ کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا ص۱۶۰

(۳) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ، کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر ص۱۶۷

دیکھیے:۔ (۴) حضرتِ ناصح۔ (۵) شورِ پندِ ناصح۔

ناصحِ بے صرفہ گو: پنبۂ مینائے مَے رکھ لو تم اپنے کان میں مَے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص۱۰۳

ناصحِ دانا: دیکھیے: سخنِ ناصحِ دانا۔

ناصحانِ عزیز: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں ص۶۰

ناصیہ سا[7]: (۱) کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام ص۱۳۷

(۲) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال آستاں پر ترے، مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص۲۴۱

ناصیہ فرسا: مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور ص۱۷۰

ناصیۂ عرش: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص۱۳۵

ناصیۂ قلزم و نیل: دیکھیے: داغ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل۔

۱۔ ناشدنی : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ ناشکیبی : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ ناشگفتہ : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ ناشناس : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ ناشنیدہ : ایک بار۔

۶۔ ناصح : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

ناصحاں : ایک بار [مرکّب]۔

۷۔ ناصیہ : پانچ بار [مرکّب]۔

ناطق[۱]: دیکھیے: حکمِ ناطق۔

ناطقہ[۲]: خامہ انگشت بہ دنداں کہ اِسے کیا لکھیے ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

ناعاقبت[۳] اندیش: دیکھیے: دلِ ناعاقبت اندیش۔

ناف[۴] زمین: مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان ناف زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے ص۲۰۵

نافِ غزال: دیکھیے: نافِ زمین۔

نافہ[۵]: (۱) حجرالاسودِ دیوارِ حرم کیجیے فرض نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے ص۱۲۲ [چکنی ڈلی کے لیے]

(۲) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے نافہ دماغ آہوے مشکِ تتار ہے ص۲۱۷

(۳) دیکھیے: مشکِ نافہ۔

ناقابلی[۶]: خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے ص۹۱

ناقص[۷]: دیکھیے: امتیازِ ناقص و کامل۔

ناقوس[۸]: (۱) کُفر ہے، غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا راہِ صحراے حرم میں ہے جرس ناقوس و بس ص۴۶

(۲) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام ص۱۳۷

دیکھیے ـــــــ: (۳) نالۂ ناقوس۔ (۴) یک نالۂ ناقوس۔

ناقوسی: بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بُت خانۂ چیں کا ص۲۸

ناقہ[۹]: دیکھیے: زمامِ ناقہ۔

ناقۂ سلمٰا: دیکھیے: نقشِ پَیِ ناقۂ سلمٰا۔

ناک[۱۰]: محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے کہ موجِ بوے گُل سے ناک میں آتا ہے دم میرا ص۱۳۶

۱۔ ناطق : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ناطقہ : ایک بار۔
۳۔ ناعاقبت اندیش: ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ناف : دوبار [مرکّب]۔
۵۔ نافہ : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ ناقابلی : ایک بار۔
۷۔ ناقص : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ ناقوس : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔
ناقوسی : ایک بار۔
۹۔ ناقہ : دوبار [مرکّب]۔ ۱۰۔ ناک : ایک بار۔

ناکام[1]: (۱) صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ حسرت میں رہے ایک بتِ عربدہ جو کی ص۲۲۸

(۲) دیکھیے: دلِ ناکام۔

ناکامی: (۱) بس کہ ہے عبرت، ادیبِ یادگی ہائے ہوس میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری ص۹۳

(۲) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے ص۲۱۳

ناکامیِ نگاہ: ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی ص۲۱۵

ناکردگاں: اے بہ ضبطِ حال خو ناکردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

ناکردہ[2]: ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد یارب! اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے ص۲۱۹

ناکسی[3]: (۱) سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا ناکسی، آئنۂ نازِ توکّل تا چند؟ ص۳۹

(۲) دیکھیے: شرمِ ناکسی۔

ناکشیدہ[4]: دیکھیے: یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔

ناگاہ[5]: (۱) ہند سے پہلے سات سات کے دو دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی ص۲۶۲

(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لمبر رہا نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص۲۸۲

ناگزیرِ[6] اُلفتِ ہستی: سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا ص۱۴۸

ناگزیرِ عقدہ پیرائی: اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلّ مشکل ہا ص۲۳

ناگوار[7]: (۱) ہے جُنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں ص۶۱

(۲) دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے ص۱۰۶

ناگوارا[8]: ناگوار ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں ص۵۷

(۲) زِ بس جُز حُسن، منت ناگوارا ہے طبیعت پر کُشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ص۸۹

۱۔ ناکام : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
ناکامی : تین بار [مرتّب: ایک بار)۔
۲۔ ناکردہ : ایک بار۔
ناکردگاں : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ ناکسی : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔
۴۔ ناکشیدہ : ایک بار [مرتّب]۔
۵۔ ناگاہ : دوبار۔
۶۔ ناگزیر : دوبار [مرتّب]۔
۷۔ ناگوار : دوبار۔
۸۔ ناگوارا : دوبار۔

ناگواراتر[1]: ہم نشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری ص۹۳

ناگہ[2]: زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۴۳۶

ناگہاں[3]: ناگہاں اِس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا دل، کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذّت یاب تھا ص۱۴۵

(۲) ناگہاں یاد آ گئی ہے مجھ کو یارب کب کی بات! کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات ص۲۹۱

(۳) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب اگرچہ زانوے نَل پر رکھے دمن تکیہ ص۳۰۴

(۴) دیکھیے: مرگِ ناگہاں۔

ناگہانی[4]: دیکھیے: (۱)، (۲) مرگِ ناگہانی [دوبار]۔

ناگیرائیِ مژگاں: دیکھیے: حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں۔

نالِ[5] خامہ: سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت نہ پوچھ نالِ خامہ، خارِ خارِ خاطرِ آغاز ہے ص۸۲

نالِ قلم: (۱) کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم، موے دماغ کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں ص۸

(۲) دیکھیے: جُنبشِ نالِ قلم۔

نالاں[6]: نالاں ہو اسدؔ تو بھی سرِ راہ گزر پر کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو ص۴۵۰

(۲) جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۴۵۳

(۳) دیکھیے: دلِ نالاں۔

نالہ[8]: (۱) توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ شغلِ تسکیں ص۷

(۲) جنوں گرم انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

(۳) شب کہ دل زخمیِ عرضِ دوجہاں تیر آیا نالہ برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا ص۲۷

(۴) اسدؔ! اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تاچند حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا ص۲۸

۱۔ ناگواراتر : ایک بار۔
۲۔ ناگہ : ایک بار۔
۳۔ ناگہاں : چار بار [مرکّب: ایک بار)۔
۴۔ ناگہانی : دوبار [مرکّب]۔
۵۔ ناگیرائی : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نال : دوبار [مرکّب]۔
۷۔ نالاں : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۸۔ نالہ : پچانوے بار [مفرد: اُنتالیس بار مرکّب: چھپّن بار]۔
نالوں : ایک بار۔
نالہ ہا : چار بار۔ نالے : چار بار۔

(۵) نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم! شرح برخود غلطی ہاے عزیزاں تاچند ص۳۹

(۶) نے کوچۂ رسوائی و زنجیرِ پریشاں اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں؟ ص۶۰

(۷) بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم! ص۱۷۷

(۸) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جُرات ہوں اسدؔ کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی ص۹۱

(۹) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی ص۹۱

(۱۰) خدایا! خوں ہوں رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص۹۲

(۱۱) وحشت نہ کھینچ قاتل، حیرت نفس ہے بسمل جب نالہ خوں ہو غافل، تاثیر کیا بلا ہے! ص۹۴

(۱۲) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے ص۹۹

(۱۳) نالہ خونیں ورق و دل گلِ مضمونِ شفق چمن آرائے نَفَس وحشتِ تنہائی ہے ص۱۰۴

(۱۴) ہوش اے ہرزہ درا! تُہمتِ بیدردی چند؟ نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۱۵) شکستِ سازِ خیال آں سوے گریۂ غم ہنوز نالہ پر افشانِ ذوقِ رعنائی ص۱۱۰

(۱۶) دوستدارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص۱۴۳

(۱۷) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا ص۱۵۴

(۱۸) دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا نالہ کرتا تھا، ولے طالب تاثیر بھی تھا ص۱۵۹

(۱۹) سینے کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا ص۱۶۴

(۲۰) غلطی ہاے مضامیں مت پوچھ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۲۱) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص۱۸۲

(۲۲) نالہ جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں ہے تقاضاے جفا، شکوۂ بیداد نہیں ص۱۸۶

(۲۳) دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے اَور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟ ص۱۸۷

(۲۴)، (۲۵) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ۱۸۹

(۲۶) نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی ص۲۰۴

(۲۷) وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر یھاں نالے کو اور اُلٹا دعواے رسائی ہے ص۲۱۰

(۲۸) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص۲۱۲

(۲۹) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴

(۳۰) نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳۱) قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ اے نالہ! نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

(۳۲) مری ہستی، فضاے حیرت آبادِ تمنّا ہے جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے ص۲۲۰

(۳۳) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جایئے دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے ص۲۲۰

(۳۴) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے! واہ واہ! نغمہ ہو جاتا ہے وھاں گر نالہ میرا جائے ہے ص۲۲۱

(۳۵) پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے ص۲۲۷

(۳۶) فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے نالہ پابندِ نَے نہیں ہے ص۲۲۸

(۳۷) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے ص۲۳۰

(۳۸) جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۲۵۳

(۳۹) اے تسلّی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے ص۸۳

دیکھیے ــــ: (۴۰) آہنگ عدمِ نالہ۔ (۴۱) اجزاے نالہ۔ (۴۲) بہارِ نالہ۔ (۴۳) پرورشِ نالہ۔ (۴۴) تپشِ نالہ۔ (۴۵) رازِ نالہ۔ (۴۶) رخصتِ نالہ۔ (۴۷) رہِ نالہ۔ (۴۸) سُراغِ تفِ نالہ۔ (۴۹) صد نالہ اسدؔ۔ (۵۰) صرفِ مشقِ نالہ۔ (۵۱) غبارِ نالہ۔ (۵۲) فکرِ نالہ۔ (۵۳) کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ۔ (۵۴) گدازِ نالہ۔ (۵۵) نذرِ خراشِ نالہ۔ (۵۶) وحشتِ نالہ۔ (۵۷) ہجومِ نالہ۔ (۵۸) یادگارِ نالہ۔ (۵۹) یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ۔ (۶۰) یک نالہ۔

نالہ طلبگار: داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز ص۴۳

نالہ فرسا: اگر وہ سروقد گرمِ خرامِ ناز آجاوے کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو ص۱۹۴

نالہ فرسائی: (۱) ڈوبی صد رنگ نالہ فرسائی ڈوبی صدگونہ اشک باری ہے ص۲۲۴

(۴) دیکھیے: سعیِ نالہ فرسائی۔

نالہ ہا: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند دلِ ناسوختہ، آتش کدۂ صد تب تھا ص۲۴

نالہ ہاے بلبلِ زار: بجا ہے، گر نہ سنے نالہ ہاے بلبلِ زار کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص۲۱۳

نالہ ہاے زار: ڈر نالہ ہاے زار سے میرے، خدا کو مان آخر نواے مُرغِ گرفتار بھی نہیں ص۱۸۴

دیکھیے: (۱) سرگرمِ نالہ ہاے شرر بار۔ (۲) گرمِ نالہ ہاے شرر بار۔

نالۂ اسدؔ: ہر نالۂ اسدؔ، ہے مضمونِ داد خواہی یعنی سخن کو کاغذ، احرامِ مدعا ہے ص۹۵

نالۂ بلبل: (۱) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے! نالۂ بلبل بہ گوشِ دل شنیدن منع ہے ص۱۱۳

(۲) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص۴۴

(۳) مجھ کو ارزانی رہے! تجھ کو مبارک ہو جیو! نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک ص۱۷۵

(۴) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟ پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے ص۲۲۹

(۵) دیکھیے: خرابِ نالۂ بلبل۔

نالۂ بیباک: یھاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے جادہ تا کہسار، موے چینیِ افلاک ہے ص۱۰۶

نالۂ بیدرد: حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے غفلت بنی راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرس افسانہ تھا ص۲۵

نالۂ بیمارِ بدخو: اسدؔ تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے ص۹۸

نالۂ دل: (۱) یادِ روزے کہ نَفَس سلسلۂ یارب تھا نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا ص۲۴

(۲) بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا ص۱۴۴

(۳) نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص۱۴۵

(۴) نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص۱۴۷

(۵) دیکھیے: طوفانِ نالۂ دل۔

نالۂ دل ہاے حزیں: دیکھیے: اثرِ نالۂ دل ہاے حزیں۔

نالۂ رنجور: (۱) وھاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی، اور اسدؔ یھاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے ص۹۳

	(۲) حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں	نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے	ص ۹۳
نالۂ زار:	تھا سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد	سازہا مفتِ بریشم کدۂ نالۂ زار	ص ۶
نالۂ زنجیر:	رامشگرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر	عیشِ ابد، از خویش بروں تاختنی ہے	ص ۱۱۱
نالۂ زنجیرِ مجنوں:	سُنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز	نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے	ص ۸۷
نالۂ کشیدہ:	ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو	گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں	ص ۲۹۹
نالۂ لبِ خونیں نواے گل:	جو تھا، سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا	اے واے! نالۂ لبِ خونیں نواے گل	ص ۱۷۶
نالۂ محشر عناں:	گریۂ طوفان رکاب، نالۂ محشر عناں	بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے	ص ۹۹
نالۂ مرغِ اسیر:	نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر	رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے	ص ۸۲
نالۂ مرغِ سحر:	رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں	نالۂ مرغِ سحر، تیغِ دودم ہے ہم کو	ص ۱۹۵
نالۂ موزوں:	تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول	اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں	ص ۶۱
نالۂ نارسا:	وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اِس قدر نہیں	رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ	ص ۴۷
نالۂ ناقوس:	(۱) اسدؔ کو بُت پرستی سے غرض دردآشنائی ہے	نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا	ص ۲۳
	(۲) دیکھیے: یک نالۂ ناقوس۔		
نالۂ نَے:	دیکھیے: مصراعِ نالۂ نَے۔		
نالوں:	نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو	لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا	ص ۱۵۶
نالے:	(۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ سازِ نادرست	کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ، دل	ص ۵۳
	(۲) پاتے نہیں جب راہ، تو چڑھ جاتے ہیں نالے	رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور	ص ۱۷۰
	(۳) میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھُل گیا	بلبلیں، سُن کر مرے نالے، غزل خواں ہوگئیں	ص ۱۹۲
	(۴) نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے	جو وہاں نہ کھچ سکے، سو وہ یہاں آ کے دم ہوئے	ص ۲۲۷
نام[۱]:	(۱) درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے	وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا	ص ۱۸

۱۔ نام: تینتالیس بار [مفرد: بتّیس بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۲) بہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا — نگیں میں، جوں شرارِ سنگ، ناپیدا ہے نام اُس کا — ص ۲۴

(۳) بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا — ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا — ص ۳۰

(۴) گو نَفَس وجہِ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے — ص ۹۹

(۵) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے — ص ۱۲۸

(۶) آتشِ گُل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام — ص ۱۳۱ [آم کے لیے]

(۷) ہاں مہِ نَو! سُنیں ہم اُس کا نام — جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام — ص ۱۳۵

(۸) چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصہ آئے — کیوں رکھوں ورنہ غالبؔ اپنا نام — ص ۱۳۷

(۹) مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز — ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام — ص ۱۳۸

(۱۰) پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام — اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھُلا — ص ۱۳۹

(۱۱) بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِّ پایۂ منبر کھُلا — ص ۱۴۰

(۱۲) ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — دفترِ مدحِ جہاں داور کھُلا — ص ۱۴۱

(۱۳) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام — ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا — ص ۱۵۹

(۱۴) نام کا میرے ہے، جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا — کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا — ص ۱۶۲

(۱۵) کام اُس سے آپڑا ہے، کہ جس کا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام، ستمگر کہے بغیر — ص ۱۶۹

(۱۶) ہمارے ذہن میں اِس فکر کا ہے نام وصال — کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں؟ ہو تو کیوں کر ہو — ص ۱۹۸

(۱۷) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں — ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ: جاؤں کدھر کو میں؟ — ص ۱۹۰

(۱۸) زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا! — کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے — ص ۲۳۶

(۱۹) شکوے کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے — یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے تو گِلا ہوتا ہے — ص ۲۴۰

(۲۰) جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور — جُز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے — ص ۲۴۸

(۲۱) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے — ص ۲۴۹

(۲۲) خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے — ص ۲۵۰

(۲۳) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا — مگر ہاں نام کو اورنگ زیبی ص۲۶۲

(۲۴) تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام ص۲۶۳

(۲۵) گڑگانویں کی ہے جتنی رعیت، وہ یکقلم — عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی ص۲۶۳

(۲۶) تین نشروں سے کام کیا نکلے — اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ص۲۶۷

(۲۷) نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور — ہیہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور ص۲۷۶

(۲۸) گرہ کا نام لیا، پر نہ کرسکا کچھ بات — زباں تک آکے ہوئی اُور اُستوار گرہ ص۲۷۹

(۲۹) وھاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم — کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں ص۲۸۰

(۳۰) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام ص۲۸۲

(۳۱) عزّت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بنا — عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام ص۲۸۲

(۳۲) خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور — بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالبؔ ہے جس کا نام ص۲۸۳

دیکھیے: (۳۳) اہلِ نام۔ (۳۴) بے ننگ و نام۔ (۳۵) نسبتِ نام۔

نامِ شاہد: دیکھیے: نگینِ نامِ شاہد۔

نامِ شاہنشہِ بلندمقام: تو نہیں جانتا، تو مجھ سے سُن — نامِ شاہنشہِ بلند مقام ص۱۳۷

نامِ صاحبِ‌خانہ: ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص۱۳

نامِ نامی: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر منبر — نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش نگیں ص۱۳۵

نامِ نکو: دیکھیے: آتش زنِ نامِ نکو۔

نامِ والاے علی: اسدؔ، گر نامِ والاے علی تعویذِ بازو ہو — غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے ص۸۳

نام ونشاں: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا — بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص۳۵۱

نام ونگیں: ہیں نام و نگیں کمیں گہِ نقبِ شعور — یہ چُور پڑا ہے خانۂ خاتم میں ص۱۱۸

نام آور[1]: دیکھیے: خاقانِ نام آور۔

---

[1] نام آور : ایک بار [مرتّب]۔

نام آوری: گریے سے بندِ محبّت میں ہوئی نام آوری لخت لختِ دل، نگینِ خانۂ زنجیر ہے ص۹۵

نامحرمِ[1] آگاہیِ دیدارِ خوباں: چمن نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے سحر گل ہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں ص۶۴

نامحسوس[2]: آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں ص۶۵

نامِ خدا[3]: دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ؟ اُس کی ہر بات پہ ہم 'نامِ خدا' کہتے ہیں ص۱۸۸

نامدار[4]: دیکھیے: خسروِ نامدار۔

نامراد[5]: علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں ص۱۹۲

نامرادِ جلوہ: نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

نامراد دل: میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں؟ مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے ص۲۰۶

نامرد[6]: اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے ص۷۹

نامور[7]: دیکھیے: (۱) آقائے نامور۔ (۲) امیرِ نامور۔

ناموس[8]: دیکھیے: (۱) غارت گرِ ناموس۔ (۲) خلوت فروزِ مجلسِ ناموس۔

ناموسِ پیانِ محبّت: خاک میں ناموسِ پیانِ محبّت مل گئی؟ اُٹھ گئی دنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

ناموسِ دوعالم: جلوہ پرواز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دوعالم کی امیں ص۱۳۴

ناموسِ وفا: (۱) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے ص۸۹

(۲) دیکھیے: پاسِ ناموسِ وفا۔

نامہ[9]: (۱) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر نامہ عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں ص۸

(۲) مُہر بجائے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۷

نام آوری : ایک بار۔
۱۔ نامحرم : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نامحسوس : ایک بار۔
۳۔ نامِ خدا : ایک بار۔
۴۔ نامدار : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نامراد : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۶۔ نامرد : ایک بار۔
۷۔ نامور : دو بار [مرکّب]۔
۸۔ ناموس : چھے بار [مرکّب]۔
۹۔ نامہ : چونتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: ستائیس بار]۔
نامہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) سرِ خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص۲۸

(۴) نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف! رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف! ص۲۹

(۵) ہے صریرِ خامہ، ریزشِ ہائے استقبالِ ناز نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے ص۸۲

(۶) نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا ص۱۳۰

(۷) نہ دے نامے کو اِتنا طول، غالبؔ مختصر لکھ دے کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا ص۱۴۶

(۸) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا ص۱۶۱

دیکھیے: (۹) تپش نامۂ تمنا۔ (۱۰) صفحۂ نامہ۔ (۱۱) طرب نامہ۔ (۱۲) فریب نامۂ موجِ سراب۔ (۱۳) مُہرِ نامہ۔

(۱۴) مُہرِ نوازش نامہ۔ (۱۵) نسب نامہ [مزید دیکھیے: سرنامہ]۔

نامہ بر: (۱) طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی ص۴۴

(۲) دیکھیے: نامہ ۸۔

(۳) ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟ یارب، اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا! ص۱۶۱

(۴) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

(۵) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے ص۲۲۷

(۶) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم! میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے ص۲۳۶

(۷) دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر کچھ تو پیغامِ زبانی اَور ہے ص۲۳۷

(۸) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے ص۲۴۷

(۹) گیا جو نامہ بر، وہاں سے بہ رنگِ باختہ آیا خطوطِ روے قالیں نقش ہے پُشتِ کبوتر کا ص۳۲۲

(۱۰) دیکھیے: دردِ ہلاکِ نامہ بر

نامہ رساں: (۱،۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے اے نامہ رساں نامہ رساں چاہیے جاسوس ص۴۶

(۳) دیکھیے: لبِ پیکِ نامہ رساں۔

نامہ وخط: جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ ص۴۸

نامہ ہا: دیکھیے: عنایت نامہ ہائے اہلِ دنیا۔

نامۂ اعمال: شومیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے ص۸۶

نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں مَیں کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی ص۳۱۱

نامۂ دلدار: پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے ص۲۲۶

نامۂ راز: دیکھیے: نگارنامۂ راز۔

نامۂ شوق: تپشِ آئنہ پروازِ تمنّا لائی نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا ص۱۴

نامہرباں[1]: (۱) ہم کو ستم عزیز، ستمگر کو ہم عزیز نامہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں ص۱۸۸

(۲) ہے بارے اعتمادِ وفاداری اِس قدر غالبؔ، ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے ص۲۰۴

نامی[2]: دیکھیے: نامِ نامی۔

نامیہ[3]: دیکھیے: قوتِ نامیہ۔

ناند[4]: ہے چارشنبہ آخرِ ماہِ صَفَر، چلو رکھ دیں چمن میں، بھر کے مَے مشک بو کی ناند ص۱۲۸

نانہادہ[5]: دیکھیے: سرِ بہ پائے بُتِ نانہادہ۔

ناو[6]: ناو بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا ص۲۸۷

ناوک[7]: دیکھیے: (۱) پیکانِ ناوک۔ (۲) موشگافیِ ناوک۔

ناوکِ بیداد: دیکھیے: ہدفِ ناوکِ بیداد۔

ناوکِ تاثیر: دیکھیے: دُکانِ ناوکِ تاثیر۔

ناوک خوردگاں: دیکھیے: پرافشانیِ ناوک خوردگاں۔

ناوک خیز: دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے ص۸۵

ناوکِ صیاد: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد۔

۱۔ نامہرباں : دوبار۔
۲۔ نامی : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نامیہ : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ناند : ایک بار۔
۵۔ نانہادہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ ناو : ایک بار۔
۷۔ ناوک : آٹھ بار [مرکّب]۔

ناوک فگن: دیکھیے شستِ بُتِ ناوک فگن۔

ناوکِ ناز: دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ تیرا ہی عکسِ رُخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں ص ۱۹۳

ناہید[1]: دیکھیے: رقصِ ناہید۔

نایاب[2]: (۱) نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا ص ۱۲۵

(۲) وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص ۱۲۵

(۳)، (۴) دیکھیے: گوہرِ نایاب [دوبار]۔

نایافت[3]: دیکھیے: طعنۂ نایافت۔

نائے و نوش[4]: دیکھیے: ہوسِ نائے و نوش۔

نبات[5]: دیکھیے: شاخِ نبات۔

نباتی: دیکھیے: روحِ نباتی۔

نَبَرد[6]: دیکھیے: بابِ نبرد۔

نَبَردِ پیشہ: دیکھیے: عشقِ نبرد پیشہ۔

نَبَردِ عشق: (۱) ہوئے ہیں پانو ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے، نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے ص ۲۲۵

(۲) دیکھیے: ترکِ نبردِ عشق۔

نبضِ[7] آرزو: دیکھیے: تپشِ نبضِ آرزو۔

نبضِ بیمار: قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ اعجازِ مسیح مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار ص ۶

نبضِ بیمارِ وفا: رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے ص ۲۱۰

نبضِ پری: بزمِ مَے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص ۲۱۷

نبضِ جگر: وہ تبِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے ص ۲۰۹

۱۔ ناہید : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نایاب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
۳۔ نایافت : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ نائے و نوش : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نبات : ایک بار [مرکّب]۔
نباتی : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نبرد : چار بار [مرکّب]۔
۷۔ نبض : دس بار [مرکّب]۔

نبضِ خار و خسِ آشیاں: دیکھیے: گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں۔

نبضِ خس: عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا ص ۱۴۷

نبضِ دستِ بُریدہ: ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے مانندِ نبضِ دستِ بُریدہ ص ۴۵۰

نبضِ دلِ بیمار: کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ص ۳۱

نبضِ رگِ گل: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی ص ۹۷

نبود[۱]: دیکھیے: گرمِ حیرتِ بود و نبود۔

نبی[۲]: (۱) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے رکھے امام سے جو بغض، کیا کہیں اُس کو؟ ص ۲۸۶

(۲)، (۳) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَالاکرام ص ۲۹۷

(۴) وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ ص ۳۱۳

(۵) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم ہے ہے! نہ کہو، کسے بُرا کہتے ہیں! ص ۳۱۳

دیکھیے:۔ (۶) جانشینِ نبی۔ (۷) دشمنِ آلِ نبی۔ (۸) زمزمۂ نعتِ نبی۔ (۹) قبلۂ آلِ نبی۔ (۱۰) یارانِ نبی۔

نبیؐ و امام: دیکھیے: قائلِ خدا و نبیؐ و امام۔

نبیؐ و علیؑ: ہمارا مُنہ ہے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

نثار[۳]: (۱) جان تم پر نثار کرتا ہوں میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے! ص ۲۳۸

(۲) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص ۲۷۸

(۳) دیکھیے: اسبابِ نثار۔

نثارِ برق: نیازِ عشق، خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر جو ہو جاوے نثارِ برق، مُشتِ خار و خس بہتر ص ۲۹۴

نثاری[۴]: دیکھیے: رسم و راہِ نثاری۔

نثر[۵]: نثر اُس کی: ہے کارنامۂ راز نظم اُس کی: نگارنامۂ راز ص ۲۶۸

۱۔ نبود : ایک بار [مرکب]۔
۲۔ نبی : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: سات بار]۔
۳۔ نثار : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔
۴۔ نثاری : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ نثر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
نثروں : ایک بار۔ نثرہا : ایک بار [مرکب]۔

دیکھیے: (۲) سوادِ اعظمِ نثر۔ (۳) نظمِ عالمِ نثر۔

نثرِ مدحت سرائے ابراہیم: نثرِ مدحت سرائے ابراہیم ہے مقرّر جو اَب پئے تعلیم ص۲۶۷

نثروں: تین نثروں سے کام کیا نکلے اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے ص۲۶۷

نثرہائے کہن: دیکھیے: درسِ نثرہائے کہن۔

نجات[1]: (۱) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں ص۱۹۳

(۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس ص۲۶۴

نجف[2]: دیکھیے: (۱) جادۂ دشتِ نجف۔ (۲) خاکِ صحرائے نجف۔ (۳) درِ شاہِ نجف۔ (۴) عزمِ سیرِ نجف۔ (۵) مجلس آرائے نجف۔

نجوم[3]: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم وہ بلائے آسمانی اَور ہے ص۲۳۷

نخچیر[4]: (۱) لذّتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص۱۱

(۲) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟ ص۱۵۸

دیکھیے: (۳) بیاضِ دیدۂ نخچیر۔ (۴) دوشِ رمِ نخچیر۔ (۵)، (۶) دیدۂ نخچیر [دوبار]۔ (۷) رمِ نخچیر۔ (۸) مژۂ دیدۂ نخچیر۔

نخشب[5]: دیکھیے: مہِ نخشب۔

نخل[6]: (۱، ۲) تب ہوا ہے ثمر فشاں یہ نخل ہم کہاں ورنہ اَور کہاں یہ نخل ص۱۳۱

نخلِ باغِ سلطاں: دیکھیے: نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں۔

نخلِ رطب فشاں: بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے خامہ، نخلِ رطب فشاں ہوجائے ص۱۳۰

نخلِ شمع: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں جوں نخلِ شمع ریشے میں نشوونما گرو ص۶۹

نخلِ طور: دیکھیے: ہر برگِ نخلِ طور۔

۱۔ نجات : دوبار۔
۲۔ نجف : پانچ بار [مرکّب]۔
۳۔ نجوم : ایک بار۔
۴۔ نخچیر : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔
۵۔ نخشب : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نخل : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔

نخلِ ماتم: جوں نخلِ ماتم ابر سے مطلب نہیں مجھے رنگِ سیاہِ نیل غبارِ سحاب ہے ص۵۴۲

نخوت[1]: (۱) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں ص۱۸۵

(۲) دیکھیے، لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ اُس کی ہر بات پہ ہم 'نامِ خدا' کہتے ہیں ص۱۸۸

ندادہ[2]: (۱) تنِ بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں دلِ ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں ص۵۹

(۲) معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے ندادہ رکھتے ہیں ص۵۹

ندامت[3]: دیکھیے: سیلیِ ندامت۔

ندیم[4]: (۱) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲) تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے ص۲۳۶

(۳) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ ص۲۷۹

(۴) دیدہ خوں بار ہے مدت سے، و لے آج ندیم! دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے ص۳۱۲

ندیمِ دوست: غالبؔ! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوے دوست مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوترابؔ میں ص۱۹۰

نذر[5]: (۱) میں اور حظِّ وصل، خدا ساز بات ہے! جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں ص۱۸۹

(۲) غالبؔ، گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۴۴

(۳) سُو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے مسٹر کوانؔ صاحبِ عالی مقام کی ص۲۶۳

(۴) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام ص۲۸۲

نذرِ الطاف: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے ص۱۱۵

نذرِ امتحاں: دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا ص۱۵۱

نذرِ تغافل: آئینۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ شش جہت اسباب ہے وہمِ توکل ہنوز ص۴۴

نذرِ خراشِ نالہ: نذرِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھایئے ص۴۷

۱۔ نخوت : دوبار۔

۲۔ ندادہ : دوبار [مرکّب]۔

۳۔ ندامت : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ ندیم : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔

۵۔ نذر : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دس بار]۔

نذرِ خمار: سیرِ مُلکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج ص۳۵

نذرِ دل فریبیِ عنواں: پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے ص۳۲۶

نذرِ سبکباریِ اسدؔ: یک بخت اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ ص۵۱

نذرِ سمندر: رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم ص۵۳

نذرِ صدا: کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں ص۸

نذرِ کرم: پَیِ نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا ص۱۲۶

نرگس[1]: (۱) سُنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار ص۳

(۲) آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز ص۴۳

(۳) شہِ گل نے کیا جب بند و بستِ گلشن آرائی عصائے سبز دے، نرگس کو خدمت دی نظارت کی ص۹۷

دیکھیے:(۴)،(۵) چشمِ نرگس [دوبار]۔(۶) شاخِ گلِ نرگس۔(۷)،(۸) گُلِ نرگس [دوبار]۔(۹) گل و نرگس۔

(۱۰) گل ہائے نرگس۔(۱۱) نظارۂ نرگس۔

نرگسِ مخمور: گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز ص۳۵

نرگستان[2]: (۱) تماشا کردنی ہے انتظارِ آبادِ حیرانی نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص۴۳

(۲) دیکھیے: گردِ سوادِ نرگستاں۔

نردبانی[3]: شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ نردبانی ص۱۰

نرم[4] رفتار: نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز رفتنِ رنگِ حنا ہے، تپشِ بالِ شرار ص۵

نرمی[5]: دیکھیے: باریکی و نرمی۔

نزار[6]: کیوں نہ ہو درکار ہو مجھے پوشش جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار ص۱۲۶

نزار و زار و حزیں: اور پھر اب، کہ ضعفِ پیری سے ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں ص۲۸۱

۱۔ نرگس : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔
۲۔ نرگستاں : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ نردبانی : ایک بار۔
۴۔ نرم : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نرمی : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ نزار : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

نزاع[1]: دیکھیے: گردِ میدانِ نزاع۔

نزاعِ جلوہ: دیکھیے: گرداب گاہِ نزاعِ جلوہ۔

نزاکت[2]: (۱) نزاکت ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا   شرارِ سنگ: اندازِ چراغ از چشم جستن ہا   ص۲۲

(۲) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن   قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن   ص۵۹

(۳) دی لطفِ ہَوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت   تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے   ص۱۱۱

(۴) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا   ہاتھ آویں تو انھیں ہاتھ لگائے نہ بنے   ص۲۴۶

(۵) اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر!   اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن، تکیہ   ص۳۰۳

(۶) دیکھیے: کارگہِ ربطِ نزاکت۔

نزاکت جلوہ: رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس   ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری   ص۹۳

نزاکت ساماں: دیکھیے: طبعِ نزاکت ساماں۔

نزدیک[3]: اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک   اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے   ص۲۲۸

نزدیکِ پژمردن: خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی   گُلِ از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن   ص۴۴۹

نزع[4]: (۱) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا!   مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے   ص۲۱۳

دیکھیے ـــــ: (۲) دمِ نزع۔ (۳) کشمکشِ نزع۔ (۴) وقتِ نزع۔

نزع مخمور: نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں، کہ مجھے   رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ بازپسیں   ص۷

نزول[5]: کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول   آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کُھلا   ص۱۶۱

نژادِ[6] آدم: دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم۔

نژند[7]: دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا   اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا   ص۲۵۳

نسب[8]: دیکھیے ـــــ: (۱) آفت نسب۔ (۲) دلِ اُلفت نسب۔ (۳) غفلت نسب۔

۱۔ نزاع : دوبار [مرکّب]۔
۲۔ نزاکت : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔
۳۔ نزدیک : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ نزع : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۵۔ نزول : ایک بار۔
۶۔ نژاد : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ نژند : ایک بار۔
۸۔ نسب : چار بار [مرکّب]۔

نسب نامۂ نیرنگ: دیکھیے: یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

نسبت[1]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے، ولیکن بہ تضاد وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۹

(۲) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ زور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

(۳) اخترِ سوختۂ قیسؔ سے نسبت دیجے خالِ مشکینِ رُخِ دل کشِ لیلاؔ کہیے ص۱۲۳ [پچھی ذلی]

(۴) خستگی کا ہو بھلا، جس کے سبب سے سرِ دست نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے ص۱۲۸

(۵) مرے شاہِ سلیماںؔ جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ فریدونؔ و جمؔ و کیخسروؔ و داراب و بہمنؔ کو ص۱۹۹

(۶) گو وھاں نہیں، پہ وھاں کے نکالے ہوئے تو ہیں کعبےؔ سے اِن بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی ص۲۲۳

دیکھیے: (۷)، (۸) محوِ نسبت [دوبار]۔ (۹) ستمِ نسبتِ زلف۔

نسبتِ نام: نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رُتبہ کہ رہے ابداً پُشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص۱۳۴

نسبتیں: بارے، نوکر بھی ہو گیا، صد شکر! نسبتیں ہو گئیں مشخّص چار ص۱۲۶

نسترن[2]: دیکھیے: دستۂ نسرین و نسترن۔

نسخہ[3] (۱): نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے سوادِ خطِّ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا ص۱۶

بجائے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو ص۶۷

نسخۂ آبِ حیواں: مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں جادۂ دشتِ نجفؔ: عمرِ خضرؔ کا طومار ص۴

نسخۂ ادوارِ ظہور: تیرا پیمانۂ مَے: نسخۂ ادوارِ ظہور تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار ص۶

نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا: کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت سویدا: نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا ہے ص۸۴

نسخۂ عرضِ دوا: عیسیٰؔ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار جُز پُشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ ص۵۰

نسخۂ مرہم: نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا کہ اُس میں ریزۂ الماس جُزوِ اعظم ہے ص۲۲۹

نسخہ[4] (۲): ہو سخن کی جسے طلبگاری کرے اِس نسخے کی خریداری ص۲۶۸

---

[1] نسبت : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔
نسبتیں : ایک بار۔
[2] نسترن : ایک بار [مرکّب]۔
[3] نسخہ (۱) : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[4] نسخہ (۲) : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
نسخہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

نسخۂ تحفہ: کہا یہ جلد کہ تو اِس میں سونچتا کیا ہے؟ لکھا ہے: نسخۂ تحفہ، یہی ہے سالِ تمام ص ۲۶۴

نسخۂ حُسن: دیکھیے: بسملۂ نسخۂ حُسن۔

نسخۂ نادر: عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے کہ جس میں حکمت وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام ص ۲۶۳

نسخہ ہاے وفا: دیکھیے: تالیفِ نسخہ ہاے وفا۔

نسرین[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) رنگِ لالہ وگل ونسریں۔ (۲) گل ونسریں۔

نسریں عارضاں: دیکھیے: گوشِ نسریں عارضاں۔

نسرین ونسترن: دیکھیے: دستۂ نسرین ونسترن۔

نسیاں[2]: دیکھیے: (۱) طاقِ نسیاں۔ (۲) نقش ونگارِ طاقِ نسیاں۔

نسیم[3]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے، جوں نقطہ وخط، سنبل زار ص ۳

(۲) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے نافہ: دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے ص ۲۱۷

(۳) بہار شوخ وچمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے ص ۴۵۲

(۴) دیکھیے: آزادیِ نسیم۔

نسیمِ عشق: دیکھیے: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق۔

نسیمِ مصر: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہَوا خواہی اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے ص ۲۴۴

نسیہ[4] ونقدِ دوعالم: نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم لے لیا مجھ سے مری ہمّتِ عالی نے مجھے ص ۲۲۲

نشاط[5]: (۱) مقتل کو کس نشاط سے جاتی ہوں میں، کہ ہے پُر گُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا ص ۲۲۷

(۲) مَے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو؟ اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے ص ۲۱۹

(۳) عجب نشاط سے جلاّد کے چلے ہیں ہم آگے کہ اپنے سایے سے سر، پانو سے ہے دوقدم آگے ص ۲۲۷

دیکھیے ـــــ: (۴) آئینۂ صد رنگ نشاط۔ (۵) داغِ تمناے نشاط۔ (۶) ضامنِ نشاط۔ (۷) عالم نیرنگِ نشاط۔

۱۔ نسریں : چار بار [مرکّب]۔
۲۔ نسیاں : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ نسیم : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۴۔ نسیہ : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ نشاط : چھبیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تیس بار]۔

(۴) یک جُنبشِ نشاط۔

نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری: ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری، واہ واہ! پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے ص۲۳۲

نشاط آہنگ: مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے! خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا ص۱۴۵

نشاطِ بہار: مینائے مے ہے سرو، نشاطِ بہار سے بالِ تدرو، جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

نشاطِ تصور: دیکھیے: گرمیِ نشاطِ تصور۔

نشاطِ داغِ غمِ عشق: نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ شگفتگی، ہے شہیدِ گُلِ خزانیِ شمع ص۱۷۴

نشاطِ دل: دیکھیے: بساطِ نشاطِ دل۔

نشاطِ دہر: دیکھیے: فرصتِ رنج و نشاطِ دہر۔

نشاطِ دید: دیکھیے: عرضِ نشاطِ دید۔

نشاطِ دیدۂ بینا: نشاطِ دیدۂ بینا ہے، کو خواب و چہ بیداری؟ بہم آوردہ مژگاں روئے بر روئے تماشا ہے ص۸۴

نشاطِ عامِ عوام: مرحبا! اے سُرورِ خاصِ خواص حبذا! اے نشاطِ عامِ عوام ص۱۳۵

نشاطِ عشق: غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذتِ الم آگے ص۲۲۷

نشاط قریں: دیکھیے: مجلسِ نشاط قریں۔

نشاطِ کار: ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! نہ ہو مرنا، تو جینے کا مزا کیا؟ ص۱۵۷

نشاطِ گردباد: دیکھیے: بزمِ نشاطِ گردباد۔

نشاط و سُرور: دیکھیے: صد نشاط و سُرور۔

نشان[ا]: (۱) تیرگیِ ظاہری ہے طبعِ آگہ کا نشاں غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ص۳۱

(۲) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں ص۶۱

(۳) رنجشِ یارِ مہرباں، عیش و طرب کا ہے نشاں دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے ص۱۱۶

(۴) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اَور ص۱۷۰

ا؎ نشان : سترہ بار[مفرد: سات بار، مرکب: دس بار]۔ نشاں دار : ایک بار[مرکب]۔

(۵) کہتے ہو: کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟ گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں ص۱۸۸

(۶) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹادیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے ص۲۰۳

(۷) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا مگر ہاں نام کو اورنگ زیبی ص۲۶۲

دیکھیے:(۸)امیرِشاہ نشاں۔(۹)نام ونشاں۔

نشانِ اشک: سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک ص۵۰

نشانِ بےقرارِشوق: نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے ص۷۹

نشانِ جگرِسوختہ: قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟ ص۲۱۹

نشانِ حال: دیکھیے: آئینۂ نشانِ حال۔

نشانِ خالِ رُخ: ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے نشانِ خالِ رُخ: داغِ شرابِ پرتگالی ہے ص۷۹

نشانِ دادخواہی: اسدؔ! خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں گریباں چاکیِ گل ہا، نشانِ داد خواہی ہے ص۴۵۳

نشاں دارِناز: جَیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا ص۱۹

نشانِ روشنیِ دل: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں ص۴۲۹

نشانِ سوادِدیارِحُسن: ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حُسن عیاں کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے ص۱۰۳

نشانی[1]: (۱) رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ص۷۸

(۲) کافی ہے نشانی ترا چھلّے کا نہ دینا خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ص۱۶۴

(۳) ہوں ز خود رفتۂ بیدائے خیال بھول جانا ہے نشانی میری ص۲۳۱

نشتر[2]: (۱) بہارِ رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا ص۱۸

(۲) درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

(۳) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا ص۲۹

(۴) باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سُرور لخت لختِ شیشۂ بشکستہ جُز نشتر نہیں ص۶۶

۱۔ نشانی : تین بار۔ ۲۔ نشتر : چودہ بار[مفرد: آٹھ بار، مرکب: چھے بار]۔

(۵) مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو ص۶۸

(۶) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب؟ آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا ص۱۶۰

(۷) رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے اگر بو دے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص۲۰۷

(۸) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے نفس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا ص۲۲۲

(۹) دیکھیے: دعوتِ صد نشتر۔

نشترِ خار: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر ہے، صحرا مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص۵

نشترِ خوں ریز: خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خوں ریز ہے ص۸۵

نشتر زار: دیکھیے: وقفِ نشتر زار۔

نشتر زارِ سودائے خیال: یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال چاہیے وقتِ تپش یک دست صد پہلو مجھے ص۷۸

نشترِ زنبور: بہ شیرینیِ خواب آلودہ مژگاں نشترِ زنبور خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا ص۲۲

نشترِ فصاد: ہے گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہائے خوں نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصاد یہاں ص۵۷

نشر[۱]: نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملت کا خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے ص۳۱۲

نشستن[۲]: کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا؟ کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا ص۲۷

نشستن ہا: دیکھیے: پا نشستن ہا۔

نشنیدن[۳]: میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں! ص۱۷۸

نشو و نما[۴]: (۱) برس آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں جوں نخلِ شمع، ریشے میں نشو و نما گرو ص۶۹

(۲) نشو و نما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے ص۲۱۹

دیکھیے ــــــ: (۳) حوصلۂ نشو و نما۔ (۴) سرِ نشو و نما۔ (۵) فرصتِ نشو و نما۔ (۶) فیضِ ہوائے چمنِ نشو و نما۔ (۷) کوتاہیِ نشو و نما۔ (۸) ہمتِ نشو و نما۔ (۹) یک نشو و نما۔

نشو و نمائے خندہ: دیکھیے: فرصتِ نشو و نمائے خندہ۔

۱۔ نشر : ایک بار [مرکّب]
۲۔ نشستن : ایک بار۔ نشستن ہا : ایک بار۔
۳۔ نشنیدن : ایک بار۔
۴۔ نشو و نما : دس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

نشہ[1]: (۱) گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال — نشہ و جلوۂ گل: برسرِ ہم فتنہ غبار — ص۳

(۲) گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو — بال شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا — ص۲۰

(۳) نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا — ص۲۰

(۴) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ — رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ — ص۷۳

(۵) نشے کے پردے میں ہے محوِ تماشاے دماغ — بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب — ص۱۶۳

(۶) دیتے ہیں جنّت حیاتِ دہر کے بدلے — نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۷) زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا — نشہ بخشا غضب اِس ساغرِ خالی نے مجھے — ص۳۲۰

دیکھیے:(۸) اُفتادگیِ نشہ۔(۹) بہارِ نشہ۔(۱۰) سعیِ عروجِ نشہ۔(۱۱) عروجِ نشہ۔(۱۲) موجِ خمیازۂ یک نشہ۔

نشہ پیمائی: محملِ پیمانۂ فرصت ہے بردوشِ حباب — دعویِ دریا کشیّ و نشہ پیمائی عبث — ص۳۴

نشہ فرساے خمارِ بنگ: ہوں زِ پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز — کس قدر ہے نشہ فرساے خمارِ بنگ، دل — ص۵۳

نشۂ اظہار: خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے — تراوش شیرۂ انگور کی ہے مُفتِ افشردن — ص۴۴۹

نشۂ ایجادِ مجنوں: دیکھیے: دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں۔

نشۂ ایجادِ ازل: کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل — سُبحۂ عرضِ دوعالم بہ کفِ آبلہ دار — ص۳

نشۂ بیباکیِ مستاں: غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں — نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی — ص۷۷

نشۂ تریاک: مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا — (ص۴۴۵)

نشۂ خونِ جگر: ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ — دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

نشۂ رنگ: نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل — مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

نشۂ صہبا: دیکھیے: ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا۔

نشۂ فکرِ سخن: تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے — تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا — ص۱۵۰

نشۂ گردش: دیکھیے: سُرورِ نشۂ گردش۔

نشۂ محفل: دیکھیے: حجابِ نشۂ محفل۔

---

[1] نشہ : تینتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چھبیس بار]۔ نشہ ہا: ایک بار۔

نشۂ مے: (۱) اے بہ ضبطِ حال خو نا کردگاں! جوشِ جنوں نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ص۲۰

(۲) ہے ہوس محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِؔ مست نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث ص۳۳

(۳) نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے ص۷۹

(۴) نشۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا ص۴۲۵

(۵) خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشت اعمالی دماغِ زُہد میں آخر غُرورِ بے گناہی ہے ص۴۵۴

(۶) مےِ تمثال پری، نشۂ مینا آزاد دلِ آئینہ طرب، ساغرِ بختِ بیدار ص۷

نشۂ واماندگی: دیکھیے: عروجِ نشۂ واماندگی۔

نشۂ وحشت: دیکھیے: حسرتِ نشۂ وحشت۔

نشہ ہا: نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب شیشۂ مے، سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے ص۲۱۴

نشیب[۱]: اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو لمبر ملا نشیب میں ازروے اہتمام ص۲۸۲

نشیب وفراز: نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز ص۱۷۱

نصاب[۲]: دیکھیے: کتابِ طرب نصاب۔

نصارا[۳]: اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ زُور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۳۹

نصرت الملک[۴]: نصرت الملک بہادر مجھے بتلا کہ مجھے تجھ سے جو اِتنی ارادت ہے توکس بات سے ہے؟ ص۱۲۷

نصیب[۵]: (۱) جسے نصیب ہو روزِ سیاہ میرا سا وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیوں کر ہو؟ ص۱۹۷

(۲) میں یہ کیا جانوں کہ وہ کس واسطے ہوں پھر گئے؟ پر نصیب اپنا، اُنھیں جاتا سنا جوں، پھر گئے ص۲۹۱

(۳) دیکھیے: دلِ حسرت نصیب۔ (۴) ناسازیِ نصیب۔

نصیبِ آستیں: نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا ص۲۸

نصیبِ تیرہ: نصیبِ تیرہ بلا گردشِ آفریں ہے اسدؔ زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا ص۴۳۶

نصیبِ خاطرِ آگاہ: رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ پیچ و تابِ دل، نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے ص۹۳

۱۔ نشیب : دوبار[مرکّب:ایک بار]۔
۲۔ نصاب : ایک بار[مرکّب]۔
۳۔ نصارا : ایک بار۔
۴۔ نصرت الملک : ایک بار۔
۵۔ نصیب : آٹھ بار[مفرد:دوبار، مرکّب:چھے بار]۔
نصیبوں : ایک بار[مرکّب]۔

نصیبِ نگہِ معنیِ ناز: پر یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز — کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار — ص ۴

نصیبوں: غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو — اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن — ص ۱۷۹

نصیحت[1] نیوش: دیکھیے: گوشِ نصیحت نیوش۔

نصیرِ[2] دولت و دیں: نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملّت و ملک — بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے — ص ۲۳۶

نضارت[3]: شہِ گل نے کیا جب بند و بستِ گلشن آرائی — عصائے سبز دے، نرگس کو خدمت دی نضارت کی — ص ۹۷

نطق[4]: زباں پہ بارِ خدایا! یہ کس کا نام آیا؟ — کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے — ص ۲۳۶

نظّارگی[5]: (۱) شب کہ تھا نظّارگی روئے بتاں کا اے اسدؔ — گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب — ۳۱

(۲) تکلّف برطرف، نظّارگی میں بھی سہی لیکن — وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۵

نظّارگیِ صنعتِ حق: نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں — نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت — ص ۱۲۷

نظّارہ، نظارہ[6]: (۱) رہا نظّارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں — سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بر رو تھا — ص ۲۲

(۲) تمثال گداز آئنہ ہے عبرتِ بینش — نظّارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ — ص ۳۶

(۳) نظّارہ دیگر و دلِ خونیں نفَس دگر — آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ — ص ۵۰

(۴) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل! — سویدا: مردمِ چشمِ پری، نظّارہ: افسوں ہے — ص ۱۱۲

(۵) نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا — جوشِ بہار، جلوے کو جس کے نقاب ہے — ص ۲۰۶

(۶) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو — یعنی اِس بیمار کو نظّارے سے پرہیز ہے — ص ۲۱۳

(۷) نظّارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی — ص ۲۳۳

(۸) دل مدّعی و دیدہ بنا مدّعیٰ علیہ — نظّارے کا مقدمہ پھر رو بکار ہے — ص ۲۱۷

دیکھیے ــــــ: (۹) آفتِ نظارہ۔ (۱۰) بہارِ حیرتِ نظّارہ۔ (۱۱) حیرتِ نظّارہ۔ (۱۲) دعوتِ نظّارہ۔ (۱۳) رشکِ نظّارہ۔ (۱۴) صبحِ بہارِ نظّارہ۔ (۱۵) عیدِ نظارہ۔ (۱۶) کثرتِ نظّارہ۔ (۱۷) کلفتِ نظّارہ۔ (۱۸) وحشی خوکردۂ نظّارہ۔

۱۔ نصیحت : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ نصیر : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ نضارت : ایک بار۔

۴۔ نطق : ایک بار۔

۵۔ نظّارگی : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

۶۔ نظّارہ، نظارہ : اُنتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: اکیس بار]۔

نظارہ پرور: شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص ۱۳

نظارہ سوز: (۱) جب وہ جمالِ دل فروز صورتِ مہرِ نیم روز آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں ص ۱۹۳

(۲) نظارہ سوز ہے یہاں تک ہر ایک ذرّۂ خاک کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۳) دیکھیے: برقِ نظارہ سوز۔

نظّارہ وخیال: باہم گر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب نظّارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے ص ۲۲۵

نظّارۂ جمال: (۱) نے مژدۂ وصال، نہ نظّارۂ جمال مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص ۲۳۰

(۲) دیکھیے: ذوقِ نظّارۂ جمال۔

نظّارۂ قاتل: دیکھیے: لطفِ نظّارۂ قاتل۔

نظّارۂ گل: دیکھیے: دولتِ نظّارۂ گل۔

نظّارۂ گلشن: دیکھیے: بادۂ نظّارۂ گلشن۔

نظارۂ نرگس: تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس بہ کوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ ۱۲۶

نظام الدّین[1]: ملے دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے ہیں دو طالب نظام الدّین کو خسروؔ، سراج الدّین کو غالبؔ ص ۲۹۳

نظر[2]: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہَوا میں عالم اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں ص ۹

(۲) عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا ص ۲۸

(۳) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت ص ۳۲

(۴) شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص ۴۴

(۵) اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز ص ۴۵

(۶) کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس رنگِ زِ نظر رفتہ حنائے کفِ افسوس ص ۴۶

(۷) ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں ص ۵۷

(۸) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدّعا سمجھ ص ۷۳

(۹) نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی ص ۷۳

۱۔ نظام الدّین : ایک بار۔

۲۔ نظر : اٹھاسی بار [مفرد: چھیالیس بار، مرکّب: بیالیس بار]۔

نظرہاے : ایک بار [مرکّب]۔

نظرے : ایک بار۔

(۱۰) نظر بہ نقصِ گدایاں کمال بے ادبی ہے — کہ خارِ خشک کو بھی دعویِٰ چمن نسبی ہے — ص۷۵

(۱۱) ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے — مردمک، ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے — ص۷۸

(۱۲) شورِ تمثال ہے کس رشکِ قمر کا یارب! — آئنہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے — ص۸۸

(۱۳) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر — کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی — ص۹۶

(۱۴) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی — نظر دانہ سرشکِ بر زمیں اُفتادہ، آتا ہے — ص۹۸

(۱۵) عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز — آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۱۶) پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے — ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۱۷) وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو — ہر ذرّہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے — ص۱۱۴

(۱۸) گرچہ از روے ننگِ بے ہنری — ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار — ص۱۲۵

(۱۹) نظر آتا ہے یوں مجھے یہ ثمر — کہ دواخانۂ ازل میں مگر — ص۱۳۰

(۲۰) وو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح — یہی انداز اور یہی اندام — ص۱۳۵

(۲۱) ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ — دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر، کھلا — ص۱۳۹

(۲۲) صبح آیا جانبِ مشرق نظر — اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا — ص۱۳۹

(۲۳) نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا، غالبؔ — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا — ص۱۵۷

(۲۴) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم، دیکھ کر در و دیوار — ص۱۶۷

(۲۵) مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس — ص۱۷۳

(۲۶) پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۲۷) مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں — سواے خونِ جگر، سُو جگر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

(۲۸) نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں — ص۱۸۷

(۲۹) کس طرح کاٹے کوئی شب ہاے تارِ برشکال — ہے نظر خوکردۂ اختر شماری، ہاے ہاے! — ص۲۰۴

(۳۰) باغ، پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۳۱) نالہ، سرمایۂ یک عالم و عالم، کفِ خاک آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳۲) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے ص۲۱۶

(۳۳) اچھا ہے سرِ انگشتِ حنائی کا تصور دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی ص۲۲۸

(۳۴) دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے ص۲۳۶

(۳۵) کوئی اُمید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی ص۲۳۷

(۳۶) داغِ دل گر نظر نہیں آتا بو بھی اے چارہ گر! نہیں آتی؟ ص۲۳۸

(۳۷) فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو ایک صورت نئی نظر آئی ص۲۶۲

(۳۸) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر کہ جہاں ہشت بہشت آکے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵

(۳۹) گورے پنڈے پر نہ کر اِن کے نظر کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر ص۲۶۶

(۴۰)،(۴۱) یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا جلوۂ مدعا نظر آیا ص۲۶۷ [دوبار]

(۴۲) یہاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے ژالہ آسا بچھے ہیں دُرِ ثمیں ص۲۸۰

(۴۳) اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام ص۲۸۲

(۴۴) کچھ اور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا ص۲۸۴

(۴۵) صاف آتی ہیں نظر آبِ گُہر کی لہریں جُنبشِ بادِ سحر نے جو ہِلایا سہرا ص۲۸۸

(۴۶) از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے ص۳۱۰

دیکھیے ــــــ: (۴۷) آبروے شیوۂ اہلِ نظر۔ (۴۸) آغوشِ وداعِ نظر۔ (۴۹) آفتِ فالِ نظر۔ (۵۰) تا (۵۳) اہلِ نظر [چار بار]۔ (۵۴) برقِ سامانِ نظر۔ (۵۵) بزمِ نظر۔ (۵۶) بستنِ نظر۔ (۵۷)، (۵۸)، (۵۹) پاے نظر [تین بار]۔ (۶۰) پرفشانِ دامِ نظر۔ (۶۱) پری زادِ نظر۔ (۶۲)، (۶۳) پیشِ نظر [دوبار]۔ (۶۴)، (۶۵) تارِ نظر [دوبار]۔ (۶۶) حفِ نظر۔ (۶۷) دکانِ متاعِ نظر۔ (۶۸) ذوقِ نظر۔ (۶۹) سرتارِ نظر۔ (۷۰) سرمۂ مفتِ نظر۔ (۷۱) صافیِ قطعِ نظر۔ (۷۲) قبلۂ اہلِ نظر۔ (۷۳) قبلۂ نورِ نظر۔ (۷۴) قطعِ نظر۔ (۷۵) قلزمِ ذوقِ نظر۔ (۷۶) کمیں گاہِ نظر۔ (۷۷) مدِ نظر۔ (۷۸) مفتِ نظر۔ (۷۹) مُہرِ صدنظر۔ (۸۰) نیرنگِ نظر۔ (۸۱) وداعِ نظر۔ (۸۲) ہر نظر۔ (۸۳) یک نظر بیش۔

نظرِ بد: زلفِ سیہ، افعی، نظرِ بد قلمی ہے ہر چند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص۱۰۶

نظر پرستی: نظر پرستی و بیکاری خود آرائی رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی ص۱۱۰

نظرِ شبنمِ خُور نادیدہ: دیکھیے: چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خُور نادیدہ۔

نظر فروز: سُو یہ نظر فروز قلم دان نذر ہے مسٹر کوان صاحبِ عالی مقام کی ص۲۶۳

نظر فریب: میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں ص۶۱

نظرہاے تیز تیز: تو اور سوے غیر نظر ہاے تیز تیز میں اور دُکھ تری مژہ ہاے دراز کا ص۱۵۵

نظرے: نظرے سوے گہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگ جانی ص۹

نظرباز[1]: دیکھیے: حُسنِ نظرباز۔

نظربازی[2]: نظر بازی طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے رہا بیگانہ تاثیر افسوں آشنائی کا ص۱۶

(۲) دیکھیے: آبلہ پایانِ صحراے نظربازی۔ (۳) تکلیفِ نظربازی۔

نظربندِ[3] تصور: ہے قفس میں لطفِ آزادی شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی ص۴۵۱

نظربندِ چشمِ گریاں: عذارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریاں ہے عجب کہ پرتوِ خُور، شمعِ شبنمستاں ہے ص۱۰۲

نظربندی[4]: تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر بادۂ گل رنگ کا ساغر کھُلا ص۱۳۹

نظرگاہِ[5] اہلِ وہم وخیال: وہ نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال یہ ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں ص۲۸۰

نظرگاہِ حیا: شبنم بہ گُلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

نظرگاہِ گلستانِ خیالِ ساقی: بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی بے خودی، دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار ص۳

نظم[6]: نثر اِس کی، ہے کارنامۂ راز نظم اِس کی، نگارنامۂ راز ص۲۶۷

دیکھیے: لباسِ نظم

نظمِ عالمِ نثر: پاس ہے اب سوادِ اعظمِ نثر دیکھیے چل کے نظمِ عالمِ نثر ص۲۶۷

۱۔ نظرباز : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ نظربازی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۳۔ نظربند : دو بار [مرکّب]۔
۴۔ نظربندی : ایک بار۔
۵۔ نظرگاہ : تین بار [مرکّب]۔
۶۔ نظم : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

نظیر[1]: دیکھیے: شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل ونظیر۔

نعتِ[2] نبی: دیکھیے: زمزمۂ نعتِ نبی۔

نعش[3]:
(۱) گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو، کہ میں — جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار تھا — ص۱۵۴
(۲) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی، جس کو دیکھ کے، غمناک ہوگئے — ص۲۲۹

نعل[4]:
(۱) لذّتِ ایجادِ ناز، افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا — ص۱۱
(۲) بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو — ص۶۹

نعل درآتش: دشت تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدُل — نعل در آتشِ ہر ذرہ ہے تیغِ کہسار — ص۵

نعلِ واژگوں: مہِ نَو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا — نہیں ممکن بہ جولاں ہائے گردوں دخلِ پےَ بُردن — ص۴۴۹

نعلِ واژوں:
(۱) کاوشِ دُزدِ حنا، پوشیدہ افسوں ہے مجھے — ناخنِ انگشتِ خوباں، نعلِ واژوں ہے مجھے — ص۹۹
(۲) ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں — برانگشتِ حسابِ اشک ناخن، نعلِ واژوں ہے — ص۱۱۱

نعل بَہا[5]: سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے — تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے — ص۲۴۱

نعمت[6]: دیکھیے: خداوندِ نعمت۔

نغز[7]: دیکھیے: کلامِ نغز۔

نغز گفتاری: دیکھیے: طرزِ نغز گفتاری۔

نغز گوے: دیکھیے: شاعرِ نغز گوے۔

نغمہ[8]:
(۱) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ، آخر — ص۴۰
(۲) نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشّہ ہے، بے نیاز رہ — رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ — ص۴۳
(۳) نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مرغِ اسیر — رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے — ص۸۴

[’نغمہ‘ سات بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص۸۶]:

---

[1] نظیر : ایک بار [مرکّب]۔
[2] نعت : ایک بار [مرکّب]۔
[3] نعش : دوبار۔
[4] نعل : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔
[5] نعل بہا : ایک بار۔
[6] نعمت : ایک بار [مرکّب]۔
[7] نغز : تین بار مرکّب]۔
[8] نغمہ : چونتیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تیس بار]۔

(۴)،(۵) شوخیِ مضرابِ جولاں: آبیارِ نغمہ ہے　　برگریزِ ناخنِ مطرب: بہارِ نغمہ ہے

(۶) کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟　　گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے

(۷) سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے　　سیل، یہاں کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے

(۸) سُنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوے دراز　　نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے

(۹) شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل　　کسوتِ ایجادِ بلبل خارخارِ نغمہ ہے

(۱۰) غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ　　پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے

['نغمہ' دو بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۲۱۴]

(۱۱) نشہ ہا شادابِ رنگ و سازہا مستِ طرب　　شیشۂ مے، سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے

(۱۲) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست　　وہاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے

(۱۳) دور چشمِ بدتری بزمِ طرب سے! واہ واہ!　　نغمہ ہو جاتا ہے وہاں گر نالہ میرا جائے ہے　ص۲۲۱

(۱۴) ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی　　مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے　ص۲۳۰

دیکھیے___:(۱۵) شاخِ گلِ نغمہ۔(۱۶) صفتِ نغمہ۔(۱۷) گُلِ نغمہ۔(۱۸) مے و نغمہ۔

نغمہ پیرائی: کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے　　باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس　ص۴۵

نغمہ سرا: خامہ میرا، کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن　　شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے　ص۲۴۱

نغمہ سنج: (۱) ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج　　میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں　ص۶۱

(۲) آمد بہار کی ہے، جو بلبل ہے نغمہ سنج　　اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی　ص۲۴۳

نغمہ وچنگ: سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن　　نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن　ص۴۵۰

نغمہ ہا: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس　　ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے　ص۱۰۰

(۲) دیکھیے: ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت۔

نغمہ ہائے غم: نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے　　بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن　ص۱۷۹

نغمۂ بیدل: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ　　ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا　ص۱۴

(۲) آہنگِ اسدؔ میں نہیں جز نغمۂ بیدلؔ "عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ" ص ۳۶

(۳) دیکھیے: شوخیِ نغمۂ بیدلؔ۔

نغمۂ بےدلاں: نغمۂ بے دلاں اسدؔ سازِ فسانگی نہیں بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ ص ۴۳

نغمۂ چنگِ خمیدہ: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص ۶۱

نغمۂ زیروبمِ ہستی وعدم: ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم لغو ہے آئنۂ فرقِ جنون و تمکیں ص ۳۴۴

نغمۂ شادی: ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی ص ۲۰۹

نغمۂ شہرت: دیکھیے: صدائے نغمۂ شہرت۔

نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں ص ۲۸۱

نغمۂ وجودوعدم: ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد! ص ۳۷

نغمۂ یا علی مدد: لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد" ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سُبحہ کو خونبہا سمجھ ص ۴۳

نفرت[۱]: (۱) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص ۱۲۸

(۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّرؔ سے لڑائی بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور ص ۱۷۱

(۳) پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے ص ۲۲۳

(۴) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا کیوں کر کہوں: لو نام نہ اُن کا مرے آگے ص ۲۴۹

نفریں[۲]: دیکھیے: دماغِ نفریں۔

نَفَس[۳]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار ص ۳

(۲) ہے نفس مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار ص ۴

(۳) محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم! ہوں نفس سے، صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار ص ۶

(۴) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰؔ کا نفس استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماںؔ کا نگیں ص ۷

(۵) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا یارب! نفس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ ص ۱۹

۱۔ نفرت : چار بار۔
۲۔ نفریں : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نفس : ستاسی بار [مفرد: چھتیس بار، مرکّب: اکیاون بار]۔
نفس گرمی : ایک بار [مرکّب]۔

(۶) نفس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں   مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا   ص۲۲

(۷) یادِ روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا   نالۂ دل، بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا   ص۲۴

(۸) نفس در سینہ ہائے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ   نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا   ص۲۷

(۹) تکلف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا واکر   نفس بعداز وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا   ص۲۷

(۱۰) بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر   ہے نفس تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر   ص۳۹

(۱۱) بیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی   تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف!   ص۴۹

(۱۲) نفس ہو نہ معزولِ شعلہ دُرودن   کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم   ص۵۵

(۱۳) چشمِ پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید   شہپرِ کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے   ص۷۸

(۱۴) آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش   عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے   ص۸۰

(۱۵) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں، جُز کسبِ جمعیت   سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے   ص۸۱

(۱۶) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے   نفس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے   ص۸۹

(۱۷) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو   زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے   ص۹۸

(۱۸) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ، بہ اشک عدو   زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے   ص۹۸

(۱۹) دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب!   نفس آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے   ص۱۰۸

(۲۰) تاچند نفس غفلتِ ہستی سے برآوے   قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب خبر آوے!   ص۱۱۳

(۲۱) جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے، مگر عاشق   نفس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے   ص۱۱۵

(۲۲) ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نفس   لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا   ص۱۴۰

(۲۳) دل، گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی   گر نفس جادۂ سر منزلِ تقوی نہ ہوا   ص۱۴۴

(۲۴) یہاں نفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی   جلوۂ گل، وہاں بساطِ صحبتِ احباب تھا   ص۱۴۵

(۲۵) وہی اک بات ہے جو یہاں نفس، وہاں نکہتِ گل ہے   چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا   ص۱۴۶

(۲۶) نفس، موجِ محیطِ بے خودی ہے تغافل ہاے ساقی کا گِلا کیا! ص۱۵۷

(۲۷) نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ ص۱۶۵

(۲۸) ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں ص۱۸۸

(۲۹) پھر گرمِ نالہ ہاے شرر بار ہے نفس مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۳۰) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے ص۳۱۲

(۳۱) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے نفس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا ص۳۳۳

(۳۲) اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے یادِ روزے کہ نفس در گرہِ یارب تھا ص۳۳۳

(۳۳) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص۳۵۰

دیکھیے ____: (۳۴) آمد و رفتِ نفس۔ (۳۵) افسردۂ دُزدیدہ نفس۔ (۳۶) اک نفس۔ (۳۷) بقدرِ نفس۔ (۳۸) بقدرِ یک نفس۔ (۳۹) بیش از یک نفس۔ (۴۰-۴۴) تارِ نفس [پانچ بار]۔ (۴۵) تدبیرِ پیچ و تابِ نفس۔ (۴۶) چمن آراے نفس۔ (۴۷) حیرت نفس۔ (۴۸) رنگِ یک نفس۔ (۴۹) شوخیِ بالِ نفس۔ (۵۰) دلِ خونیں نفس۔ (۵۱) سرِ تارِ نفس۔ (۵۲) سیرِ گریبانِ نفس۔ (۵۳) مُغنّیِ آتش نفس۔ (۵۴) موجِ نفس۔ (۵۵) وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔ (۵۶) ہر نفس۔ (۵۷) ہر یک نفس۔ (۵۸) ہمہ یک نفس۔ (۵۹) یک تارِ نفس۔ (۶۰)، (۶۱) یک نفس [دوبار]۔

نفسِ آرمیدہ: دیکھیے: یک نفسِ آرمیدہ۔

نفسِ آشنا: دیکھیے: نوازشِ نفسِ آشنا۔

نفسِ اہلِ وفا: کس نے دیکھا نفسِ اہلِ وفا آتش خیز؟ کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہاے حزیں؟ ص۱۳۳

نفسِ بادِ سحر: ہاں اے نفسِ بادِ سحر! شعلہ فشاں ہو اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو ص۲۸۳

نفسِ بادِ صبا: فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا بوے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں ص۱۳۳

نفسِ بے اثر: بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا اثر مرے نفسِ بے اثر میں خاک نہیں ص۱۸۳

نفس پرور: قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا ص۱۵۱

نفس پروردہ: ہے نفس پروردہ گلشن کس ہواے بام کا؟ طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال ص۵۲

نفس پیچیدنِ فکر: غنچگی ہے، بر نفس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ واشگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص۱۰۰

نفسِ جاں گداز: صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں طعمہ ہوں ایک ہی نفسِ جاں گداز کا ص۱۵۵

نفسِ چند: (۱) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسدؔ غلفت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل وصبح ص۳۶

(۲) زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا ص۴۳۶

نفس دُزدیدن: (۱) بس کہ شرمندۂ بوئے خوشِ گل روياں ہے نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دُزدیدن ص۴۵۰

(۲) فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں خوشا اے غفلت آگاہاں! نفس دُزدیدن و مُردن ص۴۴۹

نفسِ دُزدیدہ: بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ خطِ پیمانۂ مے ہے نفسِ دُزدیدہ ص۱۷

نفس دُزدیدہ: دیکھیے: عزادارِ شہیدانِ نفس دُزدیدہ۔

نفسِ سوختہ: (۱) باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ نفسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے ص۱۰۴

(۲) دیکھیے: عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ۔

نفسِ شعلہ بار: دیکھیے: ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار۔

نفسِ صدق گزیں: دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں ص۱۳۵

نفسِ عطر سائے گل: ایجاد کرتی ہے اِسے تیرے لیے بہار میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل ص۱۷۶

نفسِ قیس: نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی ص۲۰۹

نفس گرمیِ احباب: افسردۂ تمکیں ہے نفس گرمیِ احباب پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں ص۶۱

نفسِ لیل و نہار: گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار ص۵

نفسِ نارسا: دیکھیے: خجلت گدازیِ نفسِ نارسا۔

نفسِ ناکشیدہ: دیکھیے: یک داغ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ۔

نفع[ا]: دیکھیے: چشمِ حصولِ نفع۔

نفعِ عبادت: لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم! دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دُنیا و چہ دیں ص۱۳۴

ا۔ نفع : دوبار [مرتب]۔

نفی[1]: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا — دی ہے جاے دہن اُس کو دمِ ایجاد: نہیں — ص۱۸۶

نقاب[2]: (۱) مُنہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں — زلف سے بڑھ کر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھلا — ص۱۶۱

(۲)،(۳) ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے — ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں — ص۱۸۹

(۴) آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز — پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں — ص۱۸۹

(۵) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار — مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو — ص۱۹۶

(۶) نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا؟ — جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے — ص۲۰۶

(۷) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر — ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے — ص۲۱۷

(۸) نظّارے نے بھی کام کیا وھاں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی — ص۱۳۳

(۹) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا — بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا — ص۴۴۷

دیکھیے: (۱۰) آئینہ پردازِ نقاب۔ (۱۱) طرفِ نقاب۔

نقابِ جلوۂ جانانہ: عاشق نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے — فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے — ص۸۲

نقابِ حُسن: دیکھیے: بندِ نقابِ حُسن۔

نقابِ خاک: شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں — ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہاے ہاے! — ص۲۰۳

نقابِ مہِ نو: دیکھیے: طرفِ نقابِ مہِ نو۔

نقابِ یار: نقابِ یار ہے غفلت نگاہیِ اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا پردۂ تصویرِ عریاں ہے — ص۸۱

(۲) کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ — نقابِ یار ہے از پردہ ہاے چشمِ نابینا — ص۴۴۷

(۳) دیکھیے: بندِ نقابِ یار۔

نقاب[3]: تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب — بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد — ص۳۸

نقاشِ یک تمثالِ شیریں[4]: کوہ کن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! — سنگ سے سر مار کر، ہووے نہ پیدا آشنا — ص۱۳۹

۱۔ نفی : ایک بار۔
۲۔ نقاب : اٹھارہ بار [مفرد: نوبار، مرکّب: نوبار]۔
۳۔ نقاب : ایک بار۔
۴۔ نقاش : ایک بار [مرکّب]۔

نقب زن: ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن پاسبانیٔ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث ص ۳۴

نقبِ شعور: دیکھیے: کمیں گہِ نقبِ شعور۔

نقد[1]: (۱) چارسوے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے نقد ہے داغِ دل اور آتشِ زبانی مفت ہے ص ۱۱۴

(۲) اُس قدح کا ہے دور مجھ کو نقد چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام ۱۳۷

(۳) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہیے کہ اِس بازار میں ساغر متاعِ دستگرداں ہے ص ۲۱۰

نقدِ انجم: نقدِ انجم تا بہ کے از شیشہ بیروں ریختن؟ یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے ص ۱۱۴

نقدِ اندیشہ: دیکھیے: غفلت نقدِ اندیشہ۔

نقدِ داغِ دل: جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی ص ۲۰۷

نقدِ دامِ تمنائے جلوہ: پرواز نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو ص ۶۹

نقدِ دوعالم: دیکھیے: نسیہ و نقدِ دوعالم۔

نقدِ سخن: نقدِ سخن کے واسطے ایک: عیارِ آگہی شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار: ایک ص ۲۹۶

نقدِ عشرت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضائے خندہ ہے ص ۸۷

نقدِ صددل: دو جہاں: گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے ص ۱۰۹

نقش[2]: (۱) سر خطِ بند ہوا نامہ گنہ گاروں کا خونِ ہُدہُد سے لکھا نقش گرفتاروں کا ص ۲۸

(۲) جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ زیرِ مشقِ شعر ہے نقش از پَیِ احضارِ باغ ص ۴۸

(۳) زِبس ہر شمع یھاں آئینۂ حیرت پرستی ہے کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں ص ۶۴

(۴) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدعا سمجھ ص ۷۳

(۵) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا ص ۱۴۴

(۶) نقش کو اُس کے، مصوّر پر بھی کیا کیا ناز ہیں! کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے ص ۲۲۲

(۷) گیا جو نامہ بر، وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا خطوطِ روے قالیں نقش ہے پشتِ کبوتر کا ص ۴۴۴

۱۔ نقد : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔ ۲۔ نقش : چھیاسی بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اُناسی بار]۔

(۸) دیکھیے: صد رنگ نقش۔

نقشِ احضارِ چمن: تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن ص۵۹

نقشِ برآب: (۱) اسدؔ! ہر اشک ہے یہاں حلقہ برزنجیر افزودن بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا ص۴۳

(۲) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا ص۲۷

(۳) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر تاثیرِ جُستنِ اشک سے نقشِ برآب ہے ص۴۵۲

نقشِ بندِ آئینہ: مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی ہوا ہے نقشِ بندِ آئینہ سنگِ مزار اپنا ص۱۵

نقشِ بندی ہائے دہر: دیکھیے: بہارِ نقش بندی ہائے دہر۔

نقشِ بوریا: شب نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا صبح موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا ص۱۳

نقشِ پا: (۱) جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں ص۸

(۲) ہوسِ فروختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی ص۱۰

(۳) ظاہرا سر پنجۂ اُفتادگاں گیرا نہیں ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں ص۶۵

(۴) داد از دستِ جفائے صدمۂ ضرب المثل! گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجائیے ص۸۸

(۵) درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ اِس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے ص۹۴

(۶) نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب تو کہے، بُت خانۂ آزر کھلا ص۱۳۹

(۷) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز ص۱۷۲

(۸) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے ص۲۱۷

دیکھیے ____: (۹) آغوشِ نقشِ پا۔ (۱۰) ایک نقشِ پا۔ (۱۱) حیرتِ نقشِ پا۔ (۱۲) دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا۔ (۱۳) زنجیرِ نقشِ پا۔ (۱۴) گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا۔

نقشِ پائے جستجو: گرمیِ شوقِ طلب ہے عینِ تاپاکِ وصال غافلاں! آئینہ واں ہے نقشِ پائے جستجو ص۶۹

نقشِ پائے خضر: حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہوگیا ص۳۰

نقشِ پائے مور: (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ! نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص۸۲

(۲) جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ — اُس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پائے مور ہے — ص ۹۳

نقشِ پیِ مور: ضعف سے نقشِ پیِ مور ہے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

نقشِ پیِ ناقۂ سلمیٰ: کیوں اِسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے — کیوں اِسے نقشِ پیِ ناقۂ سلمیٰ کہیے — ص ۱۲۲

نقشِ تمکیں: کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موے دماغ — کہ ہوا خوں نگہِ شوق میں نقشِ تمکیں — ص ۸

نقشِ تمنا: گر صفحے کو نہ دیجیے پردازِ سادگی — جز خطِ عجز نقشِ تمنا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

نقشِ حیرت: خیالِ سادگی ہاے تصور نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں — ص ۶۴

نقشِ خود آرائی: درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے — ص ۱۰۸

نقشِ خود بینی: چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست — ص ۳۳

نقشِ خودکامی: دیکھیے: شست وشوے نقشِ خودکامی۔

نقشِ خیال: دیکھیے: حیرت کدۂ نقشِ خیال۔

نقشِ خیالِ یار: دیکھیے: پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔

نقشِ داغ: دیکھیے: ریزشِ نقشِ داغ۔

نقشِ دلِ مور: نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز — تب سے ہے یہاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز — ص ۴۵

نقشِ رنگِ رفتہ: گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رو سطرِ تبسم یکقلم انشا کرے — ص ۱۰۱

نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی: نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے — بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے — ص ۴۵۳

نقشِ روے یار: (۱) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو — شمع ساں ہوجائے قطِ خامۂ بہزاد گل — ص ۵۲

(۲) دیکھیے: فکرِ کشیدن ہاے نقشِ روے یار۔

نقشِ صد سطرِ تبسم: نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے — ص ۳۵۲

نقشِ سُمِ سمند: نقشِ سُمِ سمند سے یکسر — بن گیا دشت دامنِ گل چیں — ص ۲۸۱

نقشِ سویدا: آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا — ص ۱۳۳

نقشِ عبرت: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضاے خندہ ہے — ص ۸۷

نقشِ قدم: (۱) تیرا پیمانۂ مے: نسخۂ ادوارِ ظہور — تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار — ص ۶

(۲) رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی — زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا — ص۱۶

(۳) صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت — سرشکِ چشمِ اسدؔ کیوں نہ اُس میں گوہر ہو — ص۶۷

(۴) بعد از وداعِ یار بہ خوں در تپیدہ ہیں — نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے — ص۸۰

(۵) ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مُہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار — ص۱۳۳

(۶) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک ہے ناموسِ دوعالم کی امیں — ص۱۳۴

(۷) نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا — ص۱۴۶

(۸) جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں — خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

(۹) سراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے — کہ شب رَو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

دیکھیے: (۱۰) جنتِ نقشِ قدم۔ (۱۱) چشمِ نقشِ قدم۔ (۱۲)، (۱۳) حیرت کدۂ نقشِ قدم۔ (۱۴) صورتِ نقشِ قدم [دوبار]۔ (۱۵) گلدستۂ نقشِ قدم۔ (۱۶) مشقِ نقشِ قدم۔ نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم۔

نقشِ کفِ پا: دیکھیے: ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا۔

نقشِ لاحول: نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر! — یا علیؔ عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں! — ص۱۳۲

نقشِ محبت: چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا — ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

نقشِ مدعا: (۱) ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا — ص۱۳

(۲) جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب — وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث — ص۳۲

(۳) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن — مبادا! اے پیچ و تابِ طبع نقشِ مدعا گم ہو — ص۶۸

نقشِ مدعائے غیر: دیکھیے: مثلِ نقشِ مدعائے غیر۔

نقشِ مریدی: ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی — ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت — ص۱۲۷

نقشِ مسطر: عجب نہیں پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروئے آب جوہرِ موج، نقشِ مسطر ہو — ص۶۷

نقشِ معنی: ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت — سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں — ص۱۳۴

نقشِ نازِ بتِ طناز: نقشِ نازِ بُتِ طناز بہ آغوشِ رقیب — پائے طاؤس پئے خامۂ مانیؔ مانگے — ص۲۰۹

نقشِ وفا: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۴۴

نقش ونگارِ طاقِ نسیاں: یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں ص۱۹۱

نقشِ ہرذرّہ: کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب! نقش ہرذرّہ سویدائے بیاباں نکلا ص۱۳

نقشِ ہرگام: گردِ رہ: سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں نقشِ ہرگام: دو عالم صفہاں زیرِ نگیں ص۸

نقشِ یک دلِ صد چاک: بہزاد! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے، شانہ کھینچیے ص۱۰۵

نقشا[۱]: (۱) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا ص۱۵۶

(۲) تم ماہِ شبِ چاردہم تھے مرے گھر کے پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اَور ص۱۷۱

(۳) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں ص۱۸۶

(۴) کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا (ص۲۸۴)

نقص[۲]: عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی اسدؔ نقص پر اپنے ہوا جو مطّلع، کامل ہوا ص۲۹

نقص آبادِ گیتی: کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے پختگی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے ص۱۰۱

نقصِ ظاہری: بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے کہ بہرِ مدعائے دل زبانِ لال، زنداں ہے ص۸۰

نقصِ گدایاں: نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے کہ خارِ خشک کو بھی دعویٔ چمن نسبی ہے ص۷۵

نقصان[۳]: (۱) سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ جتنا کہ نااُمید تر، اُمید وار تر ص۴۱

(۲) چار سوئے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص۴۸

(۳) بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال ص۵۱

(۴) خوبیٔ شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں ہے اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو ص۶۹

(۵) تا چند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے اب چار سوئے عشق سے دکاں اُٹھائیے ص۷۴

(۶) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں ص۱۸۸

۱۔ نقشا : چار بار۔

۲۔ نقص : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۳۔ نقصان : دس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تین بار]۔

(۷) ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست — نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی — ص ۲۱۵

(۸) دیکھیے: ہمہ نقصاں۔

نقصانِ بہار: دیکھیے: بسملِ نقصانِ بہار۔

نقصان و سود: دیکھیے: حیرت متاعِ عالمِ نقصان وسود۔

نقطہ[۱]: (۱) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ — اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں — ص ۸

(۲) نہیں ہے مُردنِ صاحب دلاں جز کسبِ جمعیت — سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں پنہاں ہے — ص ۸۱

نقطہ آرائی: دیکھیے: انتخابِ نقطہ آرائی۔

نقطہ و خط: بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم — لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط، سُنبل زار — ص ۳

نقطۂ پرکارِ باغ: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار — مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ — ص ۴۸

نقطۂ پرکارِ تمنا: کیوں اسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے — کیوں اسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے — ص ۱۲۲

نقل[۲]: نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں میں — کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی — ص ۳۱۱

نکاتِ[۳] بدیع: دیکھیے: اک منبعِ نکاتِ بدیع۔

نکتہ چیں[۴]: نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے — کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے — ص ۲۴۶

نکتہ داں: دیکھیے: یارانِ نکتہ داں۔

نکتہ دانی: دیکھیے: آئینِ نکتہ دانی۔

نکتہ سرا: ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا — صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے — ص ۲۳۶

نکتہ سرائی: ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغّل — ہے گرچہ مجھے سحر ترازی میں مہارت — ص ۱۲۷

نکتہ سرائیِ طبع: دیکھیے: طرز آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع۔

نکتہ گوئی: کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا — حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا — ص ۲۶

۱۔ نقطہ : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔
۲۔ نقل : ایک بار۔
۳۔ نکات : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ نکتہ : سات بار [مرکّب]۔
نکتہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

نکتہ ہائے خردفزا: مجھ سے کیا پوچھتا ہے کیا لکھیے؟ نکتہ ہائے خرد فزا لکھیے ص۱۳۰

نکردہ[1]: (۱،۲) دیکھیے: خدا نکردہ [دوبار]۔

نکشادہ[2]: دیکھیے: چشم از خوابِ عدم نکشادہ۔

نکشودہ[3]: (۱) دیکھیے: چشمِ نکشودہ۔ (۲) سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ۔ (۳) درِ نکشودۂ دل۔

نکما[4]: عشق نے غالبؔ نکما کردیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ص۲۵۰

نِکو[5]: دیکھیے: آتش زنِ نامِ نکو۔

نکونامیِ فرہاد: عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں ص۱۸۶

نکوہش[6]: (۱) نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جَیب و دامن میں ص۱۸۰

(۲) نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی مبادا! خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی ص۲۰۷

(۳) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے ص۲۰۶

نکوہش ہائے بیدرداں: دیکھیے: تسکینِ نکوہش ہائے بیدرداں۔

نکہت[7]: (۱) دیکھیے: گلگونِ نکہت۔

نکہتِ گُل: (۲) وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص۷۸

(۳) وہی اک بات ہے جو یھاں نفس، وھاں نکہتِ گل ہے چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا ص۱۳۶

(۴) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہوجانا ص۱۵۶

(۵) کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے ص۲۰۶

(۶) بس کہ شرمندۂ بوے خوشِ گل رویاں ہے نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دزدیدن ص۴۵۰

(۷) دیکھیے: جوشِ نکہتِ گل۔

۱۔ نکردہ : دوبار [مرتّب]۔
۲۔ نکشادہ : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ نکشودہ : تین بار [مرتّب]۔
۴۔ نکما : ایک بار۔
۵۔ نِکو : دوبار [مرتّب]۔
۶۔ نکوہش : تین بار
نکوہش ہا ایک بار، [مرتّب]۔
۷۔ نکہت : سات بار [مرتّب]۔

نکیرین[1]: ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین ہاں، منہ سے مگر بادۂ دو شینہ کی بو آئے ص۲۳۹

نگار(۱)[2]: (۱) جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مالی خونِ صد برق سے باندھے بہ کفِ دست نگار ص۵

دیکھیے:(۲) پیرہنِ زر نگار۔(۳) دستِ پُر نگار۔(۴) نقش و نگار۔

نگار(۲)[3]: (۱،۲) نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے ص۲۴۸

دیکھیے:(۳) رخِ نگار۔(۴) روے نگار۔(۵) سرِ ناخنِ نگار۔(۶) غنچۂ پیکانِ نگار۔(۷) کفِ پاے نگار۔(۸) لبِ نگار۔

نگارِ آتشیں رُخ: صبح آیا جانبِ مشرق نظر اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا ص۳۹

نگارے: معافِ بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے نداده رکھتے ہیں ص۶۰

نگار خانۂ چیں[4]: شہر: گویا نمونہ گلزار باغ: گویا نگارخانۂ چیں ص۲۸۰

نگارستان[5]: دیکھیے: عرضِ بہارِ صد نگارستاں۔

نگار نامۂ راز[6]: نثر اُس کی: ہے کارنامۂ راز نظم اُس کی: نگار نامۂ راز ص۲۶۸

نگاریں[7]: دیکھیے:(۱) دُزدِ حناے کفِ نگاریں۔(۲) دستِ نگاریں۔(۳) کفِ نگاریں۔(۴) محوِ ناخنِ دستِ نگاریں۔

نگارش ہاے[8] سطرِ شعلہ: دیکھیے: تقریبِ نگارش ہاے سطرِ شعلہ۔

نگاہ[9]: (۱) نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں ص۸

(۲) بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا؟ کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزاے زندگانی ص۹

(۳) کو بہ وقتِ قتلِ حقّ آشنائی اے نگاہ؟ خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا ص۲۵

(۴) یارب! یہ درد مند ہے کس کی نگاہ کا؟ ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز ص۴۲

۱۔ نکیریں : ایک بار۔
۲۔ نگار(۱) : چار بار[مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
۳۔ نگار(۲) : نو بار[مفرد: دو بار، مرکب: چھے بار]۔
نگارے : ایک بار۔
۴۔ نگارخانہ : ایک بار[مرکب]۔
۵۔ نگارستان : ایک بار[مرکب]۔
۶۔ نگارنامہ : ایک بار[مرکب]۔
۷۔ نگاریں : چار بار[مرکب]۔
۸۔ نگارش ہا : ایک بار[مرکب]۔
۹۔ نگاہ : چھہتر بار[مفرد: بائیس بار، مرکب: چوّن بار]۔
نگاہیں : چھے بار۔

(۵) فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ　نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز　ص۴۳

(۶) ہنوز اے اثرِ دیدہ! ننگِ رُسوائی　نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز　ص۴۳

(۷) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں　اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل　ص۵۳

(۸) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے مفت　نگاہ کا مقابل ہونا　ص۱۱۷

(۹) نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے　مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا　ص۱۴۸

(۱۰) مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے　پُر گُل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا　ص۱۴۹

(۱۱) وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن　غیر از نگاہ، اب کوئی حائل نہیں رہا　ص۱۵۳

(۱۲) سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی　خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل　ص۱۷۶

(۱۳) لاکھوں لگاو: ایک چُرانا نگاہ کا　لاکھوں بناو: ایک بگڑنا عتاب میں　ص۱۸۹

(۱۴) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار　مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو　ص۱۹۶

(۱۵) خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے　نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے　ص۲۱۸

(۱۶) دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال　صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے　ص۲۲۶

(۱۷) اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ　چہرہ فروغِ مَے سے گلستاں کیے ہوئے　ص۲۲۶

(۱۸) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی　وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے　ص۲۲۹

(۱۹) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست　بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے　ص۲۳۰

(۲۰) دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی　دونوں کو اک ادا میں رضا مند کر گئی　ص۲۳۳

(۲۱) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ　جی میں کہتے ہیں کہ مُفت آئے تو مال اچھا ہے　ص۲۳۹

(۲۲) وہ محضِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں　نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ　ص۲۷۷

(۳) دیکھیے ــــــ: (۲۳) آبِ تیغِ نگاہ۔ (۲۴) ایک ہی نگاہ۔ (۲۵) پائے نگاہ۔ (۲۶)، (۲۷) تارِ نگاہ [دوبار]۔ (۲۸) تیرِ نگاہ۔ (۲۹) تیغِ نگاہ۔ (۳۰) جنبشِ نگاہ۔ (۳۱) جوشِ نگاہ۔ (۳۲) چراغانِ نگاہ۔ (۳۳) حیرت نگاہ۔ (۳۴) دردِ پریشانیِ نگاہ۔ (۳۵) دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ۔ (۳۶) دیدۂ عبرت نگاہ۔ (۳۷) ذوقِ نگاہ۔ (۳۸) طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ۔ (۳۹) عزا خانۂ اقبالِ نگاہ۔ (۴۰) کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ۔ (۴۱) گلدستۂ نگاہ۔ (۴۲)

محشرستانِ نگاہ۔(۴۳) محملِ نگاہ۔(۴۴) ناکامیِ نگاہ۔

نگاہِ آشنا: دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے ص۲۰۹

(۲) یک نگاہِ آشنا۔

نگاہِ آفتاب: دیکھیے: اجزاے نگاہِ آفتاب۔

نگاہِ بے حجابِ ناز: (۱) تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا ص۱۱

(۲) تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں نگاہِ بے حجابِ ناز: تیغِ تیزِ عریاں ہے ص۲۱۰

نگاہِ بے محابا: نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں تغافل ہاے تمکیں آزما کیا ص۱۵۷

نگاہِ پاک: دیکھیے: یک نگاہِ پاک۔

نگاہِ تیز: برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یاں اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص۳۳

(۲) دیکھیے: وقفِ سوداے نگاہِ تیز۔

نگاہِ چشمِ حاسد: نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص۱۷

نگاہِ حیرتِ مشاطہ: پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے ص۱۱۲

نگاہِ خاص: بہ اُمیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت مبادا! ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اُس کا ص۲۴

نگاہِ خلق: دیکھیے: پاے نگاہِ خلق۔

نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں ص۶۳

نگاہِ سوزنِ مینا: دیکھیے: تارِ نگاہِ سوزنِ مینا۔

نگاہِ شرمگیں: دیکھیے: اندازِ نگاہِ شرمگیں۔

نگاہِ شوق: (۱) جنوں کر اے چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی! نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے ص۷۹

(۲) بلا سے، ہیں جو بہ پیشِ نظر در و دیوار نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ص۱۲۶

نگاہِ صاف: یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب ص۳۱

نگاہِ عاجزاں: نہ سوے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں، پا ہے ص۸۵

نگاہِ عبرت افسوں: نگاہِ عبرت فسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے — ہوا ہر جلوت و خلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی — ص ۹۲

نگاہِ عجز: (۱) بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ — نگاہِ عجز سرِ رشتۂ سلامت ہے — ص ۲۱۳

(۲) دیکھیے: شرحِ نگاہِ عجز۔

نگاہِ غلط انداز: جان کر کیجے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو — یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

نگاہِ گرم: (۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خَس میں جیسے، خوں رگ میں نہاں ہوجائے گا — ص ۱۵۱

(۲) دیکھیے: یک نگاہِ گرم۔

نگاہِ گل چیں: کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ — خطِ پیالہ، سراسر نگاہِ گل چیں ہے — ص ۲۱۳

نگاہِ گل رُخاں: سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں — گر کرے یوں امر، نبیِ بوتراب آئینے پر — ص ۴۰

نگاہِ ناز: (۱) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنارِ مینا ہے — ص ۸۳

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی — دیا ابرو کو چھیڑا اور اُس نے فتنے کو اشارت کی — ص ۹۷

(۳) وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے — نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے — ص ۲۳۸

نگاہِ نیاز: دیکھیے: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔

نگاہِ واپسیں: دیکھیے: یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں۔

نگاہ و بے نگاہی: چہ اُمید و نااُمیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی — ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی — ص ۱۰

نگاہیں: (۱) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں — خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں — ص ۵۹

(۲) پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں — جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں — ص ۵۹

(۳) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں — کھینچوں ہوں سویدائے دلِ چشم سے آہیں — ص ۵۹

(۴) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حَف نظر! — طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے! — ص ۱۲۳

(۵) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں — ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں — ص ۱۸۳

(۶) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار — جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں — ص ۱۹۳

نگراں[۱]: (۱) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں — مردمک سے ہے خال برلبِ گور — ص ۳۱

---

۱ نگراں : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

(۲) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ ہے برسرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک ص۵۰

دیکھیے: (۳) براتِ نگرانِ امّید

نگرانی[1] غافل: جلوہ مایوس نہیں دل، نگرانی غافل! چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا ص۲۸

دیکھیے: (۲) حیرت فروشِ صد نگرانی۔

نگوں[2]: دیکھیے: سرنگوں [دوبار]۔

نگہ[3]: (۱) چشم برچشم چنے ہے بہ تماشا مجنوں ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار ص۴

(۲) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص۴

(۳) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص۵

(۴) اے عبارت! تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ اے نگہ! تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں ص۸

(۵) جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پزیر اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں ص۹

(۶) بہ وقتِ سرنگونی ہے تصوّر انتظارستاں نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا ص۱۹

(۷) نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے ہوئے ہیں پردہ ہاے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا ص۲۳

(۸) تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا ص۲۳

(۹) تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد ص۳۸

(۱۰) بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

(۱۱) خوش اوفتادگی! کہ بہ صحراے انتظار جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں ص۵۶

(۱۲) وہ دل جوں شمع بہرِ دعوتِ نظّارہ لا، جس سے نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنّا ہو ص۶۷

(۱۳) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۳

(۱۴) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے ص۹۰

(۱۵) نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

۱۔ نگرانی : دوبار [مرکّب]۔

۲۔ نگوں : دوبار۔

۳۔ نگہ : ۵۹ بار [مفرد: ۲۵ بار، مرکّب: ۳۴ بار]۔

(۱۶)،(۱۷) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے   وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے   ص۹۸

(۱۸) نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو   زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے   ص۹۸

(۱۹) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی   نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے   ص۱۰۸

(۲۰) زِ خود گزشتنِ دل کاروانِ حیرت ہے   نگہ غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی   ص۱۱۰

(۲۱) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے   نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے   ص۱۱۵

(۲۲) ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے   شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر   ص۱۲۸

(۲۳) میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں!   مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے   ص۲۰۶

(۲۴) درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر   ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے   ص۲۱۱

(۲۵) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے   ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے   ص۲۱۱

دیکھیے: (۲۶) اک نگہ۔ (۲۷) تارِ نگہ۔ (۲۸) تقاضائے نگہ۔ (۲۹) تیغِ نگہ۔ (۳۰) جادۂ تارِ نگہ۔ (۳۱) جَیبِ ہر نگہ۔ (۳۲) خونِ نگہ۔ (۳۳) شررِ فرصت نگہ۔ (۳۴) شہیدانِ نگہ۔ (۳۵) کارِ نگہ۔ (۳۶) مرگِ نگہ۔ (۳۷)، (۳۸) موجِ نگہ [دوبار]۔ (۳۹) ہر نگہ۔

نگہِ آشنا: میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں   دشمن سمجھ، ولے نگہِ آشنا نہ مانگ   ص۵۰

(۲) پرواز ہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست   بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے   ص۷۶

نگہ آشنائے گل و خار: نہ ذوقِ گریباں نہ پروائے داماں   نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم   ص۵۵

نگہ آلودہ: (۱) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے   قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سُو نگہ آلودہ ہے   ص۱۰۳

(۲) تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں   یھاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری   ص۴۵۳

نگہِ آئنہ: عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب   نگہِ آئنہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار   ص۴

نگہِ بازپسیں: نزع مخمور ہوں اُس دید کی دُھن میں کہ مجھے   رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ بازپسیں   ص۷

نگہِ جلوہ پرست: دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا   نگہِ جلوہ پرست و نفَسِ صدق گزیں   ص۱۳۵

نگہِ چشم سرمہ سا: شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے؟   نگہِ چشم سرمہ سا کیا ہے؟   ص۲۳۸

نگہِ دیدۂ تصویر: شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں جادہ، غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں ص ۱۸۲

نگہِ سرمہ سا: حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوے دل ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں ص ۱۷۸

نگہِ شوق: دیکھیے: غفلتِ نگہِ شوق۔

نگہِ قہر آشنا: دیکھیے: سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا۔

نگہِ گرم: (۱) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے ص ۲۱۲

(۲) دیکھیے: یک نگہِ گرم۔

نگہِ مستیِ ناز: دیکھیے: نصیبِ نگہِ مستیِ ناز۔

نگہِ ناز: (۱) در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد ص ۱۶۶

(۲) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟ ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اَور ص ۱۷۰

(۳) دیکھیے: چشمکِ نگہِ ناز۔ (۴) فسونِ نگہِ ناز۔

نگہبان[1]: تغافل: کمیں گاہِ وحشت شناسی نگہبانِ دل ہائے اغیار ہیں ہم ص ۵۵

نگہبانی: ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست نشۂ مَے کے تصوّر میں نگہبانی عبث ص ۳۳

نگیں[2]: (۱) بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نَفَس استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں ص ۷

(۲) ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحبِ خانہ ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا ص ۱۳

(۳) بہ رہنِ شرم ہے، باوصفِ شوخی، اہتمام اُس کا نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص ۲۴

(۴) جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص ۱۳۵

(۵) جن کی مسند کا آسماں: گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب: نگیں ص ۲۸۰

دیکھیے ـــــ: (۶)، (۷) زیرِ نگیں [دو بار]۔ (۸) نام و نگیں۔ (۹) یاقوتِ نگیں۔

نگینِ خانۂ زنجیر: گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری لختِ لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے ص ۹۵

نگینِ نامِ شاہد: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں ص ۱۸۰

۱۔ نگہبان : ایک بار [مرکّب]۔
نگہبانی : ایک بار۔

۲۔ نگیں : گیارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: چھے بار]۔

نَل[1]: دیکھیے: زانوے نَل۔

نَم[2]: (۱) آتش و آب و باد و خاک نے لی وضعِ سُوز و نَم و رَم و آرام ص۱۳۸

(۲) دیکھیے: چشمِ پُرنَم۔ (۳) دیدۂ پُرنَم۔ (۴) سرشکِ دیدۂ پُرنَم۔

نَمِ دامانِ عصیاں: غرورِ لطفِ ساقی: نشّۂ بیباکیِ مستاں نَمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی ص۷۷

نَمِ شبنم: بجا ہے گر نہ سُنے نالہ ہاے بلبلِ زار کہ گوشِ گُل نَمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے ص۲۱۳

نَمِ شرمِ جبینِ آشنا: گردِ ساحل ہے نَمِ شرمِ جبینِ آشنا گر نہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو ص۶۹

نماز[3]: (۳،۲،۱) دیکھیے: مُہرِ نماز [تین بار]۔

تمام[4]: رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمّام ص۱۳۶

نمایاں[5]: (۱) بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں ص۶۲

(۲) زِ بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے ص۸۱

(۳) اُس کے مضروب کے سروتن سے کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام ص۱۳۸

(۴) سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں ص۱۹۱

(۵) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے ص۲۱۱

دیکھیے:- (۶) داغِ نمایاں۔ (۷) زخمِ نمایاں۔

نمد[6]: نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۴

نمد درآباد: کجا معزولیِ آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟ نمد درآب ہے اے سادہ پرکار! اِس بہانے میں ص۵۸

نمدبافی: ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی کہ تھا آئینۂ خور پر تصور زنگ بستن کا ص۲۷

نمرود[7]: کیا وہ نمرود کی خُدائی تھی؟ بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا ص۱۶۱

۱۔ نَل : ایک بار۔
۲۔ نَم : سات بار [مرکّب]۔
۳۔ نماز : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ تمام : ایک بار۔
۵۔ نمایاں : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دو بار]۔
۶۔ نمد : دو بار۔
نمدبافی : ایک بار۔
۷۔ نمرود : ایک بار۔

نمک[۱]: (۱) گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشم شب پیما نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو، خوابِ بستن کا ص۲۷

(۲) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ زُور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک ص۴۹

(۳) چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں ص۶۵

(۴) شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا آپ سے کوئی پوچھے: تم نے کیا مزا پایا؟ ص۱۴۳

(۵) نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے ص۴۵۳

['نمک' نوبار بہ طورِ ردیف، ص۱۷۵]:

(۶)،(۷) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک کیا مزا ہوتا، اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

(۸) گردِ راہِ یار، ہے سامانِ نازِ زخمِ دل ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک

(۹) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو! نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

(۱۰) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا کہ آج گردِ ساحل، ہے بہ زخمِ موجۂ دریا نمک

(۱۱) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک

(۱۲) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک

(۱۳) غیر کی منّت نہ کھینچوں گا پَے توفیرِ درد زخم مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک

(۱۴) یاد ہیں غالبؔ تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک

نمک اثر: دیکھیے: سرشکِ نمک اثر۔

نمک پاشِ خراشِ دل: جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی ص۲۰۶

نمک خوار: اُمیدوارِ عنایات شیونارائن کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ ص۲۷۸

نمک دان: (۱) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورشِ نمک داں کی ص۷۷

(۲) محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے چشم میں توڑے نمک داں تا شکر خوابی کرے ص۱۰۰

(۳) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر ص۱۶۷

۱۔ نمک : اُنیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: پانچ بار]۔
نمک خوار : ایک بار۔
نمک دان : پانچ بار [مرکّب: ایک بار]۔
نمکین : ایک بار۔

(۴) پھر پُرشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق — سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۵) دیکھیے: غرقِ نمک داں۔

نمکِ زخمِ جگر: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل — نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے — ص۷۸

نمک سود: دیکھیے: یک زخمِ نمک سود۔

نمک سودۂ زخمِ تکرار: گردِ جولاں سے ہے تیری بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار — ص۵

نمکیں: شورِ اوہام سے مت ہو شبخونِ انصاف — گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں — ص۸

نمو[۱]: دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس — ص۱۷۳

نمود[۲]: (۱) وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا — ص۱۳۹

(۲) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں — ص۱۸۵

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی — ص۲۵۱

نمودِ سایہ و نور: اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور! — جب تلک ہے نمودِ سایۂ نور — ص۱۳۱

نمودِ صُور: ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر — یھاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں — ص۱۸۹

نمونہ[۳]: چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے — گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا — ص۲۶۰

نمونۂ گلزار: شہر: گویا نمونۂ گلزار — باغ: گویا نگارخانۂ چیں — ص۲۸۰

ننگ[۴]: (۱) ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر — شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گل چیں ہے — ص۸۹

(۲) دیکھیے: بے ننگ و نام۔

ننگِ بالیدن: وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی نہ پوچھ — ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ، ہم — ص۵۴

ننگِ بے دماغانِ خود آرائی: غرورِ دستِ ردنے شانہ توڑا فرقِ ہُدہُد پر — سُلیمانی ہے ننگِ بے دماغانِ خود آرائی — ص۹۲

ننگِ بے ہنری: گرچہ از روے ننگِ بے ہنری — ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار — ص۱۲۵

۱۔ نمو : ایک بار۔
۲۔ نمود : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔
۳۔ نمونہ : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
۴۔ ننگ : پندرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چودہ بار]۔

ننگِ پیراہن: آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں! ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں ص۱۸۴

ننگِ پیری: کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ ننگِ پیری ہے جوانی میری ص۲۳۱

ننگِ تمنا: حیف اے ننگِ تمنا! کہ پَیِ عرضِ حیا یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا ص۱۴

ننگِ رُسوائی: ہنوز اے اثرِ دید! ننگِ رسوائی نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص۴۳

ننگِ فہمِ مستاں: اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روز گاری کا ص۱۹

ننگِ سجدہ: گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا ص۱۵۹

ننگِ سینہ: ہے ننگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں ص۱۸۸

ننگِ وجود: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص۱۴۳

ننگِ ہمت: سبب، وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوندا! اثر سُرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو ص۶۸

ننگِ ہمتِ باطل: آب ہوجاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے ص۹۶

ننگا[1]: آپ کا بندہ اور پھروں ننگا! آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار! ص۱۲۷

نَو[2] (۱): (۱) دیکھیے: ابروے مہِ نَو۔ (۲)، (۳) از سرِ نَو [دوبار]۔ (۴) طرفِ نقابِ مہِ نَو۔ (۵)، (۶)، (۷) ماہِ نَو [تین بار]۔ (۸)، (۹)، (۱۰)، (۱۱) مہِ نَو [چار بار]۔

نَو آموزِ فنا: تھی نوآموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا ص۱۴۴

نَو آموزی: دیکھیے: شرمندۂ نوآموزی۔

نَو برِ نخلِ باغِ سلطاں: خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں ہو ص۳۳۱

نَو بہار[3]: (۱) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بہ سال کہ لائے غیب سے غنچوں کی نوبہار گرہ ص۲۷۹

(۲) دیکھیے: شمیمِ نوبہار۔

نَو بہارِ تر: بینش، بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر دل درگدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

نَو بہارِ حدیقۂ اسلام: شہ سوارِ طریقۂ انصاف نوبہارِ حدیقۂ اسلام ص۳۷

۱۔ ننگا : ایک بار۔
۲۔ نَو (۱) : چودہ بار [مرکب]۔
۳۔ نوبہار : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔

نَوبہارِ ناز: اک نو بہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ چہرہ فروغِ مَے سے گلستاں کیے ہوئے ص۲۲۶

نَوجوانی[1]: اسدکو بُوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ص۷۷

نَوخاستہ[2]: دیکھیے: ہر سبزۂ نوخاستہ۔

نَوخیز[3]: دیکھیے ـــــ: (۱)، (۲) خطِ نوخیز [دوبار]۔ (۳) سبزۂ نوخیزِ مسیحا۔ (۴) قامتِ نوخیز۔ (۵) مثلِ خطِ نوخیز۔ (۶)، (۷) موجۂ سبزۂ نوخیز [دوبار]۔

نَو گرہیں[4]: کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں جو یہاں گنیں گے، تو پائیں گے نوہزار گرہ ص۲۷۹

نَو ہزار: دیکھیے: نوگرہیں۔

نوا[5]: دیکھیے: (۱) خوش نوایانِ چمن۔ (۲) خوش نوا۔ (۳) غالبِ آشفتہ نوا۔ (۴) نالۂ لبِ خونیں نوائے گل۔ (۵) نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا۔

نواپرداز: چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے ص۲۲۷

نواسازِ تماشا: اے نوا سازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں ص۶۳

نواسازِ فغاں: محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے مانندِ نَے کے استخواں خالی ص۴۵۵

نوا سامانِ بندِساز: نغمہ ہے کانوں میں اُس کے نالۂ مُرغِ اسیر رشتۂ پا یہاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے ص۸۲

نواسنجانِ گلشن: قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو مرا ہونا بُرا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو ص۱۹۸

نواسنجِ فغاں: کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو؟ نہ ہو جب دل ہی سینے میں، تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو ص۱۹۹

نوائے بربط و چنگ و چغانہ: دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا نوائے بربط و چنگ و چغانہ ص۴۵۱

نوائے بلبل وگل: نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص۱۱۵

نوائے جگرخراش: دیکھیے: صد ہزار نوائے جگرخراش۔

نوائے خفتۂ اُلفت: نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

۱۔ نوجوانی : ایک بار۔
۲۔ نوخاستہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ نوخیز : سات بار [مرکّب]۔
۴۔ نو (۲) : دوبار۔
۵۔ نوا : اُنّیس بار [مرکّب]۔
نواہا : ایک بار [مرکّب]۔

نوائے سروش: آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں — غالبؔ! صریرِ خامہ نوائے سروش ہے — ص۲۳۰

نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ: نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے — تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے — ص۱۱۵

نوائے مرغِ بستانی: دیکھیے: ذوقِ نوائے مرغِ بستانی۔

نوائے مرغِ گرفتار: ڈر نالہ ہائے زار سے میرے، خدا کو مان — آخر نوائے مُرغِ گرفتار بھی نہیں — ص۱۸۳

نواہائے راز: محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا — یاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا — ص۱۵۵

نوا[۱] (۲): دیکھیے: (۱) برگ و نوا۔ (۲) رونقِ کارگاہِ برگ و نوا۔

نواب[۲]: (۱) ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل — دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں نواب کو ہم — ص۲۶۵

(۲) دیکھیے: حضرتِ نواب۔ (۳) محفلِ غسلِ صحتِ نواب۔

نوابِ مستطاب: حق گوے و حق پرست و حق اندیش و حق شناس — نوابِ مستطاب، امیرِ شہ احتشام — ص۲۸۲

نوابی: بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے — ص۱۰۱

نوازش[۳]: دیکھیے: خمِ دستِ نوازش۔

نوازش نامہ: دیکھیے: مُہرِ نوازش نامہ۔

نوازشِ نفسِ آشنا: نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ — بہ رنگِ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد — ص۳۷

نوازش ہائے بیجا: نوازش ہائے بیجا دیکھتا ہوں — شکایت ہائے رنگیں کا گِلا کیا — ص۱۵۷

نوحہ[۴]: حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں — نوحہ گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

نوحہ خواں: پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیماردار — اور اگر مرجائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو — ص۱۹۶

نوحہ گر: حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں — مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں — ص۱۹۰

نوحۂ غم: ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق — نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی — ص۲۰۹

۱۔ نوا(۲) : دوبار [مرکب]۔

۲۔ نواب : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکب: تین بار]۔
نوابی : ایک بار۔

۳۔ نوازش : دوبار [مرکب]۔
نوازش نامہ : ایک بار [مرکب]۔
نوازش ہا : ایک بار [مرکب]۔

۴۔ نوحہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
نوحہ خواں : ایک بار۔ نوحہ گر : ایک بار۔

نوحۂ ماتم: جو عزادارِ شہیدانِ نفس دُزدیدہ ہو نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے ص۱۰۱

نور[1]: نور سے تیرے، ہے اُس کی روشنی ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال ص۵۱

(۲) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۴۳

(۳) انجمِ چرخ: گوہر آگیں فرشِ نور: ئے؛ ماہ: ساغرِ سیمیں ص۲۸۰

دیکھیے ـــــ:(۴) پُرنور۔(۵) دریاے نور۔(۶) رُخِ پُرنور۔(۷) لبریزِ نور۔(۸) مفیضِ وجودِ سایہ ونور۔(۹) نمودِ سایہ ونور[نیز دیکھیے: بے نور]۔

نورُالعینِ دامن: سرِ شکِ سر بہ صحرا دادہ: نورُالعینِ دامن ہے دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے ص۲۱۲

نورِ چراغِ بزم: ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج ص۳۵

نورِ چشمِ واصل خاں: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیم حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۶۳

نورِ چشمِ وحشت: اے آبلے! کرم کر، یھاں رنجہ یک قدم کر اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا! ص۲۶

نورِ صبح: کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

نورِ نظر: دیکھیے: قبلۂ نورِ نظر۔

نورانی: سب کو اُس کا سواد ارزانی چشمِ بینش ہو جس سے نورانی ص۲۶۷

نوروز[2]: نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں نظّارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت ص۱۲۷

(۲) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں ص۲۸۰

نوش[3]: دیکھیے: ہوسِ نائے ونوش۔

نوشت[4]: دیکھیے: سرنوشت۔

نوشت خواند: غالبؔ! یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند ص۱۲۸

نوک[5]: رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے اگر بووے بجاے دانہ دہقاں نوک نشتر کی ص۲۰۷

۱۔ نور : چودہ بار[مفرد: تین بار، مرکّب: گیارہ بار]۔
نورالعین : ایک بار[مرکّب]۔
نورانی : ایک بار۔ ۲۔ نوروز: دوبار۔
۳۔ نوش : ایک بار[مرکّب]۔
۴۔ نوشت : دوبار[مرکّب]۔
۵۔ نوک : سات بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

نوکِ زبانِ دہنِ گور: سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز حسرتِ عرضِ تمنّا میں ہوں رنجور ہنوز ص۴۴

نوکِ خامۂ فرسودہ: کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے ص۱۰۳

نوکِ سرِ مژگاں: دیدار طلب ہے دلِ واماندہ، کہ آخر نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا ص۲۹

نوکِ ناخنِ شمشیر: اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِّ مشکل ہا ص۲۳

نوکِ نیشِ عقرب ہا: عیادت ہاے زہر آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے رفوے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا ص۲۳

نوکِ ہر خار: نوکِ ہر خار تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ دل باندھا ص۱۴

نوکر[1]: (۱) ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں ستمگر، ناخدا ترس، آشناکُش! ماجرا کیا ہے؟ ص۸۴

(۲) بارے، نوکر بھی ہوگیا، صد شکر! نسبتیں ہوگئیں مشخّص چار ص۱۲۶

(۳) غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں ص۱۹۱

(۴) بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں ص۲۹۸

نومید[2]: (۱) عشق، تاثیر سے نومید نہیں جاں سپاری، شجرِ بید نہیں ص۱۸۳

(۲) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے ص۲۱۱

نومیدی[3]: دیکھیے ــــــ: (۳) تابِ رنجِ نومیدی۔ (۴) جولاں گاہِ نومیدی۔

نومیدیِ اربابِ ہوس: یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے ص۲۳۵

نومیدیِ جاوید: (۱) بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے کُشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا ص۱۳۳

(۲) رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو! خوش ہوں، گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں ص۱۸۲

نوید[4]: (۱) تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل ص۱۲۴

(۲) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ص۲۰۳

نویدِ امن: نویدِ امن ہے بیدادِ دوست، جاں کے لیے رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے ص۲۳۵

نویدِ مقدمِ یار: نہیں ہے سایہ، کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار ص۱۶۷

۱۔ نوکر : چار بار۔

۲۔ نومید : دو بار۔

۳۔ نومیدی : پانچ بار [مرکّب]۔

۴۔ نوید : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

نَویں[۱]: تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی ص۳۱۲

نُہ[۲] پایہ: یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے کیا خیمۂ شبّیر سے رُتبے میں سوا ہے؟ ص۲۸۴

نُہ چمن: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پُشتِ لبِ بام رفعتِ ہمّتِ صد عارف و یک اوجِ حصار ص۱۳۲

نُہ چرخ: دیکھیے: چشمۂ نُہ چرخِ حباب۔

نُہ چرخ و ہفت اختر: وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کھُلا ص۱۳۹

نُہ فلک: جوشِ طوفانِ کرم: ساقیِ کوثر ساغرِ نُہ فلک: آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار ص۴ [منقبت]

نہار[۳]: دیکھیے: (۱) افتخارِ لیل ونہار۔ (۲) لیل ونہار۔ (۳) نَفَسِ لیل ونہار۔

نہال[۴]: دیکھیے: تازہ نہال۔

نہالِ دوستی: دیکھیے: طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی۔

نہالِ شکوہ: بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا غبار ہے نہالِ شکوہ ریحانِ سفال ص۵۱

نہالِ شمع: (۱) گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار، آتش ص۴۷

(۲) وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں، جاے گُل ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے ص۹۵

نہالی[۵]: دیکھیے: (۲) پیراہنِ شکلِ نہالی۔ (۲) تصویرِ نہالی۔ (۳) شکلِ نہالی۔

نہاں[۶]: (۱) ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز جوں مہِ نو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص۸

(۲) اسدؔ کو بُت پرستی سے غرض دردآشنائی ہے نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا ص۲۳

(۳) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جَستن کا ص۲۷

(۴) نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

(۵) ہے تصوّر میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس ص۳۶

۱۔ نویں : ایک بار۔
۲۔ نُہ : پانچ بار [مرکّب]۔
۳۔ نہار : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ نہال : پانچ بار [مرکّب]۔
۵۔ نہالی : تین بار [مرکّب]۔
۶۔ نہاں : چھبیس بار [مفرد: بائیس بار، مرکّب: چار بار]۔
نہاں خانہ : ایک بار [مرکّب]۔
نہانی : دو بار [مرکّب]۔

(۶) زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار   جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز   ص۳۵

(۷) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا   شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل   ص۵۲

(۸) سُرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو   نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے   ص۷۹

(۹) نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں   کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے   ص۸۳

(۱۰) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی   جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار   ص۱۳۳

(۱۱) گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط   شعلہ خس میں جیسے، خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا   ص۱۵۱

(۱۲) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں   چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا   ص۱۵۷

(۱۳) تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں   شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں   ص۱۹۱

(۱۴) یہ کہہ سکتے ہو: ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ   کہ جب دل میں تمھیں تم ہو، تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو   ص۱۹۹

(۱۵) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی   تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی   ص۲۰۷

(۱۶) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں   شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے   ص۲۱۸

(۱۷) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا، مرے ہوتے   گھِستا ہے جبیں خاک پہ دریا، مرے آگے   ص۲۴۸

(۱۸) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا   بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا   ص۳۴۷

(۱۹) نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا   نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں   ص۳۴۹

(۲۰) سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن   نغمۂ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن   ص۳۵۰

(۲۱) خوشا! طوطیؔ و گنجِ آشیانہ   نہاں در زیرِ بالِ آئینہ خانہ   ص۳۵۱

(۲۲) نقشِ صد سطرِ تبسّم ہے بر آبِ زیرِ کاہ   حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے   ص۳۵۲

دیکھیے ____: (۲۳) داغِ نہاں۔ (۲۴) رازِ نہاں۔ (۲۵) سوزِ نہاں۔ (۲۶) حالِ رازِ نہانِ عشق۔

نہاں خانۂ دل: تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب   بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد   ص۳۸

نہانی: دیکھیے: (۱) ربطِ نہانی۔ (۲) سوزِ غم ہائے نہانی۔

نہفتہ[1]: (۱) تھا مجھ کو خارِ خارِ جنونِ وفا اسدؔ سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز ص۴۲

(۲) دیکھیے: خوں در جگر نہفتہ۔

نہفتہ داں : دیکھیے: عقلِ نہفتہ داں۔

نہنگ[2] : دیکھیے: حلقۂ صد کامِ نہنگ۔

نہیِ[3] بوتراب: سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں گر کرے یوں امرِ نہیِ بوتراب آئینے پر ص۳۹

نَے[4]: (۱) نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ بہ رنگِ نَے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد ص۳۷

(۲) محبت ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دل ہا کرے ہے مغز سے، مانندِ نَے کے، استخواں خالی ص۲۵۵

دیکھیے: (۳) پابندِ نَے۔ (۴) کوچہ ہائے نَے۔ (۵) مصراعِ نالۂ نَے۔

نیا[5]: روز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے ص۳۰۹

نیابتِ[6] دمِ عیسیٰ: وہ محفلِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷

نیاز[7]: نیاز پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے ص۱۱۲

دیکھیے: (۲) تحفۂ اہلِ نیاز۔ (۳) جامِ دو جہاں ناز و نیاز۔ (۴) حسرتِ عرضِ نیاز۔ (۵) دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز۔ (۶) ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز۔ (۷) عباراتِ نیاز۔ (۸) عجز و نیاز۔ (۹) فسونِ نیاز۔ (۱۰) قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز۔ (۱۱) کمیِ ربطِ نیاز۔ (۱۲) گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔ (۱۳) مشاطۂ نیاز۔ (۱۴) نازِ سجدۂ عرضِ نیاز۔

نیاز گزیں : دیکھیے: غالبِ عاجزِ نیاز گزیں۔

نیازِ پرفشانی: غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر ص۴۱

نیازِ تماشائے حُسنِ دوست: پروازہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے ص۷۶

نیازِ جلوہ ریزی: نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پُرسی کا ص۲۶

---

[1] نہفتہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] نہنگ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] نہی : ایک بار [مرکّب]۔

[4] نَے : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

[5] نیا : ایک بار۔

[6] نیابت : ایک بار [مرکّب]۔

[7] نیاز : چھتیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پینتیس بار]۔

نیاز گزیں : ایک بار۔

نیازستان : ایک بار [مرکّب]۔

نیازمند : ایک بار [مرکّب]۔

نیازِ جوششِ حسرت: کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا ہے ص۸۴

نیازِ حسرتِ دیدار: دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں ص۱۸۳

نیازِ عشق: نیازِ عشق خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر جو ہو جاوے نثارِ برق، مُشتِ خار و خس بہتر ص۲۹۴

دیکھیے:(۲) جَیبِ نیازِ عشق۔(۳) عرضِ نیازِ عشق۔

نیازِ قدِ جاں فزا: بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند ص۳۹

نیازِ کلفتِ وحشت: وسعتِ مشرب، نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما ہو جایئے ص۸۸

نیازِ گردشِ پیمانۂ مے: اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بیتابی نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

نیاز و عجز: میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بتاں اسدؔ یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں ص۶۲

نیازستانِ عجز: دیکھیے: محرابِ نیازستانِ عجز۔

نیازمندِ ازل: انساں نیاز مندِ ازل ہے کہ جوں کماں مطلب ہے ربط سے، رگ و پَے کی خمیدگی ص۴۵۴

نیام[1]: تیر کو تیرے تیرِ غیر: ہدف تیغ کو تیری تیغِ خصم: نیام ص۱۳۸

[نیز دیکھیے: بے نیام]۔

نیامِ پردۂ زخمِ جگر: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۶۶

نیچے[2]: جن کی دیوارِ قصر کے نیچے آسماں ہے گدائے گوشہ نشیں ص۲۸۰،۳

نیرؔ[3]: مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیرؔ سے لڑائی بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور ص۱۷۱

نیرنگ[4]: دیکھیے:(۱) آفت زدۂ عرضِ دوعالم نیرنگ۔(۲)،(۳) درسِ نیرنگ [دوبار]۔(۴) ساغرِ مے خانۂ نیرنگ۔(۵) شوخیِ نیرنگ۔(۶) یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ۔

نیرنگِ اعتبار: تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو بہ رو نہ ہو ص۶۸

نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرادادہ۔

نیرنگِ بیتابی: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر ص۱۶۸

۱۔ نیام : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ نیچے : ایک بار۔
۳۔ نیرؔ : ایک بار۔
۴۔ نیرنگ : اُنتیس بار [مرکّب]۔

نیرنگِ تماشا: دیکھیے: گرفتاریِ نیرنگِ تماشا۔

نیرنگِ تمنا: دیکھیے: تماشائیِ نیرنگ تمنا۔

نیرنگِ خیال: دیکھیے: پُرافشانیِ نیرنگِ خیال۔

نیرنگِ داغِ حیرت انشائی: پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی دو عالم دیدۂ بسمل چراغاں جلوہ پیمائی ص۹۲

نیرنگِ زمانہ: دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج نیرنگِ زمانہ، فتنہ پرور ہے آج ص۱۱۸

نیرنگ سواد: دیکھیے: ہر ذرّۂ نیرنگ سواد۔

نیرنگِ صورت: دیکھیے: تماشاے نیرنگِ صورت۔

نیرنگِ نشاط: دیکھیے: عالمِ نیرنگِ نشاط۔

نیرنگِ نظر: سادگی ہاے تمنا، یعنی پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا ص۱۵۲

نیرنگِ یک بُت خانہ: دیکھیے: ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ۔

نیروے[1] تن: کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمائش ہے ص۲۴۴

نیزہ[2]: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے آفتابِ روزِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست ص۳۳

نیساں[3]: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں یہ تنک مایہ، ہے فریادیِ جوشِ ایثار ص۴

دیکھیے—:(۲) ابرِ نیساں (۳) پُشتِ چشمِ نیساں (۴) قطرۂ نیساں۔

نیستاں[4]: (۱) ضبطِ جنوں سے، ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز یک نالہ بیٹھیے، تو نیستاں اُٹھایئے ص۴۷

(۲) نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا ص۱۵۶

دیکھیے: (۳) ریشۂ صد نیستاں۔ (۴) صد دعوتِ نیستاں۔ (۵) مثلِ نیستاں۔ (۶) یک نیستاں۔

نیستانِ شیر قالی: دیکھیے: ریشہ دارِ نیستانِ شیر قالی۔

نیستاں عالم: دیکھیے: یک نیستاں عالم۔

نیستی[5]: پیری و نیستی، خدا کی پناہ! دستِ خالی و خاطرِ غمگیں ص۲۸۱

نیش[6]: بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو؟ ص۱۹۸

۱۔ نیرو : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ نیزہ : ایک بار۔

۳۔ نیساں : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۴۔ نیستاں : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔

۵۔ نیستی : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ نیش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

نیشِ زنبورِ عسل:	ہے گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہائے خوں	نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصّاد یہاں	ص۵۷
نیشِ عقرب ہا:	عیادت ہائے زہر آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے	رفوئے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا	ص۲۳
نیشتر[۱]:	وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے	نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے	ص۲۳۸
	شفق ساں موجۂ خوں ہے رگِ خواب	کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے	ص۲۵۵
نیشکر[۲]:	مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے	آم کے آگے نیشکر کیا ہے!	ص۱۳۰
نیغر وختن[۳]:	مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے	ہے شمعِ جادہ داغِ نیغر وختن ہنوز	ص۴۲
نیک[۴]:	نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف	جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل	ص۱۲۴
	نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے	جو گُل ہوں، تو ہوں گلخن میں؛ جو خس ہوں، تو ہوں گلشن میں	ص۱۸۰
نیک نامی:	کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی!	سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی!	ص۴۷
نیکی[۵]:	(۱) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں غالبؔ	بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی	ص۲۰۳
	(۲) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے	جفائیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے مجھ سے	ص۲۲۲
	(۳) دیکھیے: تمیزِ زشتی و نیکی۔		
نیل[۶] (۱):	(۱) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوبؔ نے آنکھیں سفید	ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رُودِ نیل کی	ص۹۱
	(۲) بہ سخن: اوجِ دہِ مرتبۂ معنی و لفظ	بہ کرم: داغِ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل	ص۱۲۴
نیل[۷] (۲):	(۱) خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشم زخم	کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی	ص۹۱
	(۲) دیکھیے: رنگِ سیاہ نیل۔		
نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض:	خطِ نوخیز: نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض	لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر	ص۳۰
نیلی فام[۸]:	دیکھیے: (۱) چرخِ نیلی فام۔ (۲) گنبدِ تیز گردِ نیلی فام۔		

۱۔ نیشتر : دوبار۔
۲۔ نیشکر : ایک بار۔
۳۔ نیغر وختن : ایک بار[مرکّب]۔
۴۔ نیک : دوبار[۔ نیک نامی : ایک بار۔
۵۔ نیکی : تین بار[مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ نیل (۱) : دوبار[مرکّب]۔
۷۔ نیل (۲) : تین بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
۸۔ نیلی فام : دوبار[مرکّب]۔

نیم باز[1] :	دیکھیے: گرہِ نیم باز۔	
نیم جاں :	جاں ہے بہاے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں	ص ۱۸۸
نیم رنگ :	دیکھیے: بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک۔	
نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار:	دیکھیے: داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار۔	
نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں:	نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے پیچکِ مہ، صرفِ چاکِ پردۂ فانوس و بس	ص ۴۶
نیم روز:	دیکھیے: صورتِ مہرِ نیم روز۔	
نیم شبی:	دیکھیے: آہِ نیم شبی۔	
نیم غمزہ:	بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ	ص ۱۶۶
نیم کش:	دیکھیے: تیرِ نیم کش۔	
نیند[2]:	نینداُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں	ص ۱۹۱
	تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں	ص ۱۸۸
	موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی	ص ۲۳۷
	واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ	ص ۲۵۳
	آتی نہیں نیند، اے شبِ تار! افسانۂ زلفِ یار سر کر	ص ۴۴۸
نئی[3]:	فکرِ تاریخِ سال میں مجھ کو ایک صورت نئی نظر آئی	ص ۲۶۲
نئے[4]:	قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں	ص ۱۸۵

۱۔ نیم باز : دوبار [مرتّب]۔
۲۔ نیند : پانچ بار۔
۳۔ نئی : ایک بار۔
۴۔ نئے : ایک بار۔

و

وا[ا] : تکلف عاقبت نہیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر نَفَس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا ص ۴۷

(۲) حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص ۴۴

(۳) دستِ رنگیں سے جو رُخ پر وا کرے زلفِ رسا شاخِ گل میں ہو نہاں، جوں شانہ در شمشاد، گل ص ۵۲

(۴) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گِلا کروں موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص ۵۵

(۵) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں ص ۵۶

(۶) جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یہاں ص ۵۷

(۷) قید میں بھی ہے اسیری، آزاد چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں ص ۵۸

(۸) کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ ص ۷۱

(۹) اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے ص ۸۱

(۱۰) نگہ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی؟ چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص ۸۴

(۱۱) وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس ناخنِ بُریدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے ص ۸۶

(۱۲) اے خوشا وقتے! کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص ۱۰۱

(۱۳) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے رشتۂ پا، شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے ص ۱۰۱

(۱۴) خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص ۱۰۷

(۱۵)، (۱۶) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا تو وا کرے اُس عقدے کو، سُو بھی بہ اشارت ص ۱۲۷

ا۔ وا : چھتیس بار [مفرد: ستائیس بار، مرکب: نو بار]۔

(۱۷) وا کردیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا ص۱۵۳

(۱۸) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام مٹ گیا گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہوجانا ص۱۵۶

(۱۹) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ! چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا ص۱۵۶

(۲۰) بندگی میں بھی وہ آزادہ وخود بیں ہیں کہ ہم اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا ص۱۶۲

(۲۱) جادۂ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع ص۱۷۴

(۲۲) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۴

(۲۳) چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۴) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۵) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۶) وا کرسکے یہاں کون، بجز کاوشِ شوخی جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم ص۳۲۸

(۲۷) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص۱۳

وا چکیدہ: دیکھیے: اشک ہاے واچکیدہ۔

وا شدنِ پیچشِ طومار: کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! جادہ ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز ص۴۳

وا شدنِ عقدۂ غم: اے اسدؔ! وا شدنِ عقدۂ غم گر چاہے حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا ص۴۴۵

وا شکستگی: دیکھیے: رقمِ واشکستگی۔

وا شکفتن ہاے دل: غنچگی ہے، بر نفسِ پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! واشکفتن ہاے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے ص۱۰۰

وا کشادہ: دیکھیے: چشمِ واکشادہ۔

وا گردیدہ: دیکھیے: چشمِ واگردیدہ۔

وا گستردنی: دیکھیے: مفتِ واگستردنی۔

وا گسستہ: دیکھیے: زنّارِ واگسستہ۔

وابستہ[1]: دیکھیے ــــ: (۱) خاطرِ وابستہ۔ (۲)، (۳)، (۴) دلِ وابستہ۔ (۵) کشادِ خاطرِ وابستہ۔

وابستۂ تن: دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے کر گئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے ص۲۳۲

وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس: نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے ص۱۰۰

واپسیں[2]: دیکھیے: (۱) دمِ واپسیں۔ (۲) یک دست ودامانِ نگاہِ واپسیں۔

واجب[3] (۱): (۱) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں ص۱۳۵

واجب[4] (۲): صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر جاے مے، اپنے کو کھینچا چاہیے ص۲۲۲

واحسرتا![5]: واحسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر ص۱۶۹

وادی[6]: دیکھیے: ریگِ تفتۂ وادی۔

وادیِ پُرخار: (۱) کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب! اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے ص۲۳۴

(۲) دیکھیے: سیرِ وادیِ پُرخار۔

وادیِ جوہرغبار: کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا ؟ آئینہ خانہ: وادیِ جوہر غبار تھا ص۱۷

وادیِ حسرت: جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث ص۴۴

وادیِ خیال: مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے ص۲۰۶

وادیِ طلب: میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق ازبس کہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک ص۵۰

وادیِ مجنوں: بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے ص۲۱۷

وارستگاں: (۱) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے ص۹۸

(۲) سبب، وارستگاں کو تنگِ ہمت ہے، خداوندا! اثر سُرمے سے اورلب ہاے عاشق سے صداگم ہو ص۶۸

وارستگی[7]: (۱) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۶۶

(۲) وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

۱۔ وابستہ : سات بار [مرکّب]۔
۲۔ واپسیں : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ واجب (۱) : ایک بار۔ ۴۔ واجب (۲) : ایک بار۔
۵۔ واحسرتا : ایک بار۔
۶۔ وادی : آٹھ بار [مرکّب]۔
۷۔ وارستگی : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

دیکھیے ـــــ :(۳) تہمتِ وارستگی ـ (۴) جنوں رسوائے وارستگی ـ (۵)، (۶) دعویِ وارستگی [دو بار]ـ

وارستہ[۱]: وارستہ اِس سے ہیں کہ محبّت کیوں نہ ہو کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

وارستۂ ہر مذہب: (۱) آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا ص۴۴

(۲) دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار ـ

وارفتہ[۲]: آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح ص۳۶

وارث[۳]: ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا ص۱۴۰

وارثِ آدم: چاہے گر جنّت، جُز آدم وارثِ آدم نہیں شوخیِ ایمانِ زاہد، سُستیِ تدبیر ہے ص۹۵

وارثِ گنج و تخت و افسر: اِس خداوندِ بندہ پرور کو وارثِ گنج و تخت و افسر کو ص۱۳۱

وارثِ مُلک: وارثِ مُلک جانتے ہیں تجھے ایرج و تور و خسرو و بہرام ص۱۳۷

واژگوں[۴]: دیکھیے ـــــ :(۱) جامِ واژگوں ـ (۲) نعلِ واژگوں ـ

واژوں[۵]: دیکھیے ـــــ :(۱)، (۲) نعلِ واژوں [دو بار]ـ

واسطہ[۶]: نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ میں معرضِ مثال میں دستِ بُریدہ ہوں ص۲۹۹

واشُد[۷]: طبع کی واشُد نے رنگِ یک گلستاں گُل کیا یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا ص۲۱

واشُدِ گُل: نشۂ رنگ سے ہے واشُدِ گُل مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں ص۱۸۱

واصل خاں[۸]: سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیف کلام ص۲۶۳

واعظ[۹]: (۱) غالبؔ! بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے ص۲۱۸

(۲) جلّاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے جس بھیس میں جو آئے ص۲۳۹

۱ـ وارستہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]ـ
وارستگاں : دو بار ـ
۲ـ وارفتہ : ایک بار [مرکّب]ـ
۳ـ وارث : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]ـ
۶ـ واژگوں : دو بار [مرکّب]ـ
۷ـ واژوں : دو بار [مرکّب]ـ
۸ـ واسطہ : ایک بار ـ
۹ـ واشُد : دو بار [مرکّب: ایک بار]ـ
۱۰ـ واصل خاں : ایک بار ـ
۱۱ـ واعظ : پانچ بار ـ

(۳) واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی! ص۲۲۳

(۴) کہاں مے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ! پر اِتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے ص۲۵۰

(۵) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ! خلد بھی باغ ہے، خیر، آب و ہوا اَور سہی ص۳۱۱

واقف[۱]: ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مے نوشاں وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں ص۳۴۹

واقعہ[۲]: تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ! واقعہ سخت ہے اور جان عزیز ص۱۷۳

واقعی[۳]: واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ زخم لیکن داغ سے بہتر کُھلا ص۱۳۰

(۲) منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے ص۱۲۴

والا[۴]: دیکھیے ــــــ: (۱) حضورِ والا۔ (۲) شہِ والا۔ (۳) نامِ والائے علیؑ۔

والا جاہ: دیکھیے: ایلن برونِ والا جاہ۔

وَالسّلام[۵]: (۱) پایا قادرنامے نے آج اختتام اک غزل تم اور پڑھ لو، وَالسّلام ص۳۷۵

(۲) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، وَالسّلام وَالاکرام ص۲۹۷

واللہ[۶]: (۱) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہائے بتاں سے سچ کہتے ہیں واللہ! کہ اللہ غنی ہے ص۱۱۱

(۲) واللہ! کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں سونا، سوگند ہوگیا ہے غالبؔ! ص۲۵۳

والیِ[۷] ولایتِ عہد: وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد عدل سے اُس کے ہے حمایتِ عہد ص۱۳۱

وام[۸]: (۱) نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص۱۷

(۲) بہرِ جاں پروردنِ یعقوبؑ، بالِ خاک سے وام لیتی ہے پرِ پرواز، پیراہن کی بو ص۶۹

(۳) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد چرخ نے جس سے لی ہے گردشِ وام ص۱۳۷

(۴) لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں ص۱۷۷

(۵) وکٹوریاؔ کا دہر میں جو مدح خوان ہو شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزت اُس سے وام ص۲۸۳

۱۔ واقف : ایک بار۔
۲۔ واقعہ : ایک بار۔
۳۔ واقعی : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ والا : چار بار [مرکّب]۔
۵۔ وَالسّلام : دوبار۔
۶۔ واللہ : دوبار۔
۷۔ والی : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ وام : پانچ بار۔

واماندگانِ[1] دید: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید مینائے ئے ہے آبلہ پائے نگاہ کا ص۱۹

واماندگی[2]: (۱) سراسر تاختن کو شش جہت، یک عرصہ جولاں تھا ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا ص۱۸

(۲) واماندگی، بہانہ و دل بستگی، فریب دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۳) رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے! اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے ص۲۳۱

دیکھیے ــــــ: (۴) باعثِ واماندگی۔ (۵) عذرِ واماندگی۔ (۶) عروجِ نشۂ واماندگی۔ (۷) گُلِ باغِ واماندگی۔ (۸) مشاطۂ واماندگی۔

واماندگیِ شوق: (۱) سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ص۱۴

(۲) دیر و حرم: آئینۂ تکرارِ تمنّا واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں ص۵۹

واماندگیِ وحشت: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے جرسِ قافلہ یعاں دل ہے گراں باروں کا ص۲۸

واماندگیاں: اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں ص۱۸۱

واماندہ[3]: دیکھیے: دلِ واماندہ۔

واماندہ شدن: ہے تنگ زِ واماندہ شدن حوصلۂ پا جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا ص۲۹

واماندۂ ذوقِ طربِ وصل: واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں اے حسرتِ بسیار! تمنّا کی کمی ہے ص۱۰۶

واویلا[4]: دیکھیے: پیش از مرگ واویلا۔

واہ[5]: (۱) سات جلدوں کا پارسل پہنچا واہ! کیا خوب برمحل پہنچا ص۲۹۳

(۲) یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ! غلط کی تصوّر نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط ص۲۹۴

واہ بے لڑکے: واہ بے لڑکے پڑھی اچّھی غزل شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا ص۲۷۵

واہ واہ[6]: (۱) وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ! واہ! وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے! [قادرنامہ]

(۲) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک ص۱۷۵

۱۔ واماندگاں : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ واماندگی : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
واماندگیاں : ایک بار۔
۳۔ واماندہ : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ واویلا : ایک بار۔
۵۔ واہ : دو بار۔
واہ بے : ایک بار۔
۶۔ واہ واہ : چار بار۔

(۳) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے، واہ واہ! نغمہ ہوجاتا ہے، وھاں گر نالہ میرا جائے ہے ص ۲۲۱

(۴) ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ! پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے ص ۲۳۲

واے[1]: وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہر دم مجھ کو آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا ص ۱۵۰

(۲) وائے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو اب تلک تو یہ توقّع ہے کہ وھاں ہوجائے گا ص ۱۵۱

(۳) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جمؔ ہیں ہم لوگ وائے وہ بادہ! کہ افشردۂ انگور نہیں ص ۱۸۶

(۴) وائے! محرومیِ تسلیم و بدا! حالِ وفا جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں ص ۱۸۶

(۵) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی وائے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے ص ۲۱۳

(۶) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! وائے! اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن ص ۲۵۰

(۷) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے ص ۱۱۶

(۸) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے وائے! اگر عہد اُستوار نہیں ہے ص ۲۰۸

(۹) وائے! وھاں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے ص ۲۳۲

[نیز دیکھیے: اے وائے]۔

وبال[2]: فکرِ دُنیا میں سر کھپاتا ہوں میں کہاں اور یہ وبال کہاں! ص ۱۸۳

وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ: ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ ہم ص ۱۷۷

وبالِ دوش: شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! ص ۱۸۳

وبالِ سایۂ بالِ ہُما: یک بخت اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ ص ۵۱

وبالِ ہزار آرزو: سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟ ص ۶۲

وجدِ[3] برق: فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیدادِ دشمن پر کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر ص ۴۱

وجدِ ذوق: یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک ص ۱۷۵

وجود[4]: (۱) تنگیِ رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا ص ۱۲

۱۔ واے : نو۹ بار۔

۲۔ وبال : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

۳۔ وجد : دوبار [مرکّب]۔

۴۔ وجود : نو۹ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

(۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود ہنوز تیرے تصوّر میں ہے نشیب و فراز ص۱۷۱

(۳) ہے تجلّی تری سامانِ وجود ذرّہ بے پرتوِ خرشید نہیں ص۱۸۳

(۴) ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ص۱۴۳

(۵) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا جوں صبح، چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا ص۱۲

وجودِ بحر: ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں ص۱۸۹

وجودِ سایہ و نور: دیکھیے: مفیضِ وجودِ سایہ و نور۔

وجود وعدم: (۱) پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہوگئے ص۲۲۹

(۲) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد! ص۳۷

وجہ[1]: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، ولیکن ناچار پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو ص۱۹۵

[نیز دیکھیے: بے وجہ]۔

وجہِ پریشانیِ صہبا: ہے دَورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا یک بار لگا دو خُمِ مے میرے لبوں سے ص۲۰۱

وجہِ تسلّی: دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلّی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا ص۱۴۴

وجہِ حیرتِ اظہارِ حال: ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے ص۴۶

وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن: پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا موجِ شراب ص۱۹۳

وجہِ صفائی: آئینہ نَفَس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے ص۸۰

وحدت[2]: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم کردیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے ص۲۲۲

وحدت خانۂ دل: نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا ص۱۷

وحشتِ[3]: وحشتِ و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید مرگیا غالبِ آشفتہ نوا، کہتے ہیں ص۱۸۷

وحشت[4]: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے پیمانۂ ہَوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا ص۲۶

(۲) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا؟ سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ ص۳۶

۱۔ وجہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۲۔ وحدت : دو بار [مرکّب]۔
۳۔ وحشتِ : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ وحشت : ۸۹ بار [مفرد: پچیس بار، مرکّب: چونسٹھ بار]۔
وحشت کدہ : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
وحشتناک : ایک بار۔
وحشت ہا : ایک بار [مرکّب]۔
وحشتے : ایک بار۔

(۳)	یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے پیش از مرگ واویلا!	رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر	ص۴۱
(۴)	نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا	بلا گردانِ بے پروا خرامی ہائے یار آتش	ص۴۷
(۵)	ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال	اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال	ص۵۲
(۶)	وہ بے دماغِ منّتِ اقبال ہوں کہ میں	وحشت بہ داغِ سایۂ بالِ ہُما کروں	ص۵۶
(۷)	گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت	صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں	ص۶۰
(۸)	مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ	برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں	ص۶۳
(۹)	وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی	ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی	ص۸۷
(۱۰)	وحشت نہ کھینچ قاتلِ حیرت نفَس ہے بسمل	جب نالہ خوں ہو غافل تاثیر کیا بلا ہے	ص۹۴
(۱۱)	وحشت بہارِ نشہ و گُل ساغرِ شراب	چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے	ص۹۷
(۱۲)	جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے	مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم پیمودہ ہے	ص۱۰۳
(۱۳)	اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو	بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہو جاوے	ص۱۰۵
(۱۴)	حیرت، حجابِ جلوہ و وحشت، غبارِ چشم	پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
(۱۵)	زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے	مژہ، پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے	ص۱۱۵
(۱۶)	روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ	سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے	۱۲۵
(۱۷)	عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں	کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا	ص۱۵۱
(۱۸)	نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی	ہوا جامِ زمرّد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر	ص۱۶۸
(۱۹)	وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں	اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
(۲۰)	عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ	رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
(۲۱)	وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا	دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے	ص۲۰۵
(۲۲)	چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے	صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے	ص۲۱۱
(۲۳)	بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے!	سایہ خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے	ص۲۲۰

(۲۴)،(۲۵) عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی میری وحشت تری شہرت ہی سہی ص۲۲۰

دیکھیے:(۲۶) پردۂ وحشت۔(۲۷) جگر گوشۂ وحشت۔(۲۸) چارہ سازیِ وحشت۔(۲۹) حسرتِ نشّۂ وحشت۔(۳۰) داغِ مشک آلودۂ وحشت۔(۳۱) دل تنگیِ وحشت۔(۳۲) دیباچۂ وحشت۔(۳۳) ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔(۳۴) سرمایۂ وحشت۔(۳۵) شوخیِ وحشت۔(۳۶) شورِ وحشت۔(۳۷) عرضِ وحشت۔(۳۸) غبارِ دشتِ وحشت۔(۳۹) گرمیِ وحشت۔(۴۰) موے دماغِ وحشت۔(۴۱) نورِ چشمِ وحشت۔(۴۲) نیازِ کلفتِ وحشت۔(۴۳) واماندگیِ وحشت۔(۴۴) یک قدم وحشت۔

وحشتِ آتش دل: وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے ص۲۱۱

وحشت آبادِ پرستاں: دیکھیے: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں۔

وحشت آبادِ تسلی: دیکھیے: غریبِ وحشت آبادِ تسلی۔

وحشت افزا گریہ ہا: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گُل اسدؔ! چشمِ دریا بار، ہے میر آبِ سرکارِ چمن ص۵۹

وحشت انجمن: وحشت انجمن ہے گُل، دیکھ لالے کا عالم مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے ص۸۹

وحشتِ اندیشہ: عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبانِ شکوہ لال! ص۵۲

دیکھیے: خار خارِ وحشتِ اندیشہ۔

وحشتِ بیجا: پروازِ آشیانۂ عنقاے ناز ہے بالِ پری بہ وحشتِ بیجا نہ کھینچیے ص۱۰۶

وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی: وحشتِ بے ربطیِ پیچ خمِ ہستی نہ پوچھ ننگِ بالیدن ہیں جوں موے سرِ دیوانہ ہم ص۵۴

وحشتِ بے قرارِ جلوۂ مہتاب: موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار گریہ، وحشتِ بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا ص۱۵

وحشت پرستِ گوشۂ تنہاؔ دل: اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہاؔ دل ہوں بہ رنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا ص۱۶

وحشتِ پرواز: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز ص۴۴

وحشتِ تسخیر: دیکھیے: خرابِ وحشتِ تسخیر۔

وحشتِ تنہائی: نالہ: خونیں ورق و دل: گُل مضمونِ شفق چمن آراے نفس وحشتِ تنہائی ہے ص۱۰۴

وحشتِ جنونِ بہار: ہے وحشتِ جنونِ بہار اِس قدر کہ ہے بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو ص۲۹

وحشتِ جیبِ دریدہ: دیکھیے: نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ۔

وحشتِ چشمِ پری: خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص۲۱

وحشت خرامی ہائے لیلیٰ: مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے؟ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا ص۱۳۶

وحشتِ خوابِ عدم: وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ! جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص۱۱

وحشتِ دردِ بے کسی: وحشتِ دردِ بے کسی بے اثر اِس قدر نہیں رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ ص۷۲

وحشتِ دل: وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں ص۸

(۲) عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز ص۴۴

(۳) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے ص۱۱۰

(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص۲۱۹

وحشت رقمی ہا: دیکھیے: سازِ وحشت رقمی ہا۔

وحشتِ زخمِ وفا: وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے ص۱۰۴

وحشت سراغ: عدم، وحشت سراغ و ہستی، آئیں بندِ رنگینی دماغ دو جہاں پر سنبل و گل یک شبخوں ہے ص۱۱۱

وحشتِ شکیبائی: دیکھیے: نازکیِ وحشتِ شکیبائی۔

وحشت شناسی: دیکھیے: کمیں گاہِ وحشت شناسی۔

وحشتِ شورِ تماشا: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص۷۸

وحشتِ شوقِ خروش آمادہ: دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے فالِ رُسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ ہے ص۸۹

وحشتِ طاؤس: دیکھیے: صیدِ وحشتِ طاؤس۔

وحشتِ طبیعتِ ایجاد: ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی ص۲۱۵

وحشتِ علمی: دیکھیے: سرلشکرِ وحشتِ علمی۔

وحشتِ غالبؔ: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا ص۱۳

وحشتِ فرصتِ یک جَیبِ کشش: وحشتِ فرصتِ یک جَیب کشش نے کھویا صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار ص۶

وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی: نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا ص۱۶

وحشت گاہِ امکاں: بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں ص۲۲

وحشتِ مجنوں: (۱) شوخیِ اظہار، غیر از وحشتِ مجنوں نہیں لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے ص۸۲

(۲) عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر کب تک خیالِ طرّۂ لیلا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲) دیکھیے: لنگرِ وحشتِ مجنوں۔

وحشتِ ناز: دیکھیے: سلسلۂ وحشتِ ناز۔

وحشتِ نازِ نسیمِ عشق: حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیّا ہو ص۶۷

وحشتِ نالہ: وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے جرسِ قافلہ یہاں دل ہے گراں باروں کا ص۲۸

وحشتِ ہستی: دیکھیے: جنونِ وحشتِ ہستی۔

وحشت ہا: دیکھیے: باوجودِ مشقِ وحشت ہا۔

وحشتے: خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں ص۵۵

وحشت کدہ: بزمِ مَے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص۲۱۷

وحشت کدۂ بزمِ جہاں: ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع شعلۂ عشق کو اپنا سروساماں سمجھا ص۱۷

وحشت کدۂ تلاش: ہے خلقِ حسد قماش لڑنے کے لیے وحشت کدۂ تلاش لڑنے کے لیے ص۲۵۳

وحشتناک: بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشتناک ہے تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے ص۱۰۶

وحشی[1]: (۱) وحشیِ بن صیّاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا ص۲۶

(۲) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا ص۱۵۸

۱۔ وحشی : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔ وحشیوں : ایک بار۔

دیکھیے: (۳) دلِ وحشی۔(۴) غالبِ وحشی۔

وحشیِ خوکردۂ نظارہ: وحشیِ خو کردۂ نظارہ ہے حیرت، جسے حلقۂ زنجیر جُز چشمِ تماشائی نہیں ص۶۵

وحشی مزاج: شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

وحشیوں: تصرّف وحشیوں میں ہے تصوّرہائے مجنوں کا سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روئے لیلا ہے ص۸۴

وداع[ا]: (۱) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے ص۲۱۰

دیکھیے: (۲)، (۳)، (۴) آغوشِ وداع [تین بار]۔(۵) ہنگامِ وداع۔(۶) یک آغوشِ وداع۔

وداعِ انجمن: فرصتِ یک چشمِ حیرت، شش جہت آغوش ہے ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں ص۶۴

وداعِ بہار: دیکھیے: وقتِ وداعِ بہار۔

وداعِ تمکیں: اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے ص۲۱۳

وداعِ جلوہ: دیکھیے: آغوشِ وداعِ جلوہ۔

وداعِ حوصلہ: وداعِ حوصلہ توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! ص۱۱۰

وداعِ خزاں: ہر رنگ گردشِ آئنہ ایجادِ درد ہے اشکِ سحاب جُز بہ وداعِ خزاں نہیں ص۵۷

وداعِ دل: دیکھیے: فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل۔

وداعِ قرار: بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں ص۶۴

وداعِ نظر: (۱) بزمِ وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بر فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے ص۹۹

(۲) دیکھیے: آغوشِ وداعِ نظر۔

وداعِ ہوش: بیمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش مجبور یھاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف! ص۱۷۴

وداعِ یار: بعد از وداعِ یار بہ خوں درطپیدہ ہیں نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص۸۰

وداعِ یوسفستاں: دیکھیے: آغوشِ وداعِ یوسفستاں۔

ودیعت[۲] خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں ص۱۸۰

ا۔ وداع : انیس بار [مرتّب]۔ ۲۔ ودیعت : تین بار [مرتّب]۔

ودیعتِ مژگانِ یار: ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا ص۱۵۴

ودیعتِ ناز: بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ ص۱۲۶

وردِ[1] اسمِ حق: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا ص۲۹

ورزشِ[2] قصۂ کہن: ورزشِ قصہ کہن کب تک؟ داستانِ شہِ دکن کب تک؟ ص۲۶۷

ورطۂ[3] ملامت: نہ جانوں کیونکے مٹے داغِ طعنِ بدعہدی تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے ص۲۱۴

ورع[4]: دیکھیے:(۱) اہلِ ورع۔(۲) بعدِ یک عُمرِ ورع۔

ورق[5]: ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے ص۲۳۶

(۲) [دیکھیے: خونیں ورق]۔

(۳) ہر ورق۔[دیکھیے: ورقِ انتخاب]۔

ورقِ انتخاب: بے چشمِ دل، نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے ص۷۶

ورق شماری: دیکھیے: ابتدائے ورق شماری۔

ورقِ گردانده: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده ص۷۱

ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ: محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم ص۱۷۷

ورقِ ناخواندہ: کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ ص۷۱

وزارت[6]: (۱، ۲) آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا ہے فخرِ سلیماں، جو کرے تیری وزارت ص۱۲۷

وزن[7]: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا ص۴۴۵

وسع[8]: دیکھیے: حدِ وسع۔

وسعت[9]: (۱) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں ص۱۸۶

۱۔ ورد : ایک بار[مرکب]۔

۲۔ ورزش : ایک بار[مرکب]۔

۳۔ ورطہ : ایک بار[مرکب]۔

۴۔ ورع : دوبار[مرکب]۔

۵۔ ورق : آٹھ بار[مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

۶۔ وزارت : دوبار۔

۷۔ وزن : ایک بار[مرکب]۔

۸۔ وسع : ایک بار[مرکب]۔

۹۔ وسعت : بارہ بار[مفرد: دوبار، مرکب: دس بار]۔

وسعت کدہ : ایک بار[مرکب]۔

(۲) بقدرِ شوق نہیں ظرف تنگنائے غزل — کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے — ص۲۳۶

(۳) دیکھیے: دو جہاں وسعت۔

وسعتِ جولانِ یک جنوں: ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو — عدم کو لے گئے دل میں غبار صحرا کا — ص۱۷

وسعتِ جَیبِ جنونِ تپشِ دل: وسعتِ جَیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ — محملِ دشت بہ دوشِ رمِ نخچیر آیا — ص۲۷

وسعتِ رحمتِ حق: وسعتِ رحمتِ حق دیکھ، کہ بخشا جاوے — مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا — ص۱۳

وسعتِ سعیِ کرم: وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک — گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز — ص۱۷۲

وسعتِ صحرا: ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق — گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے — ص۲۱۷

وسعت گہِ تمنا: گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہَوا ہے — ص۹۳

وسعتِ مشرب: وسعتِ مشرب نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! — یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما ہوجایئے — ص۸۸

(۲) دردِ ناپیدا و بیجا تُہمتِ وارستگی — پردہ دارِ یاوگی ہے وسعتِ مشرب مجھے — ص۸۶

وسعتِ مے خانۂ جنوں: نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالبؔ! — جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز — ص۱۷۲

وسعت کدۂ شوق: دیکھیے: پیمانۂ وسعت کدۂ شوق۔

وسمۂ[۱] ابرو: چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے — مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے — ص۷۸

وسواس[۲] قریں: دیکھیے: فطرتِ وسواس قریں۔

وسیع[۳]: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُرّم — ص۲۶۵

وصال[۴]: (۱) دوستو! مجھ ستم رسیدہ سے — دشمنی ہے وصال کا مذکور — ص۳۲

(۲) ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے — ص۷۵

(۳) وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغ کہاں — کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرداز — ص۱۷۱

(۴) وہ فراق اور وہ وصال کہاں! — وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں! — ص۱۸۳

۱۔ وسمہ : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ وسواس : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ وسیع : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ وصال : بائیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: سولہ بار]۔

(۵) ہمارے ذہن میں اِس فکر کا ہے نام وصال　کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں، ہو تو کیوں کر ہو　ص۱۹۷

(۶) اِس طرح کے وصال سے، یارب! کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا　ص۲۶۰

دیکھیے:(۷) آرائشِ بزمِ وصال۔(۸) خیالِ وصال۔(۹) شبِ وصال۔(۱۰) صبحِ وصال۔(۱۱) طاقتِ وصال۔(۱۲) عینِ تاپاکِ وصال۔(۱۳) فرصتِ وصال۔(۱۴) گستاخیِ وصال۔(۱۵) مژدۂ وصال۔(۱۶) وعدۂ وصال۔(۱۷) جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

وصالِ دوست: تکلف عافیت میں ہے، دلا! بندِ قبا واکر　نفس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا　ص۲۷

وصالِ عندلیب: ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ　اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب!　ص۳۲

وصالِ لالہ عذارانِ سروقامت: اسدؔ! بہارِ تماشائے گلستانِ حیات　وصالِ لالہ عذارانِ سروقامت ہے　ص۸۶

وصالِ یار: (۱) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا　اگر اَور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا　ص۱۵۹

(۲) دیکھیے: شامِ وصالِ یار۔

وصفِ[1] دُلدُل: وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار　جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گل چیں　ص۹

وصفِ قامت: کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں　کہ سرو ہو نہ سکے جس کا مصرعِ ثانی　ص۹۶

وصفِ کمر: دیکھیے: رہِ وصفِ کمر۔

وصل[2]: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گُل کیا　رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا　ص۲۵

(۲) وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر　فتنہ، تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے　ص۸۳

(۳) جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ!　وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے　ص۹۵

(۴) عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس　وصل: زنگارِ رُخِ آئنۂ حُسنِ یقیں　ص۱۳۴

(۵) گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال　موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں　ص۱۷۸

(۶) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے　ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں　ص۱۸۹

(۷) ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں　معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے　ص۲۱۱

۱۔ وصف : تین بار [مرکّب]۔　۲۔ وصال : چھبیس بار [مفرد: نوبار، مرکّب: چودہ بار]۔

(۸) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ! گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص۲۲۱

(۹) خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے ص۲۴۹

دیکھیے:(۱۰) تحیر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل۔(۱۱) حظِ وصل (۱۲) خیالِ وصل۔(۱۳) دستگہِ وصل۔ (۱۴) ذوقِ وصل۔(۱۵) شوقِ وصل۔(۱۶) مشقِ فکرِ وصل۔(۱۷) مضمونِ وصل۔(۱۸) واماندۂ ذوقِ طربِ وصل۔(۱۹) دسترسِ وصلِ تمنا۔

وصلِ آئینہ رُخاں: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفسِ یک دیگر ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح ص۳۶

وصلِ دُختِ رز: دیکھیے: عقدِ وصلِ دُختِ رز۔

وصلِ غیر: دیکھیے:(۱) ذکرِ وصلِ غیر۔(۲) سپندِ بزمِ وصلِ غیر۔

وصلِ ہر رنگ جنوں: بوئے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے ص۱۰۴

وصیِ ختمِ رُسُل[۱]:(۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ اثباتِ یقیں ص۹

(۲) جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں ص۳۴

وضع[۲] (۱): (۱) دیکھیے: حجابِ پاسِ وضع۔

(۲) کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں ص۱۷۸

(۳) وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں سبکسر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟ ص۱۹۹

وضعِ احتیاط: پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے ص۲۲۵

وضعِ زرافشاندنی: برگ ریزی ہائے گل ہے وضعِ زرافشاندنی باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری ص۹۳

وضعِ سوز و نم و رم و آرام: آتش و آب و باد و خاک نے لی وضعِ سوز و نم و رم و آرام ص۱۳۸

وضع[۳] (۲): (۱) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک ص۲۹۶

(۲) وضع میں اِس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق رنگ میں سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے ص۱۲۲

وضو[۴]: (۱) بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو جوں شمع غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہ ہو ص۶۷

۱۔ وصی : دو بار [مرکب]۔
۲۔ وضع (۱) : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
۳۔ وضع (۲) : دو بار۔
۴۔ وضو : تین بار۔

(۲) نہ ہووے کیونکے اُسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے — ص۹۹

(۳) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے — اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی — ص۱۱۶

وطن[1]: (۱) ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص۶۶

(۲) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھُلا — ص۱۶۱

(۳) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم — ص۱۷۷

(۴) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ! کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلف ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں — ص۱۸۵

دیکھیے ـــــ: (۵) بے مہریِ یارانِ وطن۔ (۶) رشتۂ حبّ الوطن۔ (۷)، (۸) صبحِ وطن [دوبار]۔ (۹) غریبِ تسلّی گہِ وطن۔ (۱۰) ہجرِ یارانِ وطن۔

وظیفہ خوار[2]: غالبؔ! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دُعا — وہ دن گئے جو کہتے تھے: نوکر نہیں ہوں میں — ص۱۹۱

وعدہ[3]: (۱) نظرِ راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا — کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی — ص۴۳

(۲) ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی — گوش منت کشِ گلبانگِ تسلی نہ ہوا — ص۱۴۴

(۳) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے، اگر اعتبار ہوتا — ص۱۶۰

(۴) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ — یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں — ص۱۹۲

(۵) سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرّر چاہا — ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۶) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟ — تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے — ص۲۳۲

(۷) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ — نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے — ص۲۴۵

(۸) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا — [قادر نامہ]

دیکھیے ــــ: (۹) فسونِ وعدہ۔ (۱۰) ہوسِ وعدہ۔

وعدۂ دلدار: بَن آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے — وہ آئے یا نہ آئے، پہ یھاں انتظار ہے — ص۲۱۷

وعدۂ دیدارِ دوست: دیکھیے: پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست۔

وعدۂ سیرِ گلستاں: وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق! — مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں — ص۱۸۵

۱ـ وطن : دس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چھے بار]۔

۲ـ وظیفہ خوار : ایک بار۔

۳ـ وعدہ : سترہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: نو بار]۔

وعدے : ایک بار۔

وعدۂ صبرآزما:(۱) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عُمر | فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی | ص۲۱۵

(۲) یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں؟ | یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا! | ص۱۵۸

وعدۂ وصال: چربیِ پہلوے خیال، رزقِ دو عالم احتمال | کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! سمجھ | ص۴۷

وعدۂ وفا: اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا | وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم! | ص۵۳

وعدے: ضد کی ہے اَور بات، مگر خو بری نہیں | بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے | ص۲۳۳

وفا[۱]: (۱) نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے | چہ حسابِ جاں فشانی؟ چہ غرورِ دل ستانی | ص۹

(۲) بیش از نَفَس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی | تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! | ص۴۹

(۳) دل ہی نہیں کہ منتِ درباں اُٹھایئے | کس کو وفا کا سلسلہ جُنباں اُٹھایئے | ص۴۷

(۴) کی وفا ہم سے، تو غیر اِس کو جفا کہتے ہیں | ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں | ص۱۸۷

(۵) وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا | تو پھر اے سنگ دل! تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟ | ص۲۰۰

(۶) وعدہ آنے کا وفا کیجیے، یہ کیا انداز ہے؟ | تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے | ص۲۳۲

(۷)،(۸) ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید | جو نہیں جانتے وفا کیا ہے | ص۲۳۸

(۹) بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے [دیکھیے: وعدے]۔

(۱۰) وفا مقابل و دعواے عشق بے بنیاد | جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے! | ص۲۱۳

(۱۱) تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں | تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے | ص۲۲۶

(۲۱) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے | نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی | ص۳۱۱

دیکھیے ـــــ: (۱۳) آرزو شہیدِ وفا۔ (۱۴) اسیرِ ستم کشمکشِ دامِ وفا۔ (۵۱) اندوہِ وفا۔ (۶۱) بزمِ وفا۔ (۷۱) بستنِ پیمانِ وفا۔ (۸۱) بناے عہدِ وفا۔ (۹۱) بہارِ ریاضِ مہر و وفا۔ (۲۰) بیدادِ وفا۔ (۲۱)، (۲۲) بیگانۂ وفا [دوبار]۔ (۲۳) پاسِ ناموسِ وفا۔ (۲۴)، (۲۵)، (۲۶) پیمانِ وفا [تین بار]۔ (۲۷) تالیفِ نسخہ ہاے وفا۔ (۲۸) (۲۹) (۳۰) ترکِ وفا [تین بار]۔ (۳۱) تعزیتِ مہر و وفا۔ (۳۲) جادۂ راہِ وفا۔ (۳۳) حالِ وفا۔ (۳۴) حرفِ وفا۔ (۳۵) خارِ خارِ جنونِ وفا۔ (۳۶) خجلت کشِ وفا۔ (۳۷) خریدارِ وفا۔ (۳۸) خونِ وفا۔ (۳۹) خوں گشتۂ رشکِ وفا۔ (۴۰) دشمنِ اربابِ وفا۔ (۴۱) دلبریِ وعدۂ وفا۔ (۴۲) ریزشِ خونِ وفا۔ (۴۳) سررشتۂ وفا۔ (۴۴) شہیدِ وفا۔ (۴۵) صرفِ

ا۔ وفا : ایک بار۔

وفا۔ (۴۶) صورتِ عہدِ وفا۔ (۴۷) عجزِ وفا۔ (۴۸) عہدِ وفا۔ (۴۹) غارت گرِ جنسِ وفا۔ (۵۰) فریبِ وفا خوردگاں۔ (۵۱) قتلِ اہلِ وفا۔ (۵۲) گرفتارِ وفا۔ (۵۳) مثلِ مضمونِ وفا۔ (۵۴) محوِ وفا۔ (۵۵) مشقِ وفا۔ (۵۶) منکرِ وفا۔ (۵۷) موجِ سرابِ دشتِ وفا۔ (۵۸) مہر و وفا۔ (۵۹) ناموسِ وفا۔ (۶۰) نبضِ بیمارِ وفا۔ (۶۱) نَفَسِ اہلِ وفا۔ (۶۲) نقشِ وفا۔ (۶۳) وحشتِ زخمِ وفا۔ (۶۴) وفورِ وفا۔ (۶۵) ہوائے کشتِ وفا۔

وفا پرست:	دیکھیے: جانِ وفا پرست۔	
وفا و مہر:	ایک وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار ایک	ص ۲۹۶
وفا و مہر و محبت:	ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور	ص ۲۶۳
وفاہا:	دیکھیے: آسائشِ وفاہا۔	
وفائے حوصلہ:	بہانہ جوئیِ رحمت: کمیں گرِ تقریب — وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے	ص ۱۱۲
وفائے دلبراں:	وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! — اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے	ص ۲۲۰
وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر:	دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ یک درازیِ عمرِ خمار تھا	ص ۱۷
وفائے گل:	دیکھیے: ہلاکِ فریبِ وفائے گل۔	
وفادار[۱]:	دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسدؔ — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا	ص ۱۴۷
وفاداری:	گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے	ص ۱۲۳
	وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے — مرے بُت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو	ص ۱۹۹
	نہیں کچھ سبحہ و زُنّار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے	ص ۲۴۴
	دیکھیے: اعتمادِ وفاداری۔	
وفاق[۲]:	دیکھیے: مے کدۂ وفاق۔	
وفور[۳]:	ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور	ص ۲۶۳
وفورِ اشک:	وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار	ص ۱۶۷
وفورِ شوق:	کُفر ہے غیر از وفورِ شوق، رہبر ڈھونڈھنا — راہِ صحرائے حرم میں ہے جرسِ ناقوس و بس	ص ۴۶

۱۔ وفادار : ایک بار۔ — وفاداری : چار بار [مفرد: ایک بار۔ مرکّب: تین بار]۔

۲۔ وفاق : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ وفور : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

وفورِ وفا: وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے سلامت ملامت، ملامت سلامت ص ۳۳

وقار و تمکیں:[1] کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! یک قلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں ص ۱۳۴

وقت:[2] (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے، اسدؔ! نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص ۸۲

(۲) وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن ص ۵۹

(۳) تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل ص ۱۴۴

(۴) رنگِ شکستہ، صبحِ بہارِ نظارہ ہے یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے راز کا ص ۱۵۵

(۵) پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا، موجِ شراب ص ۱۶۳

(۶) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ! پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب ص ۱۶۳

(۷) مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، غالبؔ! یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! ص ۱۶۵

(۸) رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے آوے وہ یاں خدا کرے، پر نہ خدا کرے کہ یوں ص ۱۷۸

(۹) مہرباں ہو کے بلا لو مجھے، چاہو جس وقت میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ص ۱۸۶

(۱۰) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت ہے نگاہِ آشنا، تیرا سرِ ہر مو مجھے ص ۲۰۹

(۱۱) آگ سے، پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص ۲۱۲

(۱۲) آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص ۲۸۳

(۱۳) اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے ص ۲۱۹

(۱۴) دیکھیے: امامِ وقت۔ خوب وقت۔

وقتِ آرائش: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے ص ۷۹

وقتِ اضطراب: دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر ص ۴۰

وقتِ بند: گزرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند مژگانِ چشم دام ہوئے خار و خس تمام ص ۵۵

وقتِ بے نقابی: رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شستہ بر رو تھا ص ۲۲

وقتِ تپش: ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا ص ۱۸

۱۔ وقار : ایک بار [مرکب]۔ وقتوں : ایک بار۔

۲۔ وقت : اڑتالیس بار [مفرد: ۱۴ بار، مرکب: ۳۴ بار]۔ ۳۔ وقتے : ایک بار۔

وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں:	وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں جائے گُل	ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے	ص۹۵
وقتِ حُسن ترازی:	عکسِ رُخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ	شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا	ص۲۶
وقتِ خود آرائی:	کجا جوہر؟ چہ عکسِ خط؟ بتاں وقتِ خود آرائی	دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں	ص۶۴
وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں:	وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں اسدؔ!	دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ	ص۴۸
وقتِ دگر:	ہے مگر موقوف بروقتِ دگر کارِ اسدؔ	اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب!	ص۳۲
وقتِ دید:	نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی	پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی	ص۹۲
وقتِ رزم:	جمؔ رُتبہ میکلوڈؔ بہادر کہ وقتِ رزم	ترکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حُسام	۲۸۲
وقتِ سرنگونی:	بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور، انتظارستاں	نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا	ص۱۹
وقتِ سفر: (۱)	دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز	پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا	ص۱۵۲
(۲)	کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا	خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت	ص۱۶۴
وقتِ سیرِ باغ:	بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے، وقتِ سیرِ باغ	ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے	ص۱۱۳
وقتِ شام:	جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع	چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع	ص۱۷۴
وقتِ شب: (۱)	وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر	گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا	ص۲۹
(۲)	ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار	وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب	ص۳۱
وقتِ شکستن:	نہ دیجے پاسِ ضبطِ آبرو وقتِ شکستن بھی	تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا	ص۴۴۷
وقتِ عنایات:	کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ	یا علیؔ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے	ص۱۰۴
وقتِ قتل:	کو بہ وقتِ قتل حقِ آشنائی اے نگاہ!	خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا	ص۲۵
وقتِ قدح نوشی:	خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی	بہ عشقِ ساقیِ کوثرؔ بہارِ بادہ پیمائی	ص۹۲
وقتِ قہقہہ:	ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ	کرمکِ شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے	ص۸۲
وقتِ کعبہ جوئی ہا:	بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی	کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیںؔ کا	ص۲۸

وقتِ گریہ:	زِ بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے	اسدؔ کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی	ص۹۷
وقتِ گزشتن:	جوں بوئے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مشتِ زر	لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں	ص۶۱
وقتِ مناجات:	سر، پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی	رُو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے	ص۲۲۰
وقتِ مے:	بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست	بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے	ص۴۵۳
وقتِ مے پرستی:	ہم سے کھُل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن	ص۱۷۹
وقتِ نزع:	غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے	نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر	ص۴۱
وقتِ وداعِ بہار:	چھڑکے ہے شبنم آئنۂ برگِ گل پہ آب	اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے	ص۲۱۷
وقتوں:	اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو	جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں	ص۱۸۷
وقتے:	اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خمستاں واکرے	تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے	ص۱۰۱
وقفِ[1] احباب:	صرفِ اعدا اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ	وقفِ احباب گل و سُنبلِ فردوسِ بریں	ص۱۳۵
وقفِ بسترِ سنجاب:	نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں	پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا	ص۱۳۵
وقفِ درد:	پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ!	دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے	ص۷۵
وقفِ سوداے نگاہِ تیز:	دل سراپا وقفِ سوداے نگاہِ تیز ہے	یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے	ص۸۵
وقفِ عرضِ عقدہ ہاے متصل:	حاصلِ دل بستگی ہے عُمرِ کوتہ اور بس	وقفِ عرضِ عقدہ ہاے متصل تارِ نفس	ص۴۵
وقفِ کشمکش:	تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے	ص۲۱۲
وقفِ نشتر زار:	در خیال آبادِ سوداے سرِ مژگانِ دوست	صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے	ص۸۳
وکٹوریا[2]:	وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خوان ہو	شاہانِ عصر، چاہیے لیں عزّت اُس سے وام	ص۲۸۳
وکیل[3]:	جاں در ہواے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ!	پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا	ص۱۳۹
وکیلِ حضرتِ اللہ:	اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف	صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے	ص۴۵۶

۱۔ وقف : سات بار [مرتب]۔

۲۔ وکٹوریا : ایک بار۔

۳۔ وکیل : دو بار [مرتب: ایک بار]۔

ولاے[1] ساقیِ کوثر: مانعِ بادہ کشی ناداں ہے، لیکن اے اسدؔ! بے ولاے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے ص۱۱۳

ولایت[2] عہد: دیکھیے: والیِ ولایت عہد۔

ولولے[3]: مارا زمانے نے اسداللہ خاں تمھیں وہ ولولے کہاں؟ وہ جوانی کدھر گئی؟ ص۲۳۳

ولی[4]: (۱) امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی علیؔ ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے ص۷۵

(۲) دیکھیو! غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا ص۱۴۰

(۳) یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ! تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا ص۱۹۰

ولی عہدی[5]: ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! عنایاتِ الٰہی ہو مبارک! ص۲۹۷

وہم[6]: (۱) یاس: تمثالِ بہار آئینۂ استغنا وہم: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں ص۷

(۲) زِ بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہمِ بسمل کا چُرایا زخم ہاے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص۱۷

(۳) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں ص۱۸۹

(۴) جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور جُز وہم نہیں، ہستیِ اشیا مرے آگے ص۲۴۸

دیکھیے۔۔۔۔۔: (۵) پرستاریِ وہم۔ (۶) گردِ وہم۔ (۷) یک وہم۔

وہمِ ترازان: اے وہم ترازانِ مجازی و حقیقی عشاق، فریبِ حق و باطل سے جدا ہیں ص۲۹۹

وہمِ تماشا: دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے اے مدّعی! خجالتِ بیجا نہ کھینچیے ص۱۰۵

وہمِ توانائی: کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی پرِ افشاندہ در کنجِ قفس، تعویذِ بازو ہے ص۹۸

وہمِ توکّل: آئینۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ شش جہت اسباب ہے وہمِ توکّل ہنوز ص۴۴

وہمِ زر: فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا ص۲۳

وہمِ صدسروگردن: حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سروگردن ہے فرق سرو کے قامت پہ گُل یک دامنِ کوتاہ ہے ص۹۲

وہمِ ضعیف: دیکھیے: ایک وہمِ ضعیف۔

وہمِ طربِ ہستی: وہمِ طربِ ہستی ایجادِ سیہ مستی تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے ص۱۱۵

۱۔ ولا : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ولایت : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ ولولے : ایک بار۔
۴۔ ولی : تین بار۔
۵۔ ولی عہدی : ایک بار۔
۶۔ وہم : اکیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: سترہ بار]۔

وہمِ غفلت: وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے ص۱۱۰

وہمِ غیر: اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں ص۱۸۹

وہمِ مدعا: دیکھیے: عجز آبادِ وہمِ مدعا۔

وہمِ ناز: غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یہاں بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا ص۱۴۸

وہمِ وجود: دیکھیے: بیاباں نوردِ وہمِ وجود۔

وہم وخیال: دیکھیے: نظرگاہِ اہلِ وہم وخیال۔

ویراں[1]: (۱) بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص۳۱

(۲) رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک! دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آشفتگاں ص۶۶

(۳) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا ص۱۵۸

(۴) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ، تو اے اہلِ جہاں! دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہوگئیں ص۱۹۲

(۵) غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے ص۲۱۱

(۶) دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۷) دیکھیے: خراجِ دہِ ویراں۔ (۸) خیالِ خانہ ویراں۔

ویراں تر: آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا کیا کروں، گر سایۂ دیوار سیلابی کرے ص۱۰۰

ویراں ساز: دیکھیے: عشقِ خانہ ویراں ساز۔

ویراں سازیِ حیرت: دیکھیے: خانہ ویراں سازیِ حیرت۔

ویراں کار: دیکھیے: حُسنِ ویراں کار۔

ویرانہ[2]: (۱) بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا ص۲۵

(۲) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا ص۲۵

(۳) ہے فروغِ ماہ سے ہر موج اک تصویرِ چاک سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص۵۴

۱۔ ویراں : بارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: چھے بار]۔ ۲۔ ویرانہ : پانچ بار۔

(۴) دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے ص۸۲

(۵) ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ! رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے ص۱۰۵

ویرانی[۱]: (۱) بس کہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زُنّار ہے ص۸۳

(۲) نگہِ معمارِ حسرت ہا چہ آبادی؟ چہ ویرانی؟ کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کفِ دامانِ صحرا ہے ص۸۴

(۳)، (۴) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا ص۱۵۲

(۵) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا ص۱۵۷

(۶) دیکھیے: افسوسِ ویرانی۔ (۷) جوشِ ویرانی۔ (۸)، (۹)، (۱۰) خانہ ویرانی [تین بار]۔

(۱۱) غبارِ راہِ ویرانی۔ (۱۲) قطعِ لباسِ خانہ ویرانی۔ (۱۳) خانہ ویرانیِ اُمید۔ (۱۴) من جملۂ اسبابِ ویرانی۔

ویرانیِ دل ہا: بسانِ جوہرِ آئینہ، از ویرانیِ دل ہا غبارِ کوچہ ہاے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا ص۲۳

ویرانیے[۲]: ویرانیے جز آمد و رفتِ نفس نہیں ہے کوچہ ہاے نَے میں غبارِ صدا بلند ص۳۸

۱۔ ویرانی : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔ ۲۔ ویرانیے : ایک بار۔

ہ

ہات[۱] [بہ قافیۂ بات]: خستگی کا ہو بھلا، جس کے سبب سے سرِ دست — نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے — ص۱۲۸

ہاتفِ[۲] غیب: ہاتفِ غیب سُن کے یہ، چیخا — میری تاریخ، اُن کا تاریخا — ص۲۹۳

ہاتھ[۳]: (۱) وحشتِ فرصتِ یک جیبِ کشش نے کھویا — صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار — ص۶

(۲) پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مَے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز — ص۴۵

(۳) مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے — اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں — ص۵۶

(۴)، (۵) ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسف ہی سہی — شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں! — ص۶۶

(۶) اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو — ص۶۸

(۷)، (۸) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ — کرمکِ شب تاب آسا مہ پَر افشانی کرے — ص۸۲

(۹) نہ ہووے کیونکے اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا — لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے — ص۹۹

(۱۰) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدّعی میرا — ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے — ص۱۰۲

(۱۱) ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں! — یہ دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے — ص۱۲۸

(۱۲) کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام — اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں — ص۱۳۶

(۱۳) دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز — اپنی صورت کا اک بلوریں جام — ص۱۳۶

۱۔ ہات : ایک بار۔
۲۔ ہاتف : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ہاتھ : چھتیس بار۔
ہاتھوں : پانچ بار۔

(۱۴) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟ ص۱۴۰

(۱۵) قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا ص۱۴۸

(۱۶) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا ص۱۶۰

(۱۷) آتا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر ص۱۶۹

(۱۸) واحسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر ص۱۶۹

(۱۹) شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں! ص۱۸۴

(۲۰) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا! لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ص۱۸۴

(۲۱) رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں ص۱۸۹

(۲۱)،(۲۳) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آ گیا سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہو گئیں ص۱۹۲

(۲۴) حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی ص۲۰۳

(۲۵) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

(۲۶) بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی ص۲۱۵

(۲۷) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے ص۲۲۱

(۲۸) لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے ص۲۲۶

(۲۹) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے ص۲۳۸

(۳۰) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا ہاتھ آویں تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے ص۲۴۶

(۳۱) تمھیں نہیں ہے سرِ رشتۂ وفا کا خیال ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے، مگر ہے کیا؟ کہیے ص۲۴۷

(۳۲) گو ہاتھ کو جُنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے ص۲۴۹

(۳۳) جو ہاتھ کہ ظلم سے اُٹھایا ہوگا کیوں کر مانوں کہ اُس میں تلوار نہیں ص۲۵۴

(۳۴) جم رُتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام ص۲۸۲

(۳۵) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدّعا طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک ص۵۰

(۳۶) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانْو پھول گئے — کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانْو داب تو دے — ص ۲۲۳

ہاتھوں: (۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں، مثلِ سازِ نادرست — کھنچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ دل — ص ۵۳

(۲) پانْو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جُدا باندھتے ہیں — ص ۵۸

(۳) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو — ص ۱۹۸

(۴) جُز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو — جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے — ص ۲۱۶

(۵) دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا — ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں — ص ۲۹۸

ہار[۱]: کھُلے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار، گرہ — ص ۲۷۹

ہالہ[۲]: خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہو گیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ہو گیا — ص ۴۳۵

ہالہ پیرا: دیکھیے: ماہ تابِ ہالہ پیرا۔

ہالہ صفت: وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا — ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا — ص ۴۳۵

ہالۂ دیگر: حلقۂ گیسو کھلا دورِ خطِ رُخسار پر — ہالۂ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہو گیا — ص ۴۳۵

ہالۂ مہ: (۱) دیکھیے: ہالہ [۱]۔

(۲) دیکھیے: گردِ ہالۂ مہ [تحت: ہالۂ دیگر]۔

ہاے[۳]: (۱) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہاے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — ص ۱۰۱

(۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو — ہاے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے — ص ۲۰۸

ہاے ہاے[۳]: (۱) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ — میری، دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہاے ہاے — ص ۷۵

(۲) غالبِ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہاے ہاے کیوں — ص ۱۹۳

[بہ طورِ ردیف چار بار، ص ۱۲۳]:

(۳) کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہاے ہاے!

(۴) وہ سبزہ زار ہاے مُطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہاے ہاے!

۱۔ ہار : ایک بار۔

۲۔ ہالہ : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۳۔ ہاے : دو بار۔

ہاے ہاے : اُنتیس بار۔

(۵) صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر! طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہاے ہاے!

(۶) وہ میوہ ہاے تازۂ شیریں کہ واہ واہ! وہ بادہ ہاے نابِ گوارا کہ ہاے ہاے!

[تیرہ بار بہ طورِ ردیف، ص ۲۰۴]:

(۷)، (۸) دردسے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہاے ہاے! کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری؟ ہاے ہاے!

(۹) تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری؟ ہاے ہاے!

(۱۰) کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال؟ دشمنی اپنی تھی میری غم گساری، ہاے ہاے!

(۱۱) عُمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا! عُمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہاے ہاے!

(۱۲) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہواے زندگی یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہاے ہاے!

(۱۳) گل فشانی ہاے نازِ جلوہ کو کیا ہوگیا؟ خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری، ہاے ہاے!

(۱۴) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہاے ہاے!

(۱۵) خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی اُٹھ گئی دُنیا سے راہ و رسمِ یاری، ہاے ہاے!

(۱۶) ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہاے ہاے!

(۱۷) کس طرح کاٹے کوئی شب ہاے تارِ برشکال ہے نظر خو کردۂ اختر شماری، ہاے ہاے!

(۱۸) گوشِ مہجورِ پیام و چشمِ محرومِ جمال ایک دل، تس پر یہ ناامّید واری، ہاے ہاے!

(۱۹) عشق نے پکڑا نہ تھا غالبؔ ابھی وحشت کا رنگ رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہاے ہاے!

ہتکھنڈے[1]: خستگی کا تم سے کیا شکوہ، کہ یہ ہتکھنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے ص ۲۵۰

ہجر[2]: (۱) غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں بے تکلّف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست ص ۱۶۴

(۲) یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں ص ۱۸۷

(۳) ہے وصل، ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے ص ۲۱۱

(۴) گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے ص ۲۲۲

۱۔ ہتکھنڈے : ایک بار۔ ۲۔ ہجر : تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: نو بار]۔

دیکھیے ـــــــــ: (۵) بیکسی ہائے شبِ ہجر۔ (۶) تب و تابِ ہجر۔ (۷) شامِ ہجر۔ (۸) شب و روزِ ہجر۔ (۹) شب ہائے ہجر۔ (۱۰) شب ہائے ہجرِ یار۔ (۱۱) غمِ ہجر۔

ہجرِ یار: کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ! — کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے ص۲۴۳

ہجرِ یارانِ وطن: طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اتنی — ہجرِ یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو ص۷۰

ہجراں[1]: (۱) اِس طرح کے وصال سے یارب! — کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا ص۲۶۰

دیکھیے ـــــــــ: (۲) تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں۔ (۳) تلخیِ غمِ ہجراں۔ (۴) شبِ ہجراں۔ (۵) شب ہائے ہجراں۔ (۶) شکوۂ ہجراں۔

ہجری[2]: دیکھیے: سالِ ہجری۔

ہجومِ[3] اشک: وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص۱۴۵

ہجومِ برق: بہارِ گل، دماغ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ و زمیں یک قطرۂ خوں ہے ص۱۱۱

ہجومِ بلا: وفورِ وفا ہے، ہجومِ بلا ہے — سلامت ملامت، ملامت سلامت ص۳۳

ہجومِ تمنا: (۱) اسدؔ! شکوہ کفر و دُعا ناسپاسی — ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم ص۵۵

(۲) دیکھیے: کیفیتِ ہجومِ تمنا۔

ہجومِ خار و خس: بجائے غنچہ و گل، ہے ہجومِ خار و خس یھاں تک — کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا ص۲۸

ہجومِ خانہ بردوشاں: پریشانی اسدؔ! در پردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں ص۲۲۹

ہجومِ خَمِ دوشِ مزدور: فلک العرش: ہجومِ خمِ دوشِ مزدور — رشتۂ فیضِ ازل: سازِ طنابِ معمار ص۳۳۳

ہجومِ دردِ غریبی: سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے — وہ ایک مُشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے ص۲۱۸

ہجومِ دو جہاں کیفیت: خانۂ تنگ: ہجومِ دو جہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یھاں قالبِ خشتِ دیوار ص۲

ہجومِ ریزشِ خوں: ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا — حنائے پنجۂ صیاد، مرغِ رشتہ برپا ہے ص۸۳

ہجومِ سادہ لوحی: ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں ص۶۴

---

[1] ہجراں: چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکب: پانچ بار]۔ [2] ہجری: ایک بار [مرکب]۔ [3] ہجوم: چوبیس بار [مرکب]۔

ہجومِ سرشک: دیکھیے: آں سوے ہجومِ سرشک۔

ہجومِ ضبطِ فغاں: ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش | بہ زنگ بستۂ زہراب دادہ پیکاں ہے | ص۱۰۲

ہجومِ عجز: بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانی ہاے حُسن | یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز | ص۳۴

ہجومِ غم: ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے | کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے | ص۲۰۸

ہجومِ فکر: ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے | کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز | ص۳۳

ہجومِ گریہ: ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا سرمایۂ طوفاں! | برانگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژوں ہے | ص۱۱۱

ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے | کہ گر پڑے نہ مرے پانو پر در و دیوار | ص۱۶۷

ہجومِ لذتِ غلتانیِ تپش: حیرت ہجومِ لذتِ غلتانیِ تپش | سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ | ص۷۰

ہجومِ مژدۂ دیدار: ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشا ہا | گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں | ص۵۸

ہجومِ نااُمیدی: بس ہجومِ نااُمیدی! خاک میں مل جائے گی | یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے | ص۲۳۱

ہجومِ نالہ: ہجومِ نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے | خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے | ص۲۱۰

ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت: وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ! | ناخنِ غم یہاں سرِ تارِ نفَس مضراب تھا | ص۱۵

ہدف[1]: تیر کو تیرے تیرِ غیر: ہدف | تیغ کو تیری تیغِ خصم: نیام | ص۱۳۸

ہدفِ ناوکِ بیداد: کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم | آپ اُٹھا لاتے ہیں، گر تیر خطا ہوتا ہے | ص۲۳۰

ہُدہُد[2]: (۱) ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد | پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں | ص۵۸

(۲) دیکھیے: خونِ ہُدہُد۔ (۳) فرقِ ہُدہُد۔

ہدیہ[3]: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ | مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا | ص۱۴۲

ہذیاں[4] تحریر: دیکھیے: خامۂ ہذیاں تحریر۔

ہر[5] ادا: دیکھیے: مخمورِ ہر ادا۔

۱۔ ہدف : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲۔ ہُدہُد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

۳۔ ہدیہ : ایک بار۔

۴۔ ہذیاں : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ ہر : ایک سو باون بار۔

ہر پارۂ دل:	یک تارِ نفَس میں، جوں طنابِ صبّاغ	ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج	ص۱۱۸
ہر پلک:	ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں	کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی	ص۷۶
ہر پیادہ:	بس کہ بخشی ہے فوج کو عزّت	فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں	ص۲۸۱
ہر پیکرِ تصویر:	نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟	کاغذی ہے، پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا	ص۱۴۲
ہر تار:	تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں!	جب اک نفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے	ص۲۳۴
ہر تارِ بستر:	(۱) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف بارِ بستر ہے	معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	ص۸۵
	(۲) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے	ص۲۱۲
ہر تارِ زلف:	حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوے دل	ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں	ص۱۷۸
ہر تپش:	ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلّیِ شعاع	آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوںبہا سمجھ	ص۷۲
ہر تمنّا:	دیکھیے: گدازِ ہر تمنّا۔		
ہر جا:	(۱) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے	مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا	ص۱۲
	(۲) ہے سر نوشت میں رقمِ وا شکستگی	ہوں جوں خطِ شکستہ بہ ہر جا شکستہ دل	ص۵۱
ہر جُزوِ آشیاں:	ہے بوے گُل غریبِ تسلّیِ گہِ وطن	ہر جُزوِ آشیاں پرِ پرواز ہے مجھے	ص۹۷
ہر چشمِ آہو:	دیکھیے: پیمانۂ ہر چشمِ آہو۔		
ہر حلقۂ زنجیر:	گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا	کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا	ص۳۰
ہر خار:	(۱) دیکھیے: بُنِ ہر خار۔ (۲) سرِ ہر خار۔ (۳) نوکِ ہر خار۔ (۴) رگِ ہر خار۔		
ہر خاک بہ گردوں شدہ:	دیکھیے: کفِ ہر خاک بہ گردوں شدہ۔		
ہر خاکِ گلشن:	دیکھیے: کفِ ہر خاکِ گلشن۔		
ہر خلوت وجلوت:	نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے	ہوا ہر خلوت وجلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی	ص۹۲
ہر داغِ تازہ:	~~ہر داغِ تازہ~~ یک دلِ داغ انتظار ہے	عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ	ص۷۰
ہر داغِ دل:	دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے	مرا ہر داغِ دل، اک تخم ہے سروِ چراغاں کا	ص۱۵۶

ہر دانہ: موسمِ گل میں مَے گل گوں حلالِ مے کشاں — عقدِ وصلِ دُختِ رز انگور کا ہر دانہ تھا — ص۲۵

ہر دانۂ اشک: دنداں کا خیال چشمِ تر! کر — ہر دانۂ اشک کو گُہر کر — ص۴۴۸

ہر دانۂ صیاد: ہے ترحّم آفریں آرائشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یہاں — ص۵۷

ہر در: دیکھیے: شایستۂ ہر در۔

ہر درد: پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا — یوں ہو تو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۴

ہر دردمندے: دیکھیے: دلِ ہر دردمندے۔

ہر درودیوار: ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ — کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر درودیوار — ص۱۶۷

ہر درودیوارِ غم کدہ: ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ — جس کی بہار یہ ہو، پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ — ص۲۰۱

ہر دشت: دیکھیے: جادۂ ہر دشت۔

ہر ذرّہ: (۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرّہ آہ کا — یارب! نَفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ — ص۱۹

(۲) ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چارِ صحرا — ص۲۶

(۳) طاؤسِ خاک، حُسنِ نظر باز ہے مجھے — ہر ذرّہ، چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے — ص۹۷

(۴) وہ تشنۂ سرشارِ تمنّا ہوں کہ جس کو — ہر ذرّہ بہ کیفیتِ دیگر نظر آوے — ص۱۱۴

(۵) موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال — ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا — ص۱۵۴

(۶) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر — ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے — ص۲۱۷

دیکھیے ــــــ: (۷) بدمستیِ ہر ذرّہ۔ (۸) جامِ ہر ذرّہ۔ (۹) سرِ ہر ذرّہ۔ (۱۰) نعل در آتشِ ہر ذرّہ۔ (۱۱) نقشِ ہر ذرّہ۔

ہر ذرّہ خاک: ہر ذرّہ خاک عرضِ تمنّاے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو — ص۶۹

ہر ذرّۂ خاک: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرّۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ سامان نکلا — ص۱۳

ہر ذرّۂ نیرنگ سواد: جلوہ تمثال ہے ہر ذرّۂ نیرنگ سواد — بزمِ آئینۂ تصویر نما مُشتِ غبار — ص۴

ہر رات: پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ — ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے — ص۳۰۴

ہر رشتہ:	حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار	ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج	ص ۳۴
ہر رنگ:	ہر رنگ میں جلا اسدؔ فتنہ انتظار	پروانۂ تجلّیِ شمعِ ظہور تھا	ص ۱۸
	(۲) عشق کو ہر رنگ شانِ حُسن ہے مدِّ نظر	مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب	ص ۳۲
	(۳) بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے	گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ	ص ۷۱
	(۴) شوق، ہر رنگ رقیبِ سرو ساماں نکلا	قیس تصویر کے پردے میں بھی عُریاں نکلا	ص ۱۴۴
	(۵) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا، غالبؔ!	چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا	ص ۱۵۶
	(۶) غمِ ہستی کا اسدؔ! کس سے ہو جُز مرگ علاج	شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک	ص ۱۷۵
	(۷) ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جُدا جُدا	ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے	ص ۲۲۰
ہر رنگ جنوں:	دیکھیے: وصلِ ہر رنگ جنوں۔		
ہر رنگِ سوز	ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے	بالِ سمندر آئنۂ ناز ہے مجھے	ص ۹۶
ہر رنگ گردش	ہر رنگ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے	اشکِ سحاب جُز بہ وداعِ خزاں نہیں	ص ۵۷
ہر زخمِ نمایاں:	ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا	ص ۲۱
ہر سبزۂ نوخاستہ:	سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار	ہر سبزۂ نوخاستہ یہاں بالِ پری ہے	ص ۴۵۳
ہر سرِ انگشت:	کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر سے اسدؔ!	ہر سرِ انگشت نوکِ خامۂ فرسودہ ہے	ص ۱۰۳
ہر سرِ راہ:	یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش	کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ	ص ۲۷۷
ہر سرِ مو:	دیکھیے: زبانِ ہر سرِ مو۔		
ہر سلحشور:	بس کہ فعّالِ ما یُرید ہے آج	ہر سلحشور انگلستاں کا	ص ۲۶۰
ہر سنگ:	دیکھیے: رگِ ہر سنگ۔		
ہر سنگ و خشت:	ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست	نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی	ص ۲۱۵
ہر سینکڑے:	ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ سوا	ص ۲۵۴
ہر شب:	(۱) صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں	توڑتا ہوتا ہے رنگِ یک نفَس ہر شب مجھے	ص ۸۶

(۲) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی — ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی — ص۹۱

(۳) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم — ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مَے جس قدر ملے — ص۲۳۶

ہر شمع: (۱) دیکھیے: رشتۂ ہر شمع۔

(۲) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمع شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت — ص۳۲

(۳) زبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے — کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں — ص۶۴

ہر شکستِ قیمتِ دل: خودفروشی ہائے ہستی بس کہ جائے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے — ص۸۷

ہر صبح: (۱) جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کے، گردوں ہر صبح — خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں — ص۸

(۲) جنبشِ ہر برگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج — حبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج — ۳۵

ہر صریرِ خامہ: بُت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا — ص۲۱

ہر طرف: (۱) دیکھیے: ہر سو[۱]۔

(۲) سطحِ گردوں پر پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا — ص۱۳۹

(۳) آزادیِ نسیم مبارک! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل — ص۱۷۶

(۴) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے، اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو — ص۱۹۶

ہر عالم: نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغ کُشتہ ہے — ص۸۰

ہر عضو: ہر عضو غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل — جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل — ص۵۱

ہر غنچہ: اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گُل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے — ص۱۱۴

ہر فعل: جس کا ہر فعل صورتِ اعجاز، ص ۱۳۷۔

ہر فغاں: آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — تارِ نَفَس: کمندِ شکارِ اثر ہے آج — ص۱۲۵

ہر قبا: چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے — ص۱۱۴

ہر قدم: (۱) سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے شبستاں سمجھا — ص۱۳۷

(۲) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے — میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے — ص۲۱۱

ہر قطرہ خوں: ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ، ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں — ص ۱۸۱

(۲) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں — نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں — ص ۱۸۰

ہر قطرہ عرق: بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا — ص ۱۴۷

ہر قطرۂ اشک: رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک — ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا — ص ۲۵۲

ہر قطرۂ شربت: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے — ص ۲۵۳

ہر قول: جس کا ہر فعل: صورتِ اعجاز — جس کا ہر قول: معنیِ الہام — ص ۱۳۷

ہر کاغذِ آتش زدہ: دیکھیے: دامِ کاغذِ آتش زدہ۔

ہر کام: بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا — ص ۱۵۰

ہر کفِ خاک: ہر کفِ خاک جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار — ص ۳

(۲) ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام — ہر کفِ خاک ہے وھاں گردۂ تصویرِ زمیں — ص ۱۳۴

ہر گام: ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا — ص ۱۹

(۲) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہرگام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص ۲۹۸

(۳) دیکھیے: نقشِ ہرگام۔

ہر گردباد: ہر گردباد حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیّر شکار تر — ص ۴۱

ہر گردبادِ دشت: سُرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گردبادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص ۷۹

ہر گل: دیکھیے: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل۔

ہر گوشۂ بساط: ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے — ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا — ص ۱۵۵

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے — ص ۲۳۰

ہر لباس: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص ۱۴۳

ہر لحظہ: بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ — جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے — ص ۲۳۹

ہر مذہب: دیکھیے: وارستۂ ہر مذہب۔

ہر مسلماں: شہرِ دہلی کا ذرہ ذرۂ خاک — تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا ص ۲۶۰

ہر مقام: تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں ص ۱۹۱

ہر مو: کیجیے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تلک — ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے ص ۲۰۵

(۲) ہر مو بدن پہ شہ پرِ پرواز ہے مجھے — بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف ص ۴۹

(۳) دیکھیے: سرِ ہر مو۔

ہر موج: (۱) ہے فروغِ ماہ سے ہر موج یک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ص ۵۴

(۲) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید — ہے جو آبی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی ص ۹۱

(۳) دیکھیے: دامِ ہر موج۔

ہر موجِ غبار: آفرینش کو ہے وہاں سے طلبِ مستیِ ناز — عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار ص ۱۳۳

ہر موجِ گردِ راہ: ہوکر شہیدِ عشق میں، پائے ہزار جسم — ہر موجِ گردِ راہ مرے سر کو دوش ہے ص ۳۲۰

ہر موجِ محیطِ تنزیہ: تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہ — کھینچے خمیازے میں تیرے لبِ ساغر کا خمار ص ۶

ہر مہینے: (۱) بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار ص ۱۲۶

(۲) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال — آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے ص ۲۴۱

ہر ناخنِ بُریدہ: رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ ابرو تھا ص ۲۲

ہر نظر: ہر نظر میں داغِ مے خالِ لبِ پیمانہ تھا — ص ۲۵

ہر نَفَس: (۱) گردِ رہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر — ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار [گھوڑے کے لیے] ص ۵

(۲) شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بس کہ ہے وحشی مزاج ص ۳۵

(۳) یک نَفَس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ص ۱۱۴

(۴) بالیدگی نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ! — در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند ص ۳۹

ہر نگہ: (۱) نظّارے نے بھی کام کیا وہاں نقاب کا — مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی ص ۲۳۲

(۲) دیکھیے جَیبِ ہر نگہ۔

ہر ورق:	بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار	یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے	ص۷۶
ہراک[1] دل:	مرا شمول ہراک دل کے پیچ و تاب میں ہے	میں مدعا ہوں تپش نامۂ تمنا کا	ص۱۷
ہراک تیزرَو:	چلتا ہوں تھوڑی دور ہراک تیز رَو کے ساتھ	پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو مَیں	ص۱۹۰
ہراک سال:	گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ رُوزِ شمار	ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ	ص۲۷۸
ہراک فرد:	کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے	ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ	ص۷۱
ہراک ناچیز:	بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ! تو پھر	کیوں نہ دلّی میں ہراک ناچیز توابی کرے	ص۱۰۱
ہرایک[2]:	لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک	میری حدِّ وسع سے باہر کھلا	ص۱۳۹
ہرایک اشارہ:	پُرسشِ طرزِ دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے	اُس کے ہرایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں	ص۱۷۸
ہرایک بات:	ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے؟	تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے!	ص۲۴۱
ہرایک چینِ پیشانی:	یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی	کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی	ص۹۶
ہرایک داغِ جگر:	بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم	ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو	ص۶۷
ہرایک ذرّہ:	دیکھ اے اسدؔ بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا	ہر ایک ذرّہ غیرتِ صد آفتاب ہے	ص۳۵۲
ہرایک ذرّۂ خاک:	نظارہ سوز ہے یہاں تک ہرایک ذرّۂ خاک	کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو	ص۲۸۵
ہرایک ذرّۂ عاشق:	ہر ایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست	گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز	ص۱۷۲
ہرایک شے:	ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے	پر تجھ سی کوئی شے نہیں ہے	ص۲۲۸
ہرایک قطرہ:	ہرایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے	امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس	ص۲۶۴
ہرایک گل ولالہ:	دوڑے ہے پھر ہرایک گل و لالہ پر خیال	صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے	ص۲۲۶
ہربار[3]:	یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد	ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے	ص۲۵۳
ہردم[4]:	(۱) وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہردم مجھ کو	آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا	ص۱۵۰
	(۲) اے شاہِ جہاں گیرِ جہاں بخشِ جہاں دار!	ہے غیب سے ہردم تجھے صد گونہ بشارت	ص۱۲۷

۱۔ ہراک : پانچ بار۔
۲۔ ہرایک : گیارہ بار۔
۳۔ ہربار : ایک بار۔
۴۔ ہردم : پانچ بار۔

(۳) وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر — یھاں نالے کو اور اُلٹا دعواے رسائی ہے — ص ۲۰۱

(۴) شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے — دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے — ص ۲۲۱

(۵) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — نفس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا — ص ۳۴۴

ہردوسو[1]: چشم بر چشم پٹنے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار — ص ۲

ہرروز[2]: لوگوں کو ہے خرشید جہاں تاب کا دھوکا — ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغ نہاں اور — ص ۱۷۰

ہرروزہ: دیکھیے: قربِ ہرروزہ۔

ہرسو[3]: (۱) شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو — مدعا گم کردہ ہرسو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص ۶۳

(۲) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا — ص ۱۵۷

(۳) چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہرسو — موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ بہار — ص ۱۹۳

ہریک[4]: (۱) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہریک بہ سوے دل — رکھتا ہے داغ تازہ کا یھاں انتظار داغ — ص ۵۱

(۲) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے — کہ یھاں ہریک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے — ص ۹۸

(۳) چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں — ہریک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں؟ — ص ۱۹۰

(۴) یارانِ نبی سے رکھ تولاّ، یا اللہ — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، یا اللہ!

(۵) دیکھیے: لطفِ عشقِ ہریک۔

ہریک اختر: ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب — ص ۳۱

ہریک بات: (۱) ہوئی مدت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے — وہ ہریک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا! — ص ۱۶۰

(۲) جُز غم و رنج و الم، گھاتا ہے ہریک بات میں — ص ۲۹۰

ہریک پارۂ دل: بہار ہے یھاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر — کہ چشمِ تر میں ہریک پارۂ دل، پاے درِ گل ہے — ص ۷۷

ہریک تارِ بستر: کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ! — کہ بیتابی سے ہریک تارِ بستر خارِ بستر ہے — ص ۲۱۳

۱۔ ہردوسو : ایک بار۔ ۳۔ ہرسو : تین بار۔

۲۔ ہرروز : ایک بار۔ ہرروزہ: ایک بار [مرکب]۔ ۴۔ ہریک : بیس بار۔

ہریک حلقہ:	یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا	انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا	ص۱۳۵
ہریک حلقۂ گرداب:	شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا	شعلۂ جوّالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا	ص۱۳۵
ہریک خار:	حسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز	عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز	ص۴۴
ہریک عضوِتن:	ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن	جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں	ص۶۳
ہریک قطرۂ خوں:	بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہائے مژگاں کا	کہ ہر یک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا	ص۱۵۶
ہریک گردباد:	بس کہ وہ پا کوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد	ہے غلافِ دفچۂ خرشید ہر یک گردباد	ص۳۸
ہریک گردبادِ گلستاں:	زِبس طوفانِ آب وگل ہے، غافل! کیا تعجب ہے	کہ ہر یک گردبادِ گلستاں گرداب ہوجاوے	ص۱۰۵
ہریک مکاں:	ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ	مجنوں جو مرگیا ہے تو جنگل اداس ہے	ص۲۰۵
ہریک موئے زلف:	بس کہ ہر یک موئے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع	پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم	ص۵۴
ہریک نَفَس:	یک نَفَس ہر یک نَفَس جاتا ہے قسطِ عُمر میں	حیف ہے اُن کو! جو سمجھیں زندگانی مفت ہے	ص۱۱۳
ہرزہ [1]:	ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم	لغو ہے آئنۂ فرقِ جنوں و تمکیں	ص۱۳۴
	(۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود	ہنوز تیرے تصوّر میں ہے نشیب و فراز	ص۱۷۱
ہرزہ درا:	(۱) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تاچند	حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا	ص۲۸
	(۲) ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟	نالہ در گردِ تمنّائے اثر پنہاں ہے	ص۱۰۹
ہرزہ دوی:	اے ہرزہ دوی! منّتِ تمکینِ جنوں کھینچ	تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے	ص۱۱۴
ہرزہ سرا:	کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ!	یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں	ص۱۳۴
ہرزہ عنواں:	نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں	عنایت نامہ ہائے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں	ص۶۲
ہرزہ گرد:	عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم	روئے شش جہت آفاق، پشتِ چشمِ زنداں ہے	ص۸۹
ہزار [2]:	(۱) نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خُور نے	تصوّر نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا	ص۲۶

۱۔ ہرزہ : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

۲۔ ہزار : چونتیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تیس بار]۔

ہزاراں ہزار : ایک بار۔

ہزاروں : چار بار۔

(۲) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اَور، جوں گل و شبنم، بہار داغ — ص۴۸

(۳) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہ ہیں ہزار ہوں بلکہ سوا — ص۲۵۳

(۴) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں — دراز اِس کی ہو عمر اِس قدر، سخن کوتاہ — ص۲۷۸

دیکھیے ــــــ: (۵) سو ہزار گرہ۔ (۶) سامانِ صد ہزار نمک داں۔ (۷) صد ہزار نواے جگر خراش۔ (۸) کئی ہزار برس۔

ہزار آرزو: سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا — یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں — ص۶۲

ہزار آشفتگی: بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے — ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہوجاوے — ص۱۰۵

ہزار آفت: ہزار آفت و یک جانِ بے نواے اسدؔ — خدا کے واسطے، اے شاہِ بیکساں فریاد! — ص۳۷

ہزار آنکھ: رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک — ہر قطرۂ اشک دیدۂ پُرنم تھا — ص۲۵۲

ہزار آئینہ: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی — ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر — ص۱۶۸

ہزار اُمیدواری: بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشک باری — نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی — ص۱۰

ہزار اندیشہ: دیکھیے: عبادتِ ہزار اندیشہ۔

ہزار بار: (۱) دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں — روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں؟ — ص۱۹۲

(۲) جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار — اے کاش! جانتا نہ ترے رہگزر کو میں — ص۱۹۰

(۳) کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے — ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام — ص۲۶۳

ہزار برس: (۱) تم سلامت رہو ہزار برس — ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار! — ص۱۲۷

(۲) فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس، بلکہ بے شمار برس — ص۲۶۳

(۳) امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس، ۲۶۴۔

ہزار تیغ بہ زہراب دادہ: بہ رنگِ سبزہ، عزیزانِ بد زباں یکدست — ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں — ص۶۰

ہزار جا: موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد — مصراعِ نالۂ نَے، سکتہ ہزار جا ہے — ص۹۳

ہزار جستجو: دیکھیے: سامانِ ہزار جستجو۔

ہزار جسم:	ہوکر شہید عشق میں، پائے ہزار جسم	ہر موجِ گردِ راہ مرے سر کو دوش ہے	ص۳۲۰
ہزار حیف:	نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار، حیف!	رکھتے ہو مجھ سے اِتنی کدورت، ہزار حیف!	
ہزار داغ:	بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں	دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ	ص۴۸
ہزار دانے:	ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے	بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ	ص۲۷۹
ہزار دل:	(۱) ہوا ہے گریۂ بیباک، ضبط سے تسبیح	ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں	ص۶۴
	(۲) بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں	ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں	ص۶۴
ہزار شُکر:	ہزار شُکر کہ سیّد غلام بابا نے	فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی	ص۲۶۲
ہزار عکس:	دیکھیے: عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس۔		
ہزار قافلۂ آرزو:	ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ	ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی	ص۱۱۰
ہزار گرہ:	دیکھیے: ہزاردانے۔		
ہزاراں ہزار:	اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا	با ہزاراں ہزار زیبائی	ص۲۶۲
ہزاروں:	(۱) پرِ افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں	رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے	ص۹۱
	(۲) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے	بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے	ص۲۴۹
	(۳) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے	رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے	ص۳۰۴
	(۴) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو	سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں	ص۱۸۱
ہزبر[۱]:	ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا	کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ	ص۲۷۷
ہستی[۲]:	(۱) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی	پرِ طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا	ص۲۷
	(۲) دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ	دل و دستِ اربابِ ہمّت سلامت	ص۳۳
	(۳) آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے	ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ	ص۳۶
	(۴) حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی	ہستی، نہیں جُز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ	ص۳۶

۱۔ ہزبر[۱] : ایک بار۔

۲۔ ہستی : اکسٹھ بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: چوالیس بار]۔

(۵) تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار ہستی عدم ہے، آئنہ گر روبرو نہ ہو ص٦٨

(٦) ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے ص٧٤

(٧) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی ص٨٧

(٨) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے کہ یھاں ہر یک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے ص٩٨

(٩) فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے ص١٠٩

(١٠) عدم وحشت سراغ و ہستی آئین بندِ رنگینی دماغِ دو جہاں پر سُنبل و گل یک شبیخوں ہے ص١١١

(١١) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے ص٢٠٣

(١٢) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے ص٢٠٥

(١٣) مری ہستی، فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے جسے کہتے ہیں نالہ، وہ اِسی عالم کا عنقا ہے ص٢٢٠

(١٤) اپنی ہستی ہی سے ہو، جو کچھ ہو آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی ص٢٢٠

(١٥) ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے یھاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے ص٢٢٦

(١٦) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ آخر تو کیا ہے؟ اے نہیں ہے! ص٢٢٩

(١٧)، (١٨) عزّت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بنا عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام ص٢٨٢

(١٩) شکر سمجھو اِسے یا کوئی شکایت سمجھو اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں ص٢٩٨

دیکھیے ـــــ: (٢٠) بزمِ ہستی۔ (٢١) بہارِ فرصتِ ہستی۔ (٢٢) جامۂ ہستی۔ (٢٣) جنونِ وحشتِ ہستی۔ (٢٤) خرقۂ ہستی۔ (٢٥) خطِ پرکارِ ہستی۔ (٢٦) خونِ دو عالم ہستی۔ (٢٧) خود فروشی ہائے ہستی۔ (٢٨) داغِ حسرتِ ہستی۔ (٢٩) رازِ ہستی۔ (٣٠) رونقِ ہستی۔ (٣١)، (٣٢) سازِ ہستی [دو بار]۔ (٣٣) سپند آہنگیِ ہستی۔ (٣٤) سرمنزلِ ہستی۔ (٣٥) سرنوشتِ کلفتِ ہستی۔ (٣٦) شرحِ ہنگامۂ ہستی۔ (٣٧) عالمِ ہستی۔ (٣٨) عشرت کوشیِ ہستی۔ (٣٩) غفلتِ ہستی۔ (٤٠) غشِ ہستی۔ (٤١) فالِ ہستی۔ (٤٢) فرصتِ ہستی۔ (٤٣) فوتِ فرصتِ ہستی۔ (٤٤) فرصت آرامِ غمِ ہستی۔ (٤٥) فریبِ ہستی۔ (٤٦) قامتِ ہستی۔ (٤٧) قطعِ سفرِ ہستی۔ (٤٨) قیدِ ہستی۔ (٤٩) کارگاہِ ہستی۔ (٥٠) کاشانۂ ہستی۔ (٥١) کشاکش ہائے ہستی۔ (٥٢) کلفت کشیِ ہستی۔ (٥٣)، (٥٤) موجِ ہستی [دو بار]۔ (٥٥) ناگزیرِ اُلفتِ ہستی۔ (٥٦) وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی۔ (٥٧) وہم طربِ ہستی۔

ہستیِ اَشیا: جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور — جُز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے ص۲۴۸

ہستیِ شبنم: دیکھیے: سیلِ بنائے ہستیِ شبنم۔

ہستیِ مطلق: دیکھیے: شاہدِ ہستیِ مطلق۔

ہستیؔ وعدم: دیکھیے: نغمۂ زیر و بمِ ہستیؔ و عدم۔

ہشت[1] بہشت: رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آکے ہوئے ہیں باہم ص۲۶۵

ہشت وچار: دیکھیے: عاشقِ ہشت وچار۔

ہُشیار[2]: دیکھا اسدؔ کو خلوت و جلوت میں بارہا — دیوانہ گر نہیں ہے تو ہُشیار بھی نہیں ص۱۸۳

ہُشیارتر: سادہ و پُرکار تر، غافل و ہُشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سُنبل ہنوز ص۴۳

ہُشیاری: دیکھیے: بےخودیؔ و ہشیاری۔

ہفت[3] اختر: دیکھیے: مقصدِنۂ چرخ و ہفت اختر۔

ہفت اقلیم: دیکھیے: صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔

ہفت چرخ: دیکھیے: صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔

ہفت دریا: دیکھیے: آبِ ہفت دریا۔

ہفتاد[4] ودوملت: دیکھیے: دلِ وارستۂ ہفتادودوملّت بیزار۔

ہفتہ[5]: دیکھیے: سہ ہفتہ۔

ہلاک[6]: (۱) مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے ص۲۱۶

(۲) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا — کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ ص۳۰۳

ہلاکِ حسرتِ پابوس: مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا — کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا! ص۱۵۳

ہلاکِ بےخبری: ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم — جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد ص۳۷

ہلاکِ فریبِ وفائے گل: ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل — بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل ص۱۷۶

۱۔ ہشت : دوبار [مرکّب]۔

۲۔ ہُشیار : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

ہُشیاری : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ ہفت : تین بار [مرکّب]۔

۴۔ ہفتاد : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ ہفتہ : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ ہلاک : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چار بار]۔

ہلاکِ نامہ بر: دیکھیے: دردِ ہلاکِ نامہ بر۔

ہلال[1] (۱) اگر وہ آفتِ نظّارہ جلوہ گستر ہو | ہلال، ناخنکِ دیدہ ہاے اختر ہو | ص۶۷

(۲) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہاے دل چاہے | ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر | ص۳۰

(۳) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال | آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے | ص۲۴۱

دیکھیے ـــــ: (۴) آئینۂ طاقِ ہلال۔ (۵) اندازِ ہلال۔ (۶) پہلوے ہلال۔ (۷) گلِ شاخِ ہلالِ عید۔

ہلالِ مہِ محرّم: بہارِ تعزیت آبادِ عشق ماتم ہے | کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرّم ہے | ص۱۰۲

ہلاہلِ[2] حسرت: دیکھیے: خونابۂ ہلاہلِ حسرت۔

ہَل مِن مزید[3]: دیکھیے: مطربِ ترانۂ ہل مِن مزید۔

ہم[4] دیکھیے: (۲) داغِ ربطِ ہم۔ (۳) ذوقِ گرفتاریِ ہم۔ (۴) رزقِ ہم۔

ہم آغوشی[5]: (۱) غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو | جس کا خیال، ہے گلِ جَیبِ قباے گل | ص۱۷۶

(۲) دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت | ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے | ص۲۰۹

(۳) دیکھیے: ہنگامِ ہم آغوشی۔

ہم پیشہ[6]: ہم پیشہ وہم مشرب و ہم راز ہے میرا | غالبؔ کو برا کیوں کہو، اچھا، مرے آگے | ص۲۴۹

ہم چشم[7]: نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم | نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ | ص۲۷۷

ہم چشمیِ ساغر: دیکھیے: حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر۔

ہمدگر[8] [باہمدگر]: ہوگئے باہمدگر جوشِ پریشانی سے جمع | گردشِ جامِ تمنا، دَورِ گردوں ہے مجھے | ص۱۰۰

(۲) باہمدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب | نظّارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے | ص۲۲۵

(۳) خود پرستی سے رہے باہمدگر نا آشنا | بے کسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا | ص۱۹

۱۔ ہلال : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۲۔ ہلاہل : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ ہل من مزید: ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ہم : تین بار [مرکّب]۔
۵۔ ہم آغوشی : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶۔ ہم پیشہ : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ ہم چشم : ایک بار [مرکّب]۔ ہم چشمی : ایک بار [مرکّب]۔
۸۔ ہمدگر سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۴) جوہرِ آئینہ جُز رمزِ سرِ مژگاں نہیں | آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا | ص۱۹

دیکھیے ــــــــ: (۵) آئینہ دارِ ہمدگر۔ (۶) دلِ ہمدگر۔ (۷) سینہ ہائے ہمدگر۔

ہمدم[۱]: (۱) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! | گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو | ص۲۰۰

(۲) نہ کرتا کاش نالہ، مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! | کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی | ص۲۰۲

(۳) وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! | اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے | ص۲۲۰

(۴) وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے ہمدم! | وگرنہ مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے | ص۳۱۲

(۵) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم | ہَے ہَے! نہ کہو بُرا، کسے بُرا کہتے ہیں؟ | ص۳۱۳

ہمدمی: نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے | نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست، دشمن کو | ص۱۹۸

ہمدوشی[۲]: دیکھیے: تصور ہائے ہمدوشی۔

ہمدیگر[۳]: (۱) دیکھیے: شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر۔

(۲) دیکھیے: باطنِ ہمدیگر۔

ہمراز[۴]: دیکھیے: ہم پیشہ۔

ہمرنگِ[۵] تسلی: بیتابیِ یادِ دوست ہمرنگِ تسلی ہے | غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے | ص۱۱۴

ہمرہاں[۶]: دیکھیے: ستمِ ہمرہاں۔

ہمزباں[۷]: ہمزباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے | مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے | ص۸۷

(۲) تا کرے نہ غمازی، کرلیا ہے دشمن کو | دوست کی شکایت میں ہم نے ہمزباں اپنا | ص۱۵۹

(۳) پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی | روح القدس اگرچہ مرا ہمزباں نہیں | ص۱۸۸

(۴) رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو | ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو | ص۱۹۵

(۵) ہم سخن اور ہمزباں حضرتِ قاسم و طپاں | ایک طپش کا جانشیں، دردؔ کا یادگار ایک | ص۲۹۶

۱۔ ہمدم : پانچ بار۔
ہمدمی : ایک بار۔
۲۔ ہمدوشی : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ ہمدیگر : دو بار [مرکب]۔
۴۔ ہمراز : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ ہمرنگ : ایک بار [مرکب]۔
۶۔ ہمرہاں : ایک بار [مرکب]۔
۷۔ ہمزباں : پانچ بار۔

ہمسایہ[1]: (۱) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو — ص ۱۹۵

(۲) وہ آ رہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے — ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار — ص ۱۶۷

(۳) دیکھیے: آتشِ ہمسایہ۔ (۴) یک سرودِ خانہ ہمسایہ۔

ہمسایۂ خدا: مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے — ص ۳۱۲

ہم سخن[2]: (۱) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا بھی کسی میں ہو کمال، اچھا ہے — ص ۲۳۹

(۲) یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے — وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے — ص ۲۴۱

(۳) دیکھیے: تحتِ ہمزباں [نمبر ۴]۔ [ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہمزباں کوئی نہ ہو]۔

(۴) دیکھیے: تحتِ ہمزباں [نمبر ۵]۔ [ہم سخن اور ہمزباں حضرتِ قاسمؔ و طپاںؔ]۔

ہمسرِ[3] شاہ: نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم — نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ — ص ۲۷۷

ہمسری: دود میرا، سُنبلستاں سے کرے ہے ہمسری — بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا — ص ۲۰

ہمسفر[4]: قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہمسفر، غالبؔ! — وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۵

(۲) لازم نہیں کہ خضرؔ کی ہم پیروی کریں — جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہمسفر ملے — ص ۲۳۷

ہم سنگِ[5] کفِ خاک: میں جو گردوں کو بہ میزانِ طبیعت تولا — تھا یہ کم وزن کہ ہم سنگِ کفِ خاک چڑھا — ص ۴۴۵

ہم طرحی[6]: دیکھیے: (۱) بے قرارِ داغِ ہم طرحی۔ (۲) رشکِ ہم طرحی۔

ہم فتنہ[7]: دیکھیے: سرِ ہم فتنہ۔

ہم کلامی[8]: دیکھیے: دعوائے ہم کلامی۔

ہم مشرب[9]: دیکھیے: تحت ''ہم پیشہ'' [ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا]۔

ہمنامیِ[10] چشمِ خوباں: دیکھیے: نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں۔

۱۔ ہمسایہ : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔

۲۔ ہم سخن : چار بار۔

۳۔ ہمسر : ایک بار [مرکّب]۔ ہمسری : ایک بار۔

۴۔ ہمسفر : دو بار۔

۵۔ ہم سنگ : ایک بار [مرکّب]۔

۶۔ ہم طرحی : ایک بار [مرکّب]۔

۷۔ ہم فتنہ : ایک بار [مرکّب]۔

۸۔ ہم کلامی : ایک بار [مرکّب]۔

۹۔ ہم مشرب : ایک بار [مرکّب]۔

۱۰۔ ہمنامی : ایک بار [مرکّب]۔

ہمنشیں[۱]: (۱) وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے — صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے — ص۱۱۶

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشیں! — اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! — ص۱۲۲

(۳) ہمنشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے — ص۲۱۳

(۴) ہمنشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدّیں خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا — ص۲۸۸

ہمنشینیِ[۱] رقیباں: ہمنشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک — لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری — ص۹۳

ہم نَفَسِ[۲] یک دیگر: وصلِ آئینہ رُخاں ہم نفسِ یک دیگر — ہیں دعا ہائے سحر گاہ سے خواہاں گل و صبح — ص۳۷

ہم نفسوں: کی ہم نفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے، مگر مجھ کو ڈبو آئے — ص۲۳۸

ہُما[۳]: سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے — خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے — ص۱۳۱

دیکھیے ـــــ: (۲) بالِ ہُما۔ (۳) داغِ سایۂ بالِ ہُما۔ (۴) وبالِ سایۂ بالِ ہُما۔ (۵) یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما۔

ہمایوں[۴]: (۱) دیکھیے: باغِ ہمایونِ تقدّس آثار۔

ہمّت[۵]: جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں، ہمّت — زِ دستِ شیشۂ دل ہائے دوستاں فریاد! — ص۳۷

دیکھیے ـــــ: (۲) اندازۂ ہمّت۔ (۳) اہلِ ہمّت۔ (۴) توسنِ ہمّت۔ (۵) دل و دستِ اربابِ ہمّت۔ (۶) عجزِ ہمّت۔ (۷) ننگِ ہمّت۔ (۸) ہنگامۂ زبونیِ ہمّت۔

ہمّتِ باطل: دیکھیے: ننگِ ہمّتِ باطل۔

ہمّتِ دشوار پسند: تھی نو آموزِ فنا ہمّتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا — ص۱۴۴

ہمّتِ صد عارف: دیکھیے: رفعتِ ہمّتِ صد عارف۔

ہمّتِ عالی: نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم — لے لیا مجھ سے مری ہمّتِ عالی نے مجھے — ص۲۲۲

ہمّتِ مردانہ: دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ۔

ہمّتِ نشو و نما: ہمّتِ نشو و نما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار — ص۳

۱۔ ہمنشیں : چار بار۔
ہمنشینی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ہم نفس : ایک بار [مرکّب]۔ ہم نفسوں : ایک بار۔
۳۔ ہُما : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۴۔ ہمایوں : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ ہمّت : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

ہموار[1]: زُنّار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال — رہ رَو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر — ص۱۲۹

ہمہ[2]: (۱) کوہ و صحرا ہمہ، معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار — ص۳۲

(۲،۳) نقشِ معنی ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت — سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں — ص۳۴

(۴) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، ولے باایں ہمہ — ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے — ص۲۳۱

ہمہ اسرار: حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی — ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ — ص۳۶

ہمہ اُفتادگی: داد از دستِ جفائے صدمۂ ضربِ المثل — گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہوجایئے — ص۸۸

ہمہ افسردن: دیدن: ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن — خوش تر زِ گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص۱۱۳

ہمہ بالیدن: دیکھیے: ہمہ افسردن۔

ہمہ بدگمانی: ہمہ ناامیدی، ہمہ بدگمانی — میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا — ص۱۳۸

ہمہ ناامیدی: دیکھیے: ہمہ بدگمانی۔

ہمہ بیتابِ تردّد شکنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے — صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے — ص۱۱۰

ہمہ بے مدّعائی: از دلِ ہر دردمندے جوشِ بیتابی زدن — اے ہمہ بے مدّعائی یک دُعا ہوجایئے — ص۳۵۲

ہمہ تنگی: پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پر افشانی! — ص۱۰۹

ہمہ حیرت: میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار — مردمِ چشمِ تقاضا نقطۂ پرکارِ باغ — ص۴۸

ہمہ خوابِ گراں: غفلتِ افسردگی تُہمتِ تمکیں نہ ہو — اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے — ص۹۹

ہمہ دست: آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے! — ص۱۱۱

ہمہ زانو: دیکھیے: ہمہ دست۔

ہمہ ذوقِ قصہ خوانی: بہ فراقِ رفتہ یاراں، خط و حرف مو پریشاں — دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی — ص۹

ہمہ نادانی: بستنِ عہدِ محبّت ہمہ نادانی تھا — چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے — ص۸۳

ہمہ نقصاں: الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں — زیر بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا — ص۴۳۶

ا۔ ہموار : ایک بار۔

۲۔ ہمہ : اکیس بار [مرتّب]۔

همہ یک نفس تپش: همہ یک نفس تپش سے تب و تابِ ہجر مت پوچھ | کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی | ص ۱۰

ہمیشہ[1]: (۱) نہیں ہے بازگشتِ سیل غیر از جانبِ دریا | ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آب رفتہ در جو تھا | ص ۲۲

(۲) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی | سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی | ص ۷۶

(۳) اسدؔ! ہمیشہ پَی کفشِ پائے سیم تناں | شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی | ص ۱۰۰

(۴) خانہ زاد اور مرید اور مدّاح | تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار | ص ۱۲۶

(۵) نظر میں کھٹکے ہے بِن تیرے گھر کی آبادی | ہمیشہ روتے ہیں ہم، دیکھ کر در و دیوار | ص ۱۶۷

(۶) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟ | مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اَور | ص ۱۷۰

(۷) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات | عارف ہمیشہ مستِ مَیِ ذات چاہیے | ص ۲۲۰

(۸) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ! | ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے | ص ۲۲۸

(۹) نام مکلوڈؔ جن کا ہے مشہور | یہ ہمیشہ بہ صد نشاط و سُرور | ص ۲۷۶

ہمیشہ بہار: دیکھیے: گلشنِ ہمیشہ بہار۔

ہنجار[2]: میری تنخواہ جو مقرّر ہے | اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار | ص ۱۲۶

ہندؔ[3]: (۱) ہے اصلِ تخمِ ہند سے، اور اِس زمین سے | پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور | ص ۲۶۳

(۲) ہندؔ میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں | ص ۲۶۵

(۳) ہندؔ میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے | ص ۴۵۳

(۴) دیکھیے: بیضۂ طوطیِ ہندؔ۔

ہندؔ و سندؔ: دیکھیے: اقلیمِ ہندؔ و سندؔ۔

ہندسہ[4]: (۱) اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا | با ہزاراں ہزار زیبائی | ص ۲۶۲

(۲) ہند سے پہلے سات سات کے دو | دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی | ص ۲۶۲

۱۔ ہمیشہ : دس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ ہنجار : ایک بار۔
۳۔ ہندؔ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
۴۔ ہندسہ : دو بار۔

ہندوستان[۱]: ہندوستاں سایۂ گل، پائے تخت تھا — جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ — ص۷۰

(۲) ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے — جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے وفور — ص۲۶۳

(۳) دیکھیے: فرماں روائے کشورِ ہندوستان۔

ہُنر[۲]: ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص۷۶

(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہُنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا — ص۱۵۹

دیکھیے ـــــــ: (۳) بہائے متاعِ ہُنر۔ (۴) عرضِ ہُنر۔ (۵) فضائلِ علم وہُنر۔ (۶) متاعِ ہُنر۔

ہُنرمندی: عیب کا دریافت کرنا، ہے ہُنر مندی اسدؔ! — نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا — ص۲۹

ہنسی[۳]: (۱) دے وہ جس قدر ذلت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے — بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا — ص۱۵۹

(۲) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی — ص۲۳۷

ہنگام[۴] انتظارِ قدومِ بتاں: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ! — ہے برسرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک — ص۵۰

ہنگامِ بےخودی: سر، پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی — رو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے — ص۲۲۰

ہنگامِ تصور: ہنگامِ تصور دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے — ص۸۰

(۲) بہ ہنگامِ تصور ہوں ساغرِ زانو سے پیتا ہوں — مَے کیفیتِ خمیازہ ہائے صبحِ آغوشاں — ص۲۳۹

ہنگامِ سماع: شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیّر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع — ص۴۷

ہنگامِ شب: صافیِ رخ سے ترے ہنگامِ شب — عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال — ص۵۱

ہنگامِ قتل: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل — یھاں پرِ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے — ص۹۵

ہنگامِ کمال: حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے — اُس سے میرا مہِ خرشید جمال اچھا ہے — ص۲۳۹

ہنگامِ وداع: دامن گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع — گوہرِ شب تاب، اشکِ دیدۂ خرشید ہے — ص۱۰۳

ہنگامِ ہم آغوشی: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے — ص۱۱۵

۱۔ ہندوستان : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔
۲۔ ہُنر : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔
ہنرمندی : ایک بار۔
۳۔ ہنسی : دو بار۔
۴۔ ہنگام : دس بار [مرکب]۔

ہنگامہ[1]:	(۱) بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق	ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا	ص۱۲
	(۲) گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے	رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے	ص۱۲۸
	(۳) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق	نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی	ص۲۰۹
	(۴) جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود	پھر یہ ہنگامہ اے خدا! کیا ہے؟	ص۲۳۸
	(۵) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا	حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام	ص۲۸۲
	(۶) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک	رکھو نہ شمع پر اے اہلِ انجمن! تکیہ	ص۳۰۳
	(۷) دیکھیے: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ۔		
ہنگامہ آرا:	اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی	یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے	ص۲۲۳
ہنگامۂ زبونیِ ہمّت:	ہنگامۂ زبونیِ ہمّت ہے انفعال	حاصل نہ کیجیے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۴
ہنگامہ محفل:	دیکھیے: برہم زنِ ہنگامۂ محفل۔		
ہنگامۂ ہستی:	دیکھیے: شرحِ ہنگامۂ ہستی۔		
ہنگامۂ یارب:	یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب، مجھے	سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے	ص۲۱۴
ہَوا[2]: [۱]	ہَوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی	کہ تھا آئینۂ خور پر تصور زنگ بستن کا	ص۲۷
	(۲) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جنبشِ نشاط	کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہَوا نہ مانگ	ص۵۰
	(۳) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے	گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہَوا سمجھ	ص۷۳
	(۴) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا	باوَر آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہوجانا	ص۱۵۶
	(۵) پوچھ مت وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن	سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہَوا موجِ شراب	ص۱۶۳
	(۶) مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح؟	دیکھ کے میری بے خودی، چلنے لگی ہَوا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۷) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں	ہم بھی مضموں کی ہَوا باندھتے ہیں	ص۱۸۱

۱۔ ہنگامہ : بارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چھے بار]۔
ہواخواہ : ایک بار۔ ہواخواہی : ایک بار۔

۲۔ ہَوا [۱،۲] : چھیالیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: اُنتیس بار]۔
ہواداروں : ایک بار۔

(۸) آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے! | ہم بھی ایک اپنی ہوا باندھتے ہیں | ص۱۸۱

(۹) مگر غبار ہوئے پر ہوا اُڑا لے جائے | وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں | ص۱۸۳

(۱۰) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا | آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہوا کہتے ہیں | ص۱۸۸

(۱۱) نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ | کہ زخمِ روزنِ در سے ہوا نکلتی ہے | ص۲۱۸

(۱۲) اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوئے یار میں | بارے، اب اے ہوا! ہوسِ بال و پر گئی | ص۲۳۳

(۱۳) سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟ | ابر کیا چیز ہے؟ ہوا کیا ہے؟ | ص۲۳۸

(۱۴) ہے ہوا میں شراب کی تاثیر | بادہ نوشی ہے باد پیمائی | ص۲۵۱

(۱۵) بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے | کیوں کر نہ کھائیے کہ ہوا ہے بہار کی | ص۲۵۱

(۱۶) انھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے | ہوا میں بوند کو ابرِ تنگرگ یار، گرہ | ص۲۷۹

(۱۷) اُس شعلے نے گلگلوں کو جو گلشن میں کیا گرم | پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم | ص۳۴۸

دیکھیے: (۱۸) پردۂ ہوا۔ (۱۹) پیمانۂ ہوا۔ (۲۰) خوبیِ ہوا۔ (۲۱) سوارِ ہوا۔ (۲۲) طوفانِ ہوا۔ (۲۳، ۲۴) فیضِ ہوا [دوبار]۔ (۲۵) لُطفِ ہوا۔ (۲۶) یک بام و صد ہوا۔ [مزید دیکھیے: آب و ہوا]۔

ہواخواہ: کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم | ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! | ص۱۹۱

ہواخواہی: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی | اُسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے | ص۲۴۴

ہواداروں: پھر وہ سوئے چمن آتا ہے خدا خیر کرے! | رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہواداروں کا | ص۲۸

ہوائے بام: ہے نَفَس پروردہ گلشن کس ہوائے بام کا | طوقِ قمری میں ہے سروِ باغ، ریحانِ سفال | ص۵۲

ہوائے پرفشانی: ہوائے پرفشانی برقِ خرمن ہائے خاطر ہے | بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش | ص۴۷

ہوائے تند: بجز پروازِ شوقِ ناز، کیا باقی رہا ہوگا! | قیامت اک، ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر | ص۱۶۷

ہوائے جلوۂ ناز: ہر ایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست | گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز | ص۱۷۲

ہوائے چمن: بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز | وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز | ص۴۲

ہوائے چمن جلوہ: بہ ہوائے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست | باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زُنّار | ص۳

ہوائے چمنِ نشوونما: دیکھیے: فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما۔

ہوائے خرامِ ناز:	دل، ہوائے خرامِ ناز سے پھر	محشرستانِ بے قراری ہے	ص۲۲۴

ہوائے دل: دیکھیے: تازہ وارِدانِ بساطِ ہوائے دل۔

ہوائے دلبراں:	میں کہا: اے دل! ہوائے دلبراں	بس کہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں	ص۲۶۶
ہوائے دیدار:	شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز	ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار	ص۱۳۳

ہوائے سرِ رہگزار: دیکھیے: جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگزار۔

ہوائے سیرِ گُل:	ہوائے سیرِ گُل آئینۂ بے مہریِ قاتل	کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا	ص۱۳۳
ہوائے صبح:	ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے	دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا	ص۱۶

ہوائے صیقل: دیکھیے: اعجازِ ہوائے صیقل۔

ہوائے کامرانی:	اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن	کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی	ص۱۰
ہوائے کشتِ وفا:	دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ واں	حاصل، سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا	ص۱۵۳
ہوائے گفتار:	پشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی	سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار	ص۳

ہوائے گُل: (۱) دیکھیے: دلِ بے ہوائے گل۔ (۲) حلقۂ دامِ ہوائے گل۔

ہوائے گلشن:	دیوانگیِ اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے	سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا	ص۲۶
ہوائے یک نگہِ گرم:	جاں، در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ	پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا	ص۱۴۹
ہوس[۱]:	(۱) شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر	نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی	ص۱۰
	(۲) بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند؟	مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا	ص۲۱
	(۳) ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیِ مست	نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث	ص۳۳
	(۴) شوقِ عناں گُسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے	جادۂ سیرِ دو جہاں یک مژہ خوابِ پا سمجھ	ص۷۲
	(۵) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ	جوں پرِ طاؤس یکسر داغِ مشک اندودہ ہے	ص۱۰۳

۱۔ ہوس : چوّن بار [مفرد: نو بار، مرکب: پینتالیس بار]۔ ہوس ہا : ایک بار [مرکب]۔

(۶) ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں — وہ بے دماغ، جس کو ہوس بھی تپاک ہے — ص ۱۱۰

(۷) گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہوجانا — ص ۱۵۶

(۸) ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! — نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا! — ص ۱۵۷

(۹) فروغِ شعلۂ خس یک نفَس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا! — ص ۱۵۷

(۱۰) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) آفتِ جولانِ ہوس۔ (۱۲) ادیبِ یاوگی ہاے ہوس۔ (۱۳) امتحانِ ہوس۔ (۱۴)، (۱۵) اہلِ ہوس [دوبار]۔ (۱۶) باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس۔ (۱۷) بالاے ہوس۔ (۱۸) بندِ ہوس۔ (۱۹) پاے ہوس۔ (۲۰) پیچ وتابِ ہوس۔ (۲۱) تسکینِ ہوس۔ (۲۲) تکلیفِ ہوس۔ (۲۳) جولانِ ہوس۔ (۲۴) چراغانِ ہوس۔ (۲۵) خرمن سوزِ اسبابِ ہوس۔ (۲۶)، (۲۷) دامِ ہوس [دوبار]۔ (۲۸) دستِ ہوس۔ (۲۹) سینۂ اہلِ ہوس۔ (۳۰) شغلِ ہوس۔ (۳۱) صحراے ہوس۔ (۳۲) فرسودنِ پاے ہوس۔ (۳۳) کنارِ ہوس۔ (۳۴) گرفتارِ ہوس۔ (۳۵) میدانِ ہوس۔ (۳۶) یک جہاں قماشِ ہوس۔

ہوسِ آرمیدگی: روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہرِ اشک کو ہے فرامش چکیدگی — ص ۳۵۴

ہوسِ بال و پر: اُڑتی پھرے ہے خاک مری کوے یار میں — بارے، اب اے ہَوا! ہوسِ بال و پر گئی — ص ۲۳۳

ہوس پیشہ: غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ! — ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا اَور سہی — ص ۳۱۱

ہوسِ خانماں: جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں — ص ۵۷

ہوسِ زر: غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر — کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے — ص ۲۳۴

ہوسِ سیرِ لالہ زار: بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار — یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے — ص ۷۶

ہوسِ سیر و تماشا: لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

ہوسِ شعلہ: شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی — جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے — ص ۲۱۸

ہوسِ صدقدح شراب: ہے تاک میں سَلم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو — ص ۶۹

ہوسِ غزل سرائی: مجھے انبعاثِ غم نے پَیِ عرضِ حال بخشی — ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی — ص ۱۰

ہوسِ فروختن ہا:	ہوسِ فروختن ہا تب و تابِ سوختن ہا	سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی	ص ۱۰
ہوس گستاخ مطلب:	جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب، ہے، مگر عاشق	نفس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے	ص ۱۱۵
ہوس گستاخیِ آئینہ:	ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی	بہ جَیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا	ص ۱۶
ہوسِ گُل:	ہوسِ گُل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا	عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے	ص ۲۲۲
	(۲) دیکھیے: عرضِ فسونِ ہوسِ گل۔		
ہوسِ نائے ونوش:	اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل!	زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے	ص ۲۳۰
ہوسِ وعدہ:	اے تسلّی! ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے	ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے	ص ۸۳
ہوس ہائے جہاں:	چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے	بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے	ص ۱۱۴
ہوسِ یار:	گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف	یھاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں	ص ۱۸۴
ہوش[۱]:	ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟	نالہ در گردِ تمنّائے اثر پنہاں ہے	ص ۱۱۰
	(۲) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گُل دیکھ اسدؔ!	پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب	ص ۱۶۳
	(۳) مجھ سے کہا جو یار نے: جاتے ہیں ہوش کس طرح؟	دیکھ کے میری بے خودی، چلنے لگی ہَوا کہ یوں	ص ۱۷۸
	(۴) عمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے، کہ اسدؔ	میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا	ص ۴۴۶
	دیکھیے ــــــ: (۵) اجازتِ تسلیمِ ہوش۔ (۶) رہزنِ تمکین و ہوش۔ (۷) وداعِ ہوش۔		
ہوشیار[۲]:	خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار	مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوشیار	ص ۲۹۰
ہوشیاری:	حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل	جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعوئ ہوشیاری کا	ص ۱۳۸
ہَولِ[۳] دل:	وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں شرمسار	یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو	ص ۱۹۵
ہولی[۴]:	سو اِس اکیس دن میں ہولی کی	جا بجا مجلسیں ہوئیں رنگیں	ص ۲۸۰
ہیچ[۵]:	[سات بار بہ طورِ ردیف، ص ۳۶]:		

۱۔ ہوش : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
۲۔ ہوشیار : ایک بار۔
ہوشیاری : ایک بار۔
۳۔ ہَول : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ ہولی : ایک بار۔
۵۔ ہیچ : سات بار۔

	(۱)،(۲) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ	رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا ہیچ	
	(۳) حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی	ہستی نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ	
	(۴) تمثال گداز آئنہ، ہے عبرتِ بینش	نظارہ تحیّر، چمنستانِ بقا ہیچ	
	(۵) گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن	فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ	
	(۶) آہنگ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے	ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ	
	(۷) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا!	سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ	
ہیچ کسی[۱]:	دیکھیے: بساطِ ہیچ کسی۔		
ہیچ مدانی[۲]:	دہن اُس کا جو نہ معلوم ہوا	کھل گئی ہیچ مدانی میری	ص۲۳۱
ہیولی[۳]:	(۱) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی	ہیولی برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا	ص۱۵۶
	(۲) قطرہ قطرہ اک ہیولی ہے نئے ناسور کا	خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں	ص۱۸۵
ہیولاے دوعالم:	ہوں ہیولاے دو عالم صورتِ تقریر اسدؔ!	فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے	ص۸۶
ہیولاے مداد:	بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد آتش	کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولاے مداد آتش	ص۴۷
ہَے ہَے[۳]:	(۱) مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہَے ہَے!	خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس	ص۱۷۳
	(۲) مر گیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہَے ہَے!	بیٹھنا اُس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس	ص۱۷۳
	(۳) ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ	ہَے ہَے! خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں!	ص۱۷۸
	(۴) بیکسی ہاے شبِ ہجر کی وحشت، ہَے ہَے!	سایہ، خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے	ص۲۱۱
	(۵) ہَے ہَے! خدا نخواستہ وہ اور دشمنی!	اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے!	ص۲۰۵
	(۶) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم	ہَے ہَے! نہ کہو بُرا، کسے بُرا کہتے ہیں!	ص۳۱۳
ہیہات[۴]:	دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو	ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو	ص۱۹۶

۱۔ ہیچ کسی : ایک بار [مرکّب]۔ — ہیولی : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔

۲۔ ہیچ مدانی : ایک بار۔ — ۳۔ ہَے ہَے : چھے بار۔ — ۴۔ ہیہات : ایک بار۔

ی

یاالٰہی : دیکھیے: الٰہی۔

یاد[۱] :

(۱) دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ — کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا — ص ۳۰

(۲) بس کہ وہ پا کو بیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دفچۂ خرشید ہر یک گرد باد — ص ۳۸

(۳) کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یاد آتش — ص ۴۷

(۴) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گُل — ص ۵۲

(۵) گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کُلفتِ ماسوا سمجھ — ص ۷۲

(۶) زنجیرِ یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص ۹۰

(۷) یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا — انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا — ص ۱۳۵

(۸) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ! — جفا میں اِس کی، ہے انداز کارفرما کا — ص ۱۳۸

(۹) قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد — ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا — ص ۱۵۸

[دس بار بہ طورِ جُزوِ ردیف ص ۱۵۲]

(۱۰) پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا — دل، جگر تشنۂ فریاد آیا

(۱۱) دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز — پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا

(۱۲) سادگی ہائے تمنا، یعنی — پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا

(۱۳) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! — نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا

۱۔ یاد : ستاون بار [مفرد: پینتالیس بار، مرکب: بارہ بار]۔

(۱۴) زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی — کیوں ترا راہ گزر یاد آیا

(۱۵) آہ! وہ جرأتِ فریاد کہاں — دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا

(۱۶) پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال — دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا

(۱۷) کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! — دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

(۱۸) کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی! — گھر ترا خلد میں گر یاد آیا

(۱۹) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ ! — سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

(۲۰) ہوئی مدّت کہ غالبؔ مرگیا، پر یاد آتا ہے — وہ ہر یک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا؟ — ص ۱۶۰

(۲۱) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر — ص ۱۶۷

(۲۲) سر پھوڑنا وہ غالبِؔ شوریدہ حال کا — یاد آگیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۲۳) یاد ہیں غالبؔ! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں — زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک — ص ۱۷۵

(۲۴) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک — ص ۱۷۵

(۲۵) آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد — مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ — ص ۱۷۶

(۲۶) کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی؟ — آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں — ص ۱۷۸

(۲۷) کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم! — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں — ص ۱۸۶

(۲۸) کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالبؔ! — تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں — ص ۱۸۶

(۲۹) یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں — لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

(۳۰) کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں — کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں — ص ۱۹۲

(۳۱) وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب — یاد تھیں جتنی دُعائیں، صرفِ درباں ہوگئیں — ص ۱۹۲

(۳۲) تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو غالبؔ! — یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں — ص ۱۹۲

(۳۳) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی — ص ۲۰۲

(۳۴) یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے — سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے — ص ۲۱۴

(۳۵) عارضِ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسدؔ! — جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے — ص ۲۱۴

(۳۶) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے — جفائیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۴

(۳۷) زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ! — ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے — ص۲۳۴

(۳۸) کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں — میری آواز گر نہیں آتی — ص۲۳۷

(۳۹) تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقماں کا نہیں ہے نام — ص۲۶۳

(۴۰) کس کو کہتے ہیں غزل، ارشاد ہو — ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو — [قادرنامہ]

(۴۱) وہ چُراوے باغ میں میوہ جسے — پھاند جانا یاد ہو دیوار کا — [قادرنامہ]

(۴۲) وہ فرد، جس میں نام ہے میرا غلط لکھا — جب یاد آگئی ہے، کلیجا لیا ہے تھام — ص۲۸۲

(۴۳) ناگہاں یاد آگئی ہے مجھ کو یارب! کب کی بات — کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات — ص۲۹۱

(۴۴) یاد آیا جو وہ کہنا کہ: نہیں، واہ! غلط — کی تصور نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط — ص۲۹۴

(۴۵) گو یاد مجھ کو کرتے ہیں خوباں — لیکن بسانِ دردِ کشیدہ — ص۴۵۰

یادِ ایاے: بے دلی ہاے اسدؔ افسردگی آہنگ تر — یادِ ایاے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا — ص۱۵

یادِ بُتِ رنگیں: کرتا ہے بہ یادِ بُتِ رنگیں دلِ مایوس — رنگِ زِ نظر رفتہ حناے کفِ افسوس — ص۴۶

یادِ حُسنِ سبز: دیکھیے: پااُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز۔

یادِ دوست: دیکھیے: بیتابیِ یادِ دوست۔

یادِ روزے: یادِ روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا — نالۂ دل، بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا — ص۲۴

(۲) اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے — یادِ روزے کہ نَفَس در گرہِ یارب تھا — ص۴۴۴

یادِ روے یار: شب کہ تھی کیفیتِ محفل بہ یادِ روے یار — ہر نظر میں داغِ مے خالِ لبِ پیمانہ تھا — ص۲۵

یادِ زلفِ مشکیں: ہے بہ یادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ — رُوزِ روشن، شامِ آں سوے خیال — ص۵۱

یادِ قامت: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم — ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو — ص۶۷

یادِ گرمیِ صحبت: بہ یادِ گرمیِ صحبت بہ رنگِ شعلہ دہکے ہے — چھپاؤں کیونکے غالبؔ سوزشیں داغ نمایاں کی — ص۷۷

یادِ مژگاں: یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سوداے خیال — چاہیے وقتِ تپش یکدست صد پہلو مجھے — ص۷۸

یادِ یار: دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں — آگ اِس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا — ص۱۵۱

یادگار[۱]: (۱) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص۹۰

۱۔ یادگار : چاربار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔ — یادگاری ہا : ایک بار۔

(۲) ایک طپشؔ کا جانشیں دردؔ کا یادگار ایک — ص۲۹۶

یادگارِ صحرا: اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا! ص۲۶

یادگارِ نالہ: نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بباد — یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص۱۴۷

یادگاری ہا: تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص۲۵۲

یار[1]: (۱) پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل، مگر — کس کو دماغِ منّتِ گفت و شنود تھا ص۱۲

(۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں — یار تیرا جامِ مَے، خمیازہ میرا آشنا ص۱۹

(۳) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخم، گل برگوشۂ دستار ہو پیدا ص۳۱

(۴) بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کلاہِ نازِ گل برطاقِ دیوارِ چمن ص۵۹

(۵) یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ص۸۰

(۶) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یہاں جُز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے ص۸۲

(۷) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ — کرمکِ شب تاب آسامہ پَرافشانی کرے ص۸۲

(۸) یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں! شفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے ص۱۱۳

(۹) ہم پکاریں اور کھلے، یوں کون جائے — یار کا دروازہ پاویں گر کھلا ص۱۴۰

(۱۰) جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا — تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا ص۱۴۴

(۱۱) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالبؔ! — یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! ص۱۶۵

(۱۲) وا حسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ — ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر ص۱۶۹

(۱۳) مجھ سے کہا جو یار نے: جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ — دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہوا کہ یوں ص۱۷۸

(۱۴) دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی — حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں ص۱۸۴

(۱۵) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ — گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص۲۲۱

(۱۶) اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے ص۲۲۳

(۱۷) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزمِ چراغاں کیے ہوئے ص۲۲۵

---

[1] یار : سو بار [مفرد: بیس بار، مرکّب: اسّی بار]۔
یاراں : چودہ بار [مرکّب]۔
یارو : ایک بار۔
یاروں : چار بار۔
یاری : ایک بار [مرکّب]۔

(۱۸) کیا بیاں کر کے مرا روئیں گے یار؟ مگر آشفتہ بیانی میری ص۲۳۱

(۱۹) پر یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں غالبؔ! منہ بند ہوگیا ہے گویا ص۲۵۳

(۲۰) صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا [قادرنامہ]

دیکھیے ـــــــ: (۲۱) آزردگیِ یار۔ (۲۲) آستانِ یار۔ (۲۳) آہنگِ شوقِ یار۔ (۲۴) ادہمِ مشکینِ یار۔ (۲۵) افسانۂ زلفِ یار۔ (۲۶) بالینِ یار۔ (۲۷) بلاگردانِ بے پرواخرامی ہائے یار۔ (۲۸) بندِ قبائے یار۔ (۲۹) بندِ نقابِ یار۔ (۳۰) پرتوِ نقشِ خیالِ یار۔ (۳۱) تابِ رُخِ یار۔ (۳۲) تصورِ یار۔ (۳۳) تیغ نگاہِ یار۔ (۳۴)، (۳۵)، (۳۶)، (۳۷) تیغِ یار [چار بار]۔ (۳۸) جرعہ نوشی ہائے یار۔ (۳۹) جوششِ سودائے زلفِ یار (۴۰) چشمِ یار۔ (۴۱) چشمِ مستِ یار۔ (۴۲) حسرت کشِ یار۔ (۴۳) حیرتِ خطِ رُخِ یار۔ (۴۴) خوئے یار۔ (۴۵) خیالِ عارضِ یار۔ (۴۶) دامانِ خیالِ یار۔ (۴۷) درِ یار۔ (۴۸) دونوں یار۔ (۴۹) دہنِ یار۔ (۵۰) راہِ کوئے یار۔ (۵۱) رخسارِ یار۔ (۵۲) رنجشِ یارِ مہرباں۔ (۵۳) روئے یار۔ (۵۴) زخمِ تیغِ یار۔ (۵۵)--(۵۸) زلفِ یار [چار بار]۔ (۵۹) سایۂ دیوارِ یار۔ (۶۰) سرشکِ چشمِ یار۔ (۶۱) سرِ کوئے یار۔ (۶۲) سرمۂ چشمِ رکابِ یار۔ (۶۳) یادِ روئے یار۔ (۶۴) شامِ فراقِ یار۔ (۶۵) شامِ وصالِ یار۔ (۶۶) شانہ کشِ زلفِ یار۔ (۶۷) شب ہائے ہجرِ یار۔ (۶۸) شکن آموزِ یارِ خمِ طرّۂ یار۔ (۶۹) شمشیرِ صافِ یار۔ (۷۰) شہیدِ جُنبشِ ابروئے یار۔ (۷۱) صرفِ بہارِ حُسنِ یار۔ (۷۲) صرفِ جنگ جوئی ہائے یار۔ (۷۳) عذارِ یار۔ (۷۴) عکسِ خیالِ قدِ یار۔ (۷۵) غیرِ یار۔ (۷۶) فکرِ کشیدن ہائے نقشِ روئے یار۔ (۷۷) قدِ یار۔ (۷۸) کفِ تغافلِ ابروئے یار۔ (۷۹) کوچۂ یار۔ (۸۰)، (۸۱) کوئے یار [دوبار]۔ (۸۲) گردِ راہِ یار۔ (۸۳) گرہِ یار۔ (۸۴) محبّ چار یار۔ (۸۵) محوِ شوخیِ ابروئے یار۔ (۸۶)، (۸۷) مژۂ یار [دوبار]۔ (۸۸) مسرتِ پیغامِ یار۔ (۸۹) موجِ خرامِ یار۔ (۹۰)، (۹۱) نقابِ یار [دوبار]۔ (۹۲) نقشِ روئے یار۔ (۹۳) نویدِ مقدمِ یار۔ (۹۴) وداعِ یار۔ (۹۵) ودیعتِ مژگانِ یار۔ (۹۶) وصالِ یار۔ (۹۷) ہجرِ یار۔ (۹۸) ہوسِ یار۔ (۹۹) یادِ یار۔

یارِ غار: بیچ میں اِن کے نہ آنا زینہار! یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار ص۲۶۶

یاراں: دیکھیے ـــــــ: (۱) دردِ سرِ یاراں۔ (۲) سنجیدنِ یاراں۔ (۳) شکوۂ یاراں۔ (۴) عیادت ہائے طعن آلودِ یاراں۔ (۵) غفلت آرامیِ یاراں۔ (۶) فراقِ رفتہ یاراں۔

یارانِ رفتہ: دیکھیے: جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ۔

یارانِ رسول: یارانِ رسول یعنی اصحابِ کبار ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار ص ۳۱۳

یارانِ غمگیں: عیادت سے زِبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا نظر آتا ہے موے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا ص ۲۸

یارانِ نبی: یارانِ نبی سے رکھ تولاً باللہ! ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا باللہ! ص ۳۱۳

(۲) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟ الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟ ص ۳۱۳

یارانِ نکتہ داں: ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا صلاے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے ص ۲۳۶

یارانِ وطن: دیکھیے: (۱) ہجرِ یارانِ وطن۔ (۲) بے مہریِ یارانِ وطن۔

یارانِ یک دل: دیکھیے: دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل۔

یارو: یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا! بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص ۴۵۱

یاروں: (۱) لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی ہوئی قطرہ فشانی ہاے مَے، بارانِ سنگ آخر ص ۴۰

(۲) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر ص ۴۱

(۳) زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے ص ۱۱۵

(۴) دلِ حسرت زدہ تھا مائدۂ لذتِ درد کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا ص ۱۴۴

یاری: دیکھیے: راہ و رسمِ یاری۔

یارب: دیکھیے: رب۔

یاس[1]: (۱) یاس تمثالِ بہار آئینۂ استغنا وہم، آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں ص ۷

(۲) چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک یاس، پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں ص ۸

(۳) خاکبازیِ اُمید: کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بہ خندہ وا پایا ص ۱۳

(۴) یاس: آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے نااُمیدی: ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ ص ۷۲

(۵) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی ص ۷۵

(۶) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے ص ۹۳

(۷) بزم و داعِ نظر، یاس طرب نامہ بر فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے ص ۹۹

(۸) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ص ۲۰۲

۱۔ یاس : سولہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

دیکھیے:(۹) بزمِ یاس۔(۱۰) تارِ اشکِ یاس۔(۱۱) جنونِ یاس والم۔(۱۲) شکنجِ یاس۔(۱۳) مرحلۂ یاس۔

یاسِ تمنا: اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی — گدازِ ہر تمنا، آبیارِ صد تمنا ہے — ص۸۵

یاس خیز: ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز — یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی — ص۲۱۵

یاس و اُمید: یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا — عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا — ص۱۳۵

یاسمیں[۱]: دیکھیے: تختۂ گل ہائے یاسمیں۔

یاقوت[۲]: دیکھیے:(۱) رگِ یاقوت۔(۲) شوخیِ رگِ یاقوت۔

(۳) گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اخگر ہوا — ص۲۱

یاوَگی[۳]: دیکھیے: پردہ دارِ یاوگی۔

یاوَگی ہائے ہوس: دیکھیے: ادیبِ یاوگی ہائے ہوس۔

یتیم[۴]: دیکھیے: صورتِ مژگانِ یتیم۔

یزداں[۵] پرست: دیکھیے: غالبِ یزداں پرست۔

یزید[۶]: یزیدا کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — بُرا نہ مانیے، گر ہم بُرا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

یعقوب[۷]: (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ بر افگندہ و گل ہا بے خار — ص۳

(۲) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک سے — وام لیتی ہے پرِ پرواز، پیراہن کی بو — ص۶۹

(۳) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید — ہے جو آئی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی — ص۹۱

(۴) نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر — ص۱۶۷

(۵) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر — لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں — ص۱۹۱

یعنی[۸]: (۱) پُشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی — سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار — ص۳

(۲) گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز — یعنی دُعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ — ص۵۰

(۳) میرا نیاز و عجز ہے مُفتِ بتاں اسدؔ! — یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں — ص۶۱

۱۔ یاسمیں : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ یاقوت : تین بار [مرکّب]۔
۳۔ یاوَگی : دو بار [مرکّب]۔
۴۔ یتیم : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ یزداں : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ یزید : ایک بار۔
۷۔ یعقوب : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
۸۔ یعنی : تیئیس بار۔

(۴) حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ!	یعنی ہیں ماندہ ازاں سو و ازیں سو راندہ	ص۷۱
(۵) بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار	یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے	ص۷۶
(۶) خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر	پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے	ص۹۱
(۷) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ	وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی	ص۹۱
(۸) اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں!	دل دے تو ہم بتادیں مٹھی میں تیری کیا ہے	ص۹۵
(۹) ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی	یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے	ص۹۵
(۱۰) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع	مہ زِ سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے	ص۹۶
(۱۱) یعنی دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر	خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے	ص۱۰۵
(۱۲) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا، لیکن	ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے	ص۱۰۷
(۱۳) نقدِ انجم تا بکے از کیسہ بیروں ریختن	یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے	ص۱۱۴
[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیفِ رباعی ص۱۱۷]:		
(۱۴) سامانِ ہزار جستجو، یعنی دل	ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل	
(۱۵) پشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دنیا	منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل	
(۱۶) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر	یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار	ص۱۳۳
(۱۷) حالِ دل نہیں معلوم لیکن اِس قدر، یعنی	ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا	ص۱۴۳
(۱۸) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا	یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہوجائے گا	ص۱۵۱
(۱۹) سادگی ہائے تمنا، یعنی	پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا	ص۱۵۲
(۲۰) میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں	یعنی، سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا	ص۱۵۲
(۲۱) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی	اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد	ص۱۶۶
(۲۲) گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ	یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدعا نہ مانگ	ص۱۷۶
(۲۳) دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں	یعنی، ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں	ص۱۸۳
(۲۴) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی	ہوسِ سیر و تماشا، سُو وہ کم ہے ہم کو	ص۱۹۵
(۲۵) وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں بے قرار	یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو	ص۱۹۵

	(۲۶) ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق	یعنی، ہنوز منتِ طفلاں اُٹھائیے	ص۲۰۱
	(۲۷) زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی	یعنی، تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہائے ہائے!	ص۲۰۴
	(۲۸) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو	یعنی، اِس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے	ص۲۱۳
	(۲۹) یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات	عارف ہمیشہ مستِ مَیِ ذات چاہیے	ص۲۲۰
	(۳۰) یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد	ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے	ص۲۵۴
	(۳۱) دستورِ فنِ شعر یہی ہے قدیم سے	یعنی، دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام	ص۲۸۳
	(۳۲) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار	ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار	ص۳۱۳
یقین[۱]:	(۱) موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر	کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم، چہ یقیں	ص۷
	(۲) یقیں ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو	دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے	ص۹۸
	(۳) شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب	ہے ترے حوصلۂ فضل پر از بس کہ یقیں	ص۱۳۵
	(۴) سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی	یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے	ص۲۵۱
	(۵) صبح دم باغ میں آجائے، جسے ہو نہ یقیں	سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم	ص۲۶۵
	(۶) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے	یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ	ص۲۷۸
	(۷) آپ کی مدح اور میرا مُنہ	گر کہوں بھی تو کس کو آئے یقیں	ص۲۸۱

دیکھیے ـــــــ: (۸) آئینۂ پیدا، تمثالِ یقیں۔ (۹) اثباتِ یقیں۔ (۱۰) اہلِ یقیں۔ (۱۱) زنگارِ رُخِ آئینۂ حُسنِ یقیں۔ (۱۲) سرابِ یقیں۔ (۱۳) سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں۔ (۱۴) ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں۔ (۱۵) فتوائے یقیں۔ (۱۶) کعبۂ اربابِ یقیں۔ (۱۷) کعبۂ ایجادِ یقیں۔

یقینِ اجابت:	گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ	یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدّعا نہ مانگ	ص۱۷۶
یک[۲] آسماں:	قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیا پرست	یک آسماں ہے مرتبۂ پُشتِ پا بلند	ص۳۸
یک آغوشِ وداع:	بازماندن ہائے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع	عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث	ص۳۴
یک آہِ نارسا:	موے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے	شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے	ص۹۴
یک آئینہ چراغاں:	دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے	خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا؟	ص۱۴

۱؎ یقین : اٹھارہ بار [مفرد: سات بار، مرکب: گیارہ بار]۔
۲؎ یک : دو سو تیس بار، (مرکب)۔

یک آئینہ دارِ شکستن: سراپا یک آئینہ دارِ شکستن — ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا — ص ۱۸

یک افغاں: دیکھیے: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔

یک الف بیش: یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا — ص ۱۴۷

یک انداز: دیکھیے: پامردِ یک انداز۔

یک انشا: فکرِ سخن: یک انشا زندانیِ خموشی — دودِ چراغ: گویا زنجیرِ بے صدا ہے — ص ۹۳

یک اوجِ حصار: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پُشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمّتِ صد عارف و یک اوجِ حصار — ص ۱۳۳

یک بار: یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے — ص ۷۶

(۲) آم کو دیکھتا اگر یک بار — پھینک دیتا طلائے دست افشار — ص ۱۳۱

(۳) ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا — یک بار لگادو خُمِ مے میرے لبوں سے — ص ۲۰۱

(۴) فرداودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی — ص ۲۳۳

یک بالِ بلبل: ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس — ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے — ص ۴۵۴

یک بام وصد ہوا: گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے — وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہَوا ہے — ص ۹۴

یک بُت خانہ: دیکھیے: ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ۔

یک بختِ اوج: یک بختِ اوج نذرِ سبکباریِ اسدؔ — سر پر وبالِ سایۂ بالِ ہُما نہ مانگ — ص ۵۱

یک برخاستن: ساتھ جُنبش کے بہ یک برخاستن طے ہوگیا — تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا — ص ۲۵

یک برقِ تجلی: رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلی کہ ہنوز — تشنۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار — ص ۶

یک برگِ تاک: کلفت، طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر — زنگار خوردہ آئنہ، یک برگِ تاک ہے — ص ۱۱۰

یک برگِ بے نوائی: یک برگ بے نوائی صد دعوتِ نیستاں — طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے — ص ۹۵

یک بزمِ ماتم: دیکھیے: حلقۂ یک بزمِ ماتم۔

یک بیاباں بیضۂ قمری: بجائے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص ۶۷

یک بیاباں تپشِ بالِ شرر: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار — ص ۵

یک بیاباں جلوۂ گل: دستگاہِ دیدۂ خوں بارِ مجنوں دیکھنا — یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے — ص ۲۲۷

یک بیاباں حسرتِ تعمیر: ذرہ ذرے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض — ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے — ص۹۵

یک بیاباں دلِ بیتاب: گرد باد، آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں — یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے — ص۱۰۷

یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما: وسعتِ مشرب نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ! — یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما ہوجایئے — ص۸۸

یک بیاباں ماندگی: نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا — حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا — ص۱۳۶

یک بیضۂ طاؤس: گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ، دل — ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل — ص۵۳

یک پرتوِ شوق: دیکھیے: آئینۂ یک پرتوِ شوق۔

یک پردہ نازک تر: (۱) اے بہ ضبطِ حال خونا کردگاں! جوشِ جنوں — نشۂ مے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا — ص۲۰

(۲) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ یک پردہ نازک تر — دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو — ص۶۸

یک پرزدن تپش: اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ص۵۵

یک پرِ کاہ: وہاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ — وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار — ص۱۳۳

یک پنبۂ مینا: بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل، حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ — ص۴۷

یک پیرہن: دیکھیے: زینتِ یک پیرہن۔

یک تارِ نفس: یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صبّاغ — ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج — ص۱۱۸

یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ: پرواز، یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے — گرمیِٔ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ — ص۷۰

یک تپش آموختن: دیکھیے: سرابِ یک تپش آموختن۔

یک تپیدن: دیکھیے: بالِ یک تپیدن۔

یک تصویرِ چاک: ہے فروغِ ماہ سے ہر موج یک تصویرِ چاک — سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم — ص۵۴

یک تماشا: دیکھیے: مشتاقِ یک تماشا۔

یک تمثالِ شیریں: دیکھیے: نقاشِ یک تمثالِ شیریں۔

یک جامہ وار: دیکھیے: جنونِ حسرتِ یک جامہ وار۔

یک جانِ بے نوائے اسدؔ: ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسدؔ — خدا کے واسطے، اے شاہِ بیکساں فریاد! — ص۳۷

یک جانب:	یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے	دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف	ص ۴۹
یک جلوۂ معنی:	دیکھیے: حسرت کشِ یک جلوۂ معنی۔		
یک جُنبشِ لب:	(۱) سرگراں مجھ سے سبک رَو کے، نہ، رہنے سے رہو	کہ بہ یک جُنبشِ لب مثلِ صدا جاتا ہوں	ص ۲۹۸
	(۲) دیکھیے: صدمۂ یک جُنبشِ لب۔		
یک جُنبشِ نشاط:	برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط	کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ	ص ۵۰
یک جنوں:	دیکھیے: وسعتِ جولانِ یک جنوں۔		
یک جہاں	یک جہاں بسملِ اندازِ پر افشانی ہے	دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار	ص ۵
	رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک!	دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ آزردگاں	ص ۶۲
یک جہاں اُمید:	دیکھیے: خوبہائے یک جہاں اُمید۔		
یک جہاں چینِ جبیں:	تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں، لیکن	مباد اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو	ص ۶۸
یک جہاں زانو تامّل:	ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل	یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے	ص ۲۱۵
یک جہاں سودا:	دیکھیے: کمیں گاہِ یک جہاں سودا۔		
یک جہاں قماشِ ہوس:	تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر، کہ میں	حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا	ص ۱۲
یک جہاں گل:	یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ	غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس	ص ۴۶
یک جہاں ہنگامہ:	باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں	ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم	ص ۱۷۷
یک جَیب کشش:	دیکھیے: وحشتِ فرصتِ یک جیب کشش۔		
یک چشمِ حیرت:	دیکھیے: فرصتِ یک چشمِ حیرت۔		
یک چمن جلوۂ یوسف:	یک چمن جلوۂ یوسف بہ چشمِ یعقوب	لالہ ہا داغ براگندہ و گل ہا بے خار	ص ۳
یک حلقہ:	اسدؔ! ہر اشک، ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب اُمیدِ رستن ہا	ص ۲۳
یک حلقۂ زنجیر:	ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب اندیشہ رستن کا	ص ۲۷
یک حلقۂ گردابِ طوفاں:	تمام اجزائے عالم صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے	طلسمِ شش جہت یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے	ص ۸۱

یک خطِ پشتِ لبِ بام: سبزۂ نُہ چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام — رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار ص۱۳۳

یک خطِ مسطر: دیکھیے: کجیِ یک خطِ مسطر۔

یک خلق: (۱) دیکھیے: طلسمِ منتِ یک خلق۔

(۲) دیکھیے: مشکل آساں کنِ یک خلق۔

یک خمِ تسلیم: ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ ! — ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے ص۱۰۲

یک خُمستاں: اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص۱۰۱

یک خندہ: ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی خوش نما، لیکن — ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے ص۱۰۷

یک خواب: دیکھیے: مجموعۂ یک خواب۔

یک خوابِ پریشاں: (۱) دیکھیے: سازِ یک خوابِ پریشاں۔

(۲) دیکھیے: سامانِ یک خوابِ پریشاں۔

یک خوابِ خوش: لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، و لے — غالبؔ! یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں ص۱۷۷

یک خیال: دیکھیے: سادگیِ یک خیال۔

یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ: بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید — یک داغ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ ص۳۶

یک داغِ مشک اندودہ: دیکھیے: حسرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ۔

یک دامنِ کوتاہ: حُسن و رعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے ص۹۲

یک دانۂ انگور: پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مَے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز ص۴۵

یک درازیِ عمرِ خمار: دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ، یک درازیِ عمرِ خمار تھا ص۱۷

یک درِ بر روئے رحمت بستہ: یک درِ بر روئے رحمت بستہ دورِ شش جہت — ناامیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے ص۱۰۱

یک درد: دیکھیے: قربانِ سازِ یک درد۔

یک درد و صد دوا: نے حسرتِ تسلی، نہ ذوقِ بے قراری — یک درد و صد دوا ہے، یک دست و صد دعا ہے ص۹۳

یک درسِ آگاہی: دیکھیے: گردن کشِ یک درسِ آگاہی۔

یک دستِ رَدِّ امتناعِ جلوہ:	حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ!	آئنہ یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے	ص۸۷
یک دستِ سوال:	نور سے تیرے، ہے اُس کی روشنی	ورنہ تھا خرشید یک دستِ سوال	ص۵۱
یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں:	نَفَس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں	مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا	ص۲۲
یک دست وصد دُعا:	دیکھیے: یک درد وصد دوا۔		
یک دستہ شرار:	مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد	بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار	ص۶
یک دشت:	دیکھیے: پرِ یک دشت۔		
یک دعا:	اے ہمہ بے مدّعائی! یک دعا ہو جایئے، ص۴۵۲		
یک دل:	دیکھیے: دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل۔		
یک دلِ بے مدّعا:	گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ	یعنی بغیرِ یک دلِ بے مدّعا نہ مانگ	ص۱۷۶
یک دلِ پاک:	ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک	تمثالِ شوقِ بیباک ہرجا دوچارِ صحرا	ص۲۶
یک دلِ داغِ انتظار:	ہر داغِ تازہ، یک دلِ داغِ انتظار ہے	عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نہ پوچھ	ص۷۰
یک دلِ سرد:	دیکھیے: روے یک دلِ سرد۔		
یک دلِ صدا:	فکرِ نالہ میں گویا حلقہ ہوں زِ سر تاپا	عضو عضو جوں زنجیر یک دلِ صدا پایا	ص۱۳
یک دلِ صد چاک:	دیکھیے: نقشِ یک دلِ صد چاک۔		
یک دو چیں دامانِ صحرا:	قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس	یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا	ص۲۹
یک دیدۂ حیراں:	دیکھیے: آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں۔		
یک دیوانِ بے شیرازہ:	نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد	یادگارِ نالہ، یک دیوانِ بے شیرازہ تھا	ص۱۴۷
یک ذرّہ:	دیکھیے: سازِ یک ذرّہ۔		
یک ذرّۂ زمیں	یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا	یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا	ص۱۴۹
یک رگِ خواب:	ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق	یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو	ص۶۹
یک رنگ:	بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم	لالے کے داغ سے جوں نقطہ وخط، سنبل زار	ص۳

یک رہِ خوابیدۂ شوق: قبلہ و ابروے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق — کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں — ص۷

یک ریشہ دویدن: دیکھیے: سررشتۂ یک ریشہ دویدن۔

یک زبان یک دل: ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا — ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا — ص۱۱۷

یک زخم: دیکھیے: ذوقِ یک زخم۔

یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ: شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا — صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

یک ساز: دیکھیے: پردۂ یک ساز۔

یک ساغرِ خالی: وہمِ طربِ ہستی، ایجادِ سیہ مستی — تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے — ص۱۱۵

یک ساغرِ غفلت: دیکھیے: دُردِ یک ساغرِ غفلت۔

یک سبحۂ اسرارِ نیاز: دیکھیے: گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔

یک سجدہ وار تمکیں: اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں — میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گرداغ خوںبہا ہے — ص۹۴

یک سخنِ بے صدا: اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل — ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے — ص۹۰

یک سرودِ خانۂ ہمسایہ: شورشِ باطن سے یہاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! — شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے — ص۱۰۳

یک سطرِ غبار: سونپے ہے فیضِ ہوا، صورتِ مژگانِ یتیم — سر نوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار — ص۱۳۲

یک سو: طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے — ص۱۱۲

یک شبگیر: دیکھیے: رزقِ یک شبگیر۔

یک شبستاں: دیکھیے: فرصتِ یک شبستاں۔

یک شبنموں: عدم، وحشت سراغ وہستی، آئیں بندِ رنگینی — دماغِ دو جہاں پر سُنبل وگل یک شبنموں ہے — ص۱۱۱

یک شبِ آشفتہ نازِ سُنبلستانی: دودِ شمعِ کشتۂ گل، بزم سامانی عبث — یک شبِ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث — ص۳۳

یک شرر: کو یک شرر کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز — ص۴۲

یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ: فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے — ص۱۰۹

یک شعلۂ ایما: دیکھیے: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما۔

یک شکستِ رنگِ گل: ہے بہارِ تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار — یک شکستِ رنگِ گل صد جُنبشِ مہمیز ہے — ص۸۵

یک شہرآرزو: دیکھیے: ماتمِ یک شہرآرزو۔

یک شیرازۂ وحشت: دیکھیے: ربطِ یک شیرازۂ وحشت۔

یک صُبحِ جدائی: وہ دیکھ کے حُسن اپنا مغرور ہوا غالبؔ! — صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے — ص۸۰

یک صدا: (۱) تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو ص۶۹

(۲) دیکھیے: تکلیفِ یک صدا۔

یک طرف: (۲،۳) اے نواسازِ تماشا! سر بہ کف جلتا ہوں میں — یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں — ص۶۳

(۴) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار — ص۱۳۳

(۵) گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف — یھاں دل میں، ضعف سے، ہوسِ یار بھی نہیں — ص۱۸۴

[سات بار بہ طورِ ردیف ص۴۹]:

(۶)، (۷) عیسیٰؔ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف — درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف

(۸) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکنؔ — خوابِ گرانِ خسروِؔ پرویز یک طرف

(۹)، (۱۰) خرمن بہ باد دادۂ دعویٰ ہیں، ہو سُو ہو — ہم یک طرف ہیں، برقِ شرر بیز یک طرف

(۱۱) مفتِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز — کاوشِ فروشیِ مژۂ تیز یک طرف

(۱۲) ہر مو بدن پہ شہ پرِ پرواز ہے مجھے — بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف

(۱۳) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف

یک عالم: (۱) ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم — حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج — ص۳۵

(۲) دیکھیے: سرمایۂ یک عالم۔ (۳) مستعدِ قتلِ یک عالم۔

یک عالم افسردگاں: سراپا یک آئینہ دارِ شکستن — ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا — ص۱۸

یک عالم چراغاں: دیکھیے: سامانِ یک عالم چراغاں۔

یک عالم گریباں چاکیِ گل: ہوائے صبح، یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے — دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا ص۱۶

یک عالم گلستاں: اسدؔ! بندِ قبائے یار، ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو، تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے ص۸۱

یک عربدہ میداں: یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا — عجزِ ہمّت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا ص۱۲۵

یک عرصہ جولاں: سراسر تاختن کوشش جہت یک عرصہ جولاں تھا — ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا ص۱۸

یک عرق آئنہ: حیف اے ننگِ تمنّا! کہ پئِ عرضِ حیا — یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا ص۱۴

یک عقدۂ تارِ نفس: دیکھیے وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔

یک عمر: (۱) آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس — چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز ص۴۳

(۲) ہستی: فریب نامۂ موجِ سراب ہے — یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھایئے ص۴۷

(۳) زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا — یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے ص۱۰۴

(۴) ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ — اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے ص۲۵۵

یک عمر خودداری: جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی ص۹۲

یک عمر ورع: دیکھیے: بعدِ یک عمر ورع۔

یک غربالِ حسرت بیز: اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں زِبس تیرِ نگاہ — پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے ص۸۵

یک غنچہ: (۱) تنگیِ حوصلہ گردابِ دو عالم آداب — دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار ص۶

(۲) کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچے سے صد خُمِ مئ گل رنگ نکالوں ص۶۰

یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ: طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں — یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں ص۶۰

یک فضائے خندہ: دیکھیے: بقدرِ یک فضائے خندہ۔

یک قافلۂ آبلہ منزل: دیکھیے: بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل۔

یک قدِ آدم: ترے سروِ قامت سے یک قدِ آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں ص۱۷۹

یک قدحِ بادہ: مے کدے میں ہو اگر آرزوے گل چینی — بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار ص۳۲

یک قدم: (۱) آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم — اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال! ص۲۵۲

(۲) دیکھیے: بساطِ دستگہِ یک قدم۔

	(۳) اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر	اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا	ص ۲۶
یک قدمِ وحشت	یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا	جادہ، اجزاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا	ص ۱۴۶
یک قطرہ خوں:	بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی	سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی	ص ۲۰۲
یک قطرۂ خون:	یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر	یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ	ص ۱۱۸
	(۲) بہارِ گل، دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے	ہجومِ برق سے چرخ وزمیں، یک قطرۂ خوں ہے	ص ۱۱۱
	(۳) دیکھیے: صورتِ یک قطرۂ خوں۔		
یک قیامت خاور:	دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی	الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر	ص ۴۰
یک کف:	دیکھیے: تماشاے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔		
یک کفِ افسوسِ تماشائی:	فرصت: آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے	روز و شب: یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے	ص ۱۰۴
یک کفِ خاک:	خراجِ دیہِ ویراں: یک کفِ خاک	بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے	ص ۹۱
یک کفِ خس:	اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں	طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے	ص ۲۱۸
یک کفِ سیلاب:	دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا	آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا	ص ۱۵
یک گامِ بے خودی:	یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا	آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا	ص ۲۶
یک گلستاں:	دیکھیے: رنگِ یک گلستاں۔		
یک گلستاں برگ ریزِ تاک:	عیش گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر	دَورِ ساغر: یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے	ص ۱۰۷
یک گلستاں دل:	حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں	کہ مثلِ غنچہ سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو	ص ۶۷
یک گوشۂ دامن:	بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی	بھروں یک گوشۂ دامن، گر آبِ ہفت دریا ہو	ص ۱۹۴
یک گوشۂ دلِ خالی:	بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی	کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے	ص ۹۰
یک لبِ افسوس:	حاصلِ اُلفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو	دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا	ص ۱۵۳
یک محملِ خوابِ سنگیں:	قبلہ وابروے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق	کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں	ص ۷
یک مرتبہ:	کہتے تو ہو تم سب کہ بُتِ غالیہ مو آئے	یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وُہ آئے!	ص ۲۳۸

یک مژگانِ خوباں: نواے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے — بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے ص۱۱۵

یک مژہ برہم زدن یک مژہ بر ہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے — یہاں سراغ عافیت جُز دیدۂ بسمل نہ پوچھ ص۷۲

یک مژہ برہم زدنی: کوشش، ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے — صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے ص۱۱۰

یک مژہ خوابِ پا: شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے — جادۂ سیرِ دو جہاں، یک مژہ خوابِ پا سمجھ ص۷۲

یک مژۂ خوابناک: مستی، بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب، یک مژۂ خوابناک ہے ص۲۱۶

یک مُشتِ خاک: جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ! — صحرا ہماری آنکھ میں یک مُشتِ خاک ہے ص۲۱۶

یک مُشتِ خوں: یک مُشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت — دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ ص۳۶

یک موجِ خیال: دیکھیے: سیلابِ یک موجِ خیال۔

یک نالہ: ضبطِ جنوں سے ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز — یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھایئے ص۷۴

یک نالۂ شوق: شورِ رُسواءِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق — لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا ص۱۳

یک نالۂ ناقوس: بُت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہاے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا ص۲۱

یک نشوونما: یک نشو و نما جا نہیں جولانِ ہوس کو — ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں ص۶۰

یک نشّہ: دیکھیے: موجِ خمیازۂ یک نشّہ۔

یک نظر بیش: یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! — گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک ص۱۷۵

یک نَفَس: یک نَفَس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے ص۱۱۴

(۲) فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا ص۱۵۷

(۳) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نَفَس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم ص۱۷۷

(۴) دیکھیے: بقدرِ یک نفس۔ (۵) رنگِ یک نفس۔

یک نَفَسِ آرمیدہ: بے دل نہ نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ کھینچ — جوں بوے غنچہ یک نفسِ آرمیدہ کھینچ ص۳۶

یک نَفَس تپش: دیکھیے: ہمہ یک نفس تپش۔

یک نگاہ: شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غمّاز ہے ص۸۲

(۲) دیکھیے: کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ۔

یک نگاہِ آشنا: لطفِ عشقِ ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا — بے تکلف یک نگاہِ آشنا ہوجائیے ص۸۸

یک نگاہِ پاک: گدازِ سعیِ بینش، شُست وشوئے نقشِ خودکامی — سراپا شبنم آئیں یک نگاہِ پاک باقی ہے ص۱۰۷

یک نگاہِ صاف: یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت، عکسِ خطِّ جامِ آفتاب ص۳۱

یک نگاہِ گرم: یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سرتاپا گداز — بہرِ از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث ص۳۴

یک نگہِ قہرآشنا: دیکھیے: سراغِ یک نگہِ قہرآشنا۔

یک نگہِ گرم: دیکھیے: ہوائے یک نگہِ گرم۔

یک نیستاں عالم: بے نوائی تر صدائے نغمۂ شہرت اسدؔ! — بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا ص۱۷

یک نیستاں قلمروِ اعجاز: ہے خامہ، فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ! — یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے ص۹۷

یک ورقِ گردانده: خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ — ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گرداندہ ص۷۱

یک وہم: یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر — یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ ص۱۱۸

یکتا[1]: (۱) جان دینے میں اُس کو یکتا جان — پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان ص۱۳۰

(۲) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہُنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ ! دُشمن آسماں اپنا ص۱۵۹

(۳) اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا ص۱۶۰

(۴) یارانِ نبی سے رکھ تولاّ، باللہ! — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، باللہ! ص۳۱۳

یکتائی[2]: سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا — روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا ص۱۹۲

یکتائیِ معشوق: دیکھیے: جلوۂ یکتائیِ معشوق۔

یکجا[3]: عمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسدؔ! — میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا ص۴۴۶

یکدست[4]: (۱) جاتا ہوں جدھر، سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت — یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے، مگر انگشت ص۳۲

(۲) بہ رنگِ سبزہ، عزیزانِ بدزباں یکدست — ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں ص۶۰

(۳) یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال — چاہیے وقتِ تپش یکدست صد پہلو مجھے ص۷۸

۱۔ یکتا : چار بار۔

۲۔ یکتائی : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔

۳۔ یکجا : ایک بار۔

۴۔ یکدست : تین بار۔

یکدلی[1]: دیکھیے: فسونِ یکدلی۔

یک دیگر[2]: دیکھیے: ہم نفسِ یک دیگر۔

یکسر[3]: (۱) سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں | شرار آسا زِ سنگِ سرمہ یکسر تار جَستن ہا | ص ۲۲

(۲) آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر | بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح | ص ۳۷

(۳) کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت | سویدا، نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنّا ہے | ص ۸۳

(۴) دیوانگی ہے، تجھ کو درسِ خرام دینا | موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے | ص ۹۴

(۵) نقشِ سُمِ سمند سے یکسر | بن گیا دشت، دامنِ گلچیں | ص ۲۸۱

(۶) ٹوٹا ہے، افسوس! موے خمِ زلف | ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ | ص ۴۵۰

یکشنبہ[4]: آج یکشنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ | یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے | ص ۳۱۲

یکقلم[5]: (۱) ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن | پاسبانیِّ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث | ص ۳۴

(۲) خطِ لختِ دل یکقلم دیکھتے ہیں | مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں | ص ۵۶

(۳) بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے | یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصاے کور ہے | ص ۹۳

(۴) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو | دستِ رد سطرِ تبسم یکقلم انشا کرے | ص ۱۰۱

(۵) کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ! | یکقلم خارجِ آدابِ وقار و تمکیں | ص ۱۳۴

(۶) یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت | نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز | ص ۱۷۲

(۷) اے ترا غمزہ: یکقلم انگیز | اے ترا ظلم: سر بسر انداز | ص ۱۷۳

(۸) خطِّ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد | یکقلم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے | ص ۲۱۱

(۹) گُرگانویں کی ہے جتنی رعیّت، وہ یکقلم | عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی | ص ۲۶۳

(۱۰) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم | لمبر رہا نہ نذر نہ خلعت کا انتظام | ص ۲۸۲

(۱۱) ہوئے یہ رہرواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے | کہ دستِ آرزو سے یکقلم پاے طلب کاٹے | ص ۴۵۵

۱۔ یکدلی : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ یکدیگر : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ یکسر : چھے بار۔
۴۔ یکشنبہ : ایک بار۔
۵۔ یکقلم : گیارہ بار۔

یگانہ[1]: اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا | جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا | ص ۱۶۰

یلدا[2]: دیکھیے: شبِ یلدا۔

یوسف[3]: (۱) دیکھیے: یعقوب[۱]۔ (۲) دیکھیے: یعقوب[۴]۔ (۳) دیکھیے: یعقوب[۵]۔

(۴) بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! | دَے نے برباد کیا پیر ہنستاں میرا | ص ۲۱

(۵) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے | دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا | ص ۱۵۷

(۶) یوسف اُس کو کہوں اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی | گر بگڑ بیٹھے تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا | ص ۱۵۸

(۷) نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہَوا خواہی | اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے | ص ۲۴۴

(۸) بُو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب اِدبار آتا ہے | تو یوسف سا حسیں بِکنے سرِ بازار آتا ہے | ص ۳۱۰

یوسف بہ قیمتِ اوّل خریدہ: جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت | میں یوسفِ بہ قیمتِ اوّل خریدہ ہوں | ص ۲۹۹

یوسفِ ثانی: دیکھیے: یوسف[میرزا]۔

یوسفِ گُل: وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زُلیخائی کرے | یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن | ص ۵۹

یوسف[4] [میرزا]: دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی | میرزا یوسف ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے | ص ۲۳۲

یوسفستاں[5]: تکلّف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر، ورنہ | پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے | ص ۸۱

۱۔ یگانہ : ایک بار۔
۲۔ یلدا : ایک بار[مرکّب]۔
۳۔ یوسف : گیارہ بار(مفرد: پانچ بار۔ مرکّب: چھے بار)۔
۴۔ یوسف (میرزا) : ایک بار۔
۵۔ یوسفستاں : ایک بار[مرکّب]۔



مَیں عندلیبِ گلشنِ نا آفریدہ ہُوں